عمران سیریز
زیرو اور زیرو
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

زیرو اوور زیرو

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور
پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا
کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز،
مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد اشرف قریشی
---------- محمد یوسف قریشی
تزئین ------- محمد علی قریشی
طابع ------- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

چند باتیں

محترم قارئین ـــــــ سلام مسنون۔
نیا ناول حاضر ہے۔ موجودہ دور کمپیوٹر کا دور ہے۔ اور اکثر یہ کہا جاتا
ہے کہ آئندہ ایسا دور آنے والا ہے جب پوری دنیا پر حکومت ہی کمپیوٹر
کی ہوگی۔ اور انسان جو آج کمپیوٹر کی ایجاد پر نازاں ہیں آئندہ دور میں اپنی
ہی ایجاد کے محکوم بن جائیں گے۔ بہر حال آئندہ دور کیسا ہوگا۔ یہ تو
آئندہ آنے والی نسلیں ہی دیکھ سکیں گی۔ ہم اور آپ تو صرف اندازے
ہی لگا سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں بھی کمپیوٹر نے اپنی اہمیت بہر حال تسلیم
کرالی ہے۔ اور موجودہ ناول بھی اسی آئیڈیے پر منحصر ہے کہ کمپیوٹر
سائنس کو آگے بڑھا کر کیا کسی ملک کے دفاع کو درہم برہم کیا جا سکتا
ہے۔ کیا کمپیوٹر کے ذریعے کسی ملک کو فتح کیا جا سکتا ہے۔ یہ جاسوسی
ادب میں بالکل ہی انوکھا اور انفرادی آئیڈیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے
کہ اس آئیڈیے پر مبنی یہ کہانی آپ کو ضرور پسند آئے گی میری
ہمیشہ ہی کوشش رہی ہے کہ میں آپ کے لئے ایسی کہانیاں لکھوں
جو ہر لحاظ سے منفرد ہوں۔ اور مجھے اس وقت بے حد مسرت ہوتی
ہے جب میرے قارئین اس قسم کی منفرد کہانیوں کو بے پناہ پسند

کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس بار بھی پہلے کی طرح آپ اس کہانی کے بارے میں اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازیں گے۔ عمران کے لئے اگر آپ پندرہ بیس روپے خرچ کرتے ہیں تو اتنی پیسوں پر میرا بھی حق بنتا ہے۔

آپ کا

مظہر کلیم ایم۔ اے

وسیع و عریض مگر انتہائی جدید انداز میں بنی ہوئی بلڈنگ کے اندر ایک افراتفری کا عالم تھا۔ بھیانک آواز میں مسلسل سائرن بج رہے تھے ——— اور ہر شخص افراتفری کے عالم میں کمروں سے نکل نکل کر خندقوں کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ بلڈنگ کے اندر موجود باوردی سپاہی تیزی سے اپنے اپنے مورچوں کی طرف بھاگ رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس بلڈنگ پر قیامت ٹوٹنے والی ہو۔

ایک بڑے سے کمرے کے اندر البتہ چار ادھیڑ عمر آدمی پاگلوں کے سے انداز میں اپنے سامنے موجود مشینوں کے مختلف بٹن دبانے میں مصروف تھے ——— ان کے چہروں سے مسلسل پسینہ بہہ رہا تھا۔ آنکھیں خوف سے پھٹی ہوئی تھیں۔ اس کمرے میں چاروں طرف کمپیوٹر قسم کی مشینیں نصب تھیں۔ جن میں سے ہر ایک کی سکرین پر سرخ رنگ میں ایم۔ ڈی کے الفاظ بار بار ابھر اور مٹ رہے تھے۔

"بھاگو بھاگو۔ اب کوئی چارہ نہیں۔ اب یہ تباہی آکر ہی رہے گی"
ایک آدمی نے اچانک چیخ کر کہا۔ اور پھر باقی سب بھی مشینوں کو اسی طرح چلتا چھوڑ کر بے تحاشا انداز میں دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔
ان میں ایک آدمی دروازے سے ٹکرا کر چیختا ہوا نیچے جا گرا ۔۔۔ اس کی عینک شاید گر گئی تھی اس لئے وہ تقریباً اندھا ہو گیا تھا۔ باقی دونوں اُسے پھلانگتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ جب کہ ایک نے جھک کر اُسے اٹھایا ۔۔۔ اور پھر کاندھے پر لاد کر ہانپتا ہوا خندق کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ ہر کمرے میں ٹیلی فونوں کی گھنٹیاں مسلسل بج رہی تھیں۔ لیکن وہاں کوئی جواب دینے والا ہوتا تو رسیور اٹھاتا۔
تقریباً دس منٹ تک مسلسل یہ قیامت برپا ہی پھر اچانک سائرن خاموش ہو گئے۔ ہر چیز معمول پر آ گئی۔
"یہ ۔۔۔ یہ کیا ہوا ۔۔۔ ایم ۔ ڈی کا مطلب تو ماسٹر ڈسٹرکشن ہے۔ مکمل تباہی۔ پھر یہ سب کچھ ہوا کیوں نہیں۔ یہ سائرن کیوں خاموش ہو گئے ہیں" ۔۔۔ زیر زمین خندق میں الٹے لیٹے ہوئے ایک بوڑھے نے سائرن خاموش ہوتے ہی چیخ کر کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی سب لوگ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔
تھوڑی دیر بعد وہ سب جب اپنے کمروں میں پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کمپیوٹر سکرینوں پر معمول کا پروگرام جاری تھا۔
"یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ ماسٹر ڈسٹرکشن کے الفاظ بغیر زیرو تھری آپریٹ ہوئے نہیں ابھر سکتے۔ اور زیرو تھری آپریشن کا مطلب تو ملک پر ایٹمی حملہ ہے" ۔۔۔ بوڑھے نے بری طرح اپنے بال نوچتے ہوئے کہا۔
ساتھ پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی یک لخت بج اٹھی۔ اور بوڑھے نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس ۔۔۔ ڈاکٹر طارل سپیکنگ" ۔۔۔ بوڑھے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"ڈاکٹر طارل ۔۔۔ میں پرائم منسٹر بول رہا ہوں۔ یہ سب کیا ہو گیا ہے۔ یہ کس نے حملے کا کاشن دیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ پورے ملک پر ہنگامی حالت نافذ ہونے میں صرف ایک لمحہ باقی رہ گیا تھا۔ لیکن پھر ہر چیز اوکے ہو گئی ۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیوں ہو رہا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
"سر ۔۔۔ ہم خود پاگل ہو رہے ہیں۔ ایم ۔ ڈی کا کاشن مل گیا تھا۔ لیکن پھر ہر چیز اوکے ہو گئی" ۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے اس بار اپنے سخت لہجے کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔
"یہ کیوں۔ اگر ایٹمی حملہ ہونا تھا تو کیوں نہیں ہوا۔ اور یہ ایٹمی حملہ کون کر رہا تھا۔ اور اگر نہیں ہوا تو کیوں نہیں ہوا" ۔۔۔ پرائم منسٹر کی اور زیادہ چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
"سر ۔۔۔ میں نے اسے چیک کرنے کی کوشش کی تھی کہ یہ ایٹمی حملہ کس طرف سے ہو رہا ہے۔ لیکن ہر ملک کا کمپیوٹر اوکے تھا۔ پہلے مجھے پاکیشیا کی طرف سے خطرہ ہوا۔ لیکن پاکیشیا کمپیوٹر اوکے

تھا۔ پھر میں نے شوگران چیک کیا۔ اس طرح سارے ملک چیک کئے۔ لیکن ہر طرف خاموشی تھی۔ اس کے باوجود ماسٹر کمپیوٹر ایم۔ ڈی ظاہر کر رہا تھا ــــ لیکن پھر اچانک ہر چیز معمول پر آگئی۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ ڈاکٹر طارق نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ خود بھی کسی بات پر واضح نہ ہو۔

"ڈاکٹر طارق ــــ آپ اس مین آپریشن روم کے انچارج ہیں یہ ذمہ داری آپ کی ہے کہ آپ مجھے بتائیں کہ یہ سب کیوں ہوا کیسے ہوا۔ اور اگر یہ سب کچھ کسی خرابی کی وجہ سے ہوا ہے تو اس کی ذمہ داری کس پر ہے ــــ اگر چند لمحے اور کاشن رہ جاتا تو قانون کے مطابق ملک میں سپر ہنگامی حالات نافذ کر دیئے جاتے۔ اور اگر ایسا ہو جاتا تو پھر اس سے جو نقصانات ملک کو اٹھانے پڑتے آپ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے ــــ لیکن اب بھی کم نقصان نہیں ہوا۔ سپر ہنگامی حالات تک کی تیاریوں پر اور کچھ نہیں تو کم از کم بیس کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہو گا" پرائم منسٹر کے لہجے میں ابھی تک بے پناہ تلخی تھی۔

"میں سمجھتا ہوں جناب ــــ آپ بے فکر رہیں۔ میں اس کی مکمل انکوائری کروں گا" ــــ ڈاکٹر طارق نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

"دو گھنٹوں کے اندر اندر آپ رپورٹ لے کر مرکزی کابینہ کے اجلاس میں خود پیش ہوں۔ صدر مملکت نے اس صورت حال پر ہنگامی طور پر کابینہ کا مکمل اجلاس طلب کر لیا ہے" ــــ پرائم منسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ــــ میں رپورٹ سمیت پہنچ جاؤں گا"

ڈاکٹر طارق نے جواب دیا۔

اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے رومال نکالا اور پیشانی سے بہنے والا پسینہ پونچھنے میں مصروف ہو گیا۔

"ڈاکٹر طارق ــــ میرے خیال میں سارے سنٹر کی فل چیکنگ ہونی چاہئے" ــــ ایک اور بوڑھے نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر سنگھ۔ انتہائی غضب ہو گیا ہے۔ انتہائی غضب۔ میری دن رات کی محنت بے کار چلی گئی ہے۔ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے کسی نے میرے سینے میں خنجر گھونپ دیا ہے ــــ اگر یہ فالٹ ہے تو اتنا بڑا فالٹ ہم سب کی مکمل نااہلی کا ثبوت ہے"۔ ڈاکٹر طارق نے سر جھکاتے ہوئے مدھم لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئی تھیں۔

"یہ انتہائی پیچیدہ مشینری کا مسئلہ ہے ڈاکٹر طارق ــــ اور اس قدر پیچیدہ مشینری میں کوئی فالٹ کسی بھی وقت پڑ سکتا ہے۔ آپ کو اسے اس قدر سنجیدہ نہیں لینا چاہئے بلکہ ہمیں فوری طور پر اس کی انکوائری کرنی چاہئے۔ تاکہ اگر یہ واقعی کوئی فالٹ ہے تو پھر آئندہ ایسا فالٹ نہ پڑ سکے" ــــ ڈاکٹر سنگھ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے بڑے بچوں کو بہلاتے ہیں۔

"ٹھیک ہے۔ میرا تو دماغ ہی کام نہیں کر رہا۔ آپ ایسا کریں کہ مکمل چیکنگ کا آرڈر دے دیں اور اپنی نگرانی میں چیکنگ کرا کر رپورٹ تیار کر لیں ــــ دو گھنٹے بعد کابینہ کے اجلاس میں اسے پیش

کرنا ہو گا" ——— ڈاکٹر طارل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— آپ قطعی بے فکر رہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا" ——— ڈاکٹر سنگھ نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف بڑھ گیا۔

ڈاکٹر طارل اٹھا اور تھکے تھکے قدموں سے چلتا ہوا اس بڑے ہال سے نکل کر راہداری میں چلتا ہوا ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوا ——— یہ کمرہ ریسٹ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔

ڈاکٹر طارل بغیر لباس بدلے ویسے ہی بیڈ پر دراز ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ لیکن دماغ میں مسلسل دھماکے سے ہو رہے تھے ——— وہ اس واقعہ کے بعد اندرونی طور پر واقعی بُری طرح ٹوٹ پھوٹ گیا تھا۔ اُسے وہاں لیٹے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ اس کا ذہن آہستہ آہستہ نارمل ہونے لگا۔ دھماکوں کے درمیان نہ صرف وقفہ آتا گیا بلکہ ان کی شدت بھی کم ہو گئی ——— اور پھر نیند نے اس کے ذہن پر غلبہ پا لیا۔ نیند جو ہر قسم کی پریشانی کو تھپک کر سلا دیتی ہے۔

"ڈاکٹر ڈاکٹر" ——— ایک آواز ابھری اور ڈاکٹر طارل جو نجانے کتنی دیر تک سوتا رہا تھا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کے سامنے کرسی رکھے ڈاکٹر سنگھ بیٹھا ہوا تھا۔

"اچھا ہوا ڈاکٹر۔ آپ کو نیند آ گئی۔ اس طرح اب آپ زیادہ چاق و چوبند ہو گئے ہوں گے" ——— ڈاکٹر سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا

"ہاں ——— لیکن۔ اوہ مجھے سوتے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے

مائی گاڈ۔ اتنا عرصہ۔ ہاں وہ رپورٹ کا کیا ہوا۔ کیا فالٹ ملا"

ڈاکٹر طارل نے چونک کر ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ مکمل ہے۔ تمام سنٹر کی تفصیلی چیکنگ کی گئی ہے۔ ہر مشین بالکل او۔کے ہے۔ کسی میں معمولی سا فالٹ بھی نہیں ہے یہ دیکھئے رپورٹ" ڈاکٹر سنگھ نے ہاتھ میں تھامی ہوئی فائل ڈاکٹر طارل کی طرف بڑھا دی۔

"یہ کیسے ممکن ہے بغیر کسی فالٹ کے" ——— ڈاکٹر طارل نے ایسے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا جیسے اُسے ڈاکٹر سنگھ کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

"آپ خود دیکھ لیجئے" ——— ڈاکٹر سنگھ نے جواب دیا۔ اور ڈاکٹر طارل نے فائل کھول کر اس میں موجود کاغذوں کو پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ سب کاغذ کمپیوٹر رپورٹیں تھیں۔ مخصوص کوڈ میں۔ لیکن ڈاکٹر طارل انہیں اس طرح پڑھ رہا تھا جیسے وہ عام زبان میں لکھے گئے ہیں۔ جیسے جیسے وہ کاغذ پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھرتی چلی آ رہی تھی۔

"اوہ ——— واقعی ڈاکٹر سنگھ۔ سنٹر کی رپورٹ تو مکمل طور پر او۔کے ہے" ——— ڈاکٹر طارل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور فائل بند کر کے بیڈ پر رکھ دی۔

"لیکن ڈاکٹر طارل ——— بہرحال کچھ نہ کچھ ہوا ضرور ہے۔ اور اب کابینہ میں آپ کو ہی بتانا ہو گا کہ کیا ہوا ہے" ——— ڈاکٹر سنگھ نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک ہی صورت ہے ڈاکٹر سنگھ۔ بس ایک ہی صورت۔ ہاں یقیناً ایسا ہی ہو سکتا ہے" ——— ڈاکٹر طارل نے آنکھیں بند کر کے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ ڈاکٹر کیا ہوا ہو گا"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر سنگھ نے چونک کر کہا۔

"ہمارے ماسٹر کمپیوٹر کا کی ورڈ کسی کو معلوم ہو گیا ہے۔ اور اس سے
اس کی ورڈ کی بنا پر ہمارے ماسٹر کمپیوٹر کو کنٹرول کر لیا ہو گا۔ اس کے
سوا اور کوئی دوسری صورت نہیں ہو سکتی"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے کہا۔

"ڈاکٹر طارل۔ کیا آپ کے ذہن پر ابھی تک نیند کا غلبہ ہے۔ آپ جیسا
سائنسدان کم از کم ہوش میں رہ کر یہ باتیں نہیں کہہ سکتا۔ کی ورڈ جب
ہمیں ہی معلوم نہیں ہے۔ تو پھر دوسرے کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔
دوسری بات ماسٹر کمپیوٹر کو کنٹرول کرنے کی۔۔۔۔۔ تو ایسے سیلف آپریشن
ماسٹر کمپیوٹر کو باہر سے کون کنٹرول کر سکتا ہے۔ نہیں ڈاکٹر طارل۔ یہ
دونوں باتیں قطعی ناممکن ہیں۔ قطعی ناممکن"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر سنگھ نے بُرا سا
منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے ڈاکٹر طارل
جیسے بڑے سائنسدان کے منہ سے ایسی بچگانہ بات سن کر دلی طور
پر دکھ پہنچا ہو۔

"میں تمہاری ذہنی کیفیت اچھی طرح سمجھ رہا ہوں ڈاکٹر سنگھ۔ واقعی
پوری دنیا میں کسی کو ماسٹر کمپیوٹر کا اپنا کی ورڈ معلوم نہیں ہے۔ جس کے
ذریعے وہ اُسے کنٹرول کر سکے۔۔۔۔۔ اور یہ بات بھی اپنی جگہ درست
کہ اس جیسے سیلف آپریشن ماسٹر کمپیوٹر کو باہر سے کنٹرول بھی نہیں
جا سکتا۔ لیکن اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہیں۔ ماسٹر کمپیوٹر ہر طرح
سے او۔ کے ہے۔۔۔۔۔ باقی تمام کمپیوٹر ہر لحاظ سے او۔ کے ہیں
اس لئے ایم۔ ڈی کے الفاظ صرف اُس صورت میں آ سکتے ہیں جب
کہ واقعی کافرستان پر کسی طرف سے ایٹمی حملے کا حتمی اور یقینی خطرہ

ہو۔ لیکن ہر ملک کا کمپیوٹر خاموش ہے اور حملہ بھی نہیں ہوا۔ اس لئے اب
اس کے سوا اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔ بہرحال کسی نہ کسی نے اس
ناممکن کو ممکن بنا ہی دیا ہے"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے کہا۔

"ڈاکٹر۔۔۔۔۔ آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ کمپیوٹر سائنس میں آپ
بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں۔ آپ سے زیادہ ذہانت کم از کم اس
میدان میں کسی کے حصے میں نہیں آئی۔ اس کے باوجود آپ کہہ رہے
ہیں کہ کسی نے ایسا کیا ہے۔۔۔۔۔ ایسا کون کر سکتا ہے"۔
ڈاکٹر سنگھ نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر سنگھ۔۔۔۔۔ اب میرا دماغ واقعی صحیح اور درست طور پر کام
کر رہا ہے۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ میرا آئیڈیا غلط ہے یا صحیح۔ آؤ۔ آج
میں تمہیں ایک کرامت دکھاؤں"۔۔۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے بیڈ سے
اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔
ڈاکٹر سنگھ نے بیڈ پر پڑی ہوئی رپورٹ فائل اٹھائی اور پھر وہ
بھی ڈاکٹر طارل کے پیچھے چل پڑا۔ ریسٹ روم سے نکل کر وہ راہداری
میں آئے۔۔۔۔۔ کافی آگے بڑھ کر ڈاکٹر طارل ایک سائیڈ راہداری میں
مڑ گیا۔ اور پھر راہداری کے آخر میں موجود لفٹ میں داخل ہو کر ڈاکٹر طارل
نے بجائے لفٹ کا بٹن دبانے کے ان بٹنوں کے نیچے ایک مخصوص
جگہ پر انگلی رکھ کر اُسے زور سے دبایا۔۔۔۔۔ دوسرے لمحے لفٹ حرکت
میں آئی اور تیزی سے نیچے جانے لگی۔ ڈاکٹر سنگھ خاموش کھڑا تھا۔
لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔

"یہ میرا ذاتی راز ہے ڈاکٹر سنگھ۔۔۔۔۔ لیکن اب اس کا انکشاف

مجبوری بن گیا ہے"۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لفٹ پر منزلوں کے نمبر تیزی سے ابھر اور مٹ رہے تھے۔ حتی کہ آخری منزل نمبر گیارہ بھی ابھر کر مٹ گیا۔ لیکن لفٹ رکنے کی بجائے اور نیچے جاتی رہی۔

"کیا کہا۔۔۔ گیارہویں منزل سے نیچے بھی کوئی جگہ ہے"۔ ڈاکٹر سنگھ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہیں تو ہم جا رہے ہیں۔ تمہیں معلوم ہے یہ بلڈنگ میں نے ہی ڈیزائن کی تھی۔ اس لئے اس میں بہت سے ایسے راز ہیں جن کا سوائے میرے اور کسی کو علم نہیں"۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے کہا۔

چند لمحوں بعد لفٹ رک گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی لفٹ کا دروازہ کھل گیا۔

"آؤ ڈاکٹر سنگھ"۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور ڈاکٹر سنگھ سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ لفٹ کے دروازے سے گزر کر وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں آئے جہاں مختلف کمپیوٹر مشینیں بکھری ہوئی تھیں۔

"یہ میری ذاتی لیبارٹری ہے۔ ڈاکٹر سنگھ۔ فرصت کے وقت میں یہیں کام کرتا رہتا ہوں"۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے بڑے فخریہ انداز میں کہا۔

"اوہ ڈاکٹر۔۔۔ آپ نے کمال کر دیا۔ کسی کو بھی اس ذاتی لیبارٹری کا علم نہیں ہے"۔۔۔ ڈاکٹر سنگھ نے حیرت بھرے انداز میں

ادھر ادھر بکھری ہوئیں مکمل اور نامکمل مشینوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ کوئی بھی سائنسدان مزید ریسرچ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تم نے خود اپنی کوٹھی کے تہہ خانے میں لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ لیکن یہ لیبارٹری میں نے اس لئے خفیہ رکھی کہ جس ایجاد پر میں ریسرچ کر رہا ہوں اس میں معمولی سی ڈسٹربنس بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ بہر حال آؤ ادھر"۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے کہا۔ اور ڈاکٹر سنگھ کو لے کر وہ ہال کے ایک کونے میں دیوار کے ساتھ نصب مشین کی طرف بڑھ گیا۔ مشین کے سامنے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ دونوں ان پر بیٹھ گئے۔

ڈاکٹر طارل نے مشین کے نیچے موجود کی بورڈ کا سائیڈ بٹن آن کیا۔ اور پھر اس نے کی بورڈ پر انگلیاں چلانا شروع کر دیں۔ دوسرے لمحے سکرین پر مختلف ہندسے ابھرنے لگے۔ ڈاکٹر طارل کی انگلیاں مسلسل حرکت کرتی رہیں۔۔۔ اور سکرین پر عجیب و غریب ہندسے مسلسل جلتے بجھتے رہے۔

"یہ زیرو الیون ٹائپ ماسٹر کمپیوٹر لگتا ہے ڈاکٹر"۔۔۔ ڈاکٹر سنگھ نے کہا۔ جو بڑے غور سے اس مشین کو مسلسل دیکھ رہا تھا۔

"نہیں ڈاکٹر سنگھ۔۔۔ زیرو الیون تو بہت معمولی کمپیوٹر ہے۔ یہ کمپیوٹر اے الیون اور سکسٹی فائیو زیرو سکس کمپیوٹرز سے بھی زیادہ جدید ہے"۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کی انگلیاں مسلسل حرکت کر رہی تھیں۔

"اوہ۔۔۔ اس قدر جدید۔ لیکن۔۔۔۔"۔۔۔ ڈاکٹر سنگھ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"یہ میری ذاتی ایجاد ہے ڈاکٹر سنگھ۔ میرے گذشتہ آٹھ سالوں کی
مسلسل محنت کا نتیجہ ہے۔ ابھی یہ میرے ذہن کے مطابق نامکمل ہے۔
اس لئے مجھے اس قدر کام کرنا پڑ رہا ہے ——— ورنہ تو ایک اشارہ ہی
کافی ہے" ——— ڈاکٹر طارل نے جواب دیا۔

"لیکن آپ کرنا کیا چاہتے ہیں" ——— ڈاکٹر سنگھ نے پوچھا۔

"میں اس سنٹر یا اس کمپیوٹر کو تلاش کر رہا ہوں جس نے میرے
نظریے کے مطابق ہمارے ماسٹر کمپیوٹر کو کنٹرول کیا ہے"
ڈاکٹر طارل نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ اگر ایسا ہے بھی سہی جیسا آپ کہہ رہے ہیں۔
تو نجانے وہ کہاں ہو گا اس سے کیسے رابطہ ہو سکتا ہے"
ڈاکٹر سنگھ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"دیکھو۔ اگر میرا آئیڈیا درست ہے تو لازماً دوسرے کمپیوٹر نے
ہمارے ماسٹر کمپیوٹر کو لنک کیا ہو گا۔ یہ درست ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر اس
کا پتہ نہیں دے رہا ——— لیکن یہ کمپیوٹر اگر ایسا ہے تو ضرور پتہ دے
گا اور اگر واقعی لنک ہوا ہے تو پھر یہ اس کمپیوٹر کو بھی تلاش کر لے
گا۔ ابھی میں اپنے ہی ملک میں ٹریس کرنے کی کوشش کر رہا ہوں
ورنہ اس کمپیوٹر کے ذریعے ہمسایہ ملکوں میں موجود ہر ماسٹر کمپیوٹر کو
ٹریس کیا جا سکتا ہے" ——— ڈاکٹر طارل نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہ مشین نہیں کرامات ہی ہے"
ڈاکٹر سنگھ نے جواب دیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ نہ صرف چونک

پڑا۔ بلکہ یک لخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔

"اوہ گڈ گاڈ ڈاکٹر طارل ——— آپ کا آئیڈیا واقعی درست تھا۔ یہ تو
کے۔ ایم۔ ٹی کمپیوٹر کے لنک کا پتہ بتا رہی ہے" ——— ڈاکٹر سنگھ
نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— کے۔ ایم۔ ٹی کمپیوٹر نے ہی ہمارے ماسٹر کمپیوٹر کو کنٹرول
کیا ہے۔ حالانکہ سائنسی طور پر ایسا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اتفاقات
بعض اوقات سب سائنسی کلیوں کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں"
ڈاکٹر طارل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کے۔ ایم۔ ٹی کمپیوٹر یہاں ہمارے ملک میں صرف دو جگہوں پر
ہے۔ ایک تو ٹیلی ریو لیبارٹری میں جس کا انچارج ڈاکٹر طوسی ہے۔ اور
دوسرا زیرو سنٹر میں۔ جس کا انچارج ڈاکٹر سٹیش ہے" ——— ڈاکٹر سنگھ
نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے یہ کام ڈاکٹر سٹیش کا ہے۔ وہ نوجوان ہے۔ اور
اس کا ذہن اس قسم کی حرکتوں کے بارے میں خاصا تیز ہے۔ ڈاکٹر
طوسی میری طرح بوڑھا آدمی ہے جو ایک ہی مرکز کے گرد گھومتا ہے۔
بہر حال میں پہلے ڈاکٹر سٹیش کو چیک کرتا ہوں" ——— ڈاکٹر طارل نے
کہا۔ اور ایک بار پھر اس کی انگلیاں انتہائی تیز رفتاری سے کی بورڈ پر
چلنے لگیں۔ سکرین پر دوبارہ ہندسے اور تحریریں ابھرنے مٹنے لگیں۔
اور چند لمحوں بعد جب جھماکے سے سکرین پر ایک تحریر ابھری تو ڈاکٹر سنگھ
ایک بار پھر چونک پڑا ——— البتہ ڈاکٹر طارل کے چہرے پر کامیابی کی
چمک تھی۔

"یعنی یہ سب کچھ ڈاکٹر ستیش نے کیا ہے" ـــ ڈاکٹر سنگھ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــ اب جب کہ سب کچھ تمہارے سامنے ہے۔ تمہیں یقین کرنا ہی پڑے گا" ـــ ڈاکٹر طارل نے کہا۔

"ظاہر ہے آپ نے واقعی ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے۔ اب تو یقین کرنا ہی پڑے گا" ـــ ڈاکٹر سنگھ نے جواب دیا اور دوسرے لمحے وہ یک لخت ڈاکٹر طارل کے سامنے اس طرح جھک گیا جیسے کوئی پجاری کسی دیوتا کے سامنے جھکتا ہے۔

"ارے ارے ڈاکٹر سنگھ۔ کیا ہوا" ـــ ڈاکٹر طارل نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ڈاکٹر طارل۔ آپ واقعی عظیم ترین سائنسدان ہیں میں آپ کی عظمت کو سلام کرتا ہوں" ـــ ڈاکٹر سنگھ نے جھکے جھکے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"ارے ارے یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ارے یہ سب تمہاری اعلیٰ ظرفی ہے۔ ورنہ تو سائنسدانوں کا تو کام ہی ریسرچ ہے" ڈاکٹر طارل نے ڈاکٹر سنگھ کو اٹھا کر گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا شکریہ ڈاکٹر میں نے اپنی زندگی میں کم از کم آج سے دو ہزار سال بعد ایجاد ہونے والی مشین آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔ ایسا کمپیوٹر دو ہزار سال سے پہلے ایجاد نہیں ہو سکتا ـــ یہ واقعی کرامت ہے معجزہ ہے" ـــ ڈاکٹر سنگھ نے کہا۔

"اوہ ـــ ٹیک اٹ ایزی فرینڈ۔ محنت اور مستقل مزاجی ہزاروں

سالوں کے فاصلے لمحوں میں بدلنے کی قدرت رکھتی ہے۔

"بہرحال تمہارا دیا ہوا نام مجھے پسند آیا ہے۔ میں اسے کرامت دن کہوں گا۔ کوڈ نام کے دن ہو گا" ـــ ڈاکٹر طارل نے ڈاکٹر سنگھ کو علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر طارل ـــ آپ اگر اجازت دیں تو میں کے دن کی ایجاد پر کوئی مقالہ لکھ دوں۔ یقین کیجئے پوری دنیا کی کمپیوٹر سائنس میں تہلکہ مچ جائے گا" ـــ ڈاکٹر سنگھ نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ڈاکٹر سنگھ۔ اس قدر جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ ابھی یہ مکمل نہیں ہوا۔ اور مکمل بھی ہو جائے تو ہمیں اسے دنیا کی نظروں سے چھپانا ہے۔ ورنہ پوری دنیا کے سیکرٹ ایجنٹ اس پر جھپٹ پڑیں گے اور میری زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ ہاں میری طبعی موت کے بعد تمہیں اجازت ہے کہ تم اسے منظر عام پر لے آؤ۔ میں تمہیں اس بارے میں ایک تحریر دے دوں گا" ڈاکٹر طارل نے مسکراتے ہوئے کہا

"اوہ۔ یہ بھی میرے لئے باعث فخر ہو گا۔ تھینک یو ڈاکٹر طارل" ڈاکٹر سنگھ نے ایک بار پھر رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"آؤ اب یہاں سے چلیں۔ اب کم از کم میں کابینہ کی میٹنگ میں سر اٹھا کر بات کر سکوں گا" ـــ ڈاکٹر طارل نے کہا۔

"اوہ ہاں ڈاکٹر۔ دو گھنٹے گزرنے والے ہیں۔ لازماً آپ کو گاڑی لینے کے لئے پہنچ چکی ہو گی" ـــ ڈاکٹر سنگھ نے چونک کر کہا۔ اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے لفٹ والے

دروازے کی طرف بڑھتے گئے۔

عمران نے گزشتہ ایک ہفتے سے نیا مشغلہ اختیار کیا
ہوا تھا۔ اور اس کے اس مشغلے سے یوں تو پوری سیکرٹ سروس
تنگ تھی ۔۔۔ لیکن تنویر تو غصے کی شدت سے ریوالور اٹھائے
عمران کو ڈھونڈھتا پھر رہا تھا۔

عمران روزانہ کسی نہ کسی ممبر کا میک اپ کر کے بڑے بڑے
ہوٹلوں میں جاتا اور پھر وہاں بیٹھے ہوئے افراد سے بڑے عاجزانہ
انداز میں لیکن بڑی ڈھٹائی سے بھیک مانگنا شروع کر دیتا۔ حتیٰ کہ
ویٹر اسے دھکے دے کر ہوٹل سے نکال دیتے ۔۔۔ اور ظاہر
ہے اس کے بعد جب وہ ممبر ان میں کسی ہوٹل میں داخل ہوتا تو
اُسے ایسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا کہ اس کا دماغ بوکھلا جاتا۔
پہلے دربان اُسے جھڑک دیتا اور پھر ہال میں موجود ہر ویٹر اس پر

اس طرح چڑھ دوڑتا جیسے وہ دنیا کا رذیل ترین انسان ہو۔ اکثر نوبت لڑائی
بھڑائی پر آجاتی اور یہ بات بعد میں سامنے آتی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔
اور پھر شام کو عمران کسی پبلک بوتھ سے اس ممبر کو فون کر کے مزے
مزے سے ساری کہانی سناتا تو اس ممبر کے تن بدن میں آگ لگ
جاتی ۔۔۔ لیکن عمران انہیں کہیں بھی نہ مل رہا تھا۔ اس کے فلیٹ پر
مستقل تالا تھا۔

رانا ہاؤس میں جوزف اور جوانا اس کی موجودگی سے انکار کر دیتے۔
جب ممبروں نے تنگ آکر ایکسٹو سے اس کی شکایت کی تو ایکسٹو
نے الٹا انہیں ہی جھاڑ دیا ۔۔۔ کہ یہ ان کے ذاتی معاملے ہیں وہ اس
سے خود نمٹیں۔ اور اگر واقعی عمران یہ حرکت کر رہا ہے تو پھر عمران کو وہ
گولی مار دیں اُسے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

گو عمران کا قد و قامت اور جسم کئی ممبروں سے مختلف تھا لیکن
ایسے موقعوں پر قد و قامت اور جسامت کون یاد رکھتا ہے۔ اس
کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ سارے ممبر اب اپنے اپنے فلیٹس تک ہی
محدود ہو کر رہ گئے تھے ۔۔۔ عمران نے کوئی ایسا ہوٹل نہ چھوڑا
تھا جہاں اس نے ایسی حرکت نہ کی ہو۔ حتیٰ کہ ممبر جہاں کھانا کھاتے
تو وہاں بھی وہ اس قسم کی حرکت کر چکا تھا۔ اس لئے اب مجبوراً انہیں
بھٹیار خانہ ٹائپ ہوٹلوں میں جا کر انتہائی گندہ کھانا زہر مار کرنا پڑ رہا
تھا ۔۔۔ لیکن وہ مجبور تھے۔ وہ اپنی اس قسم کی بے عزتی برداشت
نہ کر سکتے تھے۔ صرف جولیا ہی اس چکر سے بچی ہوئی تھی۔ شاید عمران
کے لئے یہ مجبوری تھی کہ وہ عورت کا میک اپ نہ کر سکتا تھا۔ آج

جولیا کے فلیٹ میں سارے ممبرز اکٹھے تھے۔ صرف تنویر غائب تھا، وہ مسلسل عمران کی تلاش میں تھا۔ اس نے قسم کھا رکھی تھی کہ وہ ہر قیمت پر عمران کو تلاش کر کے اُسے گولی مار دے گا۔

"آخر عمران ایسا کیوں کر رہا ہے" ــــ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کسی لئے بھی کر رہا ہو۔ لیکن یہ سب کچھ ناقابل برداشت ہے۔ اب تو ہمیں کاروں میں بیٹھے ہوئے افراد بھی عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگ گئے ہیں" ــــ چوہان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے یقین ہے کہ عمران کی اس بظاہر انتہائی غلط حرکت کے پیچھے ضرور کوئی اہم مقصد ہو گا" ــــ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مقصد ہو سکتا ہے کیپٹن ــــ میرا خیال ہے اب شرارتیں کرتے کرتے عمران ذہنی طور پر غیر متوازن ہو چکا ہے۔ اب بھلا سیکرٹ سروس کے ممبران کے میک اپ میں ہوٹلوں میں بھیک مانگنے کے پیچھے کیا مقصد ہو سکتا ہے" ــــ جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید عمران کی اس حرکت نے دلی طور پر انتہائی تکلیف پہنچائی تھی۔ اس لئے اس کے چہرے پر اس کے واضح آثار موجود تھے۔

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ــــ جولیا سپیکنگ" ــــ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ اس کے ذہن میں ایکسٹو تھا کہ شاید اس کی کال ہو۔

"مس جولیانا فرڈواٹر ــــ میں عمران بول رہا ہوں۔ آپ کا ایک پرانا دوست۔ لیکن آج کل میں بڑی تنگی میں ہوں۔ کیا آپ میری کوئی مدد کر سکتی ہیں۔ صرف پانچ روپے دے دیجئے۔ میں آپ کے ہونے والے بچوں کو تا قیامت دعائیں دیتا رہوں گا"

دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے لہجہ بھیک مانگنے والا ہی تھا۔

"ٹھیک ہے ــــ مجھے تم پر ترس آ رہا ہے۔ میرے فلیٹ پر آ جاؤ میں تمہیں پانچ روپے دے دوں گی" ــــ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

اور اس کی بات سن کر سب ممبرز بُری طرح چونک پڑے۔ لیکن جولیا نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"کیا واقعی ــــ آپ اتنی دریا دل ہیں۔ واہ میرے مولا۔ تیری دنیا میں کتنے سخی لوگ پڑے ہیں۔ واقعی ایسے لوگوں کے دم قدم سے دنیا قائم ہے ــــ اچھا تو مس جولیانا فرڈواٹر اللہ آپ کو جولیانا ہاٹ واٹر بنائے۔ آپ ایک مہربانی اور کریں پانچ روپے کا نوٹ لے کر سڑک پر آ جائیں۔ میں آپ کو وہاں ملوں گا"

عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ کیا چکر ہے۔ میری سمجھ سے تو بالاتر ہے۔ یا تو واقعی عمران عقل سے مکمل طور پر پیدل ہو چکا ہے۔ یا پھر اس بار کوئی لمبا کھیل کھیلا جا رہا ہے" ——— جولیا نے رسیور رکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"میرے خیال میں عمران کو پکڑنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ اُسے یقیناً ہماری یہاں موجودگی کا علم نہیں ہے۔ اس لئے اس نے آپ کو فون کیا ہے ——— آپ ایسا کریں کہ سڑک پر پہنچ جائیں۔ ہم پچھلے راستے سے نکل کر ادھر ادھر چھپ جائیں گے۔ بس ایک بار عمران ہتھے چڑھ جائے پھر ہم اس سے سب کچھ اگلوا لیں گے" ——— سب ممبروں نے کہا اور جولیا نے بھی حمایت میں سر ہلا دیا۔

اس نے اٹھ کر بیگ میں سے پانچ روپے کا نوٹ نکالا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جب کہ باقی ممبر عقبی دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔

جولیا اس وقت تک درمیانی سیڑھیوں میں رکی رہی جب تک اس کے خیال کے مطابق سارے ممبر عقبی راستے سے نکل کر ادھر ادھر چھپ نہ گئے ہوں ——— اس کے بعد وہ ہاتھ میں پانچ روپے کا نوٹ پکڑے سیڑھیاں اترتی ہوئی سڑک پر آگئی۔ سڑک پر اس وقت خاصا رش تھا۔ جولیا فٹ پاتھ پر کھڑی تھی۔ فٹ پاتھ پر بھی آنے جانے والوں کی تعداد خاصی تھی ——— وہ سب حیرت سے جولیا کو وہاں کھڑے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ کسی غیر ملکی عورت کا اس طرح فٹ پاتھ پر بغیر کسی مقصد کے کھڑا ہونا انہیں عجیب سا لگ رہا تھا۔

جولیا کی نظریں عمران کو تلاش کر رہی تھیں۔ لیکن عمران کہیں نظر

نہ آ رہا تھا۔ جولیا کو وہاں کھڑے کھڑے جب دس منٹ گزر گئے اور عمران نہ آیا تو جولیا کا خون کھول اٹھا۔ اُسے یقین آگیا تھا کہ عمران نے اُسے بس بے وقوف بنایا ہے ——— اس نے مڑ کر واپس جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اچانک ایک نوجوان اس کے قریب آ کر رکا۔

"مس صاحبہ ——— آپ کے بچے سلامت رہیں"

نوجوان نے بڑے عاجزانہ انداز میں کہا۔

اور جولیا بُری طرح اچھل پڑی۔ نوجوان کا قد و قامت عمران جیسا ہی تھا۔ لیکن لہجہ اس سے یکسر مختلف تھا۔ لیکن جولیا جانتی تھی۔ کہ لہجہ بدلنا عمران کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ——— اور جولیا نے فوراً ہی نوجوان کی کلائی پکڑ لی۔

"خبردار ——— اگر بھاگنے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گی۔"

جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

نوجوان حیرت بھرے انداز میں جولیا کو دیکھنے لگا۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ جولیا کیا کہہ رہی ہے۔

لیکن ادھر ادھر چلنے والے لوگ یک لخت ٹھٹھک کر رک گئے۔ اُسی لمحے ادھر ادھر چھپے ہوئے سیکرٹ سروس کے سارے ممبران نکلے اور انہوں نے نوجوان کو اس طرح جکڑ لیا کہ وہ بھاگ نہ سکے۔ اب تو نوجوان نے چیخ چیخ کر بچاؤ بچاؤ کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

"کیا بات ہے کیا بات ہے ——— کیوں پکڑا ہے اسے"

رکے ہوئے لوگوں میں سے کئی نوجوانوں نے آگے بڑھ کر کہا۔

"پولیس ——— تم اپنا کام کرو" ——— جولیا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اور جولیا کا لہجہ اور پولیس کا لفظ سن کر سب افراد تیزی سے پیچھے ہٹ گئے۔

سیکرٹ سروس کے ممبران نے تڑپتے اور پھڑکتے ہوئے نوجوان کو اٹھایا اور پھر وہ سب اُسے لئے سیڑھیاں چڑھتے اوپر فلیٹ میں آ گئے ——— رکے ہوئے لوگ انتہائی حیرت بھرے انداز میں یہ سب واقعہ دیکھ رہے تھے۔ جولیا بھی تیزی سے ان کے پیچھے سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر پہنچ گئی۔

نوجوان کو سب نے مل کر کرسی پر بٹھایا اور وہ سب اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ جولیا نے دروازے کی چٹخنی بند کر دی۔

"ہاں ——— آج آپ کو ہم کسی صورت جانے نہیں دیں گے عمران صاحب۔ آپ کو بتانا ہی ہو گا کہ آپ یہ حرکتیں کیوں کر رہے ہیں"۔ سب نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ——— تو تم لوگ ہو اس گینگ میں" ——— اچانک نوجوان نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چکر دینے کی کوشش نہ کرو۔ سیدھی طرح بتا دو" ——— جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"چکر ——— چکر میں نے دیا ہے۔ تم لوگوں نے پوری انٹیلی جنس کا ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ لیکن آج بہر حال تم پکڑے گئے ہو۔ خبردار۔ اگر کسی نے باہر جانے کی کوشش کی۔ تمہارا پورا فلیٹ انٹیلی جنس

کے گھیرے میں ہے" ——— اچانک نوجوان نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب بُری طرح چونک پڑے۔

اُسی لمحے باہر سے قدموں کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بُری طرح دھڑ دھڑایا جانے لگا۔

"خبردار ——— دروازہ کھول دو۔ تم لوگ گھیرے میں آ چکے ہو" باہر سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں دروازہ کھول رہا ہوں باس۔ میں نے انہیں کور کر لیا ہے"۔ اس نوجوان نے جواب میں چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ گیا ——— اور جولیا سمیت سارے ممبران بھونچکے انداز میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے انہیں واقعی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔

اُسی لمحے نوجوان نے دروازہ کھول دیا اور پھر کمرے میں چار مسلح آدمی داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔

"خبردار ——— ہاتھ اٹھا دو" ——— ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔ جب کہ باقی افراد دروازے کے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے۔

"تم کون ہو" ——— اس بار صفدر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ ——— ہاتھ اٹھا دو۔ انسپکٹر شبیر۔ کمرے کی تلاشی لو" حکم دینے والے نے کہا۔

اور ایک آدمی نے تیزی سے آگے بڑھ کر سامان الٹ پلٹ کرنا شروع کر دیا۔

"سنو تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم اسے اپنا ساتھی سمجھتے تھے" ——— جولیا نے کہنا چاہا۔

"خاموش رہو۔ اسی جگہ ہیں تو تم سب ٹریپ ہوئے ہو۔ ورنہ تم کہاں ہاتھ میں آنے والے تھے" ——— اُس حکم دینے والے نے چیخ کر کہا۔ اُس کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔ اب تو جولیا سمیت سارے ممبر بُری طرح پریشان ہو گئے۔ وہ اپنی شناخت نہ کرا سکتے تھے کیونکہ ایکسٹو کی طرف سے انہیں اس بات کی سختی سے ممانعت کی گئی تھی۔

"ان سب کو ہتھکڑیاں لگا دو لطیفی۔ اور اگر کوئی غلط حرکت کرے تو بے تکلف گولی مار دینا" ——— حکم دینے والے نے کہا۔

"سنو ——— کچھ دے دلا کر کام نہیں بن سکتا۔ ہم شریف لوگ ہیں۔ تمہیں کوئی بڑی غلط فہمی ہوئی ہے" ——— اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہونہہ ——— کیا دے سکتے ہو بولو۔ نقد چاہیئے" ——— حکم دینے والے نے کہا۔

"جتنا تم کہو" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ——— پچاس ہزار روپے میں سودا ہو سکتا ہے۔ ورنہ ہم تمہیں گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے۔ صبح اخبارات میں تمہاری تصویریں ہوں گی ——— شہر میں منشیات فروخت کرنے والے بین الاقوامی گینگ کی تصاویر" ——— حکم دینے والے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم تو ایسا دھندہ نہیں کرتے" ——— صفدر نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"سر ——— یہ تھیلی مل گئی ہے۔ اس میں بہترین قسم کی ہیروئن ہے" ——— اچانک تلاشی لینے والے نے چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ ہاتھ میں ایک تھیلی اٹھائے حکم دینے والے کی طرف بڑھ آیا۔

"بولو ——— اب بھی انکار کرو گے کہ تم ایسا دھندہ نہیں کرتے" حکم دینے والے نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور جولیا سمیت سب ممبران مرجانے والی حیرت کے ساتھ اس تھیلی کو دیکھ رہے تھے۔ انہیں خواب میں بھی توقع نہ تھی منشیات کی اتنی بڑی مقدار بھی فلیٹ سے برآمد ہو سکتی ہے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تھیلی لازماً تم نے خود اپنی جیب سے نکالی ہے" ——— اس بار صفدر کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"ہوں۔ کون یقین کرے گا۔ ہم سرکاری آدمی ہیں۔ ہماری بات پر یقین ہو سکتا ہے۔ سمجھے۔ چلو لطیفی انہیں ہتھکڑیاں لگاؤ۔ یہ زیادہ ہی عقلمند اور شریف بننے کی کوشش کر رہے ہیں" ——— حکم دینے والے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"میں پچاس ہزار روپے دینے کے لئے تیار ہوں" کیپٹن شکیل نے پھر کہا۔

"نہیں ——— اب معاملہ بڑھ گیا ہے۔ اب ایک لاکھ سے کم پر سودا نہیں ہو سکتا" ——— حکم دینے والے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ہم ایک لاکھ دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔

ہمیں ایک لاکھ اپنی عزت سے زیادہ پیارا نہیں ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" تو نکالو ایک لاکھ ___ جلدی کرو ورنہ " ___ حکم دینے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ایک لاکھ خاصی بڑی رقم ہے۔ اب ہم جیب میں تو ڈالے نہیں پھر رہے۔ ہمیں مہلت دو۔ ہم ایک لاکھ دے دیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ باقی ممبرز خاموش تھے۔

" تو پھر ایسا کرو کہ ہمیں ایک تحریر لکھ دو۔ اپنے دستخطوں کے ساتھ جس میں یہ درج ہو کہ تم واقعی منشیات فروخت کرتے ہو۔ خط کی صورت میں کسی فرضی شخصیت کے نام خط لکھو ___ جس میں اس بات کا اشارہ موجود ہو۔ تاکہ اگر تم یہ رقم ادا نہ کرو تو اس خط کی بنیاد پر تمہیں گرفتار کیا جا سکے" ___ حکم دینے والے نے کہا۔

" ٹھیک ہے ___ خط لکھ دیتے ہیں۔ لیکن ایک لاکھ لیتے وقت تمہیں یہ تحریر واپس کرنی ہوگی" ___ کیپٹن شکیل ہی بول رہا تھا۔

" ہمیں منظور ہے۔ ویسے ایک اور سودا بھی ہو سکتا ہے۔ اگر تم ایک لاکھ ماہانہ دے دو تو تم یہ کاروبار جاری رکھ سکتے ہو" حکم دینے والے نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی اس بات کا جواب دیتا۔ عقبی دروازے کی طرف سے عمران کی زندگی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

" بس اتنا ہی ثبوت کافی ہے" ___ اور عمران کی آواز سن کر

سیکرٹ سروس کے ممبران سمیت آنے والے بھی بری طرح چونک پڑے۔

دوسرے لمحے عقبی دروازہ کھلا اور پھر سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ہمراہ دس مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔

" خبردار" ___ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھی مسلح افراد نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے جھپٹ کر اس حکم دینے والے اور اس کے ساتھیوں کو قابو کر لیا۔ دوسرے لمحے ان سب کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائی جا چکی تھیں۔

" شکریہ عمران ___ تم نے واقعی ایک بہت بڑا اڈہ ختم کیا ہے" ___ فیاض نے بڑے مشکورانہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو عقبی دروازے پر کھڑا مسکرا رہا تھا۔

" کوئی بات نہیں فیاض ___ بحیثیت شہری یہ میرا فرض تھا۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر یہ لوگ سزا سے بچ گئے تو پھر تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہوں گی" ___ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

" ارے ایسی بات نہیں۔ میں ضمیر فروش نہیں ہوں" سوپر فیاض نے کہا۔ اور پھر اس کے کہنے پر ان سب کو اس کے ساتھی دھکیلتے ہوئے دروازے سے باہر لے گئے۔

جب سب چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا تو کمرے میں موجود سب لوگ عمران کی طرف متوجہ ہوئے۔

" یہ کیا چکر ہے عمران " ___ جولیا کے لہجے میں غصے کی بجائے حیرت تھی۔

"چکر در چکر کی بات کرو جولیا۔ بڑی مشکل سے قابو آئے ہیں یہ لوگ۔ بڑی محنت کرنی پڑی ہے۔ ان کی وجہ سے پورے دارالحکومت میں بلیک میلنگ کا ایک طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ بڑے بڑے معزز لوگ تنگ تھے ——— اس کے ساتھ ساتھ منشیات کے بھی بے شمار گروہ حرکت میں آ گئے تھے۔ کیونکہ یہ لوگ ان سے سودا بازی کر لیتے تھے" ——— عمران نے تھکے تھکے انداز میں آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے ہمیں ...... بس" ——— صفدر نے کہنا چاہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ کتنے تنگ ہو گئے ہو۔ اور تنویر تو ریوالور اٹھائے مجھے گولی مارنے کے درپے ہے۔ ٹھیک ہے میں حاضر ہوں ——— اگر ملک کے معزز شہریوں کو بلیک میلنگ سے بچانا جرم ہے اور اگر منشیات کو پھیلنے سے روکنا جرم ہے تو میں مجرم ہوں مجھے گولی مار دو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہمیں تفصیل بتاؤ۔ اور سنو ——— اب اگر تم نے ہمیں ڈاج کرنے کی کوشش کی تو یقین رکھو میں تمہیں گولی مار دوں گی" ——— جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تفصیل کچھ زیادہ نہیں ہے۔ البتہ محنت زیادہ کرنی پڑی ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا ایک سپیشل سیل ہے جسے اینٹی نارکوٹک سیل کہتے ہیں ——— اس کا انچارج یہی شخص خالد ہے جو تمہیں حکم دے رہا تھا۔ اس کے ساتھ چار انسپکٹر ہیں۔ یہ سیل براہِ راست ڈیڈی

کے تحت کام کرتا ہے۔ اس کے ذمے منشیات فروخت کرنے والے اور اُسے سمگل کرنے والوں کی گرفتاری تھی۔ لیکن منشیات شہر میں پھیلتی جا رہی تھیں ——— وہ لوگ گرفتار ہو رہے تھے جو بے حد نچلے درجے کے تھے۔ کوئی بڑی مچھلی ہاتھ نہ آ رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ معزز لوگوں کو بلیک میل کئے جانے کی بھی خفیہ رپورٹیں انٹیلی جنس کو مل رہی تھیں۔ لیکن باوجود بے پناہ کوشش کے مجرم ہاتھ نہ آ رہے تھے۔ ڈیڈی بے حد پریشان تھے ——— اور جب وہ حد سے زیادہ پریشان ہو گئے۔ تو انہوں نے اپنی انا کو نیچے کرتے ہوئے تمہارے چیف ایکسٹو سے درخواست کی کہ وہ اُس کی مدد کرے۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ درخواست بھی کی کہ اس مدد کا پتہ سر سلطان یا اعلیٰ حکام کو نہ چلے ——— تاکہ ان کی عزت خراب نہ ہو۔ ایکسٹو نے صورت حال کو دیکھتے ہوئے وعدہ کر لیا۔ کیونکہ بے شمار نوجوان اس منشیات کی لعنت کا شکار ہو رہے تھے۔

لیکن تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا باس ایکسٹو تو بس حکم چلانا جانتا ہے۔ اب سرکاری طور پر تو وہ اس کیس کو ڈیل نہ کر سکتا تھا۔ کہ تمہیں حکم دیتا اُسے قربانی کا بکرا میں ہی نظر آیا ——— پھر مسئلہ بھی میرے ڈیڈی کا تھا۔ اس لئے اس نے سارا کام میرے ذمہ ڈال دیا۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ تم لوگوں کے بغیر تو میں ادھورا ہوں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو سرکاری نہ سہی غیر سرکاری طور پر ہی تمہیں اس کیس میں شامل کر لیا جائے ——— میں نے ابتدائی تحقیقات کی تو مجھے اس خالد والے سیل کے متعلق کلیو مل گیا کہ یہ لوگ اصل میں

اپنی سرکاری حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر معزز لوگوں کو بلیک میل بھی کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ منشیات کے گروہوں کی بھی سرپرستی کرتے ہیں ——— ان سے تحریر اور رقم لے کر۔ لیکن اسے ثابت کرنا بے حد مشکل تھا۔ اور ثابت بھی اس طرح کرنا تھا کہ یہ رنگے ہاتھوں پکڑے جائیں۔ تب ہی ڈیڈی اس پر یقین کر سکتے تھے۔ کیونکہ انہیں خالد پر اندھا اعتماد تھا ——— چنانچہ میں نے تمہارے باس سے ایک پروگرام ڈسکس کیا۔ جس کی اس نے منظوری دے دی۔ اور میں نے اعلیٰ طبقے میں منشیات فروخت کرنے والوں کا ایک نیا گروہ ترتیب دیا جس کے تم لوگ ممبر تھے" ——— عمران نے کہا۔

"ہم لوگ ممبر تھے ——— کیا مطلب" ——— سب نے اس طرح چونک کر پوچھا جیسے بچے کسی بڑے سے کہانی سنتے وقت حیرت بھرے انداز میں سوال کرتے ہیں۔

"ہاں ——— لیکن مجھے معلوم تھا کہ تم مر تو سکتے ہو لیکن ایسا کر نہیں سکتے۔ اس لئے مجبوراً مجھے ہی سب کچھ کرنا پڑا۔ تمہارے میک اپ میں ہوٹلوں میں بھیک مانگنے جانا دراصل اس گروہ کی کارروائی تھی۔ ہوٹل میں موجود فرضی شکاروں کو کہا جاتا تھا کہ وہ باہر نکلنے کے بعد منشیات کی سودا بازی کریں ——— ظاہر ہے یہ گروہ خالد کے گروپ سے چھپا نہ رہ سکتا تھا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ اس نے گروہ کی نگرانی شروع کر دی۔ تمہارے فلیٹوں کی باقاعدہ نگرانی کی جاتی تھی۔ جب اُسے مکمل طور پر یقین ہو گیا کہ تم سب واقعی منشیات فروخت

کرنے والا نیا گروہ ہو تو اس نے تمہیں پکڑنے اور تمہیں بلیک میل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ آج جب تم یہاں اکٹھے ہوئے تو میں نے یہ موقع غنیمت سمجھا ——— میں اس کے ایک آدمی کے میک اپ میں اس سے ملا۔ اور اُسے بتایا کہ جولیا اس گروہ کی اصل سرغنہ ہے اور یہاں گروہ کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ اس پر اس نے چھاپہ مارنے کا فیصلہ کر لیا ——— لیکن اب مسئلہ درمیان میں اور آ گیا کہ اگر تمہارے فلیٹ سے منشیات کا پیکٹ نہ ملتا تو پھر یہ کسی طرح ثابت نہ ہو سکتا تھا کہ خالد منشیات فروخت کرنے والوں کی سرپرستی کرتا ہے ——— وہ زیادہ سے زیادہ یہ کرتا کہ تمہیں معزز آدمی بنا کر تم سے منشیات کے بارے میں تحریر لے لیتا۔ چنانچہ میں نے اسے بتایا کہ تم لوگ بے حد عیار اور چالاک ہو۔ اس لئے تمہیں جب تک باقاعدہ ٹریپ نہ کیا جائے گا تم قابو میں نہ آ سکو گے ——— اس ٹریپ کے لئے باقاعدہ میں نے منصوبہ بندی کی اور خالد اس منصوبہ بندی پر رضامند ہو گیا۔ چنانچہ میں نے تمہیں عمران بن کر فون کیا۔ اور تمہیں پانچ روپے دینے کے لئے باہر بلوایا ——— خالد کو یہی معلوم تھا کہ یہ پانچ روپے دینا دراصل سودے کا کوڈ ہے۔ جولیا جسے پانچ روپے دیتی ہے۔ وہ اُسے مال سپلائی کرتا ہے۔ چنانچہ پانچ روپے لینے کے لئے خالد کے گروپ کا آدمی تیار کیا گیا ——— البتہ اس سے میں نے دوہرا فائدہ اٹھایا۔ تمہارے سب کے باہر آ جانے کے بعد میں نے تمہارے فلیٹ میں داخل ہو کر منشیات کا پیکٹ بھی رکھ دیا اور ٹیلی ویژن بھی

عقبی دروازے کے ساتھ چوکھٹ پر لگا دیا جس کا آپریٹس ڈیڈی کے پاس تھا۔ چونکہ میں خود سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے صرف اتنا کیا کہ دروازے پر رکا رہا ـــــ اور جب میں نے آواز دی تو یہ آپریٹس آن کر دیا۔

"ڈیڈی آپ سب کو جانتے ہیں کہ آپ سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں۔ ڈیڈی کے نقطہ نظر سے ایکسٹو کی پلاننگ ہے تمہارا ہوٹلوں میں بھیک مانگنے سے لے کر فلیٹ پر سودا بازی کرنے تک اور وہ تمہارے باس کے بے حد مشکور ہیں کہ ان کی خاطر سیکرٹ سروس کے ارکان کو اپنے اصلی حلیوں میں بھیک تک مانگنی پڑی" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کی کیا ضرورت تھی۔ فرضی آدمی بھی تو بھیک مانگ سکتے تھے۔ تم نے تو ہمیں کھانے تک سے بھی تنگ کر دیا" ـــــ نعمانی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو تم میک اپ میں کھانا کھانے چلے جاتے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور سب چونک کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ ظاہر ہے یہ واقعی سب سے آسان حل تھا۔ لیکن اس پہلو پر انہوں نے سوچا بھی نہیں اور بھٹیار خانوں سے کھانا کھاتے رہے۔

"لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ تم ہماری بجائے فرضی شخصیتیں بنا کر بھیک کیوں نہیں مانگ سکتے تھے" ـــــ جوہان نے کہا۔

"اس لئے کہ ڈیڈی کو خالد پر اندھا اعتماد تھا۔ اور یہ اعتماد صرف

اسی صورت میں ختم ہو سکتا تھا کہ وہ تمہیں اس کے خلاف حرکت میں دیکھتے۔ کیونکہ اسی طرح ہی انہیں تمہارے بے گناہ ہونے کا یقین ہو جاتا ورنہ وہ یہی سمجھتے کہ خالد کو باقاعدہ ٹریپ کیا گیا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اگر میں سودا بازی نہ کرتا تو ....." ـــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو خالد یا اس کے گروپ کا کوئی آدمی تمہیں اس ڈھب پر لے آتا" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"یہ سب کچھ تو تمہارے ڈیڈی کی وجہ سے ہوا لیکن اب ہم جو بے عزت ہوئے اس کا جرمانہ کیا ہوگا" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ سب کو ایک ایک کون کھلائی جا سکتی ہے۔ ایک ایک روپے والی" ـــــ عمران نے کہا۔

"ایک روپے والی کون اور جرمانہ ـــــ یہ کیسے ممکن ہے۔ اب تو تمہیں ہم سب کو ڈنر کھلانا ہوگا اور وہ بھی شہر کے سب سے مہنگے ہوٹل میں" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور باقی سب نے اس کی بھرپور حمایت کرنی شروع کر دی۔

"لیکن تمہارے کنجوس چیف نے اس سارے مشن کے صرف پانچ ہزار روپے خرچہ دیا ہے۔ اور پانچ ہزار میں سے میرے پاس صرف دس روپے باقی رہ گئے ہیں ـــــ اس میں کون ہی کھائی جا سکتی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"اور وہ جو بھیک مانگ کر رقم اکٹھی کی تھی وہ کہاں گئی" ——— جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تو رزق حلال ہے۔ میں نے سوچا ہے کہ رونمائی کے وقت اسی رزق حلال سے خریدی ہوئی انگوٹھی تمہیں پیش کروں گا" عمران نے کہا۔ اور جولیا نے جوتی اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"ارے ارے ——— ابھی سے تیاری کی ضرورت نہیں۔ ابھی تو مولوی اور چھوہاروں کا بندوبست ہونا ہے۔ رونمائی نکاح کے بعد ہوتی ہے" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور کمرہ سارے ممبرز کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔ اور جولیا بُری طرح جھینپ کر رہ گئی۔

"ہم کچھ نہیں جانتے عمران صاحب ——— آپ نے ہمیں بے حد پریشان کیا ہے۔ اس لئے اب آپ کے ذمہ ہے کہ آپ ہمیں ڈنر کھلائیں" ——— خاور نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اور جس جس ہوٹل میں تم نے ہمارے میک اپ میں بھیک مانگی ہے۔ ان سب میں ڈنر کھلاؤ تاکہ ہماری عزت بحال ہو سکے"۔ صفدر نے لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

"یار تم ایسا کرو میرے میک اپ میں جا کر ہوٹلوں میں بھیک مانگ لو۔ میری طرف سے پوری اجازت ہے۔ ہاں البتہ حصہ آدھا آدھا ہو گا ——— ایمان سے بڑی لمبی کمائی ہوتی ہے" ——— عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں آفر کرتے ہوئے کہا۔

"ہمیں تو معاف رکھئے۔ ہم سے تو تمہارے میک اپ میں

بھی بھیک نہیں مانگی جا سکتی" ——— کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جو مانگتا نہیں اُسے ملتا نہیں ——— کیوں جولیا" ——— عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم جو چاہے کہتے رہو۔ ڈنر تو تمہیں کھلانا ہی پڑے گا۔ ابھی اور اسی وقت" ——— جولیا نے جواب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"ارے ——— تم کہتی ہو تو میں ان سب کو روز ڈنر کھلا سکتا ہوں۔ جب جورو کہے تو جورو کے بھائیوں کو کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔ ارے ہاں وہ بڑا بھائی تنویر تو موجود نہیں ہے" ——— عمران نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو۔ ڈنر کھلواؤ" ——— جولیا بھی شاید اب ضد پر اتر آئی تھی۔

"اچھا ——— جیسے تمہاری مرضی۔ لیکن ٹھہرو میں فون کر لوں سلیمان کو آخر اس سے رقم تو منگوانی ہی ہے۔ اب خیرات فنڈ میں ہر وقت جیب میں رکھنے سے تو رہا" ——— عمران نے کہا۔ اور رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"اچھا ——— تو تم ہمیں خیرات فنڈ سے ڈنر کھلواؤ گے"۔ سب نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا کروں۔ اب گداگروں پر ہی تو خیرات فنڈ خرچ ہوتا ہے۔ یہی تو اس کا صحیح مصرف ہے" ——— عمران نے کہا اور یک لخت

اٹھ کر دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔

لیکن دوسرے لمحے نعمانی یک لخت اٹھ کر دروازے کے سامنے آ گیا۔ وہ دروازے کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اور عمران کو مجبوراً رکنا پڑا ——— دوسرے لمحے جولیا کے اشارے پر سب اٹھ کر اس سے لپٹ گئے۔

"ارے ارے ڈاکہ ——— یہ ڈنر نہیں ڈاکہ ہے"

عمران نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

لیکن جب تک سب نے اس کی جیبوں کی تلاشی نہ لے لی اُسے چھوڑا نہیں۔ عمران کی اندرونی جیب سے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکل ہی آئی تھی۔

"واہ ——— اس سے تو سارے شہر کے ہوٹلوں میں ڈنر کھایا جا سکتا ہے" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ تم اس کے مستحق نہیں ہو" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"مستحق نہیں ہیں ——— کیا مطلب" ——— جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تو زکوٰۃ کی رقم ہے" ——— عمران نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ جب زکوٰۃ تم پر جائز ہے تو ہم پر بھی جائز ہے" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"واہ ——— اب آیا نہ مزہ جواب کا۔ ٹھیک ہے یہ رقم بھی رکھو۔ اب میں تمہیں ڈنر کھلاؤں گا۔ یہ ہوئی نہ بات۔ کوئی جواب تو دو۔

احمقوں کی طرح بس ہنستے رہتے ہو" ——— عمران نے باقاعدہ سر دھنتے ہوئے کہا۔ کیونکہ صفدر کا جواب واقعی بے حد معنی خیز تھا۔

ڈاکٹر ستیش اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا مسلسل قہقہے لگا رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی لطیفوں کی محفل میں بیٹھا ہو ـــــ حالانکہ وہ اس کمرے میں بالکل اکیلا تھا۔ اس کے سامنے ایک انتہائی جدید انداز کا کمپیوٹر موجود تھا۔ اور ڈاکٹر ستیش اس کمپیوٹر کی سکرین کو دیکھ دیکھ کر مسلسل قہقہے لگائے جا رہا تھا۔

"مزہ آ رہا ہو گا ـــــ پورے ملک میں ایک ہلچل مچی ہو گی۔ واہ ڈاکٹر طارق اپنے آپ کو نجانے کیا سمجھتا ہے۔ آج اُسے بھی سمجھ آ جائے گی کہ سیر کا سوا سیر ہمیشہ موجود ہوتا ہے"
ڈاکٹر ستیش نے ایک بار پھر دل کھول کر قہقہہ لگایا۔ اور پھر ہاتھ آگے بڑھا کر اس نے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر انگلیاں پھیرنا شروع کر دیں ـــــ اور کمپیوٹر پر موجود الفاظ تیزی سے بدلتے گئے۔

"بس اتنا ہی کافی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کافرستان بوکھلا کر کسی ملک پر جوابی ایٹمی حملہ کر دے۔ اس طرح تو بے شمار نقصان ہو گا۔ بس اتنا ہی کافی ہے" ـــــ ڈاکٹر ستیش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر کمپیوٹر آف کر کے وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کمرے سے باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کر کے اس پر لگا ہوا مخصوص لاک لگایا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ اوپر بنے ہوئے اپنے دفتر میں آ گیا۔ اس کے بعد اس نے مختلف جگہوں پر فون کر کے حالات معلوم کرنے شروع کر دیئے ـــــ کیونکہ وہ زیرو سنٹر کا انچارج تھا۔ اور زیرو سنٹر ایک ایسا خفیہ ادارہ تھا جو انتہائی حساس معلومات اکٹھی کرتا تھا۔ تاکہ ان معلومات پر مبنی رپورٹیں خفیہ طور پر پرائم منسٹر اور صدر کو بھیجی جا سکیں ـــــ ہر ادارے۔ حتیٰ کہ فوج میں بھی اس ادارے کے خفیہ کارکن موجود تھے جو زیرو سنٹر کو مسلسل رپورٹیں بھیجتے رہتے تھے۔ یہ ساری رپورٹیں کمپیوٹر سیکشن میں اکٹھی ہوتیں اور پھر وہاں سے ان کی کمپیوٹر رپورٹ تیار کر کے ہفتہ وار پرائم منسٹر اور صدر کو جاتی تھیں ـــــ اس طرح پرائم منسٹر اور صدر دونوں پورے ملک میں ہونے والی معمولی سی معمولی تبدیلی سے بھی آگاہ رہتے تھے۔ اس لحاظ سے زیرو سنٹر بے حد اہم ترین ادارہ تھا۔ اور ڈاکٹر ستیش جب سے اس ادارے کا انچارج بنا تھا اس نے اس ادارے کی کارکردگی میں بے پناہ اضافہ کیا تھا ـــــ یہی وجہ تھی کہ پرائم منسٹر اور صدر دونوں اس پر بے حد اعتماد کرتے تھے۔ اور اس کی بھیجی ہوئی رپورٹوں کو ہر لحاظ سے درست اور حتمی سمجھا جاتا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ اس وقت فون پر بیٹھا فوج میں موجود اپنے کانٹ
سے رپورٹیں حاصل کرنے میں مگن تھا۔ ظاہر ہے اُسے مکمل رپورٹیں
ملتی تھیں ——— اور پھر جیسے جیسے وہ رپورٹیں سنتا جاتا اس کا چہرہ
فرطِ مسرت سے کھلا جا رہا تھا۔

"کاش۔ ڈاکٹر طارل کو معلوم ہوتا کہ یہ سب کچھ میں نے کیا ہے
تو وہ یقیناً حیرت سے فوت ہو جاتا۔ وہ اپنے آپ کو کمپیوٹر سائنس
میں دنیا کی سب سے بڑی اتھارٹی سمجھتا تھا ——— لیکن میں نے جو
کچھ کیا ہے وہ اس کے تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ لیکن میں اسے
آشکار نہیں کر سکتا" ——— ڈاکٹر ستیش نے کہا اور اٹھ کر اپنی مخصوص
لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایم۔ جی۔ ایم سنٹر کے ماسٹر
کمپیوٹر کا کی ورڈ تلاش کر کے جس طرح اپنے معمولی سے کمپیوٹر
سے اس کو کنٹرول کر لیا تھا۔ وہ اب اپنی ڈائری میں اس کی مکمل
تفصیل لکھنا چاہتا تھا۔

اُسے لائبریری میں کام کرتے ہوئے تقریباً ڈھائی گھنٹے گزر
گئے۔ اس دوران وہ پورے انہماک سے اپنے کارنامے کی تفصیلی
رپورٹ تیار کرنے میں مصروف رہا۔

کمپیوٹر سائنس میں نت نئے تجربات کرنا اور پھر ان کی تفصیل
ڈائری میں لکھنا اس کی عادت تھی۔ لیکن وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس
کی یہ ڈائری انتہائی اہم ہے ——— اس میں ایسی ایسی تفصیلات
موجود تھیں کہ اگر وہ منظر عام پر آجاتیں تو نہ صرف کمپیوٹر سائنس
کی دنیا میں ایک زلزلہ برپا ہو جاتا بلکہ کافرستان کا پورا دفاعی

ڈھانچہ ہی ریت کی دیوار کی طرح منہدم ہو کر رہ جاتا۔ کیونکہ ڈاکٹر طارل نے
انتہائی خفیہ طریقے پر پورے دفاعی نظام کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا تھا۔ اور چونکہ
یہ دفاعی نظام انتہائی جدید ترین ایٹمی ہتھیاروں پر مبنی تھا ——— اس لئے
اس کے مین آپریشن سنٹر کا نظام ڈاکٹر طارل کی نگرانی میں ہی رکھا گیا
تھا۔ لیکن زیرو سنٹر کا انچارج ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر ستیش کو اس
سارے نظام کی تفصیلات کا علم تھا ——— اور اس نے اپنی ڈائری
میں اسی نظام کی کمپیوٹر تفصیلات لکھ رکھی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ اُسے
اپنی ڈائری کی اہمیت کا پورا پورا ادراک تھا۔ اور اس نے یہ ڈائری
ایک مخصوص کوڈ میں لکھی تھی جس کا وہ خود بانی تھا ——— تاکہ ڈائری اگر کسی
کے ہاتھ چڑھ بھی جائے تب بھی وہ اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے۔

ڈاکٹر ستیش نے تمام تفصیلات لکھ کر ڈائری بند ہی کی تھی کہ میز پر پڑے
ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

ڈاکٹر ستیش نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور
اٹھا لیا۔

"یس ڈاکٹر ستیش فرام زیرو سنٹر" ——— ڈاکٹر ستیش نے سخت
لہجے میں کہا۔

"پی۔ اے۔ ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں۔ پرائم منسٹر آپ سے بات
کرنا چاہتے ہیں۔ برائے کرم ہولڈ آن رکھیں" ——— دوسری طرف
سے وزیر اعظم کے پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اور ڈاکٹر
ستیش کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ مین ملٹری آپریشن
سنٹر جسے عرف عام میں ایم۔ ایم سنٹر کہا جاتا تھا میں پیدا ہونے والی

گڑبڑ کے سلسلہ میں پرائم منسٹر اس سے بات کرنا چاہتے ہوں گے۔
لیکن وہ دل میں سوچ رہا تھا کہ کاش وہ وزیر اعظم کو بتا سکتا کہ یہ گڑبڑ
خود اُسی کی پیدا کردہ ہے تو نجانے ان کا کیا حال ہو۔
"ہیلو" ــــ اُسی لمحے رسیور سے پرائم منسٹر کی مخصوص آواز سنا
دی۔
"یس سر ــــ ستیش بول رہا ہوں سر" ــــ ڈاکٹر ستیش نے
چونک کر کہا۔
"ڈاکٹر ستیش ــــ ایک اہم معاملے میں خصوصی میٹنگ ہو رہی
ہے۔ جس میں میرے ساتھ صدر مملکت۔ وزیر دفاع۔ سیکرٹری دفا
وزیر خارجہ۔ سیکرٹری خارجہ۔ سیکرٹ سروس کے چیف شامل ہیں
ایم۔ایم سنٹر کے انچارج ڈاکٹر طارل شامل ہیں ــــ آپ سے بھی
ایک خصوصی مشن میں مشورہ درکار ہے۔ اس لئے آپ فوری طور پر
پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ جائیں ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں"
وزیر اعظم کے لہجے میں سپاٹ پن تھا۔
"یس سر ــــ میں ابھی پہنچ رہا ہوں سر" ــــ ڈاکٹر ستیش
نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور
رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ ساری بات تو پہلے سے ہی سمجھ
تھا ــــ البتہ اب اس کا چہرہ اس لئے کھلا پڑ رہا تھا کہ وہ اس
میٹنگ میں ڈاکٹر طارل کو ذلیل ہوتا دیکھے گا۔ گو کمپیوٹر سائنس میں
وہ ڈاکٹر طارل کا شاگرد ہی تھا۔ لیکن ڈاکٹر طارل سے اس کی آج تک

نہ بنی تھی۔ اُسے ڈاکٹر طارل سے ہمیشہ یہی شکایت رہی تھی کہ وہ اپنے
مقابلے میں اُسے کوئی اہمیت نہ دیتا تھا۔ اور ایک نوجوان سمجھ کر اُسے
ڈاکٹر طارل کے مقابلے میں ہمیشہ نظر انداز کر دیا جاتا تھا ــــ حالانکہ
وہ اپنے طور پر یہی سمجھتا تھا کہ وہ ڈاکٹر طارل سے کہیں زیادہ بڑا سائنسدان
ہے۔ اور آج کا واقعہ اس کا ثبوت بھی تھا۔ اس نے وہ کارنامہ کر دکھایا
تھا جو ایک لحاظ سے کمپیوٹر سائنس میں ناممکن تھا۔
میٹنگ میں جانے کے لئے تیار ہو کر وہ اپنی مخصوص کار میں بیٹھا
اور اس نے ڈرائیور کو پریذیڈنٹ ہاؤس چلنے کے لئے کہہ دیا۔ اور
پھر پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچتے ہی اُسے فوراً میٹنگ ہال میں پہنچا دیا گیا۔
"آئیے ڈاکٹر ستیش بیٹھئے" ــــ وزیر اعظم نے ڈاکٹر ستیش
کو ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
اور ڈاکٹر ستیش خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ یہ ایک راؤنڈ ٹیبل کانفرنس
تھی۔ ایک سائیڈ پر صدر مملکت تشریف فرما تھے جب کہ دوسری طرف
وزیر اعظم اور باقی افراد سائیڈوں پر بیٹھے ہوئے تھے ــــ ڈاکٹر
ستیش کو ڈاکٹر طارل کے ساتھ والی کرسی پر بٹھایا گیا۔ ڈاکٹر ستیش نے
کرسی پر بیٹھتے ہی ڈاکٹر طارل کے چہرے کی طرف دیکھا لیکن دوسرے
لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ڈاکٹر طارل کے چہرے پر خفت، پریشانی۔
اور شرمندگی کے تاثرات کی بجائے ہلکی سی معنی خیز مسکراہٹ کھیل
رہی تھی۔
"ہاں تو ڈاکٹر ستیش۔ آپ کو یقیناً ایم۔ایم سنٹر میں ہونے والی
تمام گڑبڑ کی اطلاعات مل چکی ہوں گی۔ اور آپ کو اس بات کا بھی

اچھی طرح اندازہ ہوگا کہ اس گڑبڑ کے نتیجے میں ملک کا کس قدر
نقصان ہوا اور جو ذہنی ہراس پیدا ہوا اس کا بھی آپ کو یقیناً علم
گا" ــــ وزیراعظم نے بات شروع کی۔ ان کا لہجہ بے پناہ
سرد تھا۔

"یس سر ــــ مجھے معلوم ہے۔ مجھے زیرو سنٹر میں رپورٹیں مل
چکی ہیں" ــــ ڈاکٹر سٹیش نے سر ہلاتے ہوئے مؤدبانہ انداز
میں جواب دیا۔

"ڈاکٹر طارل کی یہ رپورٹ ہے کہ ایم۔ ایم سنٹر میں کسی فالٹ کی
وجہ سے ایسا نہیں ہوا بلکہ یہ کام بیرونی طور پر کیا گیا ہے۔ آپ کا
کیا خیال ہے ــــ آپ بھی کمپیوٹر سائنس میں خاصا درک رکھتے ہیں"
وزیراعظم نے ہی بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ باقی تمام حاضرین
بالکل خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"سر ــــ ڈاکٹر طارل عظیم سائنس دان ہیں ظاہر ہے جو رپورٹ
انہوں نے دی ہے وہ درست ہی ہوگی۔ حالانکہ ادب سے عرض
کردوں گا۔ کہ کمپیوٹر سائنس میں ایسا ہونا ناممکن ہے"
ڈاکٹر سٹیش نے ڈاکٹر طارل کے چہرے کو دیکھتے ہوئے جواب
دیا۔

"کیسے ــــ آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے"
وزیراعظم کا لہجہ قدرے سخت ہوگیا۔

"سر ــــ میری بات ڈاکٹر طارل زیادہ آسانی سے سمجھ سکتے
ہیں۔ کیونکہ یہ سائنسی مسئلہ ہے۔ بہرحال موٹی بات یہ ہے کہ ایم

سنٹر کا مین کمپیوٹر سیلف آپریشن ہے۔ اور اس کا کی ورڈ یقیناً دنیا بھر
میں کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بغیر کی ورڈ معلوم کئے اور اس
سپر سیلف آپریشن ماسٹر کمپیوٹر کو باہر سے اس وقت تک کنٹرول
نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اس سے بھی زیادہ سپر کمپیوٹر نہ ایجاد ہو
جائے ــــ یہ دونوں باتیں چونکہ سائنسی طور پر ناممکن ہیں۔ اس
لئے میرے خیال میں تو یہ ناممکن ہے" ــــ ڈاکٹر سٹیش نے مزید
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن سائنس کی دنیا میں اتفاقات بھی تو ہو سکتے ہیں"
وزیراعظم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اتفاقات ــــ میرے خیال میں سائنس میں اتفاقات کی کوئی
جگہ نہیں" ــــ ڈاکٹر سٹیش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس
کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ اس قدر سنجیدہ اور ذمہ دار افراد بھی اتفاقات
کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔

"اگر ایسا ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ آپ نے یہ سب کچھ
کسی اتفاق کے ذریعے نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے باقاعدہ ایک سائنسی
تھیوری کے تحت ایسا کیا ہے ــــ اور اگر یہ سب کچھ سائنسی تھیوری
کے تحت ہوا ہے تو اسے دوہرایا بھی جا سکتا ہے"
وزیراعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے ــــ میں نے کیا ہے۔ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں"
ڈاکٹر سٹیش وزیراعظم کی بات سن کر بے اختیار کرسی سے اچھل
پڑا۔

"اطمینان سے بیٹھئے ڈاکٹر سٹیش ۔۔۔ ہمارے پاس مکمل رپورٹ پہنچ چکی ہے ۔ ڈاکٹر طارل نے آپ کو ٹریس کر لیا ہے اور ہمیں اس کی تفصیلی رپورٹ بھی مل چکی ہے ۔ کہ آپ نے یہ سب کچھ کیا ہے ۔۔۔ اگر اس سلسلے میں ایک نئی بات سامنے نہ آجاتی تو یقیناً آپ انتہائی سخت ترین سزا کے حقدار بن چکے تھے ۔ لیکن ہم آپ کے اس جرم کو اپنے ایک مخصوص مقصد میں استعمال کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ اس لئے آپ کو یہاں بلوایا ہے ورنہ آپ یقیناً جیل میں ہوتے" ۔۔۔ صدر مملکت جو اب تک خاموش بیٹھے ہوئے تھے بڑے سرد لہجے میں کہا ۔

اور ڈاکٹر سٹیش پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب کو دیکھنے لگا ۔ اس کے چہرے پر حیرت جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی ۔ اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ اُسے ٹریس کر لیا گیا ہے ۔۔۔ کیونکہ سائنسی طور پر ایسا ہونا ناممکن ہے ۔

"نہیں سر ۔۔۔ اگر ڈاکٹر طارل نے اس ساری گڑبڑ کا بوجھ مجھ پر ڈالنا چاہا ہے تو یہ ان کی زیادتی ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر سٹیش نے آخری بار انکار کرتے ہوئے کہا ۔

"ڈاکٹر طارل ۔ آپ انہیں رپورٹ دے دیں ۔ تاکہ یہ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد بات کریں" ۔۔۔ صدر مملکت نے ڈاکٹر طارل سے کہا ۔

اور ڈاکٹر طارل نے اپنے سامنے میز پر رکھی ہوئی فائل اٹھا کر ڈاکٹر سٹیش کی طرف بڑھا دی ۔ ان کے لبوں پر ایسی مسکراہٹ تھی

جیسے کہہ رہے ہوں کہ ابھی تم بچے ہو ڈاکٹر سٹیش ۔

ڈاکٹر سٹیش نے حیرت بھرے انداز میں فائل کھولی اور اس میں موجود کاغذوں پر نظریں دوڑانی شروع کر دیں جیسے جیسے وہ کاغذ پڑھتا جا رہا تھا اس کی پیشانی پر پسینہ نمودار ہوتا جا رہا تھا ۔ اور آنکھیں حیرت سے پھٹتی جا رہی تھیں ۔

"ٹھیک ہے ۔ میں اپنے جرم کا اعتراف کرتا ہوں واقعی ڈاکٹر طارل میرے تصور سے بھی زیادہ عظیم ہیں ۔ میں ان کی عظمت کو سلام کرتا ہوں ۔۔۔ اگر میں نے ایک ناممکن کو ممکن کر دیا ہے تو ڈاکٹر طارل کاکسے ۔ دن کی ایجاد اور اس کے ذریعے مجھے ٹریس کر لینا واقعی انتہائی ناممکن کو ممکن کر دینا ہے ۔ ڈاکٹر طارل کاکسے ۔ دن یقیناً دو ہزار سال آگے کی ایجاد ہے ۔۔۔ اور میں اپنے جرم کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں" ۔۔۔ ڈاکٹر سٹیش نے فائل بند کرتے ہوئے کہا اور چہرہ جھکا لیا ۔

"آپ کا جرم واقعی ناقابل معافی تھا ۔ کیونکہ اس سے ملک کو نہ صرف شدید ترین نقصان پہنچا ہے بلکہ ملک کا تمام تر دفاعی نظام بھی ریت کا ڈھیر بن گیا ہے ۔۔۔ اور اب ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں ۔ کہ ہم اپنے پورے دفاعی نظام کو تبدیل کر سکیں ۔ اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں تو کوئی دوسرا بھی ایسا کر سکتا ہے ۔ لیکن ڈاکٹر طارل نے ایک ایسی بات کہہ دی ہے کہ جس سے آپ کا یہ جرم نہ صرف قابل معافی ہو گیا ہے بلکہ اگر آپ اس بات پر پوری طرح عمل کریں تو آپ ملک کے ہیرو بھی بن سکتے ہیں" ۔۔۔ صدر مملکت

نے کہا۔

"جی۔۔۔ کون سی بات"۔۔۔ ڈاکٹر ستیش ایک بار پھر چونک پڑا۔

"غور سے سنیئے۔ ہمارے بدترین دشمن پاکیشیا نے بھی اپنے تمام تر دفاعی نظام کو کمپیوٹرائزڈ کیا ہوا ہے اور اس کا سہرا وہاں کے کمپیوٹر سائنس میں عظیم ترین سائنسدان ڈاکٹر شعیب کے سر ہے۔ لیکن ڈاکٹر طارل کا کہنا ہے کہ اگر ڈاکٹر ستیش اس فارمولے پر مزید ریسرچ کر کے اس میں وسعت پیدا کریں تو یہی گڑبڑ پاکیشیا کے دفاعی نظام میں بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔ کیا ایسا ہونا ممکن ہے" وزیر اعظم نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو یہ مسئلہ ہے۔ ہاں۔ اگر مزید ریسرچ کی جائے تو ایسا ہونا ممکن ہے"۔۔۔ ڈاکٹر ستیش نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد جواب دیا۔ اور محفل میں موجود ہر شخص کا چہرہ یک لخت کھل اٹھا۔

"اوہ۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔ ہمیں آپ سے یہی امید تھی۔ اور یہ ہمارے لئے انتہائی کامیابی ہو گی کہ ہم پاکیشیا کو اس کے دفاعی نظام میں بوکھلاہٹ کا شکار کر دیں"۔۔۔ صدر مملکت نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن سر۔ کیا میں ایک بات پوچھ سکتا ہوں" ڈاکٹر ستیش نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ کھل کر بات کریں۔ اب آپ ایک اہم ترین پراجیکٹ پر کام کریں گے۔ دوسرے لفظوں میں اگر آپ اس پراجیکٹ پر

کامیاب ہو گئے تو آپ کو نہ صرف انعامات سے مالا مال کر دیا جائے گا بلکہ آپ کو انتہائی اعلیٰ عہدہ اور تمغہ بھی دیا جائے گا۔ آپ پورے کافرستان کے ہیرو ہوں گے۔۔۔ صرف وی۔ آئی۔ پی شخصیت نہیں بلکہ وی۔ وی۔ آئی۔ پی شخصیت"۔۔۔ صدر مملکت نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر۔۔۔ میں اس پراجیکٹ کی کامیابی کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دوں گا۔ لیکن سر اس سے ملکی سطح پر ہمیں کیا فائدہ ہو گا۔ کیونکہ جیسا کمپیوٹر پاکیشیا میں موجود ہے اس کا کی ورڈ تلاش نہیں کیا جا سکتا۔۔۔ جس طرح کافرستان والے کمپیوٹر کا کی ورڈ تلاش نہیں ہو سکتا۔ البتہ ہم زیادہ سے زیادہ یہی کر سکیں گے کہ اس کو وقتی طور پر کنٹرول کر کے ایسی ہی گڑبڑ وہاں بھی پیدا کی جا سکتی ہے جیسی یہاں ہوئی ہے۔۔۔ لیکن اس سے آخری فائدہ کیا ہو گا۔ سیلف آپریٹیڈ ماسٹر کمپیوٹر اس گڑبڑ کو خود ہی کنٹرول کر لے گا"۔۔۔ ڈاکٹر ستیش نے کہا۔

"گڈ۔۔۔ یہ آپ کی طرف سے اچھا مخلصانہ اور انتہائی ذہانت سے پر سوال ہے۔ اور مجھے آپ کی یہ بات سن کر ذاتی طور پر مسرت ہوئی ہے کہ آپ انفرادی انعامات کے مقابلے میں ملکی فائدے کی بات سوچتے ہیں۔۔۔ اس پہلو پر ہم نے پہلے ہی اچھی طرح غور کر لیا ہے۔ صرف اتنی گڑبڑ ہی ہمارے مقصد کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر طارل تو موجود نہ ہوں گے جو اس گڑبڑ کا سراغ لگا کر اسے کور کر لیں گے۔۔۔ اگر یہاں بھی ڈاکٹر طارل موجود نہ

ہوتے تو لازماً ہمیں بھی یہ سارا دفاعی نظام تبدیل کرنا پڑتا جس کے لئے یوں سمجھئے کہ ہمیں اپنا آدھے سے زیادہ ملک گروی رکھنا پڑ جاتا ـــــ کیونکہ کوئی بھی ملک کمزور اور دوسروں کے کنٹرولڈ نظام پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ یہ تو پورے ملک کو دوسروں کے رحم و کرم پر ڈالنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ پاکیشیا میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ جیسے ہی ان کا نظام فالٹ ہوگا وہ بُری طرح بوکھلا جائیں گے۔ اور اس کے بعد لازماً وہ اپنے مکمل دفاعی نظام کو تبدیل کرنے کے سلسلے میں بھاگ دوڑ شروع کر دیں گے ـــــ لیکن چونکہ اس کے لئے بے پناہ مالی وسائل کی ضرورت ہے۔ اس لئے انہیں اپنا تمام ترقیاتی کام نہ صرف روکنا پڑے گا بلکہ وہ اپنا فوجی بجٹ بھی استعمال کرنے سے رک جائیں گے اور مزید جدید ترین اسلحہ نہ خرید سکیں گے ـــــ اس طرح ان کی دفاعی قوت نہ صرف کمزور پڑ جائے گی بلکہ ملک میں بھی ترقیاتی کام رک جانے کی وجہ سے انتشار شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ انہیں انتہائی بھاری قرضے مختلف ممالک سے اٹھانے پڑیں گے ـــــ بہر حال مقصد یہ کہ پاکیشیا ایک ایسے بحران میں داخل ہو جائے گا جس کا کوئی حل آئندہ سو سالوں تک ان کے پاس نہ ہوگا اور ہم جب بھی موقع غنیمت سمجھیں گے اُسے آسانی سے شکست بھی دے سکیں گے" ـــــ صدر مملکت نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــ اب میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں سر۔ اور میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن سر میری ایک درخواست

ہے کہ اس پراجیکٹ میں ڈاکٹر طارل میری سرپرستی کریں" ڈاکٹر ستیش نے ڈاکٹر طارل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر طارل۔ آپ کیا کہتے ہیں" ـــــ صدر مملکت نے ڈاکٹر طارل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سر ـــــ ایم۔ ایم سنٹر انتہائی اہم ترین سنٹر ہے اور میں اسے کسی صورت بھی طویل عرصے کے لئے نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے میں ڈاکٹر ستیش کے ہمراہ مستقل کام تو نہ کر سکوں گا۔ البتہ میری خدمات انہیں ہر وقت میسر ہوں گی۔ یہ جب چاہیں مجھ سے ڈسکس کر سکتے ہیں" ـــــ ڈاکٹر طارل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ڈاکٹر طارل کی اہم ترین ذمہ داری کو سمجھتا ہوں۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے" ـــــ ڈاکٹر ستیش نے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر یہ پراجیکٹ طے ہو گیا۔ باقی تفصیلات آپ پرائم منسٹر سے طے کر لیں۔ میں اس پر دستخط کر دوں گا" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"سر میری ایک گزارش ہے" ـــــ اچانک، خاموش بیٹھا ہوا شاگل بول پڑا۔ اور سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"اوہ مسٹر شاگل۔ فرمایئے۔ آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں آپ کی بات لازماً وزن رکھتی ہوگی" ـــــ صدر مملکت نے بُری طرح چونک کر پوچھا۔ سب کی نظریں اب شاگل پر مرتکز تھیں۔

"جناب۔ اس پراجیکٹ کو انتہائی خفیہ رہنا چاہیئے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی یہ پراجیکٹ کامیاب ہوا۔ پاکیشیا سیکرٹ

سروس لازماً حرکت میں آجائے گی۔ اور ہو سکتا ہے ان کو سب سے پہلا خیال کافرستان کا ہی آئے۔ چنانچہ وہ تحقیقات کرنے لازماً یہاں آئیں گے" ـــــ شاگل نے کہا۔

"اوہ۔ آپ کا خدشہ بالکل درست ہے۔ ہمیں بھی ایم۔ایم سنٹر میں گڑبڑ ہوتے ہی پاکیشیا پر سب سے پہلے شک گزرا تھا۔ ٹھیک ہے۔ آپ کی بات درست ہے ـــــ اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا جائے گا اور پراجیکٹ کی کامیابی کے بعد ایک مخصوص عرصے کے لئے ڈاکٹر اشتیاق اور ڈاکٹر طارل کی خصوصی نگرانی کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی باقاعدہ اطلاع کر دی جائے گی تاکہ آپ بھی ہوشیار ہو جائیں" ـــــ صدر مملکت نے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر۔ میں بھی یہی چاہتا تھا۔ بس مجھے اطلاع ہو جائے اس کے بعد بے شک ڈاکٹر حضرات کی حفاظت نہ بھی کی جائے تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا ـــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس میرے مقابلے میں ایک انچ بھی آگے نہ بڑھ سکے گی" ـــــ شاگل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔ اور صدر مملکت مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ میٹنگ برخواست ہونے کا اشارہ تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے کتاب سے سر اٹھا کر سلیمان کو آواز دی۔

"دیکھنا سلیمان۔ دروازے پر کون کھڑا زنجیر عدل کھڑکا سوری کال بیل عدل بجا رہا ہے" ـــــ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"یہ کال بیل عدل نہیں بج رہی بلکہ خون انصاف۔ اوہ سوری فون انصاف بج رہا ہے" ـــــ سلیمان نے بھی باورچی خانے سے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خون انصاف ـــــ واہ ـــــ اس نام سے تو ایک شاندار ڈرامہ لکھا جا سکتا ہے ٹیلی ویژن کے لئے۔ لیکن فضول ہے۔ ٹیلی ویژن والے جتنی رائیلٹی دیتے ہیں اس سے زیادہ تو سلیمان کی ایک وقت کی ہانڈی میں سوکھا دھنیا پڑ جاتا ہے ـــــ اس لئے خون انصاف نہیں بلکہ فون انصاف ٹھیک رہے گا" ـــــ عمران

نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس دوران ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل [illegible] رہی تھی۔

"جی بول رہا ہوں" ——— عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے [illegible] باقاعدہ معنی بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہاری آواز تو بتا رہی ہے کہ تم بول نہیں رہے بلکہ سا[illegible] بیٹھے ہو" ——— دوسری طرف سے سر سلطان نے ہنستے [illegible] جواب دیا۔

"کمال ہے۔ آپ کو آواز سے اتنا معلوم ہو جاتا ہے تو چلو یہ [illegible] کہ میری زبان ساکت ہے یا ہل رہی ہے" ——— عمران [illegible] مسکراتے ہوئے کہا۔

"ساکت اور تمہاری زبان یہ دونوں ہی ایک دوسرے کی ضد [illegible] ہیں" ——— سر سلطان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے۔ یہاں تو آپ کا علم نجوم کام نہیں آ سکا۔ ور[illegible] مجھے خواہ مخواہ اپنا مستقبل معلوم کرنے کے لئے فیس ضائع کر[illegible] پڑتی ——— اور آپ بڑے اطمینان سے کہہ دیتے۔ کہ تمہاری تی[illegible] شادیاں ہوں گی۔ چوتھی شادی تمہاری بیوی تمہارے ساتھ کرے گی [illegible] تینوں بیویاں بہت مال و دولت لے کر تمہارے نکاح میں آئیں گ[illegible] اور پھر اطمینان سے مرجائیں گی ——— اور تم اتنی بڑی دولت [illegible] مالک بن جاؤ گے کہ اگر دولت کا شمار کرنے بیٹھو تو قیامت تک [illegible] نہ شمار کر سکو گے۔ کمپیوٹر وغیرہ کے پاس بھی ہندسے ختم ہو جائیں گے ——— اور اس کے بعد تمہاری چوتھی بیوی تم سے شادی [illegible]

گی اور پھر تم اطمینان و سکون سے مرجاؤ گے اور دولت چوتھی بیوی کو........" ——— عمران کی زبان جب چل پڑی تو ظاہر ہے آسانی سے کہاں رک سکتی تھی۔

"بس بس ——— اتنا ہی کافی ہے" ——— سر سلطان نے بری طرح ہنستے ہوئے اُسے درمیان سے ہی ٹوک دینے میں عافیت سمجھی تھی۔

"بس ——— لیکن ابھی تو زائچہ کے ایک خانے کا ہی حال..... " ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو عمران ——— میں نے تمہیں فون ایک اہم خبر دینے کے لئے کیا ہے۔ جس گروہ کو تم نے پکڑوایا ہے۔ اس کے سرغنہ خالد نے آج صبح خودکشی کر لی ہے۔ خودکشی کے وقت اس نے ایک پرچہ لکھا ہے ——— جس میں اس نے ایک اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ اس کا تعلق کافرستان کی سیکرٹ سروس سے ہے" سر سلطان نے کہا۔

"کافرستان سیکرٹ سروس ——— لیکن اُسے یہ اشارہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا اشارہ لکھا ہے اس نے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس نے پرچے میں لکھا ہے کہ میں مرنے سے پہلے اپنے تمام گناہوں کا اقرار کرنا چاہتا ہوں تاکہ میری روح پر پڑا ہوا بوجھ ہلکا ہو جائے۔ اس کے بعد اس نے لکھا ہے کہ اس کا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے رہا ہے ——— اور وہ کافرستانی سیکرٹ سروس کے لئے خاصے

اہم کام سرانجام دے چکا ہے۔ لیکن اس نے ان کاموں کی
تفصیلات نہیں لکھیں"۔۔۔۔ سر سلطان نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ کافرستانی سیکرٹ سروس نے
یہاں خاصا لمبا جال پھیلایا ہوا ہے۔ اب مجھے اس کے سارے تو
کھنگالنے پڑیں گے۔ ظاہر ہے وہ اکیلا تو کام نہ کرتا ہوگا۔"
عمران نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اسی لئے میں نے تمہیں فون کیا تھا"۔۔۔۔ سر سلطان
نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا سر سلطان نے رابطہ
ختم کر دیا تھا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ
سر سلطان نے اس کی مزید بکواس سے بچنے کے لئے فوراً ہی
رسیور رکھ دیا ہے۔

رسیور رکھ کر عمران اٹھا اور پھر ڈریسنگ روم سے نکل کر اپنے
خاص کمرے میں آ گیا۔ اس نے خصوصی فون کا رسیور اٹھایا۔ اور
دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص
آواز سنائی دی۔

"ڈیڈی نے کوئی تعریفی سرٹیفکیٹ بھی بھیجا ہے تمہیں یا صرف
شکریہ پر ہی ٹال گئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔ شکریہ تو ایک طرف۔ انہوں نے ز

ناراضگی کا اظہار کیا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے
جواب دیا۔

"کیا مطلب۔۔۔ ناراضگی کس بات کی"۔۔۔۔ عمران نے
حیران ہو کر پوچھا۔

"انہیں سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ساری کہانی سنا دی ہے کہ یہ
کیس عمران نے ذاتی طور پر حل کیا ہے۔ وہی سیکرٹ سروس کے
عمران کے میک اپ میں ہوٹلوں میں بھیک مانگتا رہا ہے۔ بس
اس پر سر رحمان غصے میں آ گئے کہ ان کا بیٹا اور ہوٹلوں میں بھیک
مانگے۔۔۔ بڑا غصہ تھا ان کے لہجے میں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر تم نے کہا نہیں کہ بیٹے کے لئے کوئی وظیفہ ہی لگا دیں۔ وہ
کب تک سپرنٹنڈنٹ فیاض کی جیبیں ٹٹولتا رہے گا"۔۔۔۔ عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ کچھ سننے کے لئے تیار ہی نہ تھے۔ اس لئے میں نے زیادہ
بات کرنی مناسب نہیں سمجھی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"کم از کم مجھے تو بتا دیا ہوتا۔ مجھے یقین ہے کہ کسی بھی وقت ڈیڈی
کی طرف سے مجھے شوکاز نوٹس آ جائے گا۔ اور آخری کارروائی اماں
بی کی جوتیاں ہوں گی"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو
قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"سوری۔ مجھے اس کا خیال نہیں آیا تھا۔ ورنہ میں آپ کو ضرور بتا
دیتا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا چلو میں بھگت لوں گا پہلے ہی ساری سیکرٹ سروس کوڈ
بھگتیا ہے۔ بھوت کی طرح چمٹ گئے تھے۔ ہاں وہ خالد جو اس
گروہ کا سرغنہ تھا اس نے خودکشی کر لی ہے ——— ابھی سر سلطان
کا فون آیا تھا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ خالد نے خودکشی کرنے سے
پہلے جو پرچہ لکھا ہے اس میں اس نے اپنی روح پر بوجھ ہلکا کرنے
کے لئے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ وہ کافرستانی سیکرٹ سروس کے لئے
کام کرتا رہا ہے ——— اب ظاہر ہے وہ اکیلا تو یہ کام نہ کرتا رہا
گا۔ لازمی اس کے اور ساتھی بھی ہوں گے۔ اس لئے تم ممبران میں
سے کسی کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ خالد کی رہائش گاہ کی تلاشی کے سا
ساتھ اس کے دوستوں اور ملنے والوں کے متعلق تفصیلی رپورٹ
تیار کریں" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں ابھی ہدایات دے دیتا ہوں"
بلیک زیرو نے بھی اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اور خود مخصوص
کمرے سے باہر نکل کر باورچی خانے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں سلیمان
پریشر ککر چولہے پر چڑھائے ایک ایسے رسالے میں گم تھا جس
بڑی خوب صورت تصویریں تھیں۔
"اوہ ——— میں بھی کہوں کہ آخر یہ تمہاری ہانڈی روز بروز بد
کیوں ہوتی جا رہی ہے۔ آج پتہ چلا ہے کہ تم نامحرموں کی تصا
دیکھتے ہوئے ہانڈی پکاتے ہو" ——— عمران نے اس کے ہا
سے رسالہ چھینتے ہوئے کہا۔

"آپ کھاتے وقت دیکھنا شروع کر دیجئے۔ سالن انتہائی مزیدار
لگنے لگ جائے گا" ——— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
اور اٹھ کر پریشر ککر کی طرف چل پڑا۔ اس نے مڑ کر بھی رسالے کی طرف
نہ دیکھا۔
"ارے۔ اگر یہ دیکھنا شروع کیا تو پھر کھانے کی طرف کون دیکھے
گا۔ اس قدر نامحرم سے بھرپور تصویریں دیکھنے کے بعد کس کافر کی
بھوک باقی رہ جائے گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور آگے بڑھ کر رسالے کو جلتے ہوئے چولہے میں جھونک دیا۔
"ارے ارے یہ کیا کر دیا آپ نے۔ ارے اس سے تو میں
آپ کی چائے بناتا ہوں" ——— سلیمان نے چونک کر کہا۔
"بس بس۔ نابالغوں کو ایسے رسالے نہیں دیکھنے چاہئیں ورنہ
وہ بڑھاپے تک نابالغ ہی رہ جاتے ہیں" ——— عمران نے کہا اور
مڑ کر باورچی خانے سے باہر نکل گیا۔ لیکن دروازے کے قریب ہی
وہ رک کر ایسے پیر مارنے لگا جیسے وہ آگے بڑھتا جا رہا ہو۔ چند
لمحوں بعد اس نے یہ حرکت روک دی تاکہ سلیمان یہی سمجھے کہ وہ
ڈرائنگ روم میں داخل ہو گیا ہے ——— اور اس کی توقع کے عین
مطابق جیسے ہی قدموں کی آواز بند ہوئی۔ سلیمان تیر کی طرح ایک الماری
کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کا تالا کھولا اور اس میں سے ایک
اور رسالہ کھینچ لیا۔
"ہونہہ ——— خود تو سارے شہر کی سیر کرتے پھرتے ہیں میں یہاں
اکیلا بیٹھا رسالے بھی نہ دیکھوں ہونہہ" ——— سلیمان کی بڑبڑاہٹ

سنائی دی۔

اور عمران مسکراتا ہوا پاؤں پر پاؤں رکھے ڈرائنگ روم کی طر
بڑھ گیا۔

"اچھا سلیمان پاشا۔ تمہارا یہ خفیہ خزانہ کل ہی غائب ہو گا۔ او
اس کی جگہ کھانے پکانے کی کتابوں کا ڈھیر ہو گا" ---- عمران نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور صوفے پر بیٹھ کر دوبارہ کتاب اٹھا کر اس
کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

ابھی اُسے کتاب پڑھتے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کال بیل بج
کی آواز سنائی دی۔

"یا اللہ۔ ہر آنے والی مصیبت سے بچا۔ یہ لازماً ڈیڈی ہو
گے" ---- عمران نے کتاب رکھ کر فوراً ہی دونوں ہاتھوں سے کا
پکڑ کر بڑبڑانا شروع کر دیا۔

"آج خیریت ہے عمران صاحب۔ کان پکڑ رکھے ہیں"
اچانک ڈرائنگ روم کے دروازے سے صفدر کی آواز سن
دی۔ اور عمران نے چونک کر نہ صرف کان چھوڑ دیئے بلکہ دوبارہ کتا
اٹھا کر اس طرح پڑھنے بیٹھ گیا جیسے شروع سے اسی طرح بیٹھا ہو۔

"آپ نے بتایا نہیں کہ کان کس سلسلہ میں پکڑے ہوئے تھے"
صفدر نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"ارے ---- اوہ صفدر ---- ارے یار تم بھوت تو نہیں ہو"
عمران نے یک لخت چونک کر صفدر کی طرف دیکھا اور اس کے چہ
پر بے پناہ خوف کے آثار نمودار ہو گئے۔

"بھوت ---- یہ خیال کیسے آ گیا آپ کو" ---- صفدر نے کچھ نہ
سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

"بھئی نہ کال بیل بجی نہ آغا سلیمان پاشا نے دروازہ کھولا۔ نہ تمہارے
قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور تم کسی بھوت کی طرح نمودار ہو گئے"
عمران نے اُسی طرح خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

"چلیئے میں بھوت ہی سہی ---- آپ نے میرے سوال کا جواب
نہیں دیا" ---- صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے واقعی تم بھوت ہو۔ ارے سلیمان سلیمان۔ بھئی وہ
بڑے پیر جی کا تعویذ لانا۔ سنا ہے اس سے بھوتوں کا شکار ہوتا ہے۔
آج بڑی مشکل سے بھوت ہاتھ لگا ہے" ---- عمران نے بُری طرح
چیختے ہوئے کہا۔

"وہ تو آپ کے شکار میں کام بھی آ چکا ہے کب کا" ---- دور سے
سلیمان کی آواز سنائی دی۔

اور صفدر کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے ڈرائنگ روم
گونج اٹھا۔

"واہ ---- اسے کہتے ہیں نہلے پہ دہلا" ---- صفدر نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"ارے ارے تاش کے پتوں والا محاورہ بھی یہاں نہ بولنا ورنہ
عذاب ڈیڈی ٹوٹ پڑے گا۔ بڑی مشکل سے تو میرے کان فارغ
ہوئے ہیں" ---- عمران نے سہم کر کہا۔

"میں سمجھا نہیں ---- عذاب ڈیڈی اور کان" ---- صفدر نے

واقعی حیران ہو کر پوچھا۔
"وہ تمہارے باس نے بتایا ہے کہ ڈیڈی کو اس بات پر شدید
غصہ آیا ہوا ہے۔ کہ ان کا بیٹا ہوٹلوں میں بھیک کیوں مانگتا پھرا ہے
بس میں سمجھا کہ عذاب ڈیڈی نازل ہونے والا ہے ـــــ اس لئے
میں نے پیشگی کانوں کی مالش شروع کر دی تھی۔ لیکن ڈیڈی کی بجائے
آ گیا بھوت۔ اب بتاؤ بھلا اس میں میرا کیا قصور ہے" ـــــ عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اچھا اچھا ـــ تو اب سمجھا کہ آپ نے کان کیوں پکڑ رکھے تھے"
صفدر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔
"اگر تم یہاں صرف ہنسنے کے لئے ہی آئے ہو تو براہ کرم
گیسٹ روم میں جا کر ہنستے رہو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں ذرا
اس دوران اس کتاب کا مطالعہ کر لوں" ـــــ عمران نے اسی با
سنجیدہ انداز میں منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میری آمد کا مقصد سن کر آپ اچھل پڑیں گے" ـــــ صفدر نے
مسکرا کر کہا۔
"اچھا ـــ ویسے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اچھلنا صحت کے لئے بے حد
مفید ہوتا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔
"عمران صاحب ـــ میں نے آج ہوٹل سلور سینڈ سے شاگل کے
خاص اسسٹنٹ کبیر سنگھ کو نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ مقامی
میک اپ میں تھا۔ لیکن اس کی خاص نشانی یعنی کلائی پر موجود کوبرے
سانپ کی بنائی ہوئی تصویر جس نے اپنی دم اپنے منہ میں پکڑی ہوئی

ہے۔ میں نے اتفاقاً دیکھ لی۔ اس کے بعد میں نے اس کا تعاقب کیا۔
لیکن ایک روڈ بلاک میں وہ مجھے ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا یا
دوسرے لفظوں میں اسے میں کھو بیٹھا ـــــ اس کے بعد میں ہوٹل
سلور سینڈ واپس آیا۔ میں نے وہاں پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ وہ گذشتہ
تین روز سے ڈاکٹر سلیمان کے نام سے ٹھہرا ہوا تھا۔ اور ابھی ہوٹل
چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں ـــــ کیونکہ
فی الحال کوئی کیس تو نہیں ہے اس لئے ایکسٹو کو بتانا بے کار ہے"
صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ڈاکٹر سلیمان ـــ کیا اس کی پیشانی پر تین موٹے موٹے تل
موجود تھے" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔
"ہاں بالکل تھے۔ ایک دائیں سائیڈ پر۔ ایک بالکل درمیان میں۔
اور ایک بائیں طرف" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جواب
دیا۔
"اوہ ـــ اس کا مطلب ہے کہ کوئی لمبا چکر چل رہا ہے"
عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔
"لمبا چکر ـــ کیا مطلب ـــ کیا واقعی کوئی ڈاکٹر سلیمان ہے"
صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔
"ہاں ہے۔ اور اس کی یہی مخصوص نشانی ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔
ایک سائنس کانفرنس میں کمپیوٹر سائنس پر مقالہ پڑھنے سے اسے
خاصی شہرت ملی تھی" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے چند لمحے
خاموش رہنے کے بعد ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"تو کیا آپ ایکسٹو کو اطلاع دینا چاہتے ہیں" ——— صفدر نے اُسے ٹیلی فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"ارے نہیں۔ جب تک پوری طرح تسلی نہ ہو جائے اُسے بتانا بے کار ہے" ——— عمران نے کہا۔ اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— پی۔ اے۔ ٹو سیکرٹری خارجہ" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) حال بے روزگار مگر مستقبل کا بہت بڑا سائنسدان بول رہا ہوں۔ ذرا اپنے ہیڈ سلطان سے بات تو کراؤ" ——— عمران نے مخصوص انداز میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ ہولڈ کریں" ——— دوسری طرف سے پی۔ اے کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— سلطان بول رہا ہوں۔ اب کیا بات ہو گئی ہے" دوسری طرف سے سر سلطان کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے پی۔ اے نے انہیں عمران کا نام بتا دیا تھا۔

"اب تو بڑی مشکل سے بات ہوئی ہے۔ ورنہ اس سے پہلے تو بس شادی دفتر کے چکر کاٹنے تک ہی معاملہ محدود تھا" عمران کی زبان ظاہر ہے حسب عادت پٹڑی سے اتر گئی۔

"بکواس مت کرو۔ مجھے ایک انتہائی اہم میٹنگ میں جانا ہے۔ میں بس اٹھنے ہی والا تھا کہ تمہارا فون آ گیا" ——— سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بس صرف کھڑے ہونے کا پرابلم ہے تو ٹھیک ہے۔ آپ بیٹھک ہو جائیں۔ مجھے آپ کے کھڑے ہونے پر تو کوئی اعتراض نہیں ویسے بھی اب آپ کی عمر ایسی ہے کہ......" ——— عمران کی زبان بدستور پٹڑی سے اتری ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے ——— میں فون بند کر رہا ہوں" ——— سر سلطان نے انتہائی غصیلے انداز میں اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ارے ارے۔ فون بند نہ کیجیے۔ اچھا دیکھئے۔ ملٹری کمپیوٹر سنٹر کا انچارج آج کل کون ہے" ——— عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ملٹری کمپیوٹر سنٹر ——— تم سپر آپریشن سنٹر کی تو بات نہیں کر رہے۔ ایس۔ او۔ سی کی" ——— سر سلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ——— بالکل وہی۔ پہلے تو ڈاکٹر شعیب تھے۔ لیکن شاید گذشتہ دنوں اطلاع ملی تھی کہ ڈاکٹر شعیب بیمار ہیں۔ اس لئے انچارج کسی اور کو بنایا گیا ہے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ——— وہی ڈاکٹر شعیب ہی ہیں۔ وہ بیمار نہیں تھے بلکہ کسی اہم پراجیکٹ کے سلسلہ میں مصروف تھے۔ اس لئے ان کی جگہ ڈاکٹر سلیمان کو انچارج بنا دیا گیا تھا۔ اور اس اہم پراجیکٹ کو خفیہ رکھنے کے لئے ان کی بیماری کی خبر پریس میں دی گئی تھی ——— لیکن اب کچھ عرصے سے انہوں نے دوبارہ چارج سنبھال لیا ہے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو خیریت ہے" ——— سر سلطان نے حیرت بھرے انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بتایا تو ہے۔ بڑی مشکل سے بات چلی ہے۔ یہ شادی دفتر کا

منیجر میرے پاس بیٹھا ہے۔ میں نے سوچا آپ بزرگ ہیں آپ سے تصدیق کرلوں"۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گئی۔ اس نے صفدر کو آنکھ مارتے ہوئے سر سلطان سے دوبارہ بکواس شروع کی۔

"ڈاکٹر شعیب کے گھر بات چل رہی ہے۔ کس کی تمہاری یا ثریا کی۔ ان کا تو ایک ہی لڑکا ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ارے۔ لڑکا ہے۔ لاحول ولاقوۃ۔ اچھا ہوا آپ نے بتا دیا۔ ورنہ یہ شادی دفتر والے تو مجھے مروا دیتے"۔۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ مجھے میٹنگ میں جانا ہے۔ پھر بات کروں گا"۔ سر سلطان نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"لو پیارے دفتر۔ اوہ سوری شادی دفتر۔ یہ تو سارا کام ہی خراب ہو گیا۔ ڈاکٹر شعیب کے تو لڑکا ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ آج کل کے ماڈرن دور میں لڑکے اور لڑکی کی پہچان ہی باقی نہیں رہی۔ اس لئے تمہارے دفتر نے اُسے لڑکی سمجھ لیا ہو۔۔۔۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سر سلطان نے اُسے آتشی شیشوں کی عینک کے بغیر دیکھ لیا ہو۔ اور لڑکی کو لڑکا بنا دیا ہو"۔۔۔۔ عمران نے رسیور رکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں شاگل کے اسسٹنٹ کبیر سنگھ کی بات کرنے آیا ہوں۔ آپ نے اور ہی چکر چلا دیا"۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ کبیر سنگھ۔۔۔۔ تو وہ سکھ بھی ہے۔ لاحول ولاقوۃ۔ لڑکا بھی اور بے دین بھی۔ نہیں مسٹر دفتر۔ اوہ سوری شادی دفتر۔ یہ شادی نہیں ہو سکتی۔ آپ رجسٹریشن فیس کی رقم واپس کر دیں۔ بڑی مشکل سے جی۔ پی۔ فنڈ سے ادھار لے کر دی تھی"۔۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ اب اپنے آئندہ اقدام کے بارے میں کچھ نہیں بتانا چاہتے۔ ٹھیک ہے میں ایکسٹو سے بات کر لیتا ہوں"۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو سے۔۔۔۔ ارے ارے۔ کیوں جولیا کا سکوپ ختم کر رہے ہو۔ وہ تو مشین گن لے کر تمہارے دفتر پر چڑھ دوڑے گی"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"میرے فون کرنے سے جولیا کا سکوپ کیسے ختم ہو جائے گا کیا مجھے جولیا سے بات کرنی چاہئے"۔۔۔۔ صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔ وہ واقعی عمران کی بات نہ سمجھ سکا تھا۔

"جولیا سے بات۔۔۔۔ جولیا کبھی بھی نہ مانے گی کہ تم ایکسٹو کی بات کسی مرد اور وہ بھی بے دین سے کرا دو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس بار صفدر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ وہ اب عمران کی بات سمجھا تھا۔

"یار۔ اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔ یہ تو بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

اور صفدر نے ہنستے ہوئے رسیور اٹھا کر دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"نہیں مانتے تو تمہاری مرضی۔ خود ہی بھگتنا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور دوبارہ کتاب اٹھا لی۔ اس نے صفدر کو ایکسٹو کو کال کرنے سے منع نہ کیا تھا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ عمران کے سر سلطان سے بات کرنے اور اس طرح مذاق کرنے پر صفدر مشکوک ہو جائے۔

"ایکسٹو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب۔ عمران صاحب کے فلیٹ سے" صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس" ——— بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔ اور جواب میں صفدر نے کبیر سنگھ کو دیکھنے سے لے کر عمران کے ڈاکٹر سلیمان کی بات کرنے اور سر سلطان سے ڈاکٹر شعیب کے بارے میں تمام تفاصیل بتا دیں ——— جب کہ عمران آنکھیں ہی نکالتا رہ گیا۔ کہ اس کی کارروائی وہ ایکسٹو کو کیوں بتا رہا ہے۔

"کبیر سنگھ کی یہاں موجودگی اور وہ بھی ڈاکٹر سلیمان کے میک اپ میں خاصی اہم ہے۔ ٹھیک ہے میں اس بارے میں تحقیق کرتا ہوں" ——— بلیک زیرو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

صفدر نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"تمہارے باس کو بھی شاید یہی شک پڑا ہے کہ آج کل کی ماڈرن لڑکیاں لڑکے ہی نظر آتی ہیں اس لئے وہ بے چارہ تحقیق کے چکر میں پڑ گیا۔ بہر حال ٹھیک ہے رشتے تو آسمانوں پر طے ہوتے ہیں ——— ہم گناہ گار کیا کر سکتے ہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کا رشتہ طے کرنے کے لئے تو بے چاری جولیا کو خود آسمان پر جانا پڑے گا" ——— صفدر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی مسکرا دیا۔ جب صفدر فلیٹ سے باہر چلا گیا تو عمران مخصوص کمرے میں آیا۔ اور اس نے بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کئے۔

"ایکسٹو" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو ——— صفدر نے انتہائی اہم اطلاع دی ہے۔ ڈاکٹر سلیمان گزشتہ دنوں ایس۔ او۔ سی سنٹر کا انچارج رہا ہے۔ اور یہ سنٹر وہ ہے جس پر پورے پاکیشیا کے دفاعی نظام کا دار و مدار ہے۔ اس لئے کبیر سنگھ کا ڈاکٹر سلیمان کے میک اپ میں اتنے دن ہوٹل میں رہنا انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب۔ اور مجھے اب آپ کی کال کا ہی انتظار تھا" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"خالد کے بارے میں کوئی رپورٹ ملی" ——— عمران نے پوچھا۔

"نعمانی اور صدیقی کو میں نے اس کام پر لگا دیا ہے۔ وہ رپورٹ تیار کر لیں گے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے۔ مجھے خود ہی اس چکر کا پتہ کرنا پڑے گا۔ ویسے تم ایسا کرو تمام ممبرز کو ہدایت دے دو کہ وہ میک اپ میں کافرستان کی طرف جانے والے تمام راستوں کی کڑی نگرانی کریں ——— اگر کبیر سنگھ نکل نہیں گیا تو پھر لازماً وہ ہتھے چڑھ جائے گا۔ اور اگر وہ ہتھے چڑھ جائے تو ساری بات سامنے آجائے گی" ——— عمران نے

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی احکامات دے دیتا ہوں" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ان سب کو کبیر سنگھ کی مخصوص نشانی بتا دینا۔ اور سنو۔ تم خود ایسا کرو کہ ریگی بار کے آرنلڈ کو ٹٹولو۔ کبیر سنگھ نے لازماً اس سے رابطہ قائم کیا ہو گا" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔ اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اور خود مخصوص کمرے سے نکل کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فوری طور پر ڈاکٹر شعیب سے ملنے کا پروگرام بنا لیا تھا ——— چونکہ ڈاکٹر شعیب اسے ذاتی طور پر اچھی طرح جانتا تھا۔ اور فی الحال سامنے کوئی کیس بھی نہ تھا۔ اس لئے عمران نے اپنی اصل شکل میں ہی جانے کا پروگرام بنا لیا۔

میں اندر آسکتا ہوں" ——— دروازے سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

اور میز کے پیچھے بیٹھا ہوا شاگل آواز سن کر یک لخت چونک پڑا۔

اوہ ——— کبیر سنگھ تم ۔ کب آئے۔ تم نے آنے کی اطلاع نہیں دی" ——— شاگل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

سر ——— کام تو ہو گیا۔ لیکن مجھے اچانک وہاں سے بھاگنا پڑا۔ مجھے شک پڑ گیا تھا کہ مجھے چیک کر لیا گیا ہے"

سنگھ نے آگے آکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

تفصیلی رپورٹ دو کبیر سنگھ ——— تم جانتے ہو مجھے یہ تمہید زہر ہے" ——— شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

یس سر ——— میں نے یہاں سے جا کر آرنلڈ کے ذریعے سلیمان کو اغوا کرایا اور پھر خود ڈاکٹر سلیمان کے مکمل میک اپ

ین سنٹر میں پہنچ گیا۔ لیکن سر وہاں جا کر مجھے اچانک معلوم ہوا کہ
انہوں نے چیکنگ کا اس قدر سخت سائنسی نظام قائم کر رکھا ہے
میرا ایکپوژ ہو جانا لازمی تھا ——— چنانچہ میں باہر سے ہی اچانک بیمار بن
واپس آگیا۔ اس کے بعد میں نے ڈاکٹر سلیمان کو ہپناٹائز کر
اس سے ایک اہم آدمی کا پتہ معلوم کر لیا۔ ڈاکٹر سلیمان کو میں
کے زیرو کوڈ کا علم نہ تھا ——— لیکن اس نے اس کوڈ کو معلوم کر
کے لئے ایک اور آدمی کا پتہ بتا دیا۔ یہ ڈاکٹر شعیب کا خاص اس
تھا۔ اس کا نام ڈاکٹر اشرف ہے۔ ڈاکٹر سلیمان نے ہی بتایا
ڈاکٹر اشرف کی منگنی اس کی لڑکی سے ہوئی ہے ——— اور اس
ان کے گھر آنا جانا ہے۔ اس پر میں نے ڈاکٹر سلیمان کے میک
میں ایک ہوٹل میں کمرہ لے لیا۔ اور ڈاکٹر اشرف کو اس ہوٹل میں
خاص بات کرنے کے لئے بلوایا ——— کیونکہ میں میک اپ میں
سلیمان کے گھر نہ جانا چاہتا تھا۔ ورنہ وہاں اس کی لڑکی۔ بیوی
دوسرے بچوں کی وجہ سے میرا راز فوراً کھل جاتا۔ ڈاکٹر اشرف حس
توقع ہوٹل میں آگیا ——— اور پھر میں نے وہاں باتوں ہی باتوں میں
سے زیرو کوڈ معلوم کر لیا۔ مجھے چونکہ ڈاکٹر ستیش نے جلتے
کمپیوٹر سائنس میں اچھا خاصا بریف کر دیا تھا۔ اس لئے ڈاکٹر اشر
کو مجھ پر شک نہ پڑا ——— میں نے ڈاکٹر اشرف کو واپس بھیج
اور خود میرا پروگرام تھا کہ ہوٹل کا کمرہ چھوڑ کر ڈاکٹر سلیمان کے
جاؤں۔ اور اس سے اس کوڈ کی تصدیق کر لوں۔ کیونکہ بہرحال
بھی کمپیوٹر سائنس میں اتھارٹی مانا جاتا ہے ——— لیکن ہوٹل چھوڑ

تے ہوئے اچانک مجھے عمران کا ساتھی صفدر نظر آگیا۔ حالانکہ میں
ٹر سلیمان کے میک اپ میں تھا۔ لیکن صفدر مجھے دیکھ کر اس
ح چونکا جیسے وہ مجھے جانتا ہو ——— یا تو وہ ڈاکٹر سلیمان سے ذاتی
ر پر واقف تھا یا پھر اس نے مجھے پہچان لیا تھا۔ پھر صفدر نے میرا
تعاقب بھی کیا۔ جس سے میں اور زیادہ ٹھٹھک گیا۔ چنانچہ اس کے
قب کو جھٹک کر میں سیدھا آرنلڈ کے پاس پہنچا ——— اور پھر
نے وہاں سے نکلنے کی کی۔ اور پہلی فرصت میں واپس آگیا۔ ڈاکٹر
سلیمان کو چونکہ ہپناٹائز کر کے سب کچھ معلوم کیا گیا تھا۔ اس لئے
نے ہپناٹزم کے ذریعے ہی اس کا ذہن اغوا اور پوچھ گچھ کے
سے میں صاف کر دیا ——— اور آرنلڈ سے کہہ دیا کہ اُسے بے ہوشی
کے عالم میں ہی کسی پارک میں ڈال دیا جائے۔ وہ ہوش میں آنے پر
ہی چلا جائے گا۔ چونکہ اس کے ذہن میں بیمار ہونے کے متعلق
شن ڈال دی گئی تھی ——— اس لئے اگر اس سے پوچھ گچھ بھی ہوئی
یہی بتائے گا کہ وہ بیمار رہا ہے۔ مزید کچھ نہ بتا سکے گا"
سنگھ نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔
ہوں ——— اس کا مطلب ہے تم نے سیکرٹ سروس کو اپنے
ے لگا لیا۔ اب صفدر لازماً اس شیطان عمران کو تمہارے متعلق
ٹ دے گا۔ اور وہ شیطان لازماً معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے
ے کام شروع کر دے گا ——— بہرحال وہ خواب میں بھی نہیں
چ سکتا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ تم ڈاکٹر ستیش سے مل آئے
——— شاگل نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔ میں ڈاکٹر ستیش کو رپورٹ دے کر ہی آپ
پاس آ رہا ہوں" ۔۔۔ کبیر سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب
ہوئے کہا۔

"گڈ ۔۔۔ اب تم ایسا کرو کہ فی الحال چھٹیاں کر کے آرام
تم نے اب مستقل طور پر میک اپ میں رہنا ہے۔ اگر صفدر
تمہیں کبیر سنگھ کے روپ میں پہچانا ہے تو عمران لازماً یہ
کر لے گا ۔۔۔ اور ہو سکتا ہے وہ اپنے ایجنٹوں کے ذر
تمہیں اغوا کر کے تم سے پوچھ گچھ کرے" ۔۔۔ شاگل نے
ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ میں میک اپ میں پہاڑی پر ج
ہوں۔ جب آپ کی طرف سے او۔ کے کا کاشن ملے گا پھر میں
آؤں گا" ۔۔۔ کبیر سنگھ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ ۔۔۔ تم نے خاصا اہم مشن سر انجام
اس لئے اب تفریح تمہارا حق ہے۔ جاؤ" ۔۔۔ شاگل

"تھینک یو باس" ۔۔۔ کبیر سنگھ نے مسرت بھرے
میں کہا۔ اور پھر سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا۔

شاگل کبیر سنگھ کے جانے کے بعد چند لمحے سوچتا ر
اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف بڑھایا اور نمبر ڈائل کر
شروع کر دیئے۔

"یس ۔۔۔ سنٹرل ٹریڈنگ کارپوریشن" ۔۔۔ دوسری
سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ جس کا لہجہ خالصتاً کاروبار

"میں نے سنا ہے آپ کی فرم کمپیوٹرز کے سپیئر پارٹس کا کاروبار
کرتی ہے" ۔۔۔ شاگل نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ آپ نے درست سنا ہے۔ ہماری فرم اس
معاملے میں خاصی ساکھ اور تجربہ رکھتی ہے۔ آپ کون صاحب ہیں"
نسوانی آواز کا لہجہ بدستور عام کاروباری تھا۔

"میں ایس۔ جی ٹریڈنگ کمپنی کا منیجنگ ڈائریکٹر بول رہا ہوں۔ ہم
سپیئر پارٹس کے بارے میں آپ کی فرم سے ایک بڑا سودا کرنا چاہتے
ہیں ۔۔۔ کیا آپ کسی ذمہ دار عہدیدار سے بات کرا سکتی ہیں"
شاگل نے بدستور دھیمے اور عام لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں آپ کی بات منیجنگ ڈائریکٹر صاحب سے
کرا دیتی ہوں۔ جناب ایس۔ ڈی رامن صاحب سے۔ ہولڈ کریں"
دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور شاگل خاموش ہو گیا۔

سنٹرل ٹریڈنگ کارپوریشن دراصل اس پراجیکٹ سے رابطے
کا کوڈ نام تھا۔ جو ڈاکٹر ستیش کے ذمہ لگایا گیا تھا۔ اس پراجیکٹ کا
کوڈ نام ریڈ سپاٹ رکھا گیا تھا ۔۔۔ اور بیرونی رابطے کے لئے
اسے ایک کاروباری فرم بنا دیا گیا تھا جس کا باقاعدہ دفتر ایک کمرشل
بلڈنگ میں قائم کیا گیا تھا۔ جہاں منیجر اور دوسرا عملہ باقاعدہ کام کرتا
تھا ۔۔۔ لیکن وہیں ایک خفیہ نظام کے تحت ڈاکٹر ستیش سے رابطہ
قائم کرنے کا سلسلہ بھی کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر ستیش کا پورا نام ستیش رامن
تھا۔ اس لئے منیجنگ ڈائریکٹر ایس۔ ٹی۔ رامن دراصل ڈاکٹر ستیش
ہی تھا ۔۔۔ اور شاگل کے ساتھ رابطے کے لئے یہ سارا کوڈ پہلے

سے تیار شدہ تھا۔

"ہیلو ـــــ ایس۔ ٹی۔ رامن بول رہا ہوں" ـــــ چند لمحوں بعد
ڈاکٹر ستیش کی آواز رسیور پر ابھری۔

"میں شاگل بول رہا ہوں ڈاکٹر ستیش ـــــ میرے آدمی نے کار
آپ کی حسب منشا کر دیا ہے یا نہیں" ـــــ شاگل نے بڑے فخر
لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں ـــ آپ کی سروس تو بے حد فعال ہے مسٹر شاگل۔
زیرو کوڈ ہمارے پراجیکٹ کے لئے بہت بڑی رکاوٹ بنا ہوا تھا
اور اسے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ بھی ذہن میں نہ آ رہا تھا۔ اس لئے
میں نے اس سلسلے میں پرائم منسٹر سے بات کی تھی ـــ تو انہوں
نے آپ سے بات کی۔ اور ویسے مسٹر شاگل مجھے قطعاً یقین نہ تھا
کہ اس قدر اہم ترین اور خفیہ کوڈ آپ کا آدمی اتنی آسانی سے اور اتنی
جلدی حاصل کر لے گا ـــ میں ذاتی طور پر آپ لوگوں کی صلاحیتوں پر
بے حد حیران ہوا ہوں" ـــ ڈاکٹر ستیش کے لہجے میں واقعی حیرت
کا عنصر نمایاں تھا۔

"تعریف کا شکریہ ڈاکٹر ـــ میرا تو کام ہی ملک کی خدمت
کرنا ہے۔ اور یہ تو ہمارے لئے انتہائی معمولی بات تھی۔ ہم نے
تو اس سے بھی بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہوئے
ہیں ـــ بہرحال آپ کا کام ہو گیا۔ ہمارے لئے یہی بہت ہے
ویسے آپ کی اس سلسلے میں پرائم منسٹر صاحب سے تو بات ہوئی
ہو گی" ـــ شاگل نے اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ـــ ابھی ابھی ہوئی ہے۔ وہ اس پراجیکٹ کے بارے
میں چونکہ بے حد بے چین ہیں۔ اس لئے وہ مجھ سے مسلسل رابطہ
رکھتے ہیں۔ میں نے ابھی ان سے بھی آپ کے محکمہ کی بڑی تعریف
کی ہے" ـــ ڈاکٹر ستیش نے دوسری طرف سے ہنستے ہوئے
جواب دیا اور شاید شاگل کا اصل مقصد سمجھ گیا تھا۔

"تھینک یو ڈاکٹر تھینک یو ـــ ویسے بھی میرا محکمہ ملک و قوم
کی ہر خدمت کے لئے حاضر ہے۔ اب آپ کا پراجیکٹ کب
مکمل ہو جائے گا۔ تاکہ میں آئندہ کارروائی کے سلسلے میں چوکنا
رہوں" ـــ شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ کام دن رات ہو رہا ہے۔ لیکن چونکہ
یہ کام انتہائی پیچیدہ ہے۔ ہم ناممکن کو ممکن بنانے میں مصروف
ہیں ـــ اس لئے کوئی حتمی بات فی الحال نہیں کی جا سکتی۔ ہونے کو
آج ہی مکمل ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہو تو ایک ماہ میں بھی مکمل نہ ہو۔ بہرحال
حسب پروگرام پراجیکٹ مکمل ہونے کے بعد آپ کو فوری طور پر
حسب ضابطہ اطلاع دے دی جائے گی" ـــ ڈاکٹر ستیش نے
جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ گڈ بائی" ـــ شاگل نے جواب دیا اور پھر
مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

کبیر سنگھ نے واقعی کام دکھایا تھا اور شاگل کو یہ سن کر بے حد
مسرت ہو رہی تھی کہ ڈاکٹر ستیش نے اس کی سروس کی تعریف
وزیراعظم سے کی ہے ـــ اس کا مطلب تھا شاگل کی ساکھ اور

عزت میں اضافہ۔ اور شاگل کے لئے اتنا ہی کافی تھا۔ چنانچہ اس نے
اس نے کبیر سنگھ کو دل کھول کر چھٹیاں منانے کی اجازت دے
دی تھی۔

"کاش ـــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کبیر سنگھ کی خاطر یہاں آئے
تو یہ اجیکٹ کامیاب ہونے سے پہلے ہی میں نے اگر اُسے گرفتار کر
لیا تو پھر تو حکومت میں میرا نام اور بھی اونچا ہو جائے گا"
شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے فون اٹھا کر اپنے
آدمیوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ہوشیار رہنے
اور پاکیشیا کی طرف سے آنے والے راستوں کی کڑی نگرانی
کرنے کی ہدایات دینی شروع کر دیں۔

عمران نے کار ملٹری ایریا کی پہلی چیک پوسٹ پر روکی۔ اور
پھر نیچے اتر کر وہ سیکورٹی کیبن کی طرف بڑھ گیا اس کے جسم پر
سلیقے کا لباس تھا ـــــ اس لئے وہ خاصا وجیہہ نظر آ رہا تھا۔

"کرنل طاہر سے بات کراؤ۔ اُسے کہو علی عمران بات
کرنا چاہتا ہے" ـــــ عمران نے اندر جا کر بڑے باوقار لہجے
میں کہا۔

"اوہ ـــ یس سر ـــ تشریف رکھیے" ـــ کیپٹن نے
چونک کر کہا۔ اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تشریف رکھنے کا وقت نہیں ہے مسٹر کیپٹن۔ آپ کرنل سے
بات کرائیں" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا ذہن
قلابازی تو کھانے لگا تھا۔ لیکن معاملے کی اہمیت کے پیش نظر اس نے
اپنے آپ کو فوراً سنبھال لیا۔

"یس سر" ــــ کیپٹن نے کہا۔ اور رسیور اٹھا کر جلدی سے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"یس" ــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔
یہ سیکورٹی انچارج کرنل طاہر کی آواز تھی۔
عمران کرنل طاہر سے اچھی طرح واقف تھا۔ سیکورٹی کے
معاملے میں وہ انتہائی با اصول اور سخت گیر واقع ہوا تھا۔ اور اس
کے متعلق عام مشہور تھا کہ وہ جب ڈیوٹی پر جانے کے لئے تیار ہو
کر گھر سے نکلتا تو سب سے پہلے خود اپنی تلاشی لیتا تھا۔
"سر۔ کیپٹن انجم۔ فرام گیٹ نمبر ون۔ ایک صاحب علی عمران
آپ سے فون پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں موجود ہیں"
کیپٹن انجم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"علی عمران ــــ ٹھیک ہے۔ بات کراؤ" ــــ دوسری طرف
سے چونکے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔ اور کیپٹن انجم نے رسیور
عمران کی طرف بڑھا دیا۔
"ہیلو کرنل طاہر۔ آپ وضو میں ہیں یا بے وضو ہیں" ــــ عمران
نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
اور اس کی بات سن کر کیپٹن انجم تو ایک طرف باقی عملہ اس بری
طرح اچھلا جیسے ان سب کے پیروں تلے بم پھٹ پڑے ہوں۔ وہ
سب پھٹی پھٹی آنکھوں سے عمران کو دیکھ رہے تھے ــــ انہیں
خواب میں بھی توقع نہ تھی کہ کرنل طاہر جیسے آفیسر کے ساتھ کوئی
اس طرح بھی بات کر سکتا ہے۔ جب کہ عمران کے چہرے پر

اب سنجیدگی کی بجائے مخصوص حماقت کا نقاب چڑھ چکا تھا۔
"کیا مطلب ــــ کون ہو تم" ــــ دوسری طرف سے کرنل
طاہر کی کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی۔
"کرنل۔ آہستہ بولیں۔ اتنے زور سے آپ بولتے رہے تو پھر وضو
ٹوٹ بھی سکتا ہے۔ اور وضو ٹوٹتے ہی طہارت والا مسئلہ خراب ہو
جائے گا" ــــ عمران نے کرنل طاہر کے نام کو استعمال کرتے
ہوئے کہا۔
"تم ــــ تم عمران ــــ واقعی تم وہی عمران ہو۔ وہی شیطان۔
تم یہاں کیسے آن ٹپکے" ــــ دوسری طرف سے کرنل طاہر کی
آواز سنائی دی۔ لیکن لہجہ اس بار نرم تھا۔
"میں نے سنا تھا کہ آپ کی سیکورٹی والوں کو آج سے لاحول
ولا پڑھنے کے احکامات دیئے گئے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا
کہ اب آپ تو یہاں رہ نہیں سکتے ــــ چلو میں ہی جا کر سیٹ سنبھال
لوں۔ آج کل بے روزگاری کا دور دورہ ہے" ــــ عمران نے
کرنل طاہر پر چوٹ کرتے ہوئے جواب دیا۔
اور جواب میں کرنل طاہر جیسا آدمی بھی بے اختیار ہنس پڑا۔
"تم رسیور انجم کو دو۔ شیطان آدمی" ــــ کرنل طاہر نے
ہنستے ہوئے کہا۔
"نجم ــــ ارے اتنی لمبی تار ہے فون کی۔ اور پھر یہاں مجھے
کوئی خلائی جہاز بھی نظر نہیں آ رہا۔ جس پر سوار ہو کر میں نجم یعنی ستارے
تک رسیور لے جاؤں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے

جواب دیا۔

"ارے۔ میں نے کیپٹن انجم کہا ہے۔ وہ آسمان والا ستارہ نہیں کہا" ——— کرنل طاہر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— آپ ہیں شاید کیپٹن ستارہ۔ تو کیا حال ہے آپ کی ٹیم کا۔ کوئی میچ بھی جیتا ہے یا....." ——— عمران نے کیپٹن انجم کی طرف رسیور بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹیم ——— میچ ——— یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر" کیپٹن انجم کی سمجھ میں شاید کچھ نہ آیا تھا۔

"بھئی کیپٹن تو کسی ٹیم کا ہی ہوتا ہے۔ ستارہ جب کیپٹن ہو تو پھر ٹیم بھی ستاروں کی ہو گی۔ اور ظاہر ہے جب ٹیم ہو گی تو میچ بھی کھیلے گی ——— اور جب میچ کھیلے گی تو جیت ہار تو ہو گی ہی" عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن انجم کی حیرت سے پھٹی ہوئی آنکھیں عمران کی باتیں سن کر اور زیادہ پھٹنے لگیں۔ اُسے شاید سمجھ ہی نہ آرہی تھی کہ آج اس کا کس شخص سے واسطہ پڑ گیا ہے۔

"سر۔ میں کیپٹن انجم بول رہا ہوں" ——— کیپٹن انجم عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے رسیور کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کیونکہ دوسری طرف سے کرنل طاہر نے اُسے ہیلو کہا تھا۔ اس نے یقیناً رسیور میں عمران کی بات سن لی ہو گی اس لئے اس نے کیپٹن کو فوراً اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

"کیپٹن انجم ——— علی عمران کو میرے دفتر پہنچا دو"

کرنل طاہر نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کے دفتر ——— لیکن سر۔ وہ پاس اور چیکنگ"

کیپٹن انجم نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا تھا۔ کیونکہ شاید یہ اس کی زندگی میں پہلا واقعہ تھا کہ کرنل طاہر جیسے سخت اور بااصول آدمی نے اُسے اس طرح کا حکم دیا تھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ جسے پہچان لیا جائے اُس کے لئے چیکنگ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سمجھے" ——— کرنل طاہر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— یس سر" ——— کیپٹن انجم نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور رسیور رکھ کر وہ خود دروازے کی طرف چل پڑا۔

"آئیے سر" ——— کیپٹن انجم کے لہجے میں واقعی بوکھلاہٹ تھی۔ شاید اس انہونے واقعہ نے اُسے وقتی طور پر بوکھلا دیا تھا۔ ورنہ وہ کسی گارڈ کو بھی ساتھ بھیج سکتا تھا۔

"سوری ——— میں آپ کے ساتھ اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتا" عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"لمبا سفر ——— نہیں سر۔ کرنل طاہر صاحب کا دفتر قریب ہے۔ سر" ——— کیپٹن انجم اور زیادہ بوکھلا گیا۔

"کمال ہے۔ انجم تو ستارے کو کہتے ہیں اب ستارے قریب آگئے ہیں۔ بہر حال آپ سیکورٹی راڈ ہٹانے کا کہہ دیں۔ میں نے کرنل کا دفتر دیکھا ہوا ہے۔ میں خود پہنچ جاؤں گا" ——— عمران نے اس کی بوکھلاہٹ سے محظوظ ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ یس سر۔ اسلم راڈ ہٹا دو۔ صاحب نے کرنل صاحب کے پاس جانا ہے" ـــــ کیپٹن انجم نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

اور عمران مسکراتا ہوا کیبن سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ چیکنگ راڈ ہٹا لیا گیا۔ اور عمران کار چلاتا ہوا ملٹری ایریا میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ کرنل طاہر کے دفتر کے سامنے کار سے اتر رہا تھا۔

"آپ کا نام علی عمران ہے" ـــــ باوردی چپڑاسی نے بھاگ کر اس کے قریب آتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"علی عمران ......" ـــــ عمران نے چونک کر کہا۔ اور پھر اس طرح آنکھیں بند کر لیں جیسے سوچ میں گم ہو گیا ہو۔

"صص ـــ صاحب" ـــــ چپڑاسی عمران کو اس طرح آنکھیں بند کئے دیکھ کر بُری طرح بوکھلا گیا۔

"اوہ ہاں۔ اب یاد آیا۔ کارپوریشن کی پرچی میں ڈیڈی نے میرا یہی نام لکھوایا تھا۔ کیوں کیا تمہیں پسند آ گیا ہے۔ چلو تم رکھ لو۔ لیکن ڈگریاں ساتھ نہیں مل سکتیں ـــــ وہ تو میں نے بڑی بھاری رقم خرچ کر کے منگوائی ہیں۔ رعب پڑ جاتا ہے ناں۔ اور آج کل تو رعب سے ہی سارے کام نکلتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"کرنل صاحب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھے حکم دیا تھا سر۔ کہ آپ کو فوراً دفتر میں لے آؤں سر" ـــــ چپڑاسی کا ٹکراؤ بھلا عمران جیسے شخص سے پہلے کب ہوا تھا۔ اس لئے اس کی

بوکھلاہٹ واقعی قابل دید تھی۔

"اچھا اچھا ـــــ حکم دیا تھا میرے لئے۔ کہاں ہے حکم۔ جلدی نکالو" عمران نے کہا۔

"سس ـــ سر ......" ـــــ چپڑاسی کی حالت واقعی قابل دید تھی۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آج اس کا کس سے پالا پڑ گیا ہے۔

عمران نے جب چپڑاسی کو بُری طرح بوکھلاتے ہوئے دیکھا تو وہ دفتر کی طرف چل پڑا۔

"چلو نہیں دیتے تو رکھ لو۔ بال بچوں کے کام آئے گا۔ میرا کیا ہے میں بغیر حکم کے ہی گزارہ کر لوں گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اور دوسرے لمحے تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے پر پڑا ہوا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔

کرنل طاہر بڑی سی میز کے پیچھے بڑی بے چینی کے عالم میں بیٹھا تھا۔ اُسے شاید عمران کا انتظار تھا۔

"اتنی دیر ـــــ اتنی دیر کیسے لگ گئی" ـــــ عمران کے اندر آتے ہی کرنل طاہر نے چونک کر کہا۔

"ایمان سے قسم لے لیں۔ میں نے دیر نہیں لگائی۔ وہ آپ کے چپڑاسی کو انٹرویو دے رہا تھا۔ کہتا تھا صاحب نے مجھے آپ کے لئے حکم دیا ہے ـــــ لیکن کرنل صاحب۔ آپ کا چپڑاسی بڑا بخیل ہے۔ حکم اپنے پاس ہی رکھ لیا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر

بیٹھ گیا۔

"اوہ وہ۔ بیچارہ چپڑاسی ــــ اوہ اس کی تو حالت ہی خراب ہو گئی۔ بھلا جس کا تم جیسے شیطان سے پالا پڑ جائے۔ خیر۔ پہلے بتاؤ کیا پیو گے۔ حالانکہ میں دفتر میں پینے پلانے کا قائل نہیں ہوں لیکن تمہاری ذات ہی ایسی ہے کہ سارے اصول خود بخود بالائے طاق چلے جاتے ہیں" ــــ کرنل طاہر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کہاں چلے جاتے ہیں" ــــ عمران نے چونک کر کہا۔

"میں نے محاورہ بولا ہے بالائے طاق یعنی ایک طرف" کرنل طاہر نے قدرے شرمندہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا ــــ میں سمجھا تھا کہ آپ نے منشی فاضل ادیب فاضل پاس کر لیا ہے۔ لیکن اگر کرنل فاضل ہو جائیں تو پھر جنگ کر لی گئی ہم پہ۔ دونوں ملکوں کے کرنل بیٹھ کر محاوروں کی جنگ کرتے رہ جائیں گے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل طاہر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تم آج ادھر آئے کیسے" ــــ کرنل طاہر نے گھنٹی بجاتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"ایمان سے میری نیت بڑی نیک اور طاہر ہے۔ قسم لیجئے۔ یہ تو ڈاکٹر شعیب کی ساری گڑبڑ ہے۔ خواہ مخواہ بیمار پڑ جاتا ہے" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کوک لے آؤ" ــــ کرنل طاہر نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے دروازے پر نمودار ہونے والے چپڑاسی سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"کوک ــــ ارے کمال ہے۔ اب لفظوں کا تلفظ بھی بھول گیا ہے آپ کو یہ کوک نہیں کُوک ہوتا ہے۔ کوئل کی کُوک۔ آپ نے نہیں سنی ہوئی" ــــ عمران نے فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میں تم سے بات نہیں کر رہا تھا۔ اچھا تو تم ڈاکٹر شعیب کی تیمارداری کرنے آئے ہو" ــــ کرنل طاہر اب ساری سختی اور اصول بھول کر بچوں کی طرح ہنس رہا تھا۔

"تیمارداری۔ یہ کوئی نیا لفظ ہے۔ شاید کوئی فوجی اصطلاح ہے۔ ورنہ میں نے تو اب گھرداری۔ سرداری۔ بےزاری۔ اوہ یہ تو قافیہ غلط ہو گیا" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں۔ اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تم جیسا آدمی کسی کی تیمارداری کے لئے وقت ضائع نہیں کرتا۔ سیدھی طرح بتاؤ آج ادھر کا رخ کیسے کر لیا" ــــ کرنل طاہر نے مسکرا کر میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر شعیب کی سنا ہے لڑکی بے حد خوب صورت اور سمارٹ ہے۔ کیوں کرنل" ــــ عمران نے یک لخت آگے کی طرف ہو کر بڑی رازداری سے کہا۔

"ڈاکٹر شعیب کی لڑکی۔ دماغ تو نہیں خراب ہو گیا تمہارا۔ اس کا تو ایک ہی اکلوتا لڑکا ہے۔ اور ایکریمیا میں پڑھ رہا ہے" کرنل طاہر نے چونک کر کہا۔

"تو پھر کسی اور کی ہو گی۔ میں نے سوچا کرنل طاہر آدمی ہے۔ اس

سے صحیح معلومات مل سکتی ہیں۔ ورنہ کسی اور سے بات کی تو وہ اپنا سکوپ بنانا شروع کر دے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

کرنل طاہر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

اُسی لمحے چپڑاسی کوکا کولا کی بوتل لئے اندر داخل ہوا۔ اس نے کرنل طاہر کو اس طرح قہقہہ مارتے دیکھا تو بوکھلاہٹ میں بوتل اس کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچی ۔۔۔ شاید یہ اس کے ذہن کے مطابق انتہائی ناممکن تھا۔

"اوہ احمق نانسنس ۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں"۔۔۔ کرنل طاہر نے یک لخت چپڑاسی پر چڑھائی کر دی۔

"سوری ۔۔۔ س ۔۔۔ میں ۔۔۔ میں ۔۔۔"۔۔۔ چپڑاسی نے جلدی سے بوتل عمران کے سامنے رکھی اور پھر اس طرح سے واپس مڑا۔ جیسے ایک لمحہ کی بھی دیر ہو گئی تو قیامت ٹوٹ پڑے گی"۔۔۔ عمران اس کی حالت دیکھ کر مسکرا دیا۔

"بڑا رعب رکھا ہوا ہے"۔۔۔ عمران نے کوک اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تم اب موضوع مت بدلو۔ مجھے سیدھی طرح بتاؤ یہ لڑکی کا کیا چکر ہے۔ ورنہ میں ابھی سر رحمان کو فون کر کے پوچھ لوں"۔۔۔ کرنل طاہر نے کہا۔

"ارے ارے۔ خدا کے لئے ایسا ظلم نہ کیجئے۔ اماں پہلے ہی دل کی مریض ہیں"۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اماں بی دل کی مریض ہیں تو پھر کیا ہوا۔ میں تو ......"

کرنل طاہر عمران کی اس بوکھلاہٹ پر واقعی حیران ہو گیا۔

"وہ وہ ۔۔۔ ڈیڈی اپنا سکوپ .... ارے توبہ توبہ شرم بھی کوئی چیز ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور دونوں ہاتھوں سے اپنے گال پیٹنے لگا۔ اور کرنل طاہر کے قہقہوں سے اس بار دفتر گونج اٹھا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ تم واقعی شیطان ہو۔ اصلی شیطان۔ کہاں بات لے جاتے ہو"۔۔۔ کرنل طاہر نے بری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"شکر ہے۔ اب سیٹ خالی ہونے کا کچھ سکوپ تو بنا۔ لیکن آپ جیسا ایک بار لاحول پڑھنے سے نہیں جا سکتا۔ پورا چلہ کاٹنا پڑے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور کرنل طاہر اس بار عمران کو گھورتا رہ گیا۔

"اچھا اب بتا بھی دو کہ یہ لڑکی کا کیا چکر ہے"۔۔۔ کرنل طاہر واقعی ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گیا تھا۔

"آپ کے اعصاب پر تو واقعی لڑکی سوار ہو گئی ہے مجھے پتہ ہوتا تو کسی لڑکی کو ساتھ ہی لے آتا۔ ڈاکٹر شعیب کی نہ سہی کسی اور ڈاکٹر کی سہی ۔۔۔ ڈاکٹر تو سب ایک جیسے ہوتے ہیں"۔۔۔ عمران واقعی اس بار جھلا گیا تھا۔ اس نے تو بس ویسے ہی مذاق کے طور پر ڈاکٹر شعیب کی لڑکی کا تذکرہ کر دیا تھا۔ لیکن کرنل طاہر تو اس بات پر اڑ گیا تھا۔

"اوہ میں سمجھ گیا۔ تو تم ڈاکٹر سلیمان کی لڑکی کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے آئے ہو گے۔ وہ واقعی ایسی ہی لڑکی ہے جو تمہیں

انگلیوں پر نچا سکے۔ لیکن منہ دھو رکھو۔ اس کی منگنی تو ڈاکٹر اشرف سے ہو چکی ہے۔ تم پہلے مجھے بتا دیتے تو میں ڈاکٹر سلیمان سے بار... لیتا۔ بڑا سیدھا آدمی ہے بے چارہ" —— کرنل طاہر نے کہا۔

عمران ڈاکٹر سلیمان کا نام سن کر چونک پڑا۔

"یہ تم اسی ڈاکٹر سلیمان کی بات کر رہے ہو جو ڈاکٹر شعیب ... ایس۔ او۔ سی کا انچارج رہا ہے" —— عمران نے اس بار ... لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں۔ وہی —— لیکن میری سمجھ میں ایک بات نہیں آئی ڈاکٹر شعیب بیمار ہوا تو اس کی جگہ ڈاکٹر سلیمان نے لے لی۔ جب ڈاکٹر شعیب واپس آئے تو ڈاکٹر سلیمان بیمار ہو کر چلے گئے اور بیماری بھی ایسی کہ چار روز تک گھر سے ہی غائب رہے —— ایک پارک میں ہوش آیا تو گھر آئے" —— کرنل طاہر نے ک...

"بیمار رہے۔ اور غائب رہے۔ پارک میں ہوش آیا۔ کیا... میں سمجھا نہیں" —— عمران اب واقعی سنجیدہ ہو گیا تھا۔ کیونکہ... سب اس کے لئے واقعی انکشاف تھا۔

"ڈاکٹر اشرف اس کا ہونے والا داماد اور میرا کلاس فیلو ... کل اتفاق سے اس سے کلب میں ملاقات ہو گئی تو ایسے ہی ڈ... سلیمان کی بیماری کا تذکرہ آ گیا —— ڈاکٹر اشرف نے عجیب ... بتائی کہ وہ ڈاکٹر سلیمان سے ہوٹل سلور سینڈ میں مل کر کافی باتیں کرتا رہا ہے۔ ڈاکٹر سلیمان نے اسے بتایا تھا کہ وہ آ... کرنے کے لئے ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ لیکن بعد میں ڈاکٹر

...گیا۔ کہ وہ ڈاکٹر اشرف سے ملا ہی نہیں" —— کرنل طاہر نے کہا۔

"ڈاکٹر سلیمان اب ڈیوٹی پر ہے" —— عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ اب اس کے ذہن میں ساری کڑیاں ملتی ...جا رہی تھیں۔

صفدر نے ہوٹل سلور سینڈ سے ہی کبیر سنگھ کو ڈاکٹر سلیمان کے میک اپ میں نکلتے ہوئے دیکھا تھا۔

"ارے نہیں۔ ظاہر ہے وہ ذہنی طور پر بیمار رہے ہیں۔ اور تمہیں معلوم ہے ڈاکٹر شعیب اس معاملے میں کتنے سخت واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف ڈاکٹر سلیمان کو طویل رخصت پر آرام اور علاج کے لئے بھجوا دیا ہے" —— کرنل طاہر نے کہا۔

"وہ ڈاکٹر اشرف" —— عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر اشرف۔ وہ تو ظاہر ہے ڈیوٹی پر ہی ہے" —— کرنل طاہر نے جواب دیا۔

"اچھا پھر ایسا کریں کہ مجھے سپیشل کارڈ دے دیں۔ میں نے ڈاکٹر شعیب سے ملنا ہے" —— عمران نے کہا۔

"سپیشل کارڈ —— اوہ نہیں۔ سپیشل کارڈ تو کسی کو جاری نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر شعیب کی انتہائی سخت ترین ہدایات ہیں" کرنل طاہر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر شعیب سے فون پر تو بات ہو سکتی ہے" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فون پر — ہاں — لیکن تم کرو گے ۔ سوری ۔ ڈاکٹر شعیب ب
کرخت مزاج آدمی ہے" — کرنل طاہر نے ہچکچاتے ہو
کہا ۔

"آپ اس سے بات کر کے صرف اتنا کہہ دیں کہ علی عمران ب
کرنا چاہتا ہے ۔ اگر وہ بات کرنا چاہے گا تو رسیور مجھے د
دینا ورنہ واپس کریڈل پر رکھ دینا" — عمران نے کہا ۔

"ہاں — ایسا ہو سکتا ہے ۔ لیکن کیا وہ تمہیں جانتا ہے"
کرنل طاہر کے انداز میں ابھی تک ہچکچاہٹ موجود تھی ۔

"جانتا نہیں تو اب آپ کی وساطت سے جان جائے گا"
عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا ۔

اور کرنل طاہر چند لمحے ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا جیسے فیصلہ
پا رہا ہو کہ واقعی ڈاکٹر شعیب کو فون کرے یا نہیں ۔ پھر اس
کندھے اچکاتے ہوئے رسیور اٹھایا ۔

"یس سر" — دوسری طرف سے اس کے پی ۔ اے
نے پوچھا ۔

"ایس ۔ او ۔ سی — میں ڈاکٹر شعیب سے بلواؤ"
کرنل طاہر نے سخت لہجے میں جواب دیا اور رسیور رکھ دیا ۔

"مجھے نظر آ رہا ہے کہ آج مجھے ہی جھاڑ پڑے گی ۔ ڈاکٹر شعیب
بڑا سخت مزاج آدمی ہے" — کرنل طاہر نے کہا ۔

"اچھا — کمال ہے ۔ اتنی تیز نظر ہے آپ کی ۔ لیکن پھر یہ عینک
یہ شاید رعب کے لئے لگا رکھی ہے ۔ لیکن کرنل اس سے رعب

تو کیا پڑے گا ۔ البتہ آپ کا چہرہ گول نظر آتا ہے ۔ اور گول چہرہ تو آپ جانتے
ہیں کس کا ہوتا ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

لیکن اس سے پہلے کہ کرنل طاہر کوئی جواب دیتا ٹیلی فون کی گھنٹی بج
اٹھی اور کرنل طاہر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

"یس — کرنل طاہر" — کرنل طاہر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"سر ۔ ڈاکٹر شعیب لائن پر ہیں ۔ بات کیجئے" — دوسری طرف
سے پی ۔ اے کی آواز سنائی دی ۔ اور اس کے ساتھ ہی کلک آواز ابھری ۔
کرنل طاہر سمجھ گیا کہ لائن مل گئی ہے ۔

"ہیلو ڈاکٹر صاحب ۔ میں کرنل طاہر بول رہا ہوں سیکورٹی انچارج"
کرنل طاہر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا ۔

"کرنل طاہر — یس فرمائیے" — ڈاکٹر شعیب کی انتہائی کرخت
اور خشک آواز سنائی دی ۔

"سر — ایک صاحب علی عمران ہے ۔ ڈائریکٹر انٹیلی جنس سر رحمان
کے صاحبزادے ۔ وہ اس وقت میرے دفتر میں موجود ہیں ۔ وہ آپ سے
بات کرنا چاہتے ہیں ۔ میں نے انہیں بہت ٹالنے کی تو ......"
کرنل طاہر کا لہجہ بے حد معذرت خواہانہ تھا جیسے وہ اپنی اس جسارت پر
بے حد شرمندہ ہو رہا ہو ۔

"علی عمران — تمہارے دفتر میں — بات کرواؤ"
دوسری طرف سے ڈاکٹر شعیب کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی ۔

"جی — جی —" — کرنل طاہر شاید بری طرح الجھ گیا تھا ۔

"کیا جی ۔ جی لگا رکھی ہے ۔ عمران سے بات کراؤ" — ڈاکٹر شعیب

نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ یس سر" ۔۔۔ کرنل طاہر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اور خود پیشانی پر ابھر آنے والا پسینہ پونچھنے لگا۔ وہ واقعی بُری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ آپ ذرا اپنے لہجے کی آئلنگ نہیں کروا لیتے۔ کچھ نرم ہو جائے گا۔ اتنا خشک ہو گیا ہے کہ کرنل طاہر کا آدھا خون ہی خشک کر دیا ہے اس نے" ۔۔۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

اور کرنل طاہر کی اس بار واقعی وہی حالت ہوئی جو کیپٹن انجم کی عمران کو کرنل طاہر سے مذاق کرتے ہوئے دیکھ کر ہوئی تھی۔ کیپٹن انجم کی طرح۔ شاید اس کے بھی تصور میں نہ تھا کہ ڈاکٹر شعیب سے بھی کوئی اس طرح بات کر سکتا ہے۔

"تم میرے لہجے کی فکر چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ مجھ سے بات کرنے کے لئے یہاں ملٹری فیلڈ میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ اپنے فلیٹ سے ہی فون کر لیتے" ۔۔۔ ڈاکٹر شعیب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کہ شاید لہجے کی طرح آپ کے کانوں کے پردے بھی خشک ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے دور کی بات آپ سن ہی نہ سکیں اور پھر مجھے اپنے گلے کی اوور ہالنگ کرانی پڑے ۔۔۔ اور آج کل تو اوور ہالنگ پر بڑا خرچہ اٹھ جاتا ہے۔ اور میں ٹھہرا مفلس اور قلاش آدمی۔ اس لئے یہاں قریب سے بات کر رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور دوسری طرف سے ڈاکٹر شعیب جیسا آدمی بھی بے اختیار قہقہہ

مار کر ہنس پڑا۔

کرنل طاہر نے بھی ظاہر ہے یہ قہقہہ سنا تھا۔ اور اب اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے اس قدر ہونق بن چکا تھا۔ کہ شاید اب مزید ہونق بننے کی گنجائش ہی باقی نہ رہی تھی۔

"اچھا بتاؤ۔ بات کیا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر شعیب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ آپ سے ملنے کو بڑا دل چاہ رہا تھا۔ آخر آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ اور ڈیڈی کہتے ہیں کہ بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے والا روحانی طور پر بڑا بلند ہو جاتا ہے ۔۔۔ لیکن اب میں ڈیڈی کو کیا بتاؤں کہ بزرگوں کی صحبت اور گناہ گاروں کے درمیان سپیشل کارڈ رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اور کرنل طاہر سپیشل کارڈ جاری ہی نہیں کرتے۔ یہ تو خدا بھلا کرے ٹیلی فون کے موجد کا۔ جس نے ہم گناہ گاروں کے لئے آدھی صحبت کا بندوبست تو کر ہی دیا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ۔۔۔ اوہ میں سمجھ گیا۔ کرنل طاہر کو میں نے ہی سختی سے منع کیا ہوا تھا۔ بہرحال رسیور کرنل طاہر کو دو" ۔۔۔ ڈاکٹر شعیب نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور کرنل طاہر کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر" ۔۔۔ کرنل طاہر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بھئی عمران کو سپیشل کارڈ جاری کر دو۔ اس جیسے آدمی کو بھلا کون روک سکتا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر شعیب نے کہا۔ اور اس کے ساتھ

ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوگیا۔

"خدا کی پناہ —— تمہاری شیطنت تو نجانے کہاں کہاں پھیلی ہوئی ہے" —— کرنل طاہر نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"بس آپ کی دعا چاہیئے کرنل۔ ورنہ آپ جیسے مربی ہی پیر کا مرتبہ بلند کرتے ہیں" —— عمران نے جواب دیا۔ اور کرنل طاہر بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ رنگ کا ایک کارڈ نکالا اور اس پر علی عمران ولد سر رحمان لکھ کر اس نے نیچے اپنے خاص دستخط کئے اور پھر ایک مخصوص مہر لے کر اسے اس نے نیچے لگا دی۔

"لو یہ سپیشل کارڈ۔ اب مزے کرو۔ چاہے سارے فیلڈ میں ادھم مچاتے رہو" —— کرنل طاہر نے خفیف سے لہجے میں کہا۔ جیسے وہ پہلے عمران کو انکار کر کے شرمندہ ہو رہا ہو۔

"اچھا بس۔ اتنا سا کام تھا لاحول ولا قوۃ۔ مجھے پہلے پتہ ہوتا تو میں وہیں گھر پر ہی بنا لیتا۔ خواہ مخواہ اتنی دردسری کی" —— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر کرنل سے مصافحہ کر کے وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے خفیہ ایس۔ او۔ سنٹر کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ راستے میں جہاں بھی اُسے روکا گیا سپیشل کارڈ نے واقعی کھل جا سم سم والا کردار ادا کیا۔ اور نہ صرف چیکنگ راڈ بھی ہٹا لئے گئے بلکہ عمران کو باقاعدہ فوجی سیلوٹ بھی مارے گئے۔ اور عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اُسے کرنل طاہر کی طرف سے

ڈاکٹر اشرف اور ڈاکٹر سلیمان کی سلور سینڈ ہوٹل میں ملاقات والی اہم ٹپ مل چکی تھی اور اب وہ ڈاکٹر اشرف کو اس بارے میں پوری طرح ٹٹولنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایس۔ او۔ سی کے خفیہ گیٹ پر پہنچ کر کار سے اتر آیا۔ یہاں شاید اس کی آمد کی اطلاع پہلے ہی دے دی گئی تھی۔ اس لئے اُسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا —— اور پھر جس جس راستے سے اُسے گزار کر لے آیا گیا۔ اُسے دیکھ کر عمران ڈاکٹر شعیب کی ذہانت کا قائل ہوگیا۔ یہ حفاظتی نظام واقعی اس قدر سخت اور جدید تھے کہ غلط آدمی کسی بھی صورت اندر داخل نہ ہو سکتا تھا۔

عمران جب ڈاکٹر شعیب کے کمرے میں پہنچا تو ڈاکٹر شعیب مین سائٹ پر مصروف تھے۔ اور وہاں سوائے متعلقہ افراد کے کسی اور کو جانے کی کسی صورت بھی اجازت نہ تھی —— اس لئے عمران کو وہیں ڈاکٹر شعیب کے کمرے میں ہی بیٹھ کر ان کا انتظار کرنا پڑا۔ اور ویسے بھی اُسے وہاں جانے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ ورنہ عمران جیسا آدمی اگر وہاں جانے کی ٹھان لیتا تو ظاہر ہے اُسے دنیا کی کون سی طاقت روک سکتی تھی۔

"بیٹے تمہیں انتظار کرنا پڑا۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ بس ایک کام آ گیا تھا" —— سفید بالوں اور سفید چھوٹی داڑھی والے دراز قد ڈاکٹر شعیب نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

ڈاکٹر شعیب اور سر رحمان کے گھریلو تعلقات تھے۔ اور اس

نلطے ڈاکٹر شعیب عمران سے اچھی طرح واقف تھا۔ لیکن وہ اس کی ایکسٹو والی حیثیت تو نہ جانتا تھا۔ البتہ سر داور کی وجہ سے اُسے یہ معلوم تھا کہ عمران ایجنٹوں کے لئے کام کرتا ہے اور بظاہر احمق بن کر وہ دنیا کو انگلیوں پر نچا دیتا ہے ——— انتہائی محب الوطن آدمی ہے۔ اور یہی خصوصیت ڈاکٹر شعیب میں بھی تھی اس لئے وہ عمران کو اپنے بیٹے سے بھی زیادہ چاہتے تھے۔ ان کا بیٹا تو ان کے سامنے آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا ——— جب کہ عمران ظاہر ہے جب سر رحمان کے سامنے بولنے سے باز نہ آتا تھا تو وہ ڈاکٹر شعیب کو کیسے بخش سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ڈاکٹر شعیب سے انتہائی بے تکلف تھا ——— اور انہیں جی بھر کر تنگ کرتا۔ اور ڈاکٹر شعیب بھی جن کی زندگی سخت اور بور گزرتی تھی عمران کے سامنے بالکل اُسی کے عمر کے بن جایا کرتے تھے۔

"شکر ہے انکل ایک کام آیا تھا اگر دو چار آجاتے تو شاید میرا یہیں کرسی پر ہی جام بن جاتا اور آپ ناشتے میں عمران جام کا مزہ لیتے لیکن انکل کڑوا کسیلا ہوتا یہ مزہ" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر شعیب بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہاں اب بتاؤ۔ تم آج ادھر کیسے آئے۔ اور یہ سن لو یہ میرا کام کا وقت ہے اس لئے بے حد قیمتی ہے" ——— ڈاکٹر شعیب نے اپنے طور پر عمران کی شرارتوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کیا قیمت ہے۔ شاید میں ایک دو گھنٹے خرید لوں" ——— عمران

نے بڑے معصومانہ انداز میں جیبیں ٹٹولتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی باز نہیں آؤ گے۔ اور میں سمجھ گیا کہ تم آج ایک دو گھنٹے مجھے کام نہیں کرنے دو گے۔ ٹھیک ہے بھئی جیسے تمہاری مرضی" ڈاکٹر شعیب نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"یس سر ——— ڈاکٹر اشرف سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"میں دو گھنٹے نہ آسکوں گا۔ تم خیال سے سارا کام سنبھال لینا" ڈاکٹر شعیب نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ڈاکٹر۔ ڈونٹ وری۔ آل ول بی۔ او۔ کے" ڈاکٹر اشرف نے دوسری طرف سے جواب دیا۔

اور ڈاکٹر شعیب نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ہاں۔ اب بولو۔ اب میں دو گھنٹے تمہارے ساتھ گزار سکتا ہوں" ڈاکٹر شعیب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دو گھنٹے ——— لاحول ولا۔ یہ آپ بزرگوں کے پاس اتنا وقت ضائع کرنے کے لئے کیسے نکل آتا ہے۔ ہم نوجوانوں کو تو دو منٹ بھی مشکل سے نکلتے ہیں کہ ہم کوئی ڈسکو میوزک کا نیا ٹیپ سن لیں۔ اب یہ اور بات ہے کہ جب یہ ٹیپ چلتا ہے تو پھر آدھا گھنٹہ تو اس کی دھن پر ناچنا پڑتا ہے ——— اور آدھے گھنٹے بعد جب ٹیپ ختم ہوتا ہے تو نوجوان اتنا تھک جاتا ہے کہ چھ گھنٹے سوتا رہتا ہے۔ بہرحال

نوجوانوں کے پاس بالکل وقت ہی نہیں ہے کہ آپ کی طرح بیٹھے ضائع کرتے رہیں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر شعیب اس کی باتوں پر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"نئی نسل کو اب صرف ناچنا آتا ہے" ــــ ڈاکٹر شعیب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے جب اُسے اصل گھی کی بجائے تیل کھانے کو ملے گا۔ بین الاقوامی منڈیوں سے بھری ہوئی گندم۔ سبزی اور پھر کھانے کو ملیں گے تو اس کا گلہ تو لازماً خراب ہوگا ہی ــــ اور جب گلہ خراب ہوگا تو گانا کیسے گایا جاسکتا ہے۔ صرف ناچا ہی جاسکتا ہے۔ اب آپ کی نسل کی طرح تو نہیں کہ جب گانے بیٹھ گئے تو پتہ چلا کہ پہلی آں آں ہی دو گھنٹے تک ختم نہیں ہو رہی ــــ پھر دو گھنٹے اس آں آں کی واپسی اور پھر دو گھنٹے میں پہلی گراری مکمل ہوئی۔ گلے کی آنکھ گراری اور پھر یہ گراریاں بڑھتی ہی گئیں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا چھوڑو اس گانے اور ناچنے کو۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں آخر کیا جرم ہوا ہے کہ تم یہاں آن ٹپکے ہو" ــــ ڈاکٹر شعیب نے یک لخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جرم اور یہاں ــــ یہاں تو جرم کا ایک جرثومہ بھی اندر داخل نہیں ہوسکتا۔ جرم بھلا کیا ہوتا ہے۔ بس مجھے خیال آگیا کہ انکل شعیب کو سلام کیا جائے چنانچہ چلا آیا" ــــ عمران نے بھی بے نیاز لہجے میں جواب دیا۔

"میں زندگی بھر نہیں مان سکتا کہ تم صرف اسی لئے یہاں آئے ہو سیدھی طرح بتاؤ۔ یقیناً کوئی تمہارے آنے کی وجہ ہے ــــ میرے ذہن پر بے پناہ دباؤ ہے ــــ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا آنا خطرے سے خالی نہیں ہے" ــــ ڈاکٹر شعیب کا لہجہ واقعی بے پناہ سنجیدہ تھا۔

"انکل آپ میری توہین کر رہے ہیں۔ اب میں پولیس میں تو نہیں کہ جب خطرہ ٹل جائے تب میری آمد ہو" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے تو بولو یہاں کیا خطرہ ہے" ــــ ڈاکٹر شعیب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ایک لحاظ سے عمران نے ان کے خیال کی تائید کر دی تھی۔

"میں نے سنا ہے کہ ڈاکٹر سلیمان بیمار ہو گئے ہیں۔ اور انہیں ایسی بیماری ہوگئی ہے کہ گذشتہ کئی روز ان کے ذہن سے ہی نکل گئے ہیں" ــــ عمران نے کہا۔ اور ڈاکٹر شعیب بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ ــــ تو تم اس خبر کی تصدیق کے لئے آئے ہو۔ لیکن اس میں تمہاری دلچسپی کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ انسان بیمار ہو جاتا ہے اور میرا اصول ہے کہ جب تک انسان ذہنی طور پر مکمل صحت مند نہ ہو میں اُسے کسی صورت کام کے نزدیک بھی نہیں جانے دیتا ــــ چنانچہ یہی ہوا کہ میں نے ڈاکٹر سلیمان کو طویل رخصت پر بھیج دیا ہے تاکہ وہ اطمینان سے اپنا علاج بھی کرا سکیں اور آرام بھی کر لیں بعض اوقات

کام کا انتہائی دباؤ بھی انسان پر خاصا اثر انداز ہوتا ہے اور ڈاکٹر سلیمان نے گذشتہ ایک ماہ انتہائی مصروفیت میں گزارا ہے۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ ڈاکٹر سلیمان انتہائی محب الوطن آدمی ہے۔ یوں کہیے اور تمہارے سے بھی زیادہ" ـــــ ڈاکٹر شعیب نے ڈاکٹر سلیمان کی باقاعدہ وکالت کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران سمجھ گیا کہ ڈاکٹر سلیمان واقعی ایسے ہی ہوں گے کیونکہ ڈاکٹر شعیب اپنے متعلق بھی منافقت کے قائل نہ تھے۔ کجا دوسروں کے لیے وہ غلط بیانی کریں۔

"تو میں نے کب کہا ہے کہ وہ محب الوطن نہیں ہے۔ ویسے ڈاکٹر شعیب یہ بتائیں کہ ڈاکٹر اشرف کا بیان ہے کہ وہ ڈاکٹر سلیمان سے ہوٹل سلور سینڈ میں ملے تھے ـــــ اور وہاں بات چیت کرتے رہے ہیں۔ اس وقت وہ بالکل نارمل تھے۔ حالانکہ ڈاکٹر سلیمان کہتے ہیں کہ انہیں کچھ یاد نہیں" ـــــ عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر اشرف نے مجھے بتایا ہے۔ لیکن ذہنی بیمار آدمی ہر وقت تو ایک ہی کیفیت میں نہیں رہتا" ـــــ ڈاکٹر شعیب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ ذرا ڈاکٹر اشرف کو یہاں بلوائیں گے تاکہ میں ان سے اس بارے میں گفتگو کر سکوں" ـــــ عمران نے کہا۔

"سوری ـــــ میں فضول وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہوں پہلے مجھے اس ساری کارروائی کا اصل مقصد بتاؤ۔ تمہارے ذہن

میں کیا خلش ہے۔ اور تم یہ ساری تحقیقات کیوں کرتے پھر رہے ہو" ڈاکٹر شعیب نے قطعی اور حتمی لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر۔ آپ واقعی بے حد سخت ہیں۔ لیکن اب کیا کروں آپ میرے انکل ہیں۔ اس لیے بتا دیتا ہوں" ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے صفدر کی رپورٹ بتائی کہ کس طرح اس نے ہوٹل سلور سینڈ سے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کے خاص اسسٹنٹ کبیر سنگھ کو ڈاکٹر سلیمان کے میک اپ میں نکلتے دیکھا ـــــ اس کے بازو پر گدی ہوئی مخصوص نشانی سے اس نے اُسے پہچان لیا۔ لیکن وہ صفدر کو جھٹک کر نکل گیا۔ اس کے بتلائے ہوئے حلیے پر میں چونکا۔ کیونکہ ایک ہوٹل میں ڈاکٹر سلیمان سے میں مل چکا تھا ـــــ ڈاکٹر سلیمان کی پیشانی پر تین تل ان کی مخصوص نشانی ہیں۔ اور جب مجھے پتہ چلا کہ ڈاکٹر اشرف نے سلور سینڈ میں ڈاکٹر سلیمان سے بات چیت کی ہے تو ساری صورت حال سامنے آ گئی ـــــ ظاہر ہے سلور سینڈ میں اصل ڈاکٹر سلیمان نہیں تھے بلکہ کبیر سنگھ ان کے میک اپ میں تھا۔ اور ڈاکٹر اشرف نے جو بھی بات چیت کی وہ کبیر سنگھ سے کی۔ اب آپ خود بتائیں کہ ایسی صورت حال میں مجھے یہاں آنا چاہیے یا نہیں" عمران نے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ اس کا مطلب ہے کوئی گہری سازش یہاں ہو رہی ہے اور میں اس سے قطعی بے خبر ہوں۔ اس کا مطلب ہے ڈاکٹر سلیمان بیمار نہیں تھے۔ بلکہ ان کو بیمار کیا گیا تھا۔ لیکن ڈاکٹر سلیمان

یا ڈاکٹر اشرف سے ایک سیکرٹ سروس کا آدمی کیا حاصل کر سکتا ہے
یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی" ـــــ ڈاکٹر شعیب نے کہا۔
"آپ یہ بات اس لئے کر رہے ہیں کہ ڈاکٹر سلیمان اور ڈاکٹر
اشرف سائنس دان ہیں جب کہ کبیر سنگھ ایک عام سا آدمی سیکرٹ
سروس کا رکن۔ جاسوس" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ ظاہر ہے۔ کمپیوٹر سائنس کے بارے میں تو اس کبیر سنگھ
کو ابجد بھی نہ آتی ہو گی" ـــــ ڈاکٹر شعیب نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔
"کبیر سنگھ کو بریف بھی تو کیا جا سکتا ہے۔ آپ اگر سیکرٹ سروس
کے کسی رکن کو بریف کر دیں تو کیا وہ اس موضوع پر بات نہ کر سکے گا"
عمران نے کہا۔
اور ڈاکٹر شعیب نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے بات اس کی سمجھ
میں آ گئی ہو۔
"ٹھیک ہے۔ میں ڈاکٹر اشرف کو بلواتا ہوں۔ تم اس سے بات چیت
کرو۔ میں خود اس بارے میں تمہاری مدد کر دوں گا" ـــــ ڈاکٹر شعیب
نے کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔
ڈاکٹر شعیب نے رسیور اٹھا کر ڈاکٹر اشرف کو فوری طور پر اپنے
دفتر آنے کے لئے کہا۔
اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک خوب صورت سا نوجوان اندر داخل ہوا۔
اس کی چوڑی پیشانی اور آنکھوں میں چمک اسے خاصا ذہین ظاہر
کر رہی تھی۔

"یہ علی عمران ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا خاص نمائندہ"
ڈاکٹر شعیب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"سیکرٹ سروس کا نمائندہ ـــــ اوہ۔ تو آپ جیسے ہوتے ہیں
سیکرٹ سروس کے رکن۔ کمال ہے" ـــــ ڈاکٹر اشرف نے
حیرت بھرے انداز میں کہا۔ اور کرسی پر بیٹھ گیا۔
"دیکھو اشرف ـــــ میں فضول باتیں پسند نہیں کرتا۔ سمجھے"
ڈاکٹر شعیب نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
"اوہ سوری ڈاکٹر۔ بس میں اپنی حیرت نہ چھپا سکا۔ آئی ایم سوری
مسٹر علی عمران" ـــــ ڈاکٹر اشرف نے بھی یک لخت سنجیدہ ہوتے
ہوئے کہا۔
"آپ کی شادی کب ہو رہی ہے ڈاکٹر اشرف" ـــــ عمران نے
اس طرح سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ کسی نامور اخبار کا
صحافی ہو۔ اور اب ڈاکٹر اشرف سے انٹرویو لے رہا ہو۔
"شادی" ـــــ ڈاکٹر اشرف نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔
ڈاکٹر شعیب بھی عمران کی بات سن کر چونک پڑے۔
"میں نے کہا ہے کہ میں فضول باتیں پسند نہیں کرتا"
ڈاکٹر شعیب نے اس بار عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔
"سر۔ شادی فضول بات ہے۔ کمال کرتے ہیں آپ خود دیکھیں
اگر بابا آدم اور اماں حوا کی شادی نہ ہوتی۔ چلو ان کو چھوڑیں اور شادیاں
لے لیں۔ تو یہ سب سائنسدان ......" ـــــ عمران کی زبان ظاہر
ہے ایک بار پھر چل پڑی۔

"پلیز عمران" ـــــ ڈاکٹر شعیب نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

اور ڈاکٹر اشرف جو پہلے عمران کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اب چونک کر ڈاکٹر شعیب کو دیکھنے لگا۔ کیونکہ یہ تو اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ڈاکٹر شعیب جیسا آدمی بھی کسی کو پلیز کہہ سکتا ہے ـــــ وہ تو ہمیشہ ڈاکٹر شعیب کو حکم چلاتا ہی دیکھتا آیا تھا۔ چاہے اس کے مقابل پرائم منسٹر ہی کیوں نہ ہو۔ اور آج وہی ڈاکٹر شعیب ایک احمق سے نوجوان کو پلیز کہہ رہا تھا۔ واقعی اس کے ذہن میں حیرت کے دھماکے ہونے شروع ہو گئے۔

"سر۔ عمران تو ہمیشہ ہی پلیز ہے۔ لیکن وہ سلیمان جو میرا باورچی ہے۔ بس سارا قصور اسی کا ہے۔ مجھے مونگ کی دال کھلا کھلا کر ان پلیز کر دیتا ہے ـــــ اور مجبوراً مجھے سلور سینڈ ہوٹل جا کر کھانا کھانا پڑتا ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور ڈاکٹر شعیب سلور سینڈ ہوٹل کا نام سن کر یکلخت چونک پڑا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"اچھا اچھا سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے" ـــــ ڈاکٹر شعیب نے کہا۔ اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا جیسے عمران کی باتیں اب ان کی سمجھ میں آ گئی ہوں۔ جب کہ ڈاکٹر اشرف کا خوب صورت چہرہ اب حیرت کی شدت سے واقعی مسخ سا ہو گیا تھا ـــــ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ واقعی ڈاکٹر شعیب کو ہی دیکھ رہا ہے۔

"ہاں تو ڈاکٹر اشرف۔ آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کی شادی کب ہو رہی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو میری شادی سے کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ میں سمجھا نہیں" ڈاکٹر اشرف نے اس بار جھنجلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی مینٹل ہاسپٹل سے نکلے ہوئے آدمی کے ہتھے چڑھ گیا ہو۔

"کمال ہے۔ پلاؤ زردہ کھاؤں گا۔ قورمہ بریانی۔ اور آپ کہتے ہیں تعلق ہی نہیں۔ ویسے ایک بات ہے ہوٹل سلور سینڈ کا کھانا بے حد لذیذ ہوتا ہے ـــــ میرے خیال میں اسی لئے ڈاکٹر سلیمان نے آپ کو وہاں بلایا ہو گا۔ کہ آپ کو کھانا چکھا کر طے کیا جا سکے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوں ـــــ تو آپ ڈاکٹر سلیمان سے ہوٹل سلور سینڈ میں میری ملاقات کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیوں۔ آپ کا مقصد" ـــــ ڈاکٹر اشرف نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"بھئی بتایا تو ہے اور کتنی بار بتاؤں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ ڈاکٹر سلیمان کے ہونے والے داماد ہیں اور ایک ہونے والا خسر اپنے ہونے والے داماد کو بلا کر یہی باتیں کر سکتا ہے۔ اور وہاں کیا کمپیوٹر سائنس کے بارے میں باتیں ہوتی ہوں گی" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر شعیب اب خاموش بیٹھے تھے ویسے اب ان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔ جیسے وہ عمران کے پوچھ گچھ کے مخصوص انداز سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہے ہوں۔

"جب دو سائنسدان ملیں تو آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے

که سائنس پہ باتیں تو ہوتی ہیں ویسے یہ ہماری قطعی نجی ملاقات تھی۔"
ڈاکٹر اشرف نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ ڈاکٹر سلیمان نے کوئی نئی تھیوری بتائی ہوگی۔ مثال کے
طور پر مالی کیوچیپ کے الیکٹران سرکٹ کے بارے میں"
عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

اور اس کی بات سن کر ڈاکٹر اشرف تو ایک طرف ڈاکٹر شعیب
بھی بری طرح چونک پڑے۔

"گگ ___ گگ ___ کیا کہہ رہے ہو تم۔ تم نے یہ نام کہاں
سے سن لیا" ___ اس بار ڈاکٹر شعیب نے تیز لہجے میں کہا۔

"سن ہی لیا ہے۔ میرے پاس ایک آٹو میٹک ٹیپ ریکارڈر ہے
اسے میں سائنسی پیشین گو کہتا ہوں۔ وہ مجھے آئندہ ہونے والی
ایجاد سے مطلع کرتا رہتا ہے" ___ عمران نے برا سا منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی آپ کمپیوٹر سائنس کے بارے میں جانتے ہیں۔ یہ جو
بات آپ نے کی ہے یہ تو سائنسدانوں کا خواب ہے"
ڈاکٹر اشرف نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اس میں خواب کی کیا بات ہے۔ اگر الیکٹران سرکٹ کو زیرو وا
سرکٹ کے ساتھ ملا کر چپ بنائے جائیں تو مالی کیوچیپ بن سکتے ہیں
جن کا دائرہ کار سینکڑوں کیا لاکھوں میں ہو سکتا ہے" ___ عمران
نے ایسے کہا جیسے یہ اس کے لئے معمولی سی بات ہو۔ اور اس
بار ڈاکٹر شعیب ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے

پر واقعی زلزلے کے آثار تھے۔

"تم ___ تم نے یہ تھیوری کہاں سے سنی۔ مجھے بتاؤ۔ پلیز مجھے بتاؤ۔
میں آج کل اس پہ ریسرچ کر رہا ہوں۔ لیکن ......"
ڈاکٹر شعیب نے تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے دونوں ہاتھ
عقیدت بھرے انداز میں پکڑتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہی کہ نیگیٹو زیرو آپ کی تھیوری میں رکاوٹ بن رہا ہے۔
تو اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ نیگیٹو زیرو کو جب نیگیٹو
نائن سے الیکٹرانک کراسنگ کریں گے تو مسئلہ حل ہو جائے گا"
عمران نے ایسے جواب دیا جیسے وہ خود ڈاکٹر آف سائنس ہو اور
آٹھویں جماعت کی سائنس کی کتاب پڑھ رہا ہو۔

"لیکن نیگیٹو نائن کی الیکٹرانک کراسنگ سے پوائنٹ تھری کا سکوپ
بڑھ جاتا ہے" ___ ڈاکٹر شعیب نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں
گاڑتے ہوئے کہا۔ ان کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی
تھی۔

"پوائنٹ تھری کی مجال ہے کہ اپنا سکوپ بڑھا دے۔ آپ اسے
پازیٹو سکس سے کراس کر دیں" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"اوہ اوہ واقعی ___ واقعی عمران۔ واقعی یہ ممکن ہے۔ اوہ ہاں
یہ واقعی ممکن ہے۔ اوہ تم کیا چیز ہو۔ کیا شے ہو۔ اوہ میں سوچ بھی
نہ سکتا تھا کہ تم کمپیوٹر سائنس میں اس قدر درک رکھتے ہو۔ اوہ تم عظیم
ہو" ___ ڈاکٹر شعیب نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور یوں عمران

کو کھینچ کر سینے سے لگا لیا جیسے عمران نے انہیں سات بادشاہوں کا خزانہ بغیر کسی کوشش کے بخش دیا ہو۔

"ارے ارے۔ میری پسلیاں ——— ارے میں تیل والی نسل ہوں۔ ارے" ——— عمران نے بُری طرح گھگھیاتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر شعیب نے ایک جھٹکے سے اُسے علیحدہ کیا۔

"کمال ہے۔ حیرت ہے۔ ڈاکٹر اشرف تم بتاؤ۔ کس قدر اہم دریافت ہے۔ بلکہ شاید آئندہ دو صدیوں کی اہم ترین دریافت"

ڈاکٹر شعیب نے اب باقاعدہ ناچنا شروع کر دیا۔

"ہاں تو ڈاکٹر اشرف۔ ظاہر ہے۔ آپ کے درمیان تو شادی اور ولیمے کے کھانے کی باتیں ہوئی ہوں گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں دلی طور پر معذرت خواہ ہوں سر۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ میں کمپیوٹر سائنس میں دنیا کے عظیم ترین سائنس دان سے مل رہا ہوں۔ یہ ملاقات تو میرے لئے باعث فخر ہے ——— ویسے ڈاکٹر سلیمان کے ساتھ میری دہلی مین سپر آپریشن کمپیوٹر کے بارے میں بات چیت ہوتی رہی۔ ڈاکٹر سلیمان کے ذہن میں ایک تھیوری تھی اس مین سپر آپریشن کمپیوٹر کی کارکردگی کو انتہائی دسترس میں لے آنے کی ——— لیکن وہ زیرو کوڈ کے معاملے میں الجھے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان سے اس ٹاپک پر گفتگو ہوتی رہی"

اس بار ڈاکٹر اشرف نے انتہائی عقیدت بھرے اور مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

"زیرو کوڈ۔ اور سیلف آپریٹڈ کمپیوٹر کی رینج وسیع کرنے کی بات۔ اچھا ٹھیک ہے۔ ہو گی مجھے کیا۔ میں تو سمجھا تھا کہ آپ کے درمیان شادی کی باتیں ہوئی ہوں گی ——— او۔ کے۔ ویسے ڈاکٹر اشرف اور ڈاکٹر شعیب آپ دونوں کمپیوٹر سائنس میں اتھارٹی ہیں۔ اس لئے مؤدبانہ عرض کر دوں کہ میں نے جو تھیوری پیش کی ہے۔ اس پر کام نہ شروع کر دینا۔ ورنہ نتیجہ نکلے گا کہ آپ کمپیوٹر پر پنگ پانگ کھیلتے نظر آئیں گے"

عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا اب تم نے مجھے بالکل ہی بچہ سمجھ لیا ہے"

ڈاکٹر شعیب نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پنگ پانگ بچے ہی کھیلتے ہیں۔ اور بزرگ بھی بچے ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے شاید غور نہیں فرمایا کہ اس ساری تھیوری میں نائنٹی نائن آکر کی بورڈ کو رو ک لیتا ہے اور پھر پنگ پانگ ہی کھیلی جا سکتی ہے"

عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ ——— تم صحیح کہہ رہے ہو۔ واقعی۔ اوہ اس بارے میں تو میں نے سوچا ہی نہ تھا۔ اور واقعی میرا ذہن بھی اب جواب دیتا جا رہا ہے" ——— ڈاکٹر شعیب نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر اشرف یہ تو بزرگ ہیں پنگ پانگ کھیلتے رہیں گے آپ تو نوجوان ہیں آپ کیوں انہیں پنگ پانگ کھیلتے دیکھ کر وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ویسے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔ آپ واقعی ایک ذہین سائنسدان ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مصافحے کے لئے ڈاکٹر اشرف کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ مجھے اجازت ۔ سر۔ میں جاؤں"

ڈاکٹر اشرف نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر شعیب جو ا
کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح منہ لٹکائے ہوئے بیٹھے ت
انہوں نے زبان کھولنے کی بجائے صرف سر ہلا دینے پر ہی اکتفا کیا

"اچھا ڈاکٹر شعیب اس بات کو چھوڑیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ آپ ک
سپر آپریشن ماسٹر کمپیوٹر کیا کسی اور ملک کے ماسٹر کمپیوٹر کو یہاں
کنٹرول کر سکتا ہے" ــــ عمران نے ڈاکٹر شعیب کے سنجیدہ
ہی کہا۔

"دوسرے ملک کے سپر آپریشن کمپیوٹر کو کنٹرول۔ اور یہاں
نہیں ایسا ہونا قطعی ناممکن ہے" ــــ ڈاکٹر شعیب نے چونکتے ہو
کہا۔

"اگر اس ماسٹر کمپیوٹر کا زیرو کوڈ بھی معلوم ہو جائے تب"
عمران نے کہا۔

"نہیں ــــ ایسا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا" ــــ ڈاکٹر شعیب
قطعی لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ پھر اگر ایسا ہو جائے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں
صرف مجھے فون کر دیجیئے گا۔ میں آ کر ٹھیک کر دوں گا۔ خدا حافظ"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے بیرونی دروازہ
کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر شعیب اُسے اس طرح جاتے دیکھ ر
تھے۔ جیسے وہ عمران کی بجائے خلا میں دیکھ رہے ہوں۔

دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا تو میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے کافرستان میں ایکسٹو کے ایجنٹ ناٹران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"یس باس ــــ آپ نے بلایا تھا" ــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر میز کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں فیصل جان۔ ابھی ایکسٹو کا فون آیا تھا۔ اس نے ہمارے ذمہ ایک اہم کام لگایا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں پورے سیکشن کے ساتھ آج کل ریڈ داشر گروپ کی کھوج میں ہوں ــــ اس لئے یہ کام اب تم نے کرنا ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہاری چھٹیاں کیسی گزریں" ــــ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت شاندار باس" ــــ فیصل جان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا سنو ـــــ ایکسٹو نے کہا ہے کہ شاگل کا اسسٹنٹ بر خفیہ طور پر پاکیشیا گیا ہے۔ اور وہاں ایک کمپیوٹر سائنس دان ڈاکٹر س کے میک اپ میں ہوٹل سلور سینڈ میں رہا ہے۔ اور اس نے وہاں میک اپ میں ایس۔ او۔ سی کے ایک اور سائنسدان ڈاکٹر ... سے جو کہ ڈاکٹر سلیمان کا ہونے والا داماد ہے ـــــ اور ایس سی کا خاصا اہم سائنس دان ہے۔ ایس۔ او۔ سی ـــ کے ... کمپیوٹر کا زیرو کوڈ معلوم کیا ہے۔ اور جب اُسے چیک کیا گیا تو وہاں سے غائب ہو گیا ـــــ اب تم نے اس سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کبیر سنگھ کا اس سارے مشن کا اصل مقصد کیا تھا۔ اور کبیر سنگھ کے کہنے پر وہاں گیا" ـــــ ناٹران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"باس ـــ یہ تو سیدھی سادھی سی بات ہے۔ شاگل کو تو ظاہر ہے کمپیوٹر سائنس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ تو لازماً کسی کمپیوٹر سائنس دان نے ہی اپنے کسی خفیہ منصوبے کے تحت شاگل کے ذریعے اُسے وہاں بھیجا ہو گا ـــ اور کمپیوٹر سائنس کے اعلیٰ ترین سائنس دان یہاں صرف تین ہیں۔ ایک ڈاکٹر واسطی ہے۔ دوسرا ڈاکٹر ستیش اور تیسرا ڈاکٹر طارل" ـــــ فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ـــ تمہاری معلومات واقعی حیران کن ہیں" ناٹران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی خاص بات نہیں سر ـــ دراصل کچھ عرصہ پہلے ایک دوست کے ساتھ ایک سائنسی ایگزیبشن میں جانا ہو گیا۔ وہاں کمپیوٹر سائنس کا بھی ایک بڑا اسٹال تھا۔ وہاں سے مجھے یہ معلومات ملی تھیں۔

فیصل جان نے جواب دیا۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے۔ کبیر سنگھ کا اس خالصتا چکر میں پاکیشیا جانا مجھے بُری طرح کھٹک رہا ہے۔ یہاں کافرستان میں کوئی ایسی کھچڑی پک رہی ہے جس کا نتیجہ لازماً پاکیشیا کے خلاف ہو گا۔ اس لئے ایکسٹو کو اس کھچڑی کے دال چاولوں کی اصل حقیقت مطلوب ہے۔ کبیر سنگھ سے ہی کلیو مل سکتا ہے" ـــــ ناٹران نے کہا۔

"کبیر سنگھ آج کل ٹاپ ہلز پر رہتا ہے۔ میں نے اُسے کل ہی وہاں ایک کیفے میں اودھم مچاتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ جانتے ہیں جب وہ زیادہ پی لے تو پھر وحشی سانڈ کی طرح ڈکرانا شروع کر دیتا ہے" ـــــ فیصل جان نے کہا۔

"ٹاپ ہلز ـــ اوہ ـــ لیکن شاگل نے اُسے وہاں جانے کی اجازت کیسے دے دی۔ لازماً وہاں بھی کوئی چکر ہو گا۔ اس کا مطلب ہے تمہیں فوراً وہاں پہنچنا چاہئے۔ اور سنو۔ اگر ضرورت محسوس کرو تو مجھے فوراً کال کر لینا ـــــ مجھے یہ پرابلم ریڈ واشر پرابلم سے زیادہ اہم محسوس ہو رہا ہے" ـــــ ناٹران نے کہا۔

"اوکے سر ـــ ویسے آپ قطعی بے فکر رہیں۔ میں آج رات ہی آپ کو کامیابی کی اطلاع دوں گا۔ اجازت" ـــــ فیصل جان نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور ناٹران نے سر ہلا دیا۔

فیصل جان لمبے لمبے قدم اٹھاتا دفتر سے باہر آیا۔ اور پھر تیزی سے پورچ میں کھڑی اپنی سرخ رنگ کی نئی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے نئے سے نئے ماڈل کی کاریں چلانے کا خبط تھا۔ یہی وجہ

تھی کہ ہر بار اس کے پاس نئی کمپنی اور نئے ماڈل کی کار ہی نظر آتی تھی۔ بیوی بچوں کا جھنجھٹ چونکہ نہ تھا۔ اس لئے اس کی ساری تنخواہ اور الاؤنس سب کاروں پر ہی خرچ ہوتے رہتے تھے ——— یہ نئی سرخ رنگ کی کار نئے ماڈل کی پہلے ماڈل تھی۔ جسے فیصل جان نے خصوصی آرڈر پر بنوایا تھا۔ اور اسے یہ واقعی بے حد پسند آئی تھی۔ طاقتور اور نفیس انجن کے ساتھ ساتھ اس کی ڈرائیونگ ایڈجسٹمنٹ ایسی تھی کہ بس کار دوڑانے کا عجیب ہی لطف آتا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ اس نے ٹاپ ہلز واپس جانے کے لئے ہوائی جہاز کی بجائے کار کا ہی انتخاب کیا تھا۔ حالانکہ وہ پہلے وہاں چھٹیاں گزارنے ہوائی جہاز کے ذریعے گیا تھا ——— لیکن وہاں جا کر اسے کار نہ لے آنے پر افسوس ہوا تھا۔ اس لئے اس بار اس نے کار پر ہی ٹاپ ہلز جانے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ فیصل جان نے چونکہ کوئی تیاری وغیرہ تو کرنی نہ تھی ——— اس کی تمام تر تیاری کا سامان اس کار میں ہر وقت موجود رہتا تھا۔ اس لئے دفتر سے نکل کر وہ کار میں بیٹھا اور اس نے کار ہائی وے کی طرف بڑھا دی۔

مسلسل اور انتہائی تیز رفتاری سے سفر کرنے کے باوجود فیصل جان کو ٹاپ ہلز پہنچنے میں چھ گھنٹے لگ ہی گئے اور وہ جس وقت ٹاپ ہلز کے سب سے مہنگے ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں پہنچا تو شام ہو رہی تھی ——— لیکن فیصل جان کو معلوم تھا کہ ٹاپ ہلز کی اصل گہما گہمی شام ہونے کے بعد ہی شروع ہوتی ہے۔

ہوٹل کا مینجر چونکہ اس کا دوست تھا۔ اس لئے اس کے لئے

کمرے کا کوئی پرابلم نہ تھا۔

"ارے مسٹر ناصر ——— آپ کل تو واپس گئے ہیں پھر اتنی جلدی واپس" ——— مینجر نے حیرت بھرے لہجے میں فیصل جان سے پوچھا۔ یہاں اس نے اپنا نام ناصر ہی بتا رکھا تھا۔

"یار۔ یہ ٹاپ ہلز کا لطف پیچھا ہی نہیں چھوڑتا۔ بس میں نے جا کر اپنی کمپنی کے باس کی منت کی اور دس دن کی اور چھٹی لے آیا" فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ ——— واقعی لطف لینے کے لئے ٹاپ ہلز سے زیادہ اچھی اور کون سی جگہ ہو سکتی ہے۔ بہرحال آپ کا کمرہ ویسے ہی خالی ہے۔ یہ لیجئے چابی" ——— مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فیصل جان نے سر ہلاتے ہوئے اس سے چابی لی اور پھر دوسری منزل پر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے میں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— ملٹن" ——— دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"راجر سے بات کراؤ۔ میں ناصر بول رہا ہوں" ——— فیصل جان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— ہولڈ کیجئے" ——— دوسری طرف سے بولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور چند لمحوں بعد رسیور پر ایک اور آواز ابھری۔

"راجر بول رہا ہوں۔ آپ دارالحکومت سے بات کر رہے ہیں"

بولنے والے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں ـــــ میں ابھی واپس پہنچا ہوں۔ اور سنو۔ ایک موٹی رقم کا کام ہے تمہارے لئے" ـــــ فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"موٹی رقم ـــــ کتنی موٹی" ـــــ راجہ نے ہونٹوں کا چٹخارہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"خاصی موٹی ہو سکتی ہے۔ رستم زمان جیسی۔ بشرطیکہ کام درست ہونا چاہیئے" ـــــ فیصل جان نے جواب دیا۔

"اوہ کام کی فکر نہ کریں مسٹر ناصر۔ راجہ کام درست ہی کرتا ہے" راجہ کی آواز سنائی دی۔

"کبیر سنگھ کو جانتے ہو۔ وہی جو اس روز کیفے ٹاپ ہلز میں وحشی سانڈ کی طرح ڈکرا رہا تھا" ـــــ فیصل جان نے کہا۔

"ہاں ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کم بخت بڑا سخت لڑاکا ہے۔ نجانے کہاں سے آن ٹپکا ہے۔ اس نے تو یہاں اچھے اچھوں کے پیچ ڈھیلے کر دیئے ہیں ـــــ ہوٹل زلا میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اس کا منیجر کل ہی میرے سامنے رو رہا تھا۔ کہ وہ بے تحاشا پیتا ہے۔ اور پھر توڑ پھوڑ شروع کر دیتا ہے۔ سامان اور فرنیچر کی بھی اور ویٹرز اور اُسے پکڑنے والوں کی بھی" ـــــ راجہ شاید کچھ ضرورت سے زیادہ ہی باتونی واقع ہو رہا تھا اس لئے مسلسل بولتا ہی چلا گیا۔

"اچھا ـــــ ارے پھر تو مسئلہ خراب ہو گیا۔ مجھے تو پتہ چلا تھا کہ اس کے پاس بڑی رقم ہے۔ میں نے سوچا کہ اُسے پکڑ کر ذرا اچھی طرح

مار پیٹ کر دی جائے۔ اس کے بعد رقم ہماری ہو گی۔ ظاہر ہے رستم زمان رقم ہو گی اس کے پاس" ـــــ فیصل جان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے مسٹر ناصر۔ ایسا خیال بھی ذہن میں نہ لانا۔ ایسی موٹی رقم سے نہ ہونا ہی اچھا ہے۔ ہم نے اُسے کیا مارنا پیٹنا ہے الٹا اپنے ہی ہاتھ پیر تڑوا بیٹھیں گے" ـــــ راجہ کی خوفزدہ سی آواز سنائی دی۔

"چلو ٹھیک ہے۔ رہنے دو۔ اپنی رقم پر ہی گزارہ کر لیتے ہیں۔ رات کو آؤں گا" ـــــ راجہ نے کہا۔

اور فیصل جان نے گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اُسے فوری طور پر کبیر سنگھ کا ٹھکانہ ڈھونڈھنا تھا اور وہ اس نے معلوم کر لیا تھا ـــــ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر وہ راجہ سے ویسے پوچھتا تو وہ بتا تو دیتا لیکن ساتھ ہی کبیر سنگھ کے سامنے نمبر بنانے کے لئے اُسے بھی مطلع کر دیتا۔ وہ تھا ہی اس قسم کا آدمی۔ چنانچہ فیصل جان کو مجبوراً یہ چکر چلانا پڑا۔

وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور دوبارہ اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــــ ایس۔ ای۔ پراپرٹی ڈیلرز" ـــــ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں ہوٹل شالورا سے بول رہا ہوں۔ میرا نام آفتاب احمد ہے۔ میں یہاں چھٹیاں گزارنے آیا ہوں۔ لیکن یہاں ہوٹل کے شور و غوغا سے تو میرے سر میں درد ہو گیا ہے ـــــ کیا آپ میرے لئے

کوئی ایسا بنگلہ تلاش نہیں کر سکتے جو سب سے الگ تھلگ ہو۔
کرایہ کی فکر نہ کریں ۔ ——— فیصل جان نے بڑے سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

" بالکل جناب ——— ہماری فرم تو آپ کی خدمت کے لئے ہی قائم
کی گئی ہے ۔ گرین پوائنٹ کے سب سے آخری کونے پر ایک بنگلہ
موجود ہے ۔ سب سے ہٹ کر ہے ۔ اور کرایہ بھی مناسب ہے۔
لیکن سر پورے سیزن کے لئے ہو گا " ——— نسوانی آواز نے
بڑے کاروباری انداز میں مسکرا کر بات کرتے ہوئے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ——— کیا کرایہ ہو گا " ——— فیصل جان نے پوچھا۔

" صرف پچاس ہزار روپے ۔ ادا پیشگی۔ ویسے جناب پچاس ہزار
روپے میں یہ بنگلہ پورے سیزن کے لئے بُرا نہیں ہے ۔ آپ یقیناً
وہاں مکمل تنہائی سے لطف اندوز ہوں گے " ——— لڑکی نے کاروباری
انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" گو کرایہ تو زیادہ ہے ۔ بہر حال ٹھیک ہے ۔ ایسا ہے کہ میں رقم
آپ کی کمپنی کو بھجوا دیتا ہوں ۔ آپ اس بنگلے کا نمبر اور چابیاں بھجوا دیں ۔
مجھے دراصل گنٹھیا کی تکلیف ہے ——— اس لئے میں زیادہ چل پھر نہیں
سکتا " ——— فیصل جان نے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب ——— آپ بھجوا دیں " ——— لڑکی نے مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔

اور فیصل جان نے او ۔ کے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر ویٹر کو بلانے
کے لئے کال بیل دی۔

" یس سر " ——— دوسرے لمحے ایک نوجوان ویٹر اندر داخل ہوا۔

" کسی مینجر کو بھجوا دو ۔ میں نے کچھ رقم بھجوا کر کوئی چیز منگوانی ہے "
فیصل جان نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس سر " ——— ویٹر نے جواب دیا ۔ اور باہر چلا گیا۔

چند لمحوں بعد ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا ۔ اس نے باقاعدہ
ہوٹل کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی ۔ اور اس پر ہوٹل کا بیج اور سپیشل مینجر کے
الفاظ بھی کڑھے ہوئے تھے۔

" یہ رقم لے جائیے ۔ ایس ۔ ای ۔ پراپرٹی ڈیلرز کے دفتر وہاں
سے ایک بنگلے کی چابیاں لے آئیے " ——— فیصل جان نے جیب
سے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکال کر اس میں سے نوٹ گنتے ہوئے
کہا۔

" آپ خود شفٹ ہو رہے ہیں جناب " ——— مینجر نے پوچھا۔

" ارے نہیں ۔ ایک دوست کی بیٹی آ رہی ہے ۔ اس کے لئے
بک کرا رہا ہوں " ——— فیصل جان نے کہا ۔ اور پھر نوٹ گن کر
مینجر کے حوالے کئے اور ساتھ ہی ایک چٹ پر آفتاب احمد کا نام
لکھ کر اسے دے دیا۔

" میں ابھی آیا سر " ——— مینجر نے کہا ۔ اور واپس چلا گیا۔

چونکہ ایسے مینجر ہوٹل کی طرف سے باقاعدہ تعینات تھے ۔ اس
لئے فیصل جان کو رقم کی فکر نہ تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

" یس کم ان " ——— فیصل جان نے کہا ۔ دوسرے لمحے

میسنجر دروازہ کھول کر اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔

"یہ سر انہوں نے دیا ہے۔ اس میں چابیاں اور رسید موجود ہے" ـــــ میسنجر نے کہا۔

"تھینک یو ـــ یہ لو تمہارا انعام" ـــــ فیصل جان نے مسکراتے ہوئے اس سے لفافہ لیا اور جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔

فیصل جان نے لفافہ کھولا تو اس میں چابیوں کے ساتھ پورے سیزن کے کرایہ کی باقاعدہ رسید بھی۔ بنگلے کا نمبر اور اس کا محل وقوع بھی ایک چھپے ہوئے کاغذ پر ساتھ تھا۔

"گڈ ـــ اچھی سروس ہے" ـــــ فیصل جان نے کہا۔ اور پھر لفافہ جیب میں ڈال کر وہ کمرہ بند کر کے نیچے پارکنگ میں آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار گرین پوائنٹ کی طرف جانے والے ٹیڑھے میڑھے پہاڑی راستے پر اڑی جا رہی تھی۔

بنگلہ واقعی سب سے علیحدہ تھا اور خاصا خوب صورت تھا۔ فیصل جان نے سر ہلا دیا۔ اُسے ایسا ہی بنگلہ چاہیئے تھا۔ اس نے کار کی ڈگی کے ایک خفیہ حصے سے بیگ نکالا اور پھر کمرے میں آ کر اس نے نہ صرف لباس بدلا بلکہ ساتھ ہی اس نے میک اپ بھی کر لیا ـــ اب وہ ایک خوب صورت نوجوان اور کھلنڈرہ سکھ نظر آ رہا تھا۔ چہرے پر چھوٹی چھوٹی داڑھی اور سر پر بالوں کی گرہ۔ اس نے ہاتھ میں کڑہ بھی پہن لیا۔ کافرستان میں چونکہ سکھ خاصی تعداد میں تھے ـــ اس لئے اکثر ان کا روپ بدلنے کی ضرورت پیش

آتی رہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ فیصل جان کے پاس ایسے روپ کا مکمل سامان موجود رہتا تھا۔

میک اپ کرنے کے بعد فیصل جان اٹھا۔ اس نے بیگ کے ایک خانے سے ایک چھوٹا سا پستول نکال کر کوٹ کی خفیہ جیب میں رکھا۔ اور پھر بیگ بند کر کے اس نے اُسے ایک الماری کے نچلے خانے میں کھسکا دیا ـــ اور خود کمرے کا دروازہ بغیر لاک کئے باہر پورچ میں آ گیا۔ کار اس نے پہلے ہی سائیڈ میں موجود بند گیراج میں مقفل کر دی تھی۔ کیونکہ وہ یہ کار کبیر سنگھ کے سامنے نہ لانا چاہتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ کبیر سنگھ شاگل کا خاص ایجنٹ ہے ـــ اور ذہنی طور پر انتہائی چالاک اور عیار ہونے کے ساتھ ساتھ خاصا ماہر لڑاکا بھی ہے۔ لیکن اُسے اپنی صلاحیتوں پر بھی پورا پورا اعتماد تھا۔

بنگلے سے نکل کر وہ پیدل چلتا ہوا اب ہوٹل زلار کی طرف بڑھنے لگا۔ اُسے معلوم تھا کہ کبیر سنگھ ابھی اپنے کمرے میں ہی پڑا سو رہا ہوگا۔ اور رات کو ہی باہر نکلتا ہے ـــ چونکہ اُسے کوئی کام تو نہ تھا اس لئے وہ سارا دن پڑا سوتا رہتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل زلار کے کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔

"میں کبیر سنگھ کا بھائی شیر سنگھ ہوں وہ کسی کمرے میں ٹھہرے ہوئے ہیں" ـــــ فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ ان کے بھائی ہیں۔ ہاں ویسے قد و قامت میں واقعی ایک جیسے ہیں لیکن وہ تو بڑے سخت مزاج ہیں جبکہ آپ کے چہرے پر تو نرمی ہی نرمی ہے" ـــــ کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

"کیا کمرے کا نمبر پوچھنے سے پہلے شجرہ نسب بھی بتانا پڑتا
فیصل جان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں صاحب، ہماری کہاں مجال کہ ہم کبیر سنگھ صاحب
کے بھائی سے شجرہ نسب پوچھیں۔ میں نے ویسے ہی بات کردی تھی
آپ چوتھی منزل پر چلے جائیے۔ کمرہ نمبر بائیس ہے ان کا۔ ویسے
پڑے سو رہے ہوں گے ـــــ آپ کہیں تو میں فون کر کے انہیں
آپ کی آمد کی اطلاع کر دوں" ـــــ کاؤنٹرمین نے شرمندہ سے
لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــــ میں انہیں سرپرائز دینا چاہتا ہوں تھینک یو"
فیصل جان نے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھ گیا
چند لمحوں بعد وہ کبیر سنگھ کے کمرے کے دروازے کے سامنے
موجود تھا ـــــ فیصل جان نے ہاتھ اٹھا کر زور سے دروازے
پر دستک دی۔ لیکن جب اندر سے کوئی ردعمل محسوس نہ ہوا تو
اس نے پوری قوت سے دروازہ دھڑدھڑایا۔

"کون ہے" ـــــ اندر سے کبیر سنگھ کی چیختی ہوئی غصیلی
آواز سنائی دی۔

"دروازہ کھولو کبیر سنگھ" ـــــ فیصل جان نے انتہائی کرخت
آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ کبیر سنگھ زیر جامہ میں
اس کے سامنے کھڑا آنکھیں ٹپٹپا رہا تھا۔ وہ شاید گہری نیند

سے جاگا تھا۔

"کیا بات ہے ـــــ کون ہو تم" ـــــ کبیر سنگھ نے آنکھیں
پھاڑ کر دروازے پر کھڑے فیصل جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
وہ شاید اُسے پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میرا تعلق سیکشن الیون سے ہے کبیر سنگھ۔ چیف باس
ایک خفیہ مشن کے سلسلے میں تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہیں
گرین پوائنٹ کے ایک بنگلے میں ہیں" ـــــ فیصل جان نے اندر
داخل ہوتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چیف باس اور یہاں ـــــ کیا مطلب میں سمجھا نہیں"
کبیر سنگھ کی آنکھوں سے چیف باس شاگل کا سنتے ہی نیند یک لخت
غائب ہو گئی۔

"ہاں ـــــ وہ ابھی ابھی یہاں پہنچے ہیں۔ ان کے ساتھ میں ہوں۔ انہوں
نے مجھے بھیجا ہے آپ کو لینے کے لئے" ـــــ فیصل جان نے بڑے
مطمئن لہجے میں کہا۔

"لیکن......" ـــــ کبیر سنگھ اب پوری طرح چوکنا ہو گیا تھا۔

"مجھے کوئی بات معلوم نہیں مسٹر ـــــ میں نے تو صرف ان کا پیغام
پہنچایا ہے۔ آگے آپ جو جواب دیں میں ان تک واپس پہنچا دیتا
ہوں" ـــــ فیصل جان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں کپڑے پہن لوں۔ باس بعض اوقات
ایسے ہی پراسرار کام کرتا ہے" ـــــ کبیر سنگھ نے کہا۔ اور پھر
تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ فیصل جان ـــ کرسی پر بیٹھنے

کی بجائے اُسی طرح خاموش ایک طرف کھڑا رہا۔ کیونکہ وہ کبیر سنگھ کی عادت اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ ڈریسنگ روم کی جھری سے اس کا جائزہ ملے گا —— اور پھر دس منٹ بعد جب کبیر سنگھ باہر آیا تو اس نے کشمشی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔

"آؤ۔ تمہارا نام کیا ہے۔ سیکشن الیون میں تمہیں پہلے تو کبھی نہیں دیکھا" —— کبیر سنگھ نے حیرت بھرے انداز میں غور سے فیصل جان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا نام شیر سنگھ ہے۔ اور میں سیکشن الیون کے گراؤنڈ فیلڈ سے متعلق ہوں۔ چیف باس نے اچانک ہی مجھے اس بنگلے میں طلب کیا اور پھر یہ پیغام دیا کہ میں آپ کو وہاں سے لے آؤں"

فیصل جان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اس نے جان بوجھ کر سیکشن الیون کا نام لیا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ کافرستان سیکرٹ سروس کا سیکشن الیون ٹاپ ہلز اور اس کے ارد گرد کے علاقوں میں ہی کام کرتا ہے۔

"تم کس پہ آئے ہو" —— کبیر سنگھ نے ہوٹل سے باہر آ کر پوچھا۔

"پیدل آیا ہوں جناب۔ چیف باس کا ہی حکم تھا۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ معاملہ انتہائی خفیہ ہے۔ اس لئے آپ بھی پیدل ہی آئیں" —— فیصل جان نے کہا۔ اور کبیر سنگھ نے سر ہلا دیا۔

پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے تھوڑی دیر بعد اس بنگلے میں پہنچ گئے۔

"یہ تو ویران نظر آ رہا ہے" —— کبیر سنگھ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے مشکوک لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے صرف چیف باس ہی یہاں موجود ہیں اور وہ سامنے والے کمرے میں ہیں" —— فیصل جان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دروازے کو ذرا سا دھکیلا۔

"تشریف لے جائیے سر" —— دروازے کو ذرا سا دھکیل کر فیصل جان مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گیا اور کبیر سنگھ کندھے اچکاتا آگے بڑھا۔ اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ فیصل جان نے بھی اس کے پیچھے ہی قدم بڑھائے اور کمرے میں آ گیا۔

"کہاں ہیں چیف باس" —— کبیر سنگھ نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میری جیب میں ہیں" —— فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس کا جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا۔ تو کبیر سنگھ کی ناک پہ ایک غبارہ سا پھوٹ گیا۔ کبیر سنگھ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا —— اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ اس طرح لڑکھڑانے لگا جیسے اُسے اچانک نظر آنا بند ہو گیا ہو۔ اور پھر اسی طرح لہراتا ہوا وہ دھڑام سے فرش پہ گر گیا۔

فیصل جان نے بڑے اطمینان سے ہاتھ میں تھامے ہوئے ایک پتلی نال کے پسٹل کو واپس جیب میں رکھا۔ اس پسٹل میں سے

گولیوں کی بجائے بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس
کیپسول نکلتے تھے جو فائر ہونے کے بعد غبارے کی صورت
اختیار کر جاتے تھے ——— اور پھر کسی بھی سخت چیز سے ٹکرانے
بعد وہ پھٹ جاتے تھے۔ اور گیس پھیل جاتی تھی۔ گیس خاصی زود
تھی۔ اس لئے اگر فیصل جان غبارہ براہِ راست کبیر سنگھ کی ناک
بھی نہ پھاڑتا تب بھی کسی دیوار یا فرش سے ٹکرا کر غبارہ پھٹ جاتا۔
گیس کبیر سنگھ کو گرفت میں لے لیتی ——— لیکن وہ کوئی رسک نہ
چاہتا تھا۔ کبیر سنگھ کوئی عام آدمی نہ تھا۔ منجھا ہوا سیکرٹ ایجنٹ
تھا۔ یہ تو شاگل اور سیکشن الیون کا نام اور فیصل جان کا میک اپ
جس کی وجہ سے وہ بغیر کسی شک و شبہ کے یہاں تک آ گیا تھا۔
فیصل جان نے فائر کرتے ہی سانس روک لیا تھا۔ درو
چونکہ عقب میں پوری طرح کھلا ہوا تھا۔ اس لئے گیس زیادہ دیر
کمرے میں نہ رہی ——— اور جب فیصل جان نے چند لمحوں بعد
لیا تو گیس کے آثار اُسے محسوس نہ ہوئے۔ اس نے بڑے اطمی
سے جھک کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے کبیر سنگھ کو اٹھا
اور اسے ایک بڑی کرسی پر بٹھا کر اس نے پورے بنگلے میں گھوم کر
ڈھونڈھنی شروع کر دی ——— سٹور روم میں اُسے نہ صرف رسیوں
ایک ڈھیر پڑا ہوا مل گیا بلکہ اُسے وہاں ایک ایسی چیز مل گئی جس سے
کبیر سنگھ سے معلومات جبراً اگلوا سکتا تھا۔ یہ ایک باریک منہ
پلاس تھا۔ جس کے اندرونی حصوں میں تیز دندانے بنے ہوئے
فیصل جان نے پلاس جیب میں ڈالا اور رسی لے کر وہ دوبارہ

کمرے میں آ گیا۔ کبیر سنگھ اُسی طرح بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ فیصل جان نے
سے اچھی طرح باندھ دیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ باہر آ گیا۔ اس نے
دھر ادھر گھوم کر اچھی طرح جائزہ لیا کہ کہیں کبیر سنگھ کی چیخ و پکار پر
کوئی آ تو نہ جائے گا ——— لیکن بنگلہ واقعی آبادی سے اتنی دور تھا کہ
یہاں سے کسی کی آواز کا آبادی تک پہنچنا ناممکن تھا۔ اچھی طرح تسلی کر
لینے کے بعد فیصل جان واپس آیا۔ اور اس نے دروازہ بند کر کے
ایک کرسی گھسیٹی اور کبیر سنگھ کے سامنے رکھ کر وہ اس پر اطمینان
سے بیٹھ گیا ——— اس کے بعد اس نے جیب سے وہی باریک منہ
والا پلاس نکالا اور کبیر سنگھ کی ایک ہاتھ کی چھوٹی انگلی اس نے
پلاس کے منہ دے کر پلاس کو آہستہ آہستہ دبانا شروع کر دیا۔ اُسے
معلوم تھا کہ شدید ترین تکلیف کی بنا پر ذہن پر موجود گیس کا اثر فوری
دور ہو جائے گا اور وہی ہوا ——— چند لمحوں بعد ہی کبیر سنگھ نے ایک
دردناک چیخ مار کر آنکھیں کھول دیں۔
"سیکرٹ ایجنٹ ہو کر اس قدر زور سے چیخ رہے ہو۔"
فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پلاس اس کی انگلی سے
نکال لیا۔
کبیر سنگھ کی چھوٹی انگلی کا گوشت اچھا خاصا کٹ گیا تھا۔ یوں
لگتا تھا جیسے چھری سے کسی نے اس پر مسلسل وار کئے ہوں۔
"کک ——— کون ہو تم ——— مجھے یہاں کیوں لائے ہو"
کبیر سنگھ نے بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"تم نے بھی تو پاکستان میں ڈاکٹر سلیمان کا میک اپ کر لیا تھا۔

اگر میں نے سکھوں جیسا میک اپ کر لیا تو تمہیں کیا اعتراض ہو کبیر سنگھ" ——— فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا میں میک اپ ——— کیا بکواس کر رہے ہو۔ کون ہو" کبیر سنگھ ڈاکٹر سلیمان اور پاکیشیا کا نام سن کر بری طرح چونکا لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"سنو کبیر سنگھ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم سیکرٹ سروس چیف شاگل کے خاص نائب ہو۔ لڑنے بھڑنے میں ماہر ہو۔ شاید پاکیشیا میں انجام دیئے گئے کارنامے کی وجہ سے یہاں چھٹیاں گزار رہے ہو ——— لیکن ان سب باتوں کے باوجود اگر اپنے اس خوب صورت جسم کو کٹنے پھٹنے سے بچانا چاہتے ہو صرف اتنا بتا دو کہ تمہیں ڈاکٹر سلیمان کے میک اپ کے لئے نے بریف کیا تھا ——— ڈاکٹر طارق نے۔ ڈاکٹر واسطی نے یا ڈاکٹر نے" ——— فیصل جان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ مجھے تو کچھ بھی نہیں معلوم۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے" ——— کبیر سنگھ نے غراتے ہوئے کہا۔

"سنو ——— مجھے معلوم ہے کہ تم نے وہاں ڈاکٹر اشرف ملاقات کر کے پاکیشیا کے ایس۔ او ——— سنٹر کے ماسٹر کمپیوٹر زیرو کوڈ معلوم کر لیا تھا۔ لیکن ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہے۔ تم اتنا بتا دو کہ تمہیں کس سائنسدان نے کمپیوٹر سائنس کے بارے بریف کیا تھا۔ صرف نام بتا دو۔ بس" ——— فیصل جان نے جواب میں غراتے ہوئے کہا۔

"جب میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے کچھ معلوم نہیں تو پھر تم خواہ مخواہ بکواس کئے جا رہے ہو۔ اور سنو مجھے فوراً رہا کر دو ورنہ تمہاری ہڈیاں بھی قبر میں سکون سے نہیں رہیں گی" ——— کبیر سنگھ شاید اب پوری طرح سنبھل چکا تھا اس لئے اس کے لہجے میں بے پناہ سختی ابھر آئی تھی۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب تم خود بتاؤ گے میں نہیں پوچھوں گا۔ اور اب میرا فن دیکھو کہ میں ایک سیکرٹ ایجنٹ سے کیسے راز اگلواتا ہوں" ——— فیصل جان نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ گھوم کر کرسی کی پشت پر آیا۔ اور اس نے کبیر سنگھ کی دائیں آنکھ کا اوپر والا پپوٹا ایک ہاتھ سے اونچا کر کے باریک منہ والے پلاس کا منہ اس پپوٹے میں ڈالا۔ اور دوسرے لمحے اس نے پلاس کے بازوؤں کو دبانا شروع کر دیا۔ وہ آہستہ آہستہ دباؤ بڑھاتا گیا ——— پہلے تو کبیر سنگھ ضبط کرتا رہا لیکن پھر اس کے منہ سے کراہیں نکلیں اور اس کے بعد گالیوں کا طوفان سا امڈ پڑا۔ لیکن فیصل جان بڑے اطمینان سے دباؤ بڑھاتا چلا گیا۔ اور آخر کار گالیوں کی بجائے کبیر سنگھ کے منہ سے پے در پے چیخوں کا سائرن سا بجنے لگا ——— یہ چیخیں مسلسل بلند سے بلند ہوتی جا رہی تھیں۔ اور کبیر سنگھ کا جسم بندھے ہونے کے باوجود کرسی پر پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ تکلیف کی انتہائی شدت کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا۔

فیصل جان نے پلاس نکالا تو کبیر سنگھ کا پپوٹا شدید زخمی ہو چکا تھا اور خون کی سرخی اس کی آنکھ میں پھیل گئی تھی۔ کبیر سنگھ کا پورا جسم پسینے میں ڈوب گیا تھا۔

"بس —— بڑا طاقتور بنا پھر رہا تھا" —— فیصل جان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد اس نے بائیں ہاتھ میں پلاس پکڑا اور سائیڈ پر آ کر دائیں ہاتھ کا تھپڑ پورے زور سے کبیر سنگھ کے گال پر جڑ دیا —— اور اس کے بعد تو اس کا ہاتھ مشین کی طرح چلنے لگا۔ چار تھپڑ لگنے کے بعد کبیر سنگھ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"اب بولو گے۔ یا پھر یہی عمل دوہراؤں" —— فیصل جان نے پلاس اس کی آنکھ کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ کچھ نہیں جانتا۔ مجھے چھوڑ دو" —— کبیر سنگھ نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی" —— فیصل جان نے سرد لہجے میں کہا۔ اور اس کی پشت پر آ کر اس نے اس کی بائیں آنکھ کا پپوٹا ہاتھ کی مدد سے اونچا کیا۔

"ٹھہرو ٹھہرو —— رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم مجھے اندھا کر دو گے۔ مجھے ایک آنکھ سے نظر نہیں آ رہا" —— کبیر سنگھ نے بُری طرح پھڑکتے ہوئے کہا۔

لیکن فیصل جان کوئی جواب دینے کی بجائے اپنے کام میں مصروف رہا۔ اس نے پلاس کا باریک منہ دوسری آنکھ کے پپوٹے میں ڈالا ہی تھا کہ کبیر سنگھ چیخ چیخ کر بولنے لگا۔

"رک جاؤ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں"

"بتانا شروع کر دو۔ جہاں میں مطمئن ہوں گا روک دوں گا ورنہ یہ آنکھ بھی جاتی رہے گی" —— فیصل جان نے سرد لہجے میں کہا اور پلاس کے بازوؤں کو آہستہ آہستہ دبانا شروع کر دیا۔

"ڈاکٹر ستیش نے۔ ڈاکٹر ستیش نے۔ رک جاؤ گرو کے بیٹے رک جاؤ۔ مہا گرو کی قسم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں" —— کبیر سنگھ نے بُری طرح پھڑکتے ہوئے کہا۔

اور فیصل جان نے پلاس اس کی آنکھ کے پپوٹے سے نکال لیا۔ اور گھوم کر سامنے والی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

"اب تفصیل بتاؤ۔ ڈاکٹر ستیش تمہیں کہاں ملا تھا" —— فیصل جان نے اُسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ہوٹل ریما میں ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اُسے ایس۔ او سنٹر کے ماسٹر کمپیوٹر کا زیرو کوڈ چاہیئے۔ اس کے بعد اس نے خود ہی سارا منصوبہ بتایا —— چنانچہ میں نے زیرو کوڈ معلوم کر کے چیف باس کو بتا دیا پھر چیف باس نے آگے بتا دیا ہو گا۔ یقین کرو اس کے علاوہ مجھے اور کچھ معلوم نہیں۔ قطعاً معلوم نہیں" کبیر سنگھ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر ستیش کے ساتھ اور کون تھا" —— فیصل جان نے پوچھا۔

"وہ اکیلا تھا۔ بالکل ....." —— کبیر سنگھ نے بولتے

بولتے زبان رو کی اور اس کی آنکھوں میں چونکنے کی سی کیفیت طاری ہوئی تھی۔ کہ فیصل جان بجلی کی سی تیزی سے گھوما۔ چونکہ وہ کرسی پر پھنسا ہوا بیٹھا تھا اس لئے پوری طرح اٹھ کر نہ گھوم سکا —— اس کے سر پر یک لخت جیسے ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ ذہن میں چنگاریاں سی ابھریں کہ یک لخت ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر اندھیرے سے چھاتے چلے گئے۔

پھر جسم میں شدید ترین تکلیف کی لہر سی دوڑنے پر اس کے ذہن پر چھائے ہوئے اندھیروں کی چادر یک لخت کھسک گئی لیکن آنکھیں کھولتے ہی وہ چونک پڑا —— کیونکہ اس نے اپنے آپ کو کرسی پر بندھا ہوا پایا تھا۔ اس کے سامنے کبیر سنگھ اور ایک دبلا پتلا نوجوان کھڑا تھا۔ کبیر سنگھ کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ اور آنکھوں میں جیسے وحشت کے شعلے سے نکل رہے تھے۔

"ہوں —— تو تم پاکیشیا کے ایجنٹ ہو" —— کبیر سنگھ نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے ریوالور کا دستہ فیصل جان کے جبڑے پر مارا۔ فیصل جان کے جسم میں آگ کا شعلہ سا تیر گیا —— کبیر سنگھ نے دوسرا وار کرنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ یک لخت چیختا ہوا پشت کے بل اچھل کر پیچھے کھڑے اس دبلے پتلے نوجوان سے ٹکرایا اور دونوں ہی چیختے ہوئے نیچے گر رہے۔

فیصل جان کا چونکہ صرف اوپر والا جسم کرسی سے بندھا ہوا تھا اور ٹانگیں آزاد تھیں۔ اس لئے ضرب لگتے ہی اس نے یک لخت

دونوں گھٹنے اوپر کی طرف موڑے اور پھر پوری قوت سے دونوں پیروں کی ضرب سامنے کھڑے کبیر سنگھ کے پیٹ پر ماری —— یہ ضرب اس قدر شدید تھی کہ کبیر سنگھ تو چیختا ہوا پشت کے بل پیچھے کھڑے ہوئے آدمی سے ٹکرایا جب کہ زوردار دھکا لگنے کی وجہ سے وہ خود کرسی سمیت اچھل کر پیچھے گرا —— اور زوردار جھٹکا لگنے کی وجہ سے اس کے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں یک لخت ڈھیلی پڑ گئیں۔ اسی لمحے کبیر سنگھ بری طرح چیختا ہوا اٹھا اور وہ وحشی سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا الٹی ہوئی کرسی کی طرف بڑھا —— ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ غصے کی شدت کی وجہ سے اس کی عقل ماؤف ہو چکی تھی۔ اس لئے —— ریوالور ڈھونڈنے کا اُسے ہوش ہی نہ رہا۔

فیصل جان کرسی پر الٹا پڑا ہوا تھا۔ اس کی پشت کرسی کی پشت سمیت فرش پر تھی اور ٹانگیں اوپر آسمان کی طرف تھیں۔ کبیر سنگھ جیسے ہی وحشی سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا اس کی کرسی کے قریب پہنچا۔ اس کی ہوا میں اٹھی ہوئی دونوں ٹانگیں یک لخت بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئیں —— اور دوسرے لمحے اس نے دونوں ٹانگوں سے اس کی گردن میں قینچی ڈال کر یک لخت اپنے جسم کو زور سے دائیں طرف پلٹا دیا اور کبیر سنگھ چیختا ہوا پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔ فیصل جان کا جسم بھی کرسی سمیت سائیڈ میں جا گرا۔

فیصل جان کی دونوں ٹانگیں ابھی تک کبیر سنگھ کی گردن میں

پھنسی ہوئی تھیں۔ اس نے یک لخت اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دے کر دونوں ٹانگوں کو مخالف سمت میں اکڑایا تو کبیر سنگھ کے حلق سے اس قدر بھیانک چیخ نکلی کہ کمرہ لرز اٹھا۔

دوسرا دبلا پتلا آدمی اس دوران اٹھ کر ریوالور ڈھونڈھ چکا تھا۔ اس نے یک لخت آگے بڑھ کر ریوالور کا رخ فیصل جان کی طرف کیا۔ اور چیختے ہوئے ٹریگر دبا دیا —— فیصل جان نے اُسے ریوالور سیدھا کرتے دیکھ کر یک لخت اپنی دونوں ٹانگوں کو ایک زوردار جھٹکے سے فضا میں اٹھایا تو کبیر سنگھ کا بھاری جسم تیزی سے فضا میں اٹھ کر لہراتا ہوا فیصل جان کے سامنے آگیا۔ اُسی لمحے گولی چلی اور اس کے ساتھ ہی کبیر سنگھ کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی —— گولی بجائے فیصل جان کو لگنے کے کبیر سنگھ کی پشت میں گھس گئی تھی۔ فیصل جان نے زوردار جھٹکے سے ہوا میں اٹھے ہوئے کبیر سنگھ کو پیچھے اچھالا تو تڑپتا ہوا کبیر سنگھ ریوالور چلانے والے سے ٹکرایا۔ اور دونوں ہی چیختے ہوئے ایک بار پھر فرش پر جا گرے۔

فیصل جان کے اوپر والے جسم سے بندھی ہوئی رسیاں زوردار اور مسلسل جھٹکوں کی وجہ سے اب کافی سے زیادہ ڈھیلی پڑ چکی تھیں۔ اس لئے کبیر سنگھ کو اچھالتے ہی اس نے ڈھیلی رسیوں میں سے اپنے جسم کو نکالنے کی کوشش شروع کر دی —— اُسے خطرہ اس دبلے پتلے آدمی سے تھا کہ وہ دوبارہ اس پر فائر نہ کر دے اس لئے اس کی حرکت انتہائی تیز تھی۔ لیکن جب اس نے

اپنے آپ کو رسیوں کی ڈھیلی ڈھالی گرفت سے آزاد کرایا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کمرہ خالی تھا۔ وہ تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف دوڑا —— لیکن باہر پورچ اور برآمدہ بھی خالی پڑا ہوا تھا۔ فیصل جان سمجھ گیا۔ کہ وہ دبلا پتلا آدمی جس نے یقیناً اچانک آکر اس کے سر پر وار کیا تھا۔ زخمی کبیر سنگھ کو اٹھا کر بھاگ گیا ہے۔ ویسے فیصل جان حیران تھا کہ کبیر سنگھ جیسے بھاری بدن کے شخص کو نجانے اس دبلے پتلے آدمی نے کس طرح اٹھایا ہوگا —— لیکن بہرحال یہ سامنے تھا اور چونکہ اب بات گہری ہو چکی تھی اس لئے اب ان کے پیچھے بھاگنا فضول تھا۔ اس لئے فیصل جان تیزی سے واپس مڑا —— اس نے جلدی سے الماری کے نچلے خانے میں موجود اپنا بیگ اٹھایا۔ اور پھر تیزی سے دوڑ کر گیراج کی طرف بڑھا۔ وہ اب حتی الوسع جلد از جلد اس بنگلے سے دور نکل جانا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ دبلا پتلا شخص جو یقیناً کبیر سنگھ کا ساتھی ہوگا اپنے دوسرے ساتھیوں کو لے کر بنگلے پر چڑھائی نہ کر دے —— ایسی صورت میں فیصل جان لازماً پھنس جاتا۔ اب بھی قدرت نے اس کی مدد کی تھی کہ اُسے باندھنے والوں نے شاید جلدی میں کرسی کے پایوں سے اس کی ٹانگیں نہ باندھی تھیں —— اس طرح اُسے فوری طور پر جدوجہد کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ ورنہ اس نے جس طرح کبیر سنگھ پر تشدد کیا تھا وہ لامحالہ اُسے گولیوں سے چھلنی کر دیتا۔ گو وہ ڈاکٹر ستیش کا نام اگلوانے میں کامیاب ہو گیا تھا —— لیکن اُسے افسوس تھا کہ وہ مزید معلومات حاصل نہ کر سکا۔ اگر وہ شخص اچانک وہاں نہ پہنچ جاتا تو پھر اس نے کبیر سنگھ

کو اس حالت تک پہنچا دیا تھا کہ وہ لازماً اس سے مکمل معلومات
حاصل کر لیتا۔ بہر حال آگے بڑھنے کے لئے کلیو اسے مل چکا تھا۔
اور اس کے خیال کے مطابق اتنا ہی کافی تھا۔

گیراج سے کار باہر نکال کر اس نے ہیڈ لائٹس جلائے بغیر کار
آگے بڑھا دی اور پھر انتہائی احتیاط سے اندھیرے میں کار چلاتا ہوا
وہ جب بنگلے سے کافی دور نکل آیا تو اس نے کار ایک چٹان کی
اوٹ میں روکی اور اپنے شیر سنگھ والے میک اپ سے نجات
حاصل کرنی شروع کر دی ـــــ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے اصل روپ
میں تھا۔ اس نے کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے موجود ایک بڑے
باکس سے نیا سوٹ نکال کر پہن لیا ۔ اس طرح وہ اب مکمل طور
پر بدل چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کار ہائی وے پر پہنچی اور پھر وہ تیزی سے آگے
بڑھتی چلی گئی۔ ظاہر ہے اس کا رخ دارالحکومت کی طرف ہی تھا۔
ایک پٹرول پمپ پر اس نے کار روکی ـــــ اور پھر ملحقہ کیفے میں
بیٹھ کر اس نے سینڈوچ کھائے اور دو مگ کافی پینے کے بعد
وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ اور اس نے کاؤنٹر کلرک سے کہہ کر
دارالحکومت فون کر کے ناٹران کو کوڈ میں ساری صورت حال بتا
دی۔

"ٹھیک ہے۔ تم واپس آجاؤ" ـــــ ناٹران نے اسے ہدایات
دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کبیر سنگھ لازماً وہاں ٹاپ ہلز میں تحقیقات کرائے گا۔ اور

مجھے یقین ہے کہ وہ ہوٹل میں میرے کمرے تک پہنچ جائے گا۔ اس
طرح ہو سکتا ہے کہ وہ ہم تک پہنچ جائیں۔ اگر آپ کہیں تو میں واپس
جا کر صورت حال کو سنبھال لوں" ـــــ فیصل جان نے تشویش بھرے
لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــــ تم واپس آجاؤ۔ ٹاپ ہلز میں ہمارے آدمی موجود ہیں۔
وہ سب سنبھال لیں گے اور اس دبلے پتلے آدمی کا بھی کھوج لگا لیں
گے۔ کہ وہ کون ہے اور کس طرح اچانک بنگلے تک پہنچ گیا"
ناٹران نے اسے کہا۔ اور فیصل جان نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا۔
کاؤنٹر پر فون کال اور کھانے کی پیمنٹ کرنے کے بعد وہ اپنی کار میں
بیٹھا اور کار آگے بڑھا دی۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے
آثار موجود تھے۔

ڈاکٹر ستیش کا چہرہ فرطِ مسرت سے سرخ پڑا ہوا تھا۔
کی آنکھوں میں کامیابی کی چمک تھی۔ اور ساتھ بیٹھا ہوا ڈاکٹر طارل حیـ
بھرے انداز میں سامنے موجود کمپیوٹر کی سکرین کو دیکھ رہا تھا
پر ایک ہی تحریر بار بار ابھر اور مٹ رہی تھی۔

"کمال کر دیا تم نے ستیش ـــــ یو آر گریٹ" ـــــ ڈاکٹر طا
سکتے کی سی کیفیت سے نکلا تو اس نے بڑی طرح چیختے ہوئے
ڈاکٹر ستیش کی تعریف کی بلکہ جھپٹ کر اُسے اٹھایا اور اپنے سیـ
لگالیا۔

"ویل ڈن ستیش ویل ڈن ـــــ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔
امید سے بھی بڑی کامیابی" ـــــ ڈاکٹر طارل ڈاکٹر ستیش
پشت تھپکنے کے ساتھ ساتھ چیخ بھی رہا تھا۔ اس قدر بڑا سائنس د
ہونے کے باوجود وہ اس طرح چیخ رہا تھا جیسے کسی بچے کو بڑی مد

کی آرزو کے بعد اس کا پسندیدہ ترین کھلونا اچانک دستیاب ہو گیا
ہو۔

"تھینک یو ڈاکٹر تھینک یو" ـــــ ڈاکٹر ستیش نے گلوگیر لہجے
میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے مسرت کی زیادتی کی وجہ سے آنسوؤں کی
جھڑی لگ گئی تھی۔

"تم نے جو کارنامہ انجام دیا ہے ڈاکٹر ستیش وہ تو میرے تصور
میں بھی نہ تھا۔ میں تو اتنے فاصلے پر ماسٹر کمپیوٹر کو کنٹرول کر کے اس پر
میں آپریشن کا کاشن دینے کو بھی ناممکن سمجھ رہا تھا ـــــ لیکن تم نے
تو نہ صرف ماسٹر کمپیوٹر کو کنٹرول کر لیا بلکہ اس کے ذریعے سارے
دفاعی نظام کے مکمل خاتمے پر قدرت حاصل کر لی ہے۔ اوہ واقعی
یہ انتہائی زبردست کارنامہ ہے ـــــ کاش ہم اس کارنامے کو
اوپن کر سکتے۔ تو تمہیں لازماً کمپیوٹر سائنس کا نوبل انعام ملتا"
ڈاکٹر طارل نے اُسے علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر۔ آپ کی اتنی تعریف ہی میرے لئے نوبل پرائز سے بھی
بڑھ کر ہے۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ پہلے میں آپ سے حسد کرتا تھا۔
لیکن اب جب سے آپ نے اس پراجیکٹ کے سلسلے میں مجھ سے
تعاون شروع کیا ہے مجھے آپ کی بے پناہ صلاحیتوں کا اعتراف
ہے ـــــ یہ درست ہے کہ بنیادی تھیوری میں نے ایجاد کی ہے۔
لیکن اس میں اس انتہا تک کی کامیابی آپ کے تعاون کے بغیر ممکن نہ
تھی۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ ڈاکٹر تہہ دل سے مشکور"
ڈاکٹر ستیش نے ڈاکٹر طارل کے دونوں ہاتھ پکڑ کر آنکھوں سے

لگاتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں ——— یہ سب کچھ تمہارا کارنامہ ہے۔ نوبل پرائز نہ سہی بہرحال کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز اب تمہارا حق بن چکا ہے۔ میری طرف سے پیشگی مبارکباد قبول کرو" ——— ڈاکٹر طارل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

جب چند لمحوں بعد دونوں کی جذباتی کیفیت میں کچھ ٹھہراؤ پیدا ہوا تو دونوں ایک بار پھر سامنے موجود مشین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ڈاکٹر ستیش نے ایک طرف رکھا ہوا پیڈ اٹھایا اور تیزی سے اس پر اس دریافت کے بارے میں تفصیلی رپورٹ لکھنے میں مصروف ہو گیا۔ تاکہ اس اہم ترین دریافت کو کاغذ پر منتقل کر لیا جائے۔

"یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ کافرستان اب پوری دنیا پر حکومت کر سکتا ہے۔ پاکیشیا کی تو اب حیثیت ہی کچھ نہیں رہی۔ ہم چاہیں تو اس حیرت انگیز فارمولے کے تحت ایسے سپر کمپیوٹر تیار کئے جا سکتے ہیں جو سپر پاورز کے دفاعی نظام کو بھی کنٹرول کر سکتے ہیں" ڈاکٹر طارل نے کہا۔ اور ڈاکٹر ستیش بھی مسکرا دیا۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس" ——— ڈاکٹر طارل اور ڈاکٹر ستیش نے اُسے اندر آتا دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

"سر، سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کی کال ہے وہ کوئی ضروری بات ڈاکٹر ستیش صاحب سے کرنا چاہتے ہیں" نوجوان نے اندر داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اُسے کہہ دو۔ ہم فارغ نہیں ہیں۔ دو گھنٹے بعد بات ہو سکتی ہے۔ اور سنو۔ پرائم منسٹر صاحب سے کال ملاؤ" ——— ڈاکٹر ستیش نے انتہائی تیز لہجے میں نوجوان سے کہا۔ اور نوجوان سر جھکاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"ڈاکٹر طارل ——— پلیز۔ یہ اہم ترین خبر آپ پرائم منسٹر کو دیں گے پلیز یہ میری خواہش ہے" ——— ڈاکٹر ستیش نے ڈاکٹر طارل کی طرف منت بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر طارل نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دوں گا۔ تم رپورٹ تیار کرو" ——— ڈاکٹر طارل نے مسکرا کر جواب دیا۔ اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب ڈاکٹر طارل واپس آئے تو ڈاکٹر ستیش اپنی رپورٹ مکمل کر چکے تھے۔

"یہ دیکھ لیجئے۔ کوئی اہم بات رہ نہ گئی ہو" ——— ڈاکٹر ستیش نے بڑے مؤدبانہ انداز میں رپورٹ والے کاغذات ڈاکٹر طارل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں دیکھتا ہوں۔ پرائم منسٹر صاحب خود آ رہے ہیں۔ تمہارا لباس مسلسل کام کرنے کی وجہ سے خاصا خراب ہو چکا ہے۔ اور شیو بھی بڑھی ہوئی ہے ——— تم آنے تک سارا ٹھیک ٹھاک ہو جاؤ۔ آخر اب تم کافرستان کے اہم ترین سائنس دان ہو" ڈاکٹر طارل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر ستیش مسکراتا ہوا اٹھ

کھڑا ہوا۔ واقعی گزشتہ ایک ہفتے سے اس نے نہ لباس بدلا تھا نہ شیو بنائی تھی۔ اُسے کسی چیز کا ہوش ہی نہ آیا تھا۔ دن رات مسلسل کام کرنے کی وجہ سے اس کا لباس انتہائی شکن آلود اور میلا ہو رہا تھا ـــــ بال پریشان تھے اور آنکھوں کے گرد سوجن سی ابھر آئی تھی۔ ڈاکٹر طارل کو تو اس نے ایک اہم مسئلے میں رکاوٹ پڑ جانے کی وجہ سے ابھی دو گھنٹے پہلے بلوایا تھا۔ اور پھر ان دونوں کے ذہنوں نے مل کر یہ رکاوٹ دور کر دی ـــــ اور وہ کمپیوٹر سائنس میں ایک ایسی انقلابی ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گئے جو اگر واقعی دنیا پر ظاہر ہو جاتی تو پوری دنیا میں ایک تہلکہ سا مچ جاتا۔ تمام کمپیوٹرائزڈ دفاعی نظام ریت کے ڈھیروں میں تبدیل ہو کر رہ جاتے

باتھ روم میں آدھا گھنٹہ گزارنے کے بعد جب ڈاکٹر ستیش باہر آیا تو وہ پوری طرح فریش ہو چکا تھا ـــــ نیم گرم پانی سے غسل کرنے، شیو بنانے اور نیا سوٹ پہننے کے بعد اس کی حالت ہی بدل گئی تھی۔ اور پھر اس قدر انقلابی ایجاد کی اندرونی مسرت نے اس کے چہرے کو ویسے ہی گلنار بنا رکھا تھا ـــــ ایک لحاظ سے اس کے قدم واقعی زمین پر نہ پڑ رہے تھے۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خلا میں چل رہا ہو۔ بار بار جب اُسے اس فارمولے کا خیال آجاتا تو اس کا جی چاہتا کہ وہ بے اختیار ناچنا شروع کر دے۔

اور پھر وزیر اعظم جب پراجیکٹ ہاؤس کے میٹنگ ہال میں داخل ہوئے تو وہ آتے ہی بے اختیار ڈاکٹر ستیش سے لپٹ سے گئے۔

"مجھے ڈاکٹر طارل نے سب کچھ بتا دیا ہے ڈاکٹر ستیش۔ اس لئے میں سارے کام چھوڑ کر یہاں آیا ہوں۔ تم نے واقعی کافرستان کا سر پوری دنیا میں فخر سے بلند کر دیا ہے ـــــ میری طرف سے اور پورے کافرستان کے کروڑوں عوام کی طرف سے دلی مبارکباد قبول کرو۔ تم کافرستان کے عظیم ترین سپوت ہو" ـــــ وزیر اعظم نے ڈاکٹر ستیش کو گلے لگاتے ہوئے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر ستیش کا دماغ واقعی آسمانوں پر دوڑنے لگا۔

"آپ سب کی مہربانی ہے جناب۔ میں تو کافرستان کا ایک حقیر سا خادم ہوں" ـــــ ڈاکٹر ستیش نے کہا۔ اور پھر وزیر اعظم کے ساتھ وہ ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔ وزیر اعظم اس انقلابی ایجاد کے بارے میں نہ صرف پوری تفصیل سے جاننا چاہتے تھے بلکہ وہ اسے استعمال کرنے کے بارے میں بھی کوئی منصوبہ بندی کرنا چاہتے تھے۔

"آپ لوگوں نے اس ایجاد کا نام کیا رکھا ہے تاکہ اُسے باقاعدہ قانونی طور پر رجسٹرڈ کر دیا جائے" ـــــ وزیر اعظم نے بیٹھتے ہی کہا۔

"میرا خیال ہے اس کا نام زیرو اور زیرو ٹھیک رہے گا" ڈاکٹر طارل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل ڈاکٹر۔ یہ اس کا سب سے مناسب اور درست نام ہے۔ ویری گڈ۔ آپ نے واقعی خوب صورت نام رکھا ہے اس کا شکریہ" ڈاکٹر ستیش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"زیرو اور زیرو عجیب سا نام ہے" ـــــ وزیر اعظم نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا۔

"سر۔ یہ چونکہ کمپیوٹر سائنس کی ایجاد ہے۔ اس لئے یہ اس کے لئے سب سے مناسب نام ہے۔ زیرو اور زیرو کا مطلب یوں سمجھئے لامحدودیت یا پھر یوں سمجھئے کہ یہ آخری حد ہے۔ اس کے بعد یا اس سے پہلے کچھ بھی نہیں ہے" ——— ڈاکٹر طارل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید ایک غیر سائنسدان کو اس کا مطلب سمجھاتے ہوئے مشکل محسوس کر رہے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بہرحال بہتر سمجھتے ہیں۔ لیکن اتنا بتا دیجئے کہیں اس نام کی وجہ سے اس فارمولے تک لوگ نہیں پہنچ جائیں گے کیونکہ دنیا میں بڑے بڑے ذہین سائنس دان پڑے ہیں" ——— وزیراعظم نے کہا۔

"اوہ ——— ایسی بات نہیں ہے سر۔ اس سے فارمولے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ بے فکر رہیں" ——— ڈاکٹر طارل اور ڈاکٹر ستیش نے مسکراتے ہوئے کہا اور وزیراعظم نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور ڈاکٹر ستیش نے وزیراعظم کے اشارے پر رسیور اٹھا لیا۔ ڈاکٹر طارل اور وزیراعظم دونوں خاموشی سے بیٹھے اسی کی طرف متوجہ تھے۔

"یس" ——— ڈاکٹر ستیش نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سر۔ چیف آف سیکرٹ سروس کی کال ہے۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں" ——— دوسری طرف سے ڈاکٹر ستیش کے اسسٹنٹ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا

تھا جیسے وہ بوجہ مجبوری بات کر رہا ہو۔ اور ظاہر ہے ایسا واقعی شاگل کی طرف سے انتہائی اصرار کے بعد کیا گیا ہوگا۔ کیونکہ وزیراعظم کی موجودگی کے دوران انہیں ڈسٹرب کیسے کیا جاسکتا تھا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ جناب وزیراعظم صاحب کے ساتھ خصوصی میٹنگ ہو رہی ہے۔ پھر بھی تم نے ڈسٹرب کیا" ——— ڈاکٹر ستیش نے انتہائی کرخت انداز میں اسسٹنٹ کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں نے بتایا ہے۔ مگر جناب وہ انتہائی مصر تھے" اسسٹنٹ نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے۔ کس کی کال ہے" ——— وزیراعظم نے چونک کر پوچھا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس مسٹر شاگل کی" ——— ڈاکٹر ستیش نے جواب دیا۔

"اوہ ——— ضرور کوئی اہم بات ہوگی۔ مجھ سے بات کراؤ" وزیراعظم نے چونک کر کہا۔ اور رسیور ستیش کے ہاتھ سے لے لیا۔

"پرائم منسٹر بول رہا ہوں۔ شاگل صاحب سے بات کراؤ" پرائم منسٹر صاحب نے خود ہی اسسٹنٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر یس سر" ——— دوسری طرف سے اسسٹنٹ نے بری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر ——— میں شاگل بول رہا ہوں جناب" ——— چند لمحوں بعد رسیور پر شاگل کی مؤدبانہ آواز ابھری۔

"یس ——— مسٹر شاگل کیا بات ہے" ——— وزیراعظم کا لہجہ

خاصا نرم تھا۔

"سر۔ میں نے ڈاکٹر ستیش صاحب کو پہلے بھی کال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن انہوں نے بات نہیں کی"۔۔۔۔ تناگل کے لہجے میں شکایت کا عنصر موجود تھا۔

"وہ انتہائی ضروری کام میں مصروف تھے۔ اور اب بھی ہم انتہائی ضروری میٹنگ میں مصروف ہیں۔ آپ کال کا مقصد بتائیں" وزیراعظم کا لہجہ اس بار خاصا فہمائشی تھا۔

"سر۔ ڈاکٹر ستیش صاحب کے حکم پر پاکیشیا کے ایس۔ او سنٹر کے ماسٹر کمپیوٹر کا زیرو کوڈ معلوم کرنے کے لئے میں نے اپنے اسسٹنٹ کو بھیجا تھا وہ ...."۔۔۔۔ تناگل نے بات شروع کی۔

"یہ سب مجھے معلوم ہے۔ رپورٹ مل چکی ہے کہ آپ کے اسسٹنٹ نے کامیابی سے مشن مکمل کر لیا تھا پھر....." وزیراعظم کا لہجہ لمحہ بہ لمحہ خشک ہوتا جا رہا تھا۔

"سر۔ ابھی ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا والوں کو اس منصوبے کا علم ہو گیا ہے اور انہوں نے یہاں ٹاپ ہلز میں میرے اسسٹنٹ کو گھیر کر اس پر بے پناہ تشدد کر کے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ منصوبہ کس ڈاکٹر نے بنایا تھا۔۔۔۔ انہوں نے خود ہی میرے اسسٹنٹ کو تین نام بتلائے تھے۔ ڈاکٹر واسلی۔ ڈاکٹر طارل اور ڈاکٹر ستیش۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ میرا اسسٹنٹ وہاں زیرو کوڈ معلوم کرنے گیا تھا۔۔۔۔ وہ صرف اس ڈاکٹر کا نام معلوم کرنا چاہتے

تھے۔ جس نے میرے اسسٹنٹ کو بریف کیا تھا"۔۔۔۔ تناگل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یہ واقعی اہم بات ہے۔ لیکن انہیں اس ساری بات کا اتنی جلدی کیسے پتہ چل گیا"۔۔۔۔ وزیراعظم کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سر۔ یہ سارا پلان ڈاکٹر ستیش صاحب کا خود بنایا ہوا تھا۔ حالانکہ مجھے اس سے اختلاف تھا۔ لیکن انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ چونکہ ذاتی طور پر پاکیشیا کے کمپیوٹر سائنس دانوں کو جانتے ہیں۔ اس لئے یہ منصوبہ بالکل کامیاب رہے گا۔۔۔۔ گو بظاہر واقعی یہ منصوبہ کامیاب رہا۔ اور میرا اسسٹنٹ زیرو کوڈ معلوم کر کے واپس آ گیا۔ لیکن سر یہ منصوبہ چونکہ ہر لحاظ سے مکمل نہ تھا۔ ظاہر ہے ایک سائنسدان کسی سیکرٹ ایجنٹ کی طرح تو نہیں سوچتا۔ اس لئے سر انہیں ساری بات کا علم ہو گیا"۔۔۔۔ تناگل نے اپنی جان چھڑاتے ہوئے ساری بات ڈاکٹر ستیش پر ڈال دی۔

"ٹھیک ہے۔ جو ہوا سو ہوا۔ یہ بتائیں کہ کیا انہیں ڈاکٹر ستیش کا نام معلوم ہو گیا ہے"۔۔۔۔ وزیراعظم نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں سر۔ بے پناہ تشدد کی وجہ سے اسسٹنٹ نے ان کا نام بتا دیا ہے۔ اسسٹنٹ شدید زخمی ہے سر۔ اور اس وقت ہسپتال میں ہے۔۔۔۔ اسے گولیاں بھی ماری گئی ہیں اور اس کے جسم کو خنجروں سے بری طرح کاٹا گیا ہے۔ آنکھوں کے پپوٹے پلاس سے کچلے گئے ہیں۔ سر انتہائی غیر انسانی تشدد کیا گیا ہے۔ ورنہ وہ ہرگز نہ بتاتا"۔۔۔۔ تناگل نے جواب دیا۔

"تو پھر اب آپ کیا چاہتے ہیں۔ آپ کے ذہن میں اب کیا پروگرا
ہے" ——— وزیراعظم نے خشک لہجے میں پوچھا۔
"سر۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکر
سروس اس ہیڈ سپاٹ پراجیکٹ سے واقف ہو گئی ہے۔ اس
وہ لازماً اب ڈاکٹر ستیش پر حملہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس
میں ڈاکٹر ستیش سے کہنا چاہتا تھا کہ وہ پوری طرح ہوشیار رہیں
سر میں نے تمام ممکنہ حفاظتی انتظامات کر لئے ہیں۔ لیکن پھر بھی ...
شاگل نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔
"لیکن مسٹر شاگل۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ پاکیشیا سیکر
سروس والے اس قدر جلد کیسے تمہارے اسی ایجنٹ کے پاس
پہنچ گئے ——— انہوں نے اس سے راز بھی اگلوا لیا۔ آپ کیا کر
رہے ہیں" ——— وزیراعظم کا لہجہ اس بار خاصا تلخ تھا۔
"سر چونکہ اس بات کا خیال تک بھی نہ تھا۔ اس لئے ایسا ہو گیا
لیکن اب ہم پوری طرح چوکنا ہیں" ——— شاگل نے جواب دیا۔
"آپ ذرا ہولڈ کریں۔ میں اس سلسلہ میں ڈاکٹر ستیش سے بات کر
ہوں" ——— وزیراعظم صاحب نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا
رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے شاگل کی رپورٹ دونو
ڈاکٹرز کو بتائی۔
"سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی حیرت انگیز ہے
ویسے یہ سارا پلان میرا نہ تھا۔ میں نے تو صرف اشارے دے
تھے اور مسٹر شاگل کے ایجنٹ کو بریف کیا تھا" ——— ڈاکٹر ستیش

نے کہا۔
"میں سمجھتا ہوں آپ اس بات کو چھوڑیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ جب پاکیشیا
والوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ ہم نے ان کے ماسٹر کمپیوٹر کا زیرو کوڈ معلوم کیا
ہے تو وہ اس سے کیا اندازہ لگائیں گے" ——— وزیراعظم نے قدرے
پریشان لہجے میں کہا۔
"زیادہ سے زیادہ یہی سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارا کوئی ایجنٹ اس زیرو کوڈ کی
مدد سے ان کے مین سنٹر میں گھس کر ان کے ماسٹر کمپیوٹر کی کارکردگی کو
کچھ دیر کے لئے روک سکتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں"
ڈاکٹر طارل نے جواب دیا۔
"اوہ۔ پھر وہ زیادہ سے زیادہ اپنے سنٹر کے حفاظتی انتظامات سخت
کر دیں گے۔ لیکن ہمارا تو ایسا پروگرام ہی نہیں ہے" ——— وزیراعظم
نے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"جی ہاں۔ اب ہمیں ان کے سنٹر میں گھسنے کی ضرورت ہی نہیں۔
ہم یہیں بیٹھے بیٹھے ان کے ماسٹر کمپیوٹر کو نہ صرف کنٹرول کر سکتے ہیں۔
بلکہ زیرو اوور زیرو کی مدد سے ہم ان کے ماسٹر کمپیوٹر کو ان کے خلاف
استعمال بھی کر سکتے ہیں ——— اور آپ یقین کریں اس بات کا تصور تک
کسی کمپیوٹر سائنس دان کے ذہن میں بھی نہیں آ سکتا" ——— ڈاکٹر طارل
نے جواب دیا۔
"اب اس فارمولے کو عملی صورت میں لے آنے کے لئے آپ
کو کتنا عرصہ درکار ہے" ——— وزیراعظم نے پوچھا۔
"زیادہ سے زیادہ ایک ماہ سر۔ اس کے بعد ہم سپر ماسٹر کنٹرولر

ہوں گے۔ پوری دنیا کے ماسٹر کمپیوٹر ہمارے غلام ہوں گے حقیق
معنوں میں غلام" ـــــــ ڈاکٹر ستیش نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا
"لیکن کیا اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ پاکیشیا کے ما
کمپیوٹر میں گڑبڑ کریں" ـــــــ وزیراعظم نے چند لمحے خاموش رہنے
کے بعد پوچھا۔

"اب تو سر وہ بات بالکل معمولی ہو کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ اس
پراجیکٹ کے آغاز کے وقت پلاننگ بنی تھی کہ ہم اس قابل ہو جائیں
کہ پاکیشیا کے ماسٹر کمپیوٹر میں ماسٹر ڈسٹرکشن کا کاشن یہاں سے
دے سکیں اور اس طرح پاکیشیا کا دفاعی نظام مشکوک ہو جائے
گا ـــــــ اور پاکیشیا کو اس سلسلے میں بے پناہ مالی نقصانات
اٹھانے پڑیں گے۔ لیکن اب زیرو اوور زیرو کی ایجاد سے ساری
صورت حال ہی بدل گئی ہے۔ اب تو ہم ان کے ماسٹر کمپیوٹر کو
باقاعدہ کنٹرول کر کے نیگٹو انداز میں بھی کام لے سکتے ہیں۔ ان
اپنے کمپیوٹر کے ذریعے ان کے سارے دفاع کو تباہ کر سکتے ہیں
مکمل تباہی" ـــــــ ڈاکٹر ستیش نے جلدی جلدی جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ـــــــ پھر کسی بات کی پریشانی نہیں ہے۔ جب ان
کے سنٹر میں گڑبڑ ہی نہیں ہو گی تو پھر ان کی توجہ بھی ہماری طرف نہ
جائے گی۔ اور جب زیرو اوور زیرو پراجیکٹ مکمل ہو جائے گا تو
ہم پاکیشیا کو سبق دینے کا نیا منصوبہ بنائیں گے۔ ایسا منصوبہ کہ
پاکیشیا آئندہ صدیوں تک کافرستان کا غلام رہنے پر مجبور ہو

جائے گا۔ اوکے۔ آپ لوگ اس پراجیکٹ کو تیار کرنے کی تمام
تفاصیل طے کریں تاکہ میں سرکاری طور پر اس کی منظوری دے دوں۔
اور ڈاکٹر طارل۔ میری یہ درخواست ہے کہ آپ اب اپنے سنٹر کا
کام ہنگامی طور پر اپنے اسسٹنٹ کے ذمہ لگا کر اپنی پوری توانائیاں
اس نئے پراجیکٹ پر لگا دیں تاکہ یہ اہم ترین پراجیکٹ انتہائی تیز رفتاری
سے مکمل ہو سکے" ـــــــ وزیراعظم نے ڈاکٹر طارل کی طرف امید
بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــــ میں اس کی اہمیت جانتا ہوں سر"
ڈاکٹر طارل نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اور
وزیراعظم کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔
"تھینک یو ڈاکٹر۔ اب ایک اور اہم بات بھی ڈسکس ہو جائے
تو زیادہ بہتر ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی آپ نے دیکھ
لی ـــــــ اس سے پہلے بھی ایسے واقعات ہو چکے ہیں کہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس انتہائی فعال ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں
کہ حفظ ماتقدم کے طور پر زیرو اوور زیرو کا پراجیکٹ ایسی جگہ تکمیل
پذیر ہو جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی طور بھی اپروچ نہ کر سکے"
وزیراعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــــ ہم نے تو کام کرنا ہے۔ باقی حفاظتی
انتظامات تو آپ نے دیکھنے ہیں" ـــــــ ڈاکٹر ستیش نے
جواب دیا۔

"تو پھر میرے خیال میں اس کے لئے لاسر پہاڑیوں کے نیچے

بنی ہوئی انتہائی خفیہ جدید لیبارٹری زیادہ درست رہے گی۔ ایک
لیبارٹری ابھی حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے۔ اس کے متعلق کافرستا
کے سوائے چند خاص افراد کے اور کسی کو بھی علم نہیں —— پھر
لیبارٹری میں آپ کی ضرورت کی ہر چیز موجود ہے اور دفاعی لحاظ
بھی یہ لیبارٹری ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ البتہ اسے مزید محفوظ
دینے کے لئے مزید خصوصی انتظامات بھی کر لئے جائیں گے۔
وزیر اعظم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر —— اس پراجیکٹ کے لئے ہمیں جو
مشینری کی ضرورت ہو گی اس کی تفصیل ہم آپ تک پہنچا دیں گے
اس کا وہاں شفٹ ہونا ضروری ہے" —— ڈاکٹر طارل نے کہا

"آپ قطعی بے فکر رہیں آپ کی سب ڈیمانڈ خصوصی طور پر پوری
ہو گی" —— وزیر اعظم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سر۔ میری ایک گزارش ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں
ڈاکٹر ستیش نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"واہ ڈاکٹر ستیش۔ آپ کافرستان کے ہیرو ہیں۔ آپ حکم
وزیر اعظم نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تھینک یو سر۔ یہ آپ کی قدر شناسی ہے۔ میں یہ کہہ رہا
تھا کہ اگر اس خفیہ لیبارٹری کا علم مسٹر شاگل یعنی کافرستان
سیکرٹ ایجنسی کو نہ ہو تو زیادہ بہتر ہے —— کیونکہ مجھے یقین
ہے کہ کافرستان سیکرٹ ایجنسی کے ذریعے کوئی بھی دشمن
لیبارٹری تک پہنچ سکتا ہے۔ ویسے آپ اس معاملے میں مجھ سے

بہتر سمجھتے ہیں" —— ڈاکٹر ستیش نے کہا۔

"اوہ۔ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ بالکل ایسا ہی ہو گا۔ اس لیبارٹری
کا علم سوائے آپ حضرات کے اور میرے اور کسی کو نہ ہو گا۔ البتہ وہاں
حفاظتی انتظامات کے لئے میں خصوصی فوجی دستہ تعینات کر دوں گا۔
جن کے علم میں بھی نہ ہو گا کہ یہاں کون کیا کر رہا ہے —— اور آپ
کی بات سے ایک اور پوائنٹ بھی میرے ذہن میں ابھرا ہے۔
کہ ہم اس سنٹر میں کچھ لوگوں کو رکھ کر سب کو یہی تاثر دیں کہ ڈاکٹر ستیش
اور ڈاکٹر طارل صاحبان یہیں کام میں مصروف ہیں اور یہاں کی حفاظت
سیکرٹ سروس کے ذمہ لگا دیں —— اس طرح اگر کوئی اس
چکر میں آئے گا تو وہ یہیں سر کھپاتا رہ جائے گا اور آپ اطمینان
سے کام مکمل کر لیں گے" —— وزیر اعظم نے کہا۔

"بہت خوب سر۔ واقعی آپ کا ذہن بے مثال ہے سر"
ڈاکٹر طارل اور ڈاکٹر ستیش دونوں نے بیک زبان ہو کر کہا۔

"تھینک یو۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ آپ پراجیکٹ کی تفصیلات طے
کر لیں۔ میں باقی انتظامات خود کر لوں گا۔ اور ہاں ڈاکٹر ستیش۔ میں
آج ہی صدر مملکت کو زیر وادور زیرو کی خوشخبری سنانے کے ساتھ ساتھ
آپ کو کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز مہا ویر چکر دینے کی سفارش
بھی کر دوں گا —— ڈاکٹر طارل تو پہلے ہی مہا ویر چکر ہیں۔ اور شاید
پورے کافرستان میں ایک ہی سائنسدان ہیں جو مہا ویر چکر ہیں۔
اب آپ دوسرے ہوں گے" —— وزیر اعظم نے کرسی سے
اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر ۔۔۔ تھینک یو سر ۔۔۔ یہ واقعی اتنا بڑا اعز
ہے کہ میں اس پر جس قدر بھی ناز کروں کم ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر ستیہ
نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
اور وزیر اعظم نے مسکراتے ہوئے بڑے گرمجوشانہ اند
میں مصافحہ کیا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گئے۔

"عمران صاحب بڑی عجیب سی رپورٹ ملی ہے خالد کے
بارے میں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کے آپریشن روم میں
داخل ہوتے ہوئے کہا۔
"اچھا ۔۔۔ کیا خبر ہے" ۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے
چونک کر پوچھا۔
"ابھی نعمانی نے رپورٹ دی ہے کہ خالد کے گھر کے تہہ خانے
سے ایک ڈائری ملی ہے۔ جس میں چند ٹیلی فون نمبر لکھے ہوئے تھے۔
جب ان ٹیلی فون نمبروں کے بارے میں تحقیقات کی گئی تو ان میں سے
ایک نمبر ایس۔ او۔ ایس کے انچارج جناب ڈاکٹر شعیب کی منگیتر
مس رضیہ کا ذاتی نمبر تھا ۔۔۔ اس پر مس رضیہ کے متعلق پڑتال کی گئی
تو ایک حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ مس رضیہ گذشتہ سال تین چار
بار کافرستان جا چکی ہیں۔ اور مس رضیہ وہاں ایک شخص مسٹر عالم

کے گھر ٹھہرتی رہی ہیں۔ مسٹر عالم ایک کاروباری آدمی ہیں۔ ان کا
کاروباری دفتر جس بلڈنگ میں ہے اسی بلڈنگ میں کافرستان
سیکرٹ سروس کا دفتر بھی ہے" ___ بلیک زیرو نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ___ کمال ہے۔ یہ تو واقعی خاصی اہم رپورٹ ہے"
عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس سر ___ میرا خیال ہے اگر ہم ناٹران کے ذریعے مسٹر
عالم کے بارے میں چھان بین کرائیں تو ہو سکتا ہے کوئی اہم انکشاف
ہو جائے" ___ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ ناٹران نے ابھی تک پہلی رپورٹ ہی نہیں دی"
عمران نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو جواب دیتا، ساتھ پڑے
ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ___ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر ___ میں این بول رہا ہوں۔ سپیشل میسج ہے"
دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے" ___ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"سپیشل ٹرانسمیٹر آن کر دو۔ ناٹران رپورٹ دینا چاہتا ہے"
عمران نے رسیور رکھتے ہی بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا

لیکن انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ یہ مخصوص
ٹرانسمیٹر تھا۔ جس کی کال کسی طرح کیچ نہ کی جا سکتی تھی اور اس میں
ٹرانسمیٹر کی طرح ہر فقرے کے بعد اوور کہہ کر بٹن دبانے کی
بھی ضرورت نہ رہتی تھی بلکہ فون کی طرح براہِ راست بات چیت
کی جا سکتی تھی ___ بلیک زیرو نے اس پر ناٹران کی مخصوص فریکونسی
ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ___ ناٹران کالنگ" ___ بٹن دبتے ہی ناٹران کی
آواز ٹرانسمیٹر کے سپیکر سے ابھری۔ اس بار وہ اپنے اصل لہجے
میں بول رہا تھا۔

"یس ___ ایکسٹو" ___ عمران نے ہاتھ اٹھا کر بلیک زیرو
کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سر۔ آپ کے حکم پر میں نے کبیر سنگھ سے معلومات حاصل
کرنے کے لئے فیصل جان کی ڈیوٹی لگائی تھی۔ فیصل جان نے کبیر سنگھ
سے معلوم کر لیا کہ اسے کمپیوٹر سائنس کے معروف سائنس دان ڈاکٹر
سٹیش نے بریف کیا تھا ___ اس کی اس اطلاع پر میں نے
ڈاکٹر سٹیش کے بارے میں بھاگ دوڑ کرنی شروع کر دی تاکہ معلوم
کیا جا سکے کہ ڈاکٹر سٹیش کس پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے۔ آج اس
سلسلے میں ایک اہم ترین رپورٹ ملی ہے" ___ ناٹران نے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے" ___ عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"سر ___ ڈاکٹر سٹیش ڈاکٹر طارل کے ساتھ مل کر کسی خفیہ
پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے۔ اور سر اس سے پہلے کافرستان

کے ملٹری آپریشن سنٹر ایم۔ایم سنٹر میں اچانک شدید گڑبڑ ہوئی وہاں
کمپیوٹرز نے ماسٹر ڈسٹرکشن کا کاشن دے دیا تھا۔ اس کے بعد
ہی ڈاکٹر طارل اور ڈاکٹر ستیش نے کام شروع کیا ـــــ حالانکہ اس
سے قبل وہ دونوں علیحدہ علیحدہ سنٹرز میں علیحدہ علیحدہ ڈیپارٹمنٹ میں
کام کرتے رہے ہیں اور سب جانتے تھے کہ ان دونوں کے
درمیان اختلافات رہے ہیں ـــــ اس رپورٹ پر سر۔ میں نے
اپنی تفتیش کا دائرہ مزید وسیع کر دیا۔ تو سر پتہ چلا کہ کافرستان کے
وزیراعظم نے صدر مملکت سے ڈاکٹر ستیش کے لئے کافرستان کے
سب سے بڑے اعزاز مہادیر چکر کی بھی سفارش کی ہے"
ناٹران نے جواب دیا۔

" گڈ رپورٹ ۔ناٹران ۔تم نے واقعی کام کیا ہے ۔اس کا مطلب
ہے کہ ڈاکٹر ستیش واقعی کسی ایسے پراجیکٹ پر کامیاب ہو گیا ہے جو
کافرستان کے لئے انتہائی اہم ہے "ـــــ عمران نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

" تھینک یو سر ـــــ اسی لئے سر رپورٹ دینے میں کچھ وقت
لگ گیا ۔لیکن سر میں نے سوچا کہ اہم معاملہ ہے اس لئے اس کی
مکمل تفتیش کر کے ہی رپورٹ دی جائے "ـــــ ناٹران نے
جواب دیا۔

" اچھا کیا تمہیں معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل کس جگہ کام
کر رہے ہیں اور ان کا پراجیکٹ کیا ہے "ـــــ عمران نے نرم
لہجے میں کہا۔

" نہیں سر ۔میں نے کوشش تو کی ہے ۔لیکن یہ معلوم نہیں ہو
سکا۔ ویسے اگر آپ حکم فرمائیں تو اس بارے میں کوشش کی جائے "

" ہاں ـــــ تم ابتدائی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ ہو
سکتا ہے مجھے عمران کی قیادت میں ٹیم بھیجنی پڑے ۔اور سنو جس عمارت
میں شاگل کا دفتر ہے وہیں ایک شخص عالم کا دفتر ہے اس کے متعلق بھی مجھے
رپورٹ چاہیئے ۔جلد از جلد رپورٹ کرو ۔ہو سکتا ہے کوئی انتہائی اہم مسئلہ
ہو اور ہم ابتدائی تیاریوں میں ہی رہ جائیں۔ گڈ بائی "ـــــ عمران نے کہا۔
اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" کیا چکر چل سکتا ہے عمران صاحب "ـــــ بلیک زیرو نے
ٹرانسمیٹر واپس میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمارے ایس۔ او۔ سی میں کوئی گڑبڑ کرنے
کی کوشش کی جا رہی ہے ۔لیکن کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے ۔یہ بات میری
سمجھ میں نہیں آ رہی "ـــــ عمران نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

" یہی گڑبڑ ہو سکتی ہے کہ وہ سنٹر کی مشینری کو نقصان پہنچا کر اس کی
کارکردگی خراب کرنے کی کوشش کریں اور کیا کر سکتے ہیں"
بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" ایکسٹو کی سیٹ پر بیٹھنا اور بات ہے طاہر ۔لیکن ایکسٹو کی طرح
سوچنا اور بات ہے ۔میں نے دیکھا ہے کہ تم عام ممبروں کی طرح بغیر
غور و فکر کئے یک لخت نتیجے کی طرف چھلانگ لگا دیتے ہو"
عمران کے لہجے میں خاصی تلخی تھی۔

" اوہ سوری عمران صاحب ۔ واقعی اس سیٹ پر بیٹھ کر مجھے بہت

پر کچھ سوچ کر بات کرنی چاہیے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"سنو بلیک زیرو۔ آئندہ یہ عادت ڈالو کہ جب بھی کوئی پرابلم سامنے آئے، تم اس پرابلم کو شطرنج کی میز سمجھ لیا کرو۔ اس کے بعد جس قدر پازیٹو پوائنٹس ہوں انہیں مہرے سمجھ کر ایک طرف اور نیگٹو پوائنٹس کو مہرے سمجھ کر دوسری طرف۔۔۔ اور اس کے بعد مہروں کو ذہنی طور پر چلاؤ۔ پھر دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یہ ہے سوچنے کا انداز۔ جب تمہیں اس طرح سوچنے کی عادت پڑ جائے گی تو پھر تمہارا ذہن کمپیوٹر کی طرح کام کرے گا۔ پلک جھپکنے میں شطرنج کی گیم مکمل ہو جائے گی"۔۔۔ عمران نے اُسے اس طرح سمجھایا جیسے کوئی استاد طالب علم کو سمجھاتا ہے۔

"عمران صاحب۔ اب میرا ذہن آپ کی طرح تو نہیں چل سکتا" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا ذہن اور تمہارا ذہن یہ سب بہانے بازی ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا پرابلم نہیں ہوتا جس کا کوئی نہ کوئی حل نہ ہو۔ صرف شرط ہوتی ہے۔ ٹھنڈے دماغ سے سوچنے کی۔ اور سوچنے کے انداز کی۔۔۔ اچھا دیکھو۔ اب یہ پرابلم ہمارے سامنے ہے۔ کہ کافرستان والے ایس او سنٹر۔۔۔ کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ شطرنج بچھاؤ۔ چلو بتاؤ۔ پازیٹو پوائنٹس کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پازیٹو پوائنٹس۔ ایک تو یہ اطلاع کہ ماسٹر کمپیوٹر کا زیرو کوڈ معلوم کیا گیا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ایک پوائنٹ"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے

ہوئے جواب دیا۔

"دوسرا پوائنٹ۔۔۔ دوسرا پوائنٹ کیا ہو سکتا ہے۔ دوسرا تو پوائنٹ یہ ہو سکتا ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس نے کام کیا ہے" بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے کہا۔

"چلو یہ بھی پوائنٹ مان لیا۔ اور"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اور تیسرا۔۔۔ تیسرا۔ میرے خیال میں اور کوئی پازیٹو پوائنٹ نہیں ہے" بلیک زیرو نے سوچ سوچ کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ہر بات پر غور نہیں کرتے۔ اب مجھ سے باقی پوائنٹ سنو۔ کمپیوٹر سائنس کے بین الاقوامی شہرت یافتہ ڈاکٹر سٹیش نے کبیر سنگھ کو بریف کیا۔ تیسرا پوائنٹ۔۔۔ وزیر اعظم نے ڈاکٹر سٹیش کو کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز مہادیو چکر دینے کی سفارش کی۔ چوتھا پوائنٹ۔ ڈاکٹر سٹیش اور ڈاکٹر طارل جن میں پہلے اختلافات تھے اب اکٹھے کام کر رہے ہیں۔ پانچواں پوائنٹ۔ ڈاکٹر طارل بھی کمپیوٹر سائنس میں اتھارٹی ہے۔۔۔ چھٹا پوائنٹ۔ ڈاکٹر طارل کافرستان کے ماسٹر کمپیوٹر سنٹر ایم۔ ایم سنٹر کا انچارج ہے۔ ساتواں پوائنٹ" عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو کے چہرے پر حقیقی شرمندگی کے آثار ابھر آئے۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس سر۔ بالکل ٹھیک ہے۔ اب مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ کا ذہن کس طرح کام کرتا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب نیگٹو پوائنٹس کی طرف آؤ۔ بتاؤ کتنے پوائنٹس بنتے ہیں"
عمران نے کہا۔

"نیگٹو پوائنٹس ۔۔۔ نیگٹو پوائنٹ کیا ہو سکتا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سوچنے والے انداز میں کہا۔ لیکن کافی دیر تک سوچنے کے باوجود اس کی سمجھ میں کوئی پوائنٹ نہ آیا تو اس نے شرمندہ سے انداز میں اپنی بے بسی کا اظہار منفی انداز میں سر ہلانے پر کرایا۔

"نہیں آیا سمجھ میں۔ تو سنو نیگٹو پوائنٹ ہے کہ انہوں نے کبیر سنگھ کو جس پلان کے تحت زیرو کوڈ معلوم کرنے بھیجا۔ اس پلان کے تحت کبیر سنگھ ڈاکٹر سلیمان کے میک اپ میں ایس۔ او سنٹر ۔۔۔ میں جا سکتا تھا لیکن وہ نہیں گیا ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں اندر جانے کی کوئی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ ڈاکٹر سلیمان کے داماد ڈاکٹر اشرف کو بھی کور کیا جا سکتا تھا۔ لیکن انہوں نے نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ سنٹر کے اندر جا کر کسی گڑبڑ کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کر رہے ہے ۔۔۔ حالانکہ وہ آسانی سے ایسا کر سکتے تھے۔ یہ تو دو پوائنٹ ہوئے۔ تیسرا اور اہم پوائنٹ یہ ہے کہ زیرو کوڈ معلوم کرنے کے لئے انہوں نے باقاعدہ سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کیں جب کہ سیکرٹ سروس کی خدمات اس وقت حاصل کی جاتی ہیں جب کہ کوئی ملکی سطح کا اہم ترین مشن سامنے ہو ۔۔۔ ورنہ وہ اپنے سائنسی طور پر بھی کچھ نہ کچھ کر سکتے تھے۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ ان کے سلسلے کوئی ایسا اہم ترین مشن ہے جس سے پاکیشیا کو ملکی سطح پر نقصان پہنچ جانا مطلوب ہے ۔۔۔ ایک پوائنٹ یہ بھی ہے کہ کافرستان سنٹر

میں گڑبڑ ہوئی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے عمران صاحب" ۔۔۔ بلیک زیرو نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اُسے اب کسی مشکل سوال کی سمجھ آ گئی ہو۔ یہ شطرنج کی میز بچھ گئی۔ اب آؤ ان مہروں کو چلا کر نتیجہ نکالا جائے۔ دیکھو اگر وہ سنٹر میں گڑبڑ کرانا چاہتے تھے تو ان کے پاس سکوپ تھا۔ جو انہوں نے نہیں کیا ۔۔۔ اس کا مطلب ہوا کہ انہیں سنٹر میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں۔ اب آؤ دوسری طرف۔ کیا وہ ایسا مشن ہے کہ وہ بغیر سنٹر میں داخل ہوئے پاکیشیا کو کوئی اہم ترین نقصان پہنچا سکتے ہیں ۔۔۔ اور اگر ایسا ہے تو اس کے لئے انہیں لازماً پاکیشیا سنٹر کے ماسٹر کمپیوٹر کا زیرو کوڈ چاہیئے تھا۔ زیرو کوڈ کا مطلب ہوتا ہے کہ جہاں سے ماسٹر کمپیوٹر کا کنٹرولنگ سسٹم شروع ہوتا ہے۔ لیکن کنٹرولنگ کوڈ کون سا ہے ۔۔۔ اس کا پتہ صرف زیرو کوڈ سے نہیں چلایا جا سکتا۔ کیونکہ کمپیوٹر سیلف کنٹرولڈ ہے۔ اور نہ ہی یہ کی کوڈ کا پتہ ایسا کمپیوٹر کسی کو دیتا ہے۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر شعیب بھی اس کی کوڈ سے واقف نہ ہوں گے ۔۔۔ اب ڈاکٹر ستیش نے کوئی ایسا کارنامہ کمپیوٹر سائنس میں کیا ہے کہ جس پر وزیر اعظم کافرستان نے اُسے سب سے اعلیٰ اعزاز دینے کی سفارش کی ہے۔ اور اس سے پہلے ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل کے درمیان اختلافات تھے۔ پھر کافرستان سنٹر میں گڑبڑ ہوئی ۔۔۔ ماسٹر ڈسٹرکشن کا کاشن دیا گیا۔ دوسرے لفظوں میں سنٹر کے سیلف آپریٹڈ ماسٹر کمپیوٹر نے کافرستان پر ایٹمی حملے کی خبر دے دی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ اس کے بعد ڈاکٹر ستیش اور

ڈاکٹر طارل کے درمیان اختلافات ختم ہو گئے۔ اور انہوں نے اکٹھے
پراجیکٹ پر کام شروع کر دیا۔ اب ان ساری باتوں سے کیا نتیجہ ن
گا"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا
جیسے وہ آج بلیک زیرو کو پوری طرح ٹرینڈ کرنے کے موڈ میں ہو۔
"اس سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے عمران صاحب کہ یہ گڑبڑ ڈاکٹر سٹیش
طرف سے ہوئی اور سنٹر سے باہر سے ہوئی۔ اس نے کافرستان
ماسٹر کمپیوٹر کو کنٹرول کر لیا۔۔۔ اس کے بعد دونوں نے اکٹھے پر
پر کام کیا تو اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ اب ایسی ہی گڑبڑ
ملک میں بیٹھ کر پاکیشیا کے سنٹر سے بھی کرنا چاہتے ہیں"
بلیک زیرو نے کہا۔
"بالکل ٹھیک۔ اب دیکھو تمہارا ذہن بھی کام کرنے لگ ہے۔ اب
اس پوائنٹ پر سوچو کہ کیا یہ پراجیکٹ کہ بس صرف معمولی سی گڑبڑ
دینے کے پراجیکٹ میں کامیابی سے اُسے مہا دیر چکر دیا جا سکتا
یہ خیال رکھنا کہ یہ ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز ہے۔۔۔ اور یہ بھی ذہن
رکھو کہ اگر وہ گڑبڑ کر دینے کے پراجیکٹ میں کامیاب ہو گئے ہیں
پھر مہا دیر چکر کی سفارش صرف اُسی وقت ہو سکتی تھی جب یہ گڑبڑ عمل
پر سامنے آجاتی۔۔۔ لیکن ابھی تک پاکیشیا سنٹر میں کسی گڑبڑ کی
اطلاع موصول نہیں ہوئی"۔۔۔ عمران نے کہا۔
"اس سے تو اس پراجیکٹ میں اور زیادہ وسعت پیدا ہو جاتی
اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ کوئی ایسا پراجیکٹ ہے جس کا مقصد گڑ
سے بھی زیادہ اہم ہے۔۔۔ اور وہ یہی ہو سکتا ہے کہ مکمل طور پر

کمپیوٹر کو کنٹرول کر لیا جائے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔
"ویری گڈ ویری گڈ۔۔۔ اب تم واقعی اپنے آپ کو ایکسٹو کہلانے
کے حقدار بنتے جاتے ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور بلیک زیرو کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس کے چہرے پر
مسرت کے رنگ دوڑنے لگے۔
"اس کا مطلب واقعی یہی نکلتا ہے کہ اس معمولی سی گڑبڑ کو انہوں نے
کسی بڑے پراجیکٹ میں بدلنے کے لئے ڈاکٹر سٹیش اور ڈاکٹر طارل
کے اختلافات ختم کرائے۔۔۔ اور پھر دونوں ایسے پراجیکٹ میں
اہم ترین کامیابی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مطلب ہے کہ
انہوں نے کوئی ایسا کمپیوٹر یا فارمولا ایجاد کر لیا جس سے وہ جب
چاہیں پاکیشیا کے ماسٹر کمپیوٹر کو کنٹرول کر کے اُسے اپنی مرضی سے
آپریٹ کر سکتے ہیں۔۔۔ اور اگر ایسا ہو جاتا ہے تو پھر سوچو کہ پاکیشیا
کو کیا نقصان متصور ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔
"اوہ۔ واقعی عمران صاحب۔ پاکیشیا کا تمام تر دفاعی نظام تو ریت
کا ڈھیر بن جائے گا۔ بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نظام کو الٹا پاکیشیا
کے خلاف ہی استعمال کیا جا سکے"۔۔۔ بلیک زیرو نے
خوف سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
"یہ ہے اصل پوائنٹ۔ اب تم نے گیم جیت لی۔ اب دیکھو کیا
نتیجہ نکلا اور تم نے بغیر سوچے پہلے کیا نتیجہ نکال دیا تھا"۔
عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"تھینکنگ یو سر۔ آپ نے واقعی مجھے سوچنے کا اہم ترین فارمولا بتا
ہے۔" ——— بلیک زیرو نے تشکرانہ انداز میں کہا۔

"تو پھر یار سفارش کر دو۔ اعلیٰ ترین اعزاز کی میں نے سنا ہے صدر مملک
ایکسٹو کی بات نہیں ٹالتے۔ لیکن ایک شرط ہے۔ خالی اعزاز سے بات نہ
بنے گی۔ ساتھ کچھ رقم بھی ہونی چاہیئے۔ تاکہ میں اپنے باورچی کی تنخواہ تو ا
دوں۔ اس نے ہڑتال کا نوٹس دے رکھا ہے" ——— عمران نے اپنے
ولملے موڈ میں واپس آتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"آپ بذاتِ خود پاکیشیا کا سب سے بڑا اعزاز ہیں عمران صاحب"
بلیک زیرو نے انتہائی عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ سلیمان تو نہیں مانتا۔ وہ تو تنخواہ کو ہی مانتا ہے" ——— عمران

"تو آپ اس کو بھی پرابلم سمجھ کر شطرنج بچھالیں" ——— بلیک زیرو
کہا اور اس بار عمران بھی ہنس پڑا۔

"ارے تمہیں کیا پتہ۔ اسی گیم سے تو اب تک کھانا پک رہا ہے
جب میں اس گیم میں ہار گیا تب سے فاقے شروع ہو جائیں
عمران نے کہا اور بلیک زیرو قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اچھا عمران صاحب۔ جب یہ نتیجہ نکل آیا تو اب آئندہ کیا پروگ
بنایا جائے" ——— بلیک زیرو نے ایک بار پھر سنجیدہ ہو
ہوئے کہا۔

"سوچو۔ اب ہر بار میں تو تمہارے ساتھ کھیلنے سے رہا۔
فیس کے۔ اب خود کھیلو اور مجھے بتاؤ" ——— عمران نے کہا۔
بلیک زیرو سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ جب

نے اس طرح سوچتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو عمران بول پڑا۔

"اگر تم نے نتیجہ نکالنے میں اتنی دیر کی تو جناب ایکسٹو صاحب
اتنی دیر میں تو مجرم اپنا مشن مکمل کر کے واپس جا کر شادیاں بھی کر لیں
گے ——— اور جب تک تمہارا نتیجہ نکلے گا۔ ان کے دس بارہ بچے
بھی پیدا ہو چکے ہوں گے" ——— عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو
نے آنکھیں کھول دیں۔

"عمران صاحب۔ ابھی میری تو ابتدا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کچھ
وقت لگے گا۔ اب آپ کی طرح تو نہیں کہ پلک جھپکنے میں گیم شروع
ہوئی اور دوسری بار پلک جھپکنے سے پہلے نتیجہ بھی نکل آیا"
بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر تم بیٹھے سوچتے رہو۔ میں ذرا جولیا سے گپیں لگا لوں۔
کافی دن ہو گئے ہیں۔ اس سے بات چیت کئے ہوئے۔ کہیں
بے چاری اپنے آپ کو بیوہ ہی نہ سمجھنا شروع کر دے سہاگن ہونے
سے پہلے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے
ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"نہ مس جولیا نہ مسز جولیا۔ اب کیسے پتہ چلے کہ تمہاری ازدواجی
حیثیت کیا ہے۔ اور سنا ہے آج کل ازدواجی حیثیت کے علیحدہ
نمبر ملتے ہیں انٹرویو میں ——— اگر مس ہے اور ساتھ کسی بڑے
آدمی کا نام ہے تو دس نمبر۔ اور اگر مسز ہے اور ساتھ میرے

جیسے چھوٹے آدمی کا نام آجائے تو بیس نمبر" ـــــ عمران کی زب
چل پڑی ۔

" اچھا تو یہ تم ہو ۔ اس دن ڈنر کھلانے کے بعد ایسے غائب ہو
ہو کہ تمہارا کہیں پتہ ہی نہیں ۔ فلیٹ پر فون کرو تو سلیمان کا ایک
جواب ملتا ہے کہ موجود نہیں ہیں " ـــــ جولیا نے ہنستے ہو
جواب دیا ۔ وہ عمران کی پہلی بات کو سرے سے ہی گول کر گئی تھی
جیسے اس نے سنی ہی نہ ہو ۔

" یعنی وہ بھاری بھر کم ڈنر ہضم بھی ہو گیا ۔ کمال ہے کون سا چور
کھلایا تھا ۔ میں نے تو سنا ہے باقی نمبر ڈنر کھانے کے بعد ابھی تک
اُسے ہضم کرنے کے لئے پارکوں میں دوڑ لگاتے پھر رہے ہیں
عمران نے کہا اور جواب میں جولیا قہقہہ مار کر ہنس پڑی ۔

" اب ایک ڈنر کیا کھلا دیا تم نے تو باقاعدہ احسان جتانا شر
کر دیا " ـــــ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" احسان ۔ یعنی یہ کوئی احسان ہی نہیں ہے ۔ پچھلے ایک ہفتے
ہو رہے ہیں ۔ سوکھ کر کانٹا اور وہ بھی جھاڑ کا کانٹا بن گیا ہوں "
عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا ۔

" کیا مطلب ۔ یہ فاقے کس خوشی میں ہو رہے ہیں " ـــــ جو
نے ہنستے ہوئے پوچھا ۔

" سلیمان کی تنخواہ دینی تھی ۔ اس کا تم نے ڈنر کھا لیا ۔ چنانچہ
فاقے شروع ۔ اب سلیمان میرے حصے کا کھانا بھی تنخواہ میں
کھا رہا ہے ـــــ اور تم جانتی ہو اس کی تنخواہ کتنی ہے ۔ میر

خیال میں ابھی دس سال مجھے مزید فاقے کرنے پڑیں گے تب جا کر
اس کی تنخواہ پوری ہو گی " ـــــ عمران نے کہا ۔

" بکواس مت کرو اور یہ بتاؤ کہ فون کیوں کیا تھا " ـــــ جولیا
نے کہا ۔

" اچھا تو ابھی یہ بتانا پڑے گا ۔ کمال ہے ۔ میں نے تو کتابوں میں
پڑھا ہے کہ عورتوں میں اپنی مرضی کی بات سونگھنے کی خصوصی حس
ہوتی ہے " ـــــ عمران نے کہا ۔

" کیا مطلب ـــــ میں واقعی نہیں سمجھی ۔ کیا کہنا چاہتے ہو "
جولیا نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا ۔

" مطلب ہے کہ جب باورچی جواب دے دے ۔ تو کسی ماہر
امور خانہ داری ۔ سگھڑ سلیقہ مند بیگم کی ضرورت پڑ جاتی ہے ۔ کیونکہ
یہ واحد مخلوق ہے جو تنخواہ کا مطالبہ نہیں کرتی ـــــ اب یہ اور بات
ہے کہ شوہر غریب کو سگریٹ پینے کے لئے الاؤنس مانگنا پڑتا ہے "
عمران نے کہا اور جولیا قہقہہ مار کر ہنس پڑی ۔

" تو پھر لے آؤ ناں کوئی سگھڑ اور امور خانہ داری کی ماہر بیگم ۔
کس نے روکا ہے تمہیں " ـــــ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا ۔
وہ بھی شاید اس وقت پورے موڈ میں تھی ۔

" ابھی تو چپلوں کے سائز ناپتا پھر رہا ہوں ۔ تمہاری چپل کا کیا سائز
ہے " ـــــ عمران نے کہا ۔

" میری چپل اوور سائز کی ہے ۔ اور مضبوط بھی ہے " ـــــ جولیا
نے جواب دیا ۔

"ارے پھر تو کام بن گیا۔ سلیمان کی ہی ڈیمانڈ ہے۔ کیا خیال ہے بھیجوں اُسے بَر دکھاوے کے لئے" ۔۔۔ عمران نے شرارت بھرے انداز میں کہا۔

"یوشٹ اپ نانسنس ۔۔۔ اب بکواس پہ اتر آئے ہو" جولیا نے یک لخت بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اُسے شاید عمران کے فقرے نے جذباتی طور پر شدید ٹھیس پہنچائی تھی۔

"ارے ارے اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔ اسلام میں ذات پات۔ پیشہ۔ کچھ نہیں دیکھا جاتا سب انسان برابر ہیں۔ چلو سلیمان نہ سہی اس کا فاقہ زدہ باس ہی سہی ۔۔۔ چلو اب تو خوش ہو۔ میں اُسے سمجھالوں گا کہ اس قدر مضبوط چپل سے بچنے کے لئے کسی فوجی کا ہیلمٹ خرید لائے گا لنڈے بازار سے۔ کم از کم ٹن ٹن کی میوزک تو بجتی رہے گی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو عمران ۔۔۔ کیا تم واقعی سنجیدہ ہو۔ اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے۔ میں ابھی تمہارے فلیٹ میں آ رہی ہوں۔ اب میں نے بھی سوچ لیا ہے۔ کہ تنہائی کی زندگی سے تمہاری بک بک ہی بھلی رہے گی" ۔۔۔ جولیا نے یک لخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مگر وہ تمہارا ننھا نقاب پوش۔ وہ باس وہ رقیب روسیاہ۔ وہ تو مجھے توپ دم کرا دے گا" عمران نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یوشٹ اپ ۔۔۔ خبردار۔ اگر آئندہ مجھ سے ایسی بات کی۔ تمہیں کسی کے جذبات کا کوئی احساس نہیں۔ تم انسان نہیں ہو جانور ہو جانور" ۔۔۔ جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ اب وہ شاید اپنی بات پر شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔

"شکر ہے خدا کا۔ تم نے پہلے ہی پہچان لیا۔ ورنہ بعد میں کیا ہوتا فتویٰ لگ جاتا۔ ایک جانور اور انسان کی شادی لاحول ولاقوۃ۔ اب جانور چاہے کتنا ہی حسین اور نرم و نازک ہو۔ لیکن پھر بھی ...." ۔۔۔ عمران ظاہر ہے کہاں باز آنے والا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے جولیا نے رسیور رکھ دیا۔ آواز سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس نے رسیور رکھا نہیں بلکہ کریڈل پر پٹخ دیا ہے۔

"آپ واقعی جولیا کو بے حد تنگ کرتے ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو میرا خیال درست تھا۔ تم واقعی رقیب روسیاہ بننے کے موڈ میں ہو" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے عمران صاحب۔ پلیز۔ ہماری یہ جرأت کہاں" بلیک زیرو نے بُری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"جولیا اب بیٹھی رو رہی ہو گی۔ وہ جذبات میں بات تو کر گئی تھی۔ اب دیکھنا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر دوبارہ جولیا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"خبردار۔ جو اب مجھ سے بات کی۔ تم انسان نہیں ہو۔ قطعاً انسان نہیں ہو" ۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا نے پھٹ پڑنے والے

لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ہی بتا رہا تھا کہ وہ واقعی رو رہی تھی۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"سس ——— سس ——— سوری سر۔ سر میں نے سمجھا عمران ہے۔ سوری سر......" ——— جولیا اس بری طرح بوکھلائی کہ اس سے بات ہی نہ ہو پا رہی تھی۔

"کیا بات ہے۔ تم رو کیوں رہی تھیں" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"سر۔ وہ عمران تنگ کرتا ہے سر۔ وہ......"

جولیا اور زیادہ بوکھلا گئی۔

"دیکھو جولیا۔ تم سیکرٹ سروس کی نمبر ٹو باس ہو۔ اس حیثیت میں تمہیں قطعاً غیر جذباتی ہونا چاہیئے۔ سمجھیں۔ لیکن اگر تم اب اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں کر سکتیں تو پھر کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تمہیں فارغ کر دیا جائے" ——— عمران نے انتہائی غیر جذباتی لہجے میں کہا۔

"مم ——— مم ——— معافی چاہتی ہوں جناب۔ آئندہ شکایت نہ ہو گی جناب" ——— جولیا نے رو دینے والے انداز میں کہا۔ وہ اب کوشش کر رہی تھی۔ کہ اپنے لہجے کو غیر جذباتی بنا لے۔ لیکن ظاہر ہے وہ اب عمران جیسی صلاحیت تو نہ رکھتی تھی کہ یک لخت بدل جائے۔

"ٹھیک ہے۔ آئندہ خیال رکھنا۔ باقی رہا عمران کا مسئلہ تو مجھے پہلے بھی تم نے اس سلسلے میں شکایت کی ہے۔ اور اب بھی تمہاری

آواز اور لہجہ بتا رہا ہے کہ اس نے تمہیں پھر تنگ کیا ہے۔ لہذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ عمران کو اس کی سزا دی جائے"۔

عمران نے کہا۔

"سزا ——— اوہ نہیں سر۔ اُسے سزا نہ دیں۔ میں اُسے سمجھا دوں گی سر" ——— جولیا عمران کے ساتھ لفظ سزا کا سن کر گھبرا گئی اور عمران مسکرا دیا۔ وہ جولیا کے جذبات کو اچھی طرح جانتا تھا۔

"کیا مطلب ——— کیا تم عمران کی حمایت کر رہی ہو ——— عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"سر ——— سر۔ وہ بس ایسے ہی بکواس کرتا ہے سر۔ وہ دل کا برا نہیں ہے سر۔ یہ میں جانتی ہوں سر۔ آئندہ آپ کو شکایت نہیں ہو گی سر" ——— جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آئندہ اگر مجھے اس کی شکایت ملی تو میں اُسے ایسی سزا دوں گا کہ اس کی نسلیں بھی قبر میں بھٹکتی رہیں گی۔ اور سنو۔ ایس۔ او۔ سی کا انچارج ہے ڈاکٹر شعیب ——— اس کے لڑکے کی منگیتر ہے رضیہ۔ اس سلسلے میں تفصیلات تم نعمانی سے لے لینا۔ اس نے انسپکٹر خالد کے سلسلے میں تحقیقات کرتے ہوئے اس لڑکی کو ٹریس کیا ہے ——— تم اس رضیہ سے ملو۔ یہ لڑکی کافرستان جاتی رہتی ہے۔ وہ وہاں کسی مسٹر عالم کے گھر ٹھہرتی ہے۔ اور مسٹر عالم کا کاروباری دفتر اس بلڈنگ میں ہے جس میں کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کا دفتر ہے ——— تم اس رضیہ سے مل کر اُسے ٹٹولو کہ وہ وہاں کیوں جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کا عالم کے

ذریعے سیکرٹ سروس سے کوئی لنک ہو۔ اس کے علاوہ تم نے یہ
بھی چیک کرنا ہے کہ کیا تم اس کے میک اپ میں جا سکتی ہو یا نہیں
شاید تمہیں کافرستان بھیجنا پڑے۔۔۔۔ مجھے یہ رپورٹ فوری ملنی
چاہیئے"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔۔۔ میں ابھی کام شروع کر دیتی ہوں"
جولیا نے بڑی مستعدی سے جواب دیا۔

"او۔ کے۔۔۔ مجھے اس کی رپورٹ جلد از جلد مل جانی چاہیئے۔ اور یہ
کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اس رفیعہ کو تم پر کسی قسم کا کوئی شک نہ ہو"
عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتی ہوں سر۔ آپ بے فکر رہیں سر"۔۔۔۔ جولیا نے
کہا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تو آپ اس ذریعے کو بھی استعمال کرنا چاہتے ہیں"
بلیک زیرو نے عمران کے رسیور رکھتے ہی کہا۔

"ہمیں ہر پہلو پر نگاہ رکھنی چاہیئے۔ ہاں اب تم سناؤ۔ تمہاری گیم
ختم ہوئی یا نہیں۔ تمہاری اس گیم کے چکر میں میری شادی ہوتی رہ
گئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو
ہنس پڑا۔

"میں نے یہی نتیجہ نکالا ہے سر۔ کہ وہ لوگ کوئی اہم مشین ایجاد
کرنے کے چکر میں ہیں۔ اس لئے ہمیں باقاعدہ اس مہم پر ٹیم بھیجنی ہو
گی۔ جو اس مشین کے تیار ہونے سے پہلے ہی اس پراجیکٹ کا نہ
صرف خاتمہ کر دے۔ بلکہ وہ فارمولا بھی لے آئے۔ تاکہ یہ خطرہ ہمیشہ

کے لئے ختم ہو جائے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"لیکن کس طرح۔ وہ سائنسدان تو وہاں ہوں گے ہی۔ وہ دوبارہ
کام شروع کر دیں گے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ اس میں اہم آدمی ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل ہیں۔
اس لئے اگر واقعی یہ لوگ پاکیشیا کے خلاف کوئی خوفناک منصوبہ مکمل
کر رہے ہیں تو ان دونوں کا خاتمہ بھی انتہائی ضروری ہے"
بلیک زیرو نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اس طرح تو ایک دوڑ شروع ہو جائے گی۔ ہم ان کے سائنسدان
ماریں گے وہ ہمارے سائنسدان مارنا شروع کر دیں گے۔ یہ کیسا حل
ہوا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ واقعی ایسا تو ہو سکتا ہے۔ لیکن پھر اس کا حل کیا ہو سکتا ہے"
بلیک زیرو نے بے بسی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اس کا حل یہی ہو سکتا ہے جناب طاہر صاحب کہ انہیں سائنسی
طور پر یہ یقین دلا دیا جائے کہ ان کا پراجیکٹ سائنسی طور پر غلط ہے۔
یہ ناقابل عمل ہے۔۔۔۔ جب وہ اسے تسلیم کر لیں گے تو پھر ظاہر
ہے یہ پراجیکٹ۔

"آپ کا مطلب ہے یہاں سے سائنس دانوں کی ٹیم بھیجی جائے"
بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تاکہ وہاں سائنس دانوں کے درمیان باقاعدہ مناظرہ ہو۔ یہ بات
نہیں۔ اس فارمولے میں خفیہ طور پر کوئی ایسی گڑبڑ کی جا سکتی ہے۔ کہ
وہ لوگ خود ہی اپنے آپ کو بے بس سمجھنے لگیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر ایسا تو صرف آپ ہی کر سکتے ہیں" ــــ بلیک زیرو نے مکمل طور پر ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"تو پھر لاؤ سلیمان کی تنخواہ۔ تاکہ میں مونگ کی دال کی بجائے حریرہ مقوی دماغ کھانا شروع کر دوں۔ اب مونگ کی دال کھا کر تو کمپیوٹر سائنس نہیں آتی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا آپ کی بات۔ مطلب ہے کہ ٹیم تیار کی جائے۔ اور آپ کی سربراہی میں اُسے بھیجا جائے" ــــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے پہلے ہی پتہ تھا۔ آخر مجھ غریب پر ہی نزلہ گرے گا۔ چلو یہ بھی بھگت لیں گے۔ میں اب فلیٹ جا رہا ہوں۔ تم ناٹران کی رپورٹ کا انتظار کرو۔ مجھے یقین ہے وہ کوئی اہم رپورٹ دے گا۔ اس کے بعد ہم یہاں سے چل پڑیں گے" ــــ عمران نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ بلیک زیرو اُسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے کوئی دیوتا جا رہا ہو۔ اس کی آنکھوں میں واقعی عقیدت مندانہ جذبات پوری طرح جھلک رہے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی شاگل نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ــــ شاگل بول رہا ہوں" ــــ شاگل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں جیکب بول رہا ہوں۔ ایک اہم رپورٹ دینی ہے سر۔ میں نے اس آدمی کو ٹریس کر لیا ہے سر۔ جس نے کبیر سنگھ پر تشدد کیا تھا۔ اور میں بڑی مشکل سے کبیر سنگھ کو نکال لایا تھا"۔ دوسری طرف سے ایک منمنی سی آواز سنائی دی۔

"کیا کہہ رہے ہو جیکب" ــــ شاگل جیکب کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا۔

"یس سر ــــ میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں نے ابھی اُسے ریالٹو کلب کے لان میں بیٹھے ہوئے چھوڑا ہے۔ وہ ابھی تک وہیں موجود ہے۔ اس کے ساتھ دو اور آدمی بھی ہیں۔ دونوں مقامی

ہیں" ——— جیکب نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔
"تم نے اُسے کیسے پہچان لیا۔ کیا وہ اُسی شکل و صورت میں ہے جس
میں وہ کبیر سنگھ سے ٹکرایا تھا" ——— شاگل نے بُری طرح چیختے ہوئے
کہا۔
"اوہ نہیں سر۔ وہ میک اپ میں تھا سر۔ ویسے تو میں اُسے
کسی صورت نہ پہچان سکتا۔ لیکن میں نے اس بارے میں باقاعدہ کام
کیا ہے ——— آپ نے جب اسے ٹریس کرنے کی ہدایت کی
تھی تو میں نے ٹاپ ہلز میں کام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے میں
نے ٹریس کیا کہ وہ بنگلہ کس نے کرایہ پر لیا تھا۔ وہاں سے پتہ چلا کہ
ہوٹل اٹارڈو کا سپیشل مینجر کرایے کی رقم دے گیا تھا۔ اور چابیاں
لے گیا تھا ——— چنانچہ میں نے اس سپیشل مینجر کو ڈھونڈھ نکالا۔ اس
سے پتہ چلا کہ یہ رقم ہوٹل میں ٹھہرنے والے کسی مسٹر ناصر نے دی تھی۔
اس نے کہا تھا کہ اس کا کوئی دوست اپنی فیملی کے ساتھ وہاں ٹھہرنا
چاہتا ہے ——— مسٹر ناصر کے متعلق پتہ چلا کہ وہ دارالحکومت سے
آتا ہے۔ اور خصوصی طور پر اس ہوٹل کے کمرے میں ٹھہرتا ہے۔ اس
کے پاس سرخ رنگ کی نئے ماڈل کی پلے ماؤتھ کار ہے۔ اس کار
کا نمبر بھی معلوم ہو گیا۔ تو میں وہاں سے دارالحکومت آیا ——— اور پھر
یہاں سے رجسٹریشن آفس سے میں نے پتہ کیا تو یہ کار کسی فیصل جان
کے نام سے رجسٹرڈ کی گئی تھی۔ لیکن فیصل جان کا جو پتہ رجسٹریشن آفس
میں درج تھا وہ کوٹھی پرانی ہونے کی وجہ سے گر چکی ہے۔ چنانچہ
میں نے اس کار کی تلاش شروع کر دی۔ اور ابھی میں نے ریالٹو کلب

کی پارکنگ میں وہ کار کھڑی دیکھ لی ہے۔ پارکنگ بوائے سے اس
کے مالک کا پتہ کیا۔ اور پھر میں نے ویٹر کی مدد سے اُسے ٹریس
کر لیا ——— اس کا قد و قامت بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ اس شخص کا
تھا۔ جو کبیر سنگھ سے ٹکرایا تھا" ——— جیکب نے مکمل تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔
"ویری گڈ جیکب ویری گڈ ——— تم نے واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں
کا مظاہرہ کیا ہے۔ اگر واقعی یہ وہی آدمی ثابت ہوا تو میں تمہیں نہ صرف
انعام دوں گا بلکہ تمہارا عہدہ بھی بڑھا دیا جائے گا۔ تم وہاں اکیلے ہو"
شاگل نے فرطِ مسرت سے پاگل ہوتے ہوئے کہا۔
"یس سر ——— میں وہاں اکیلا ہوں" ——— جیکب نے
جواب دیا۔
"سنو ——— میں نتھو سنگھ اور پریم چند کو بھیج رہا ہوں۔ وہ
اس کی نگرانی کریں گے۔ اور جب اس کی رہائش گاہ ٹریس ہو جائے
گی تو پھر میں خود اپنی نگرانی میں اس پر ریڈ کروں گا۔ تم اس کے سامنے
نہ آنا۔ ہو سکتا ہے وہ تمہیں پہچان جائے" ——— شاگل نے تیز
تیز لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ ٹھیک ہے۔ آپ انہیں بھیج دیں۔ میں بیرونی پھاٹک
کے پاس بنے ہوئے بک سٹال پر موجود ہوں گا" ——— جیکب
نے جواب دیا۔
اور شاگل نے او۔ کے کہہ کر جلدی سے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا
اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ___ سیکشن دن " ___ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

" شاگل بول رہا ہوں " ___ شاگل نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ یس سر " ___ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔

" ساگر کہاں ہے۔ اُسے بلاؤ جلدی۔ فوراً۔ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر " ___ شاگل نے پہلے سے بھی زیادہ تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر " ___ دوسری طرف سے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد رسیور پر ایک اور آواز ابھری۔

" یس باس ___ ساگر بول رہا ہوں جناب " ___ بولنے والے کی آواز بھاری تھی۔ لیکن لہجہ انتہائی مؤدبانہ تھا۔

" ساگر۔ کسی فیصل جان کو جانتے ہو " ___ شاگل نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" فیصل جان ___ اوہ سر۔ یہ نام مشن اپ رائٹ میں سننے میں آیا تھا سر " ___ ساگر نے جواب دیا۔

" ہاں میرا بھی یہی خیال تھا۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ مشن اپ رائٹ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مشن تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ فیصل جان پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نمائندہ ہے ___ اور جیکب نے اس فیصل جان کو ٹریس کر لیا ہے " ___ شاگل نے مسرت ___

بھرے لہجے میں کہا۔
" تو سر۔ اس پر ریڈ کیا جائے سر " ___ ساگر نے جلدی سے کہا۔

" احمق ہو تم ___ فوری ریڈ کا مطلب ہو گا کہ اس کے دوسرے ساتھی چوکنا ہو جائیں گے۔ جب کہ میں چاہتا ہوں کہ اس کی بنیاد پر کافرستان میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پورے گروپ کو ٹریس کر کے پکڑا جائے۔ ایک آدمی کے ہاتھ آنے سے کوئی فائدہ نہیں " شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے سر " ___ ساگر نے فوراً ہی شاگل کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے لہجے میں حیرت کی جھلکیاں موجود تھیں۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شاگل براہِ راست اور فوری ایکشن کا قائل ہے۔

" تو تم ایسا کرو کہ ٹھاکر سنگھ اور پریم چند کو لے کر فوراً ریالٹو کلب پہنچ جاؤ۔ وہاں کلب کے گیٹ کے ساتھ ہی بک سٹال پر جیکب موجود ہو گا۔ وہ تمہیں فیصل جان کی نشاندہی کر دے گا ___ پریم چند اور ٹھاکر سنگھ اس کی نگرانی کریں گے جب کہ تم ان سب سے ہٹ کر ان کی نگرانی کرو گے۔ زیرو ٹو ٹرانسمیٹر اپنے پاس رکھنا۔ اور یہ سن لو کہ اگر یہ آدمی تمہاری نظروں سے غائب ہو گیا تو میں تم سب کو گولی مار دوں گا " ___ شاگل نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

" بے فکر رہیں سر۔ کام ٹھیک ٹھاک ہو گا " ___ ساگر نے

جواب دیا۔

"دونوں کو کہہ دینا کہ علیحدہ علیحدہ کاروں میں جائیں۔ تم بھی اپنی کار پر جانا۔ کیونکہ ہمارے شکار کے پاس سرخ رنگ کی نئے ماڈل کی پلے ... ہے۔ سمجھے ـــــ اور تم نے اس کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم کرنا ہے اور فوراً مجھے رپورٹ دینا۔ جاؤ" ـــــ شاگل نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور اٹھ کر جلدی سے ڈریسنگ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے خود بھی ان سب کی خفیہ نگرانی کا پروگرام بنایا تھا ـــــ اُسے پرائم منسٹر کی طرف سے اطلاع مل چکی تھی کہ ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل ایک اہم ترین پراجیکٹ پر زیرو سنٹر کے تہہ خانے میں کام کریں گے۔ اور زیرو سنٹر کی مکمل نگرانی سیکرٹ سروس کے ذمہ ہو گی ـــــ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سنٹر تک پہنچ میں کامیاب ہو گئی تو اس کا نتیجہ شاگل کے حق میں اچھا نہ نکلے گا۔ شاگل اس دھمکی کو اچھی طرح سمجھتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ عمران لازماً ٹیم لے کر کافرستان آئے گا ـــــ کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس اس مشن پر کام کر رہی ہے۔ اس لئے اس نے فوری طور پر فیصل جان پر ہاتھ ڈالنے کی بجائے اپنے آپ پر جبر کرتے ہوئے پورے سیکشن کو کور کرنے کا پروگرام بنایا تھا ـــــ اس کے ذہن میں یہ پلاننگ آئی تھی کہ اس سارے سیکشن کو گرفتار کر کے وہ اپنے آدمی ان کی جگہ بٹھا دے گا۔ عمران لازماً یہاں آتے ہی ان سے رابطہ قائم کرے گا ـــــ اور اس طرح نہ صرف عمران بلکہ سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم کو آسانی سے قابو کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ معمولی سی حماقت بھی

نہ کرنا چاہتا تھا۔

ڈریسنگ روم میں اُسے زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ لگے۔ اس نے لباس بدلنے کے ساتھ ساتھ ریڈی میڈ میک اپ بھی کیا۔ اور پھر جیب میں ریوالور اور زیرو ٹو کا ٹرانسمیٹر رکھ کر وہ ڈریسنگ روم سے نکل کر دفتر سے ہوتا ہوا عقبی سمت اپنی کار کے پاس پہنچ گیا۔ لیکن وہاں پہنچتے ہی اُسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ کم بخت اس کی کار کو پہچانتے ہوں ـــــ اس لئے ایسا نہ ہو کہ اس کی کار کی وجہ سے وہ چوکنا نہ ہو جائیں۔ چنانچہ وہ اپنی عام کار چھوڑ کر دوسری سائیڈ پر بنے ہوئے مخصوص گیراج کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں ہنگامی ضرورت کے لئے کاریں موجود تھیں ـــــ اس نے طاقتور انجن کی ڈاج ڈارٹ کار نکالی اور دفتر سے باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے ریالٹو کلب کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ ریالٹو کلب پہنچا تو اس نے کار اندر کمپاؤنڈ میں لے جانے کی بجائے اُسے ایک سائیڈ میں بنی ہوئی چوڑی سی گلی میں موڑ کر کھڑا کیا ـــــ اور خود اتر کر وہ جیبوں میں ہاتھ ڈال کر ٹہلنے کے سے انداز میں کلب کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ بک سٹال پر جیکب موجود تھا۔ شاگل بک سٹال پر پہنچ کر رک گیا۔ اور اس نے یونہی مختلف رسالے دیکھنے شروع کر دیئے ـــــ ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اس نے ٹھور سنگھ اور پریم چند کو جیکب کے پاس پہنچ کر آتے ہوئے دیکھا۔ جیکب انہیں دیکھ کر چونکا۔ اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسالہ تہہ کر کے کوٹ کی جیب میں رکھا اور کلب کے

گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹھٹور سنگھ اور پریم چند بھی کچھ فاصلہ دے کر ا
کے پیچھے چلنے لگے۔ جب وہ تینوں گیٹ کے اندر چلے گئے تو شاگل
پلٹا اور وہ بھی تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ کی طرف چل پڑا ـــــ وہ خود بھی اس
فیصل جان کی شکل دیکھنا چاہتا تھا۔ کلب کے لان میں خاصی گہما گہمی
لان کی طرف جاتے ہوئے شاگل نے پارکنگ میں کھڑی سرخ رنگ کی
پیلے ماڈتھ بھی چیک کر لی ـــــ اور پیلے ماڈتھ کو دیکھ کر اس کے لبوں پر اطمی
بھری مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ فیصل جان ابھی تک یہ
موجود ہے۔ جیکب اور اس کے پیچھے چلتے ہوئے دونوں آدمی اب لان
کے کنارے پہنچ چکے تھے ـــــ پھر وہ دونوں تو ایک خالی میز پر
کر بیٹھ گئے۔ جب کہ جیکب میزوں کے درمیان سے گزرتا ہوا آگے بڑ
لگا۔ اور پھر وہ ایک میز کے قریب جا کر اس طرح لڑکھڑایا جیسے اس کے
کو ٹھوکر لگی ہو۔ اور پھر سیدھا ہو کر آگے بڑھ گیا۔

شاگل سمجھ گیا کہ اس میز پر بیٹھے ہوئے تین افراد میں سے ایک فیصل
جان ہے۔ کبیر سنگھ اور جیکب سے اُسے فیصل جان کا قد و قامت
معلوم ہو چکا تھا ـــــ اور اس قد و قامت کا میز پر ایک ہی آدمی تھا۔ باقی
دو ہلکے جسم اور درمیانے قد کے تھے۔ اس لئے شاگل سمجھ گیا کہ وہی
دراز قامت اور قدرے بھاری جسم کا فیصل جان ہو گا۔ چنانچہ وہ آگے
بڑھنے کی بجائے وہیں سے ہی اس طرح واپس مڑ گیا۔ جیسے اُسے
اچانک کوئی بات یاد آ گئی ہو۔

گیٹ سے باہر نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھا
اور کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے ڈیش بورڈ سے ایک

اخبار نکالا۔ اور اُسے یوں پڑھنے لگا جیسے کسی کے انتظار میں وقت گزار رہا ہو۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس نے گیٹ سے سرخ رنگ کی پیلے ماڈتھ
نکلتی ہوئی دیکھی۔ اور وہ چونک پڑا۔ پیلے ماڈتھ کا رخ ادھر ہی تھا۔ جس طرف
شاگل کی کار موجود تھی ـــــ اس لئے شاگل نے اُسی طرح اخبار سامنے
پھیلائے رکھا۔ لیکن اس کی تیز نظروں نے پاس سے گزرتی ہوئی پیلے ماڈتھ
کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے فیصل جان کا جائزہ ایک لمحے میں
لے لیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر وہی دراز قامت نوجوان تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس نے ٹھٹور سنگھ اور پھر پریم چند کی کاروں کو
بھی اس کے پیچھے جاتے ہوئے چیک کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے اخبار تہہ کر کے واپس ڈیش بورڈ کے خانے میں ڈالا اور کار سٹارٹ
کر کے آگے بڑھا دی ـــــ اب وہ ان تینوں کاروں کا کچھ فاصلے سے
تعاقب کر رہا تھا۔ ٹھٹور سنگھ اور پریم چند دونوں بڑے ماہرانہ انداز
میں تعاقب کر رہے تھے۔ کبھی ٹھٹور سنگھ کی کار سرخ پیلے ماڈتھ سے آگے
نکل جاتی اور کبھی پریم چند کی کار۔

شاگل ـــــ اُسی طرح بدستور کافی فاصلے پر تعاقب کرتا رہا۔ اُسے
ساگر کی کار ابھی تک نظر نہ آئی تھی۔ لیکن وہ ساگر کی صلاحیتوں کو اچھی
طرح جانتا تھا وہ سیکرٹ سروس میں سب سے چالاک اور ہوشیار
آدمی تھا ـــــ یہی وجہ تھی کہ اُسے اس کی طرف سے کوئی فکر نہ تھی۔

پیلے ماؤتھ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد گاندھی ٹاؤن
کی طرف مڑ گئی۔ یہ ایک بہت بڑی کالونی تھی۔ جو حال ہی میں آباد ہوئی
تھی ـــــ اس میں دارالحکومت کا اعلیٰ ترین طبقہ رہتا تھا یہی وجہ تھی کہ

ہر کوٹھی وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی اور طرزِ تعمیر میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تھی۔ سڑکیں بہت چوڑی اور وسیع تھیں۔ یہاں ٹریفک بھی ہر وقت اچھا خاصا رہتا تھا ـــــ کیونکہ ایک ایک کوٹھی میں کئی کئی کاریں موجود رہتی تھیں۔

پیلے ماؤتھ گاندھی ٹاؤن کے جے بلاک میں پہنچ کر ایک عظیم الشان سرخ پتھروں کی بنی ہوئی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ نتھو رسنگھ کی کار جو پیلے ماؤتھ سے کافی آگے تھی اُسی طرح بدستور آگے بڑھتی چلی گئی ـــــ جب کہ پریم چند کی کار کوٹھی کو کراس کرتے ہوئے آگے نکل گئی۔ شاگل نے اپنی کار کافی فاصلے پر ایک نوتعمیر کوٹھی کی دیوار کی آڑ میں روک لی۔ اُسی لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ سرخ پیلے ماؤتھ کی بڑی سی ڈگی کا ڈھکن ذرا سا اوپر اٹھا ـــــ اور پھر ایک سایہ سا اس میں سے کود کر کار کے نیچے دبک گیا۔ اُسی لمحے پھاٹک کھلا اور کار تیزی سے پھاٹک کے اندر چلی گئی۔ سایہ جو کار کے عقب میں دبکا ہوا تھا۔ کار کے حرکت میں آتے ہی بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا سائیڈ گلی میں غائب ہو گیا اور شاگل کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ اس بھاگتے ہوئے سائے کو پہچان چکا تھا۔ یہ ساگر تھا جو یقیناً پیلے ماؤتھ کی ڈگی میں چھپ کر وہاں تک پہنچا تھا۔ تاکہ اگر فیصل جان کسی طرح نتھو سنگھ اور پریم چند کے تعاقب سے باخبر ہو کر انہیں جھٹک دینے میں کامیاب بھی ہو جائے تب بھی وہ اس کی رہائش گاہ تک پہنچ جائے۔

کوٹھی کا پھاٹک بند ہو چکا تھا۔ شاگل نے جلدی سے جیب سے

زیرو ٹو کا ٹرانسمیٹر نکالا۔ اور پھر اس کی ایک ناب کو گھما کر اس نے سائیڈ بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر پر سرخ رنگ کا نقطہ سا جلنے بجھنے لگا ـــــ نقطہ کچھ دیر جلتا بجھتا رہا پھر یک لخت سبز رنگ میں مسلسل جلنے لگا۔

"ہیلو ـــــ شاگل کالنگ اوور" ـــــ نقطے کے مسلسل جلتے ہی شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــــ میں ساگر بول رہا ہوں سر اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر سے ساگر کی آواز سنائی دی۔

"میں تمہیں چیک کر رہا تھا۔ تم اس پیلے ماؤتھ کی ڈگی سے نکل کر سائیڈ گلی میں گئے ہو اوور" ـــــ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ـــــ آپ بھی ساتھ تھے سر۔ میں نے سوچا کہ میں اس طرح جاؤں تاکہ نگرانی یقینی ہو سکے اوور" ـــــ ساگر نے جواب دیا۔

"لیکن تم نے کال کا جواب اتنی دیر سے کیوں دیا ہے اوور" شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں اس کوٹھی کے اندر جانے کے لئے اس کی گٹر لائن کا دہانہ تلاش کر رہا تھا۔ تاکہ اندر کے حالات معلوم کر سکوں اوور" ساگر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر ملا اوور" ـــــ شاگل نے قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــــ میں نے تلاش کر لیا ہے اوور" ـــــ ساگر نے جواب دیا۔

"لیکن اگر یہ ان لوگوں کا ہیڈ کوارٹر ہے تو پھر انہوں نے اندر لاز
حفاظتی چیکنگ نظام قائم کر رکھا ہوگا۔ ایسی صورت میں تم پکڑے بھی
سکتے ہو اوور" ۔۔۔۔ شاگل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سر کیا حکم ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے۔ کہ یہ ان کا ہیڈ کو
ہی ہوگا۔ کیونکہ اتنی بڑی کوٹھی میں ایک آدمی نہیں رہ سکتا اوور"
ساگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پورے سیکشن کو کال کر لیتا ہوں۔ پھر تم اند
جانا۔ تاکہ جیسے ہی تمہیں خطرہ محسوس ہو تم ریڈ کاشن دے دینا۔ ہم
یہ ریڈ کر دیں گے۔ ورنہ تمہاری رپورٹ کے بعد فیصلہ کیا جائے گا"
شاگل نے کہا۔

"سر۔ میرا خیال ہے کہ گٹر لائن کی طرف ان کی توجہ نہ گئی ہو گی
اور سر۔ میرے پاس ٹی۔ ایس۔ ٹی مائیکرو موجود ہے۔ میں پہلے
اسے اپنے ساتھ لے آیا تھا ۔۔۔ اس لئے مجھے گٹر لائن سے با
نکلنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ اور میں گٹر میں بیٹھ کر ہی کوٹھی کی ساری
اندرونی صورت حال چیک کر لوں گا اوور" ۔۔۔۔ ساگر نے جواب

"اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ ویری گڈ۔ فوراً جاؤ۔ میں تمہ
رپورٹ کا انتظار کروں گا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ شاگل نے مسر
بھرے لہجے میں کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب
ڈال لیا۔ ساگر واقعی بے حد ذہین تھا۔ ورنہ یہ مخصوص آلہ تو شاگل کو
یاد نہ تھا۔ حالانکہ یہ آلہ خصوصی طور پر سیکرٹ سروس کے لئے رو
سے درآمد کیا گیا تھا ۔۔۔ اس سے نکلنے والی ریز زمین کی تہوں کو کر

کر کے ایک مخصوص دائرے میں پھیل جاتی ہیں اور پھر جو کچھ بھی اس
دائرے کے اندر موجود ہوتا ہے۔ وہ سب اس آلے کی سکرین پر
آجاتا ہے۔

تقریباً دس منٹ بعد ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں
ابھریں۔ اور شاگل نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ۔۔۔ ساگر کالنگ اوور" ۔۔۔۔ ساگر کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ شاگل اٹنڈنگ رپورٹ اوور" ۔۔۔۔ شاگل نے تیز مگر
اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"وکٹری باس ۔۔۔۔ یہ واقعی ان لوگوں کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس
کے اندر انہوں نے انتہائی جدید سائنسی حفاظتی نظام ایڈجسٹ کیا ہوا
ہے۔ تہہ خانوں میں انتہائی وسیع حیطہ عمل کے ٹرانسمیٹر ہیں۔ اندر
چھ آدمی ہیں ۔۔۔۔ فیصل جان نے ایک اور آدمی کو جا کر باقاعدہ رپورٹ
دی ہے۔ چونکہ آواز کیچ نہیں ہو سکتی اس لئے میں آواز نہیں سن سکا۔
اور سر۔ اس کے اندر دو خفیہ سرنگیں بھی موجود ہیں۔ ان میں سے
ایک سرنگ ملحقہ کالونی سنٹرل ٹاؤن کی طرف جا رہی ہے۔ جب کہ
دوسری مخالف سمت میں ملحقہ کالونی۔ شاداب کالونی کی طرف جا رہی
ہے ۔۔۔۔ لیکن چونکہ یہ سرنگیں بے حد طویل ہیں اس لئے آلے کے
دائرہ کار میں نہیں آتیں۔ ورنہ میں ان کے خفیہ دہانے بھی معلوم کر لیتا
اوور" ۔۔۔۔ ساگر نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ وہ معلوم کرنے بے حد ضروری ہیں۔ ورنہ یہ لوگ ریڈ
ہوتے ہی نکل جائیں گے اوور" ۔۔۔۔ شاگل نے چیخ کر کہا۔

"او۔ کے۔ ٹھیک بیس منٹ بعد ہم آپریشن شروع کر دیں گے"۔ شاگل نے کہا۔

"میجر ساٹھیا اس آپریشن کے انچارج ہوں گے۔ وہی آپ سے رابطہ رکھیں گے۔ زیرو دون فریکونسی پر" ——— بریگیڈیئر رامن نے کہا۔ اور شاگل نے او کے کہہ کر رابطہ ختم کیا۔ اور پھر اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر فون کرنا شروع کیا تاکہ وہاں سے مکمل سیکشن منگوا کر فوری طور پر اس ہیڈ کوارٹر پر مکمل ریڈ کیا جا سکے۔ اس کی آنکھیں فتح اور کامیابی سے چمک رہی تھیں ——— کیونکہ شاید یہ اس کی زندگی کا پہلا سب سے بڑا کارنامہ تھا۔ اور اسے یقین تھا کہ ان لوگوں کے ہاتھ آنے کے بعد وہ لازماً عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور یہ اتنی بڑی کامیابی تھی جس کے صرف تصور سے ہی اس کا خون پارے کی طرح دوڑنے لگ گیا تھا۔

جولیا نے جیسے ہی کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھی دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ سامنے ایک نوجوان اور خوب صورت لڑکی کھڑی اُسے حیرت سے دیکھ رہی تھی ——— لڑکی نے بڑی تنگ سی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے پیروں میں باقاعدہ مردانہ بوٹ تھے وہ جسمانی لحاظ سے خاصی حسین تھی۔

"جی فرمائیے" ——— لڑکی نے جولیا کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مس رضیہ سے ملنا ہے۔ میرا نام مارگریٹ ہے۔ اور میں ناراک سے آئی ہوں" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ناراک سے مارگریٹ ——— اوہ ——— آؤ آؤ پلیز۔ میرا ہی نام رضیہ ہے۔ پلیز۔ آؤ۔ اندر آجاؤ" ——— لڑکی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور جولیا مسکراتی

ہوئی اندر داخل ہو گئی۔

یہ دو کمروں کا ایک لگژری فلیٹ تھا جو انتہائی قیمتی ساز و سامان سے سجا ہوا تھا۔ سامان اور ترتیب سے صاف دکھائی دیتا تھا کہ اس فلیٹ کی مالکہ انتہائی الٹرا ماڈرن ہے۔

رضیہ جولیا کو ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں آئی۔ اور اُسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود الماری کی طرف بڑھی۔ اس نے الماری کھول کر وہسکی کی ایک بوتل اور دو جام نکالے۔ انہیں میز پر رکھ کر وہ ایک طرف رکھے ہوئے ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گئی۔ وہاں سے وہ برف کا ٹرے اٹھا لائی۔

"آپ تھکی ہوئی ہوں گی اس لئے"۔۔۔ رضیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری مس رضیہ۔ مجھے ڈاکٹر نے منع کر رکھا ہے۔ میں سوائے سادہ پانی کے اور کچھ نہیں پی سکتی۔ مجھے ہارٹ کی تکلیف ہے"۔ جولیا نے مسکرا کر معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہارٹ کی تکلیف۔۔۔ اوہ ویری بیڈ۔ اچھا چلو ٹھیک ہے۔ آپ سادہ پانی پی لیجئے"۔۔۔ رضیہ نے کہا۔ اور ریفریجریٹر سے سادہ پانی کی بوتل اٹھا لائی۔

"ہاں اب فرمائیے۔ آپ مجھے کیسے جانتی ہیں اور یہاں کیسے پہنچیں۔ یہ تو میری مخصوص رہائش گاہ ہے۔ یہاں کا پتہ تو میرے والدین کو بھی نہیں معلوم۔۔۔ ان کے لحاظ سے تو میں ہوسٹل میں رہتی ہوں۔ اب یہ اور بات ہے کہ ہوسٹل میں بھی میرا کمرہ موجود

ہے۔ اور وہاں سے ہمیشہ ہی رپورٹ میرے گھر جاتی ہے۔ کہ میں مسلسل کمرے میں ہی رہتی ہوں"۔۔۔ رضیہ نے اس طرح ہنستے ہوئے کہا۔ جیسے یہ بات اس کے نزدیک کوئی بہت بڑا کارنامہ ہو۔

"نعیم شعیب نے مجھے بھیجا ہے۔ یہاں کا پتہ بھی اُسی نے دیا ہے۔ یہ اس کا رقعہ"۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے بیگ سے ایک رقعہ نکال کر رضیہ کی طرف بڑھایا۔

"نعیم کا رقعہ۔۔۔ ارے واہ۔ آپ تو میرے منگیتر کی قاصد ہیں۔ واہ۔ ویری گڈ"۔۔۔ رضیہ نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے رقعے کو کھولے بغیر پہلے اُسے چوما اور پھر اُسے کھولنے لگی۔ جولیا کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

"اچھا تو آپ نعیم کے باس کی لڑکی ہیں۔ اور یہاں سے گزرتے ہوئے چند گھنٹے ٹھہریں گی۔ ویری گڈ۔ کیسا ہے نعیم۔ آپ کو پسند آیا ہے کتنا سویٹ کتنا ہینڈسم ہے۔۔۔ یقین کریں مس مارگریٹ۔ وہ میرا آئیڈیل ہے آئیڈیل۔ میری دوستی کم از کم یہاں دس بارہ لڑکوں سے ہے۔ سب ہی بڑے سویٹ اور ہینڈسم ہیں۔ لیکن نعیم کا تو جواب ہی نہیں کب آرہا ہے وہ واپس"۔۔۔ رضیہ نے مسلسل بولنا شروع کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔

"آپ کو شاید یہ سن کر دکھ ہو گا کہ نعیم وہاں ایک چکر میں پھنس گیا ہے اور میرا یہاں آنے کا مقصد بھی اُسے اس چکر سے نکالنا ہے۔ اس بے چارے نے میری بڑی منت کی ہے۔ کہ میں آپ کے پاس

ضرور جاؤں۔ ورنہ وہ بے موت مارا جائے گا"۔۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ نعیم چکر میں پھنس گیا ہے۔ بے موت مارا جائے گا۔ کیا مطلب۔ آپ کھل کر بات کریں۔ اوہ یو نعیم" رضیہ نے بُری طرح بدحواس ہوتے ہوئے کہا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ نعیم وہاں کافرستان کی سیکرٹ سروس کے سلسلے میں ایک چکر میں پھنس گیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس والے اُسے مارنے والے ہیں۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے باس کا نام وہ شاگل بتا رہا تھا۔ اس نے کہا کہ اب رضیہ ہی اُسے بچا سکتی ہے۔۔۔۔ اگر وہ کسی مسٹر عالم سے بات کر کے شاگل سے آرڈر کرا دے"۔۔۔۔ جولیا نے روکھے اور خشک لہجے میں کہا۔ جیسے وہ مجبوراً یہ سب کچھ بطور پیغام کہہ رہی ہو۔ ورنہ اس کا کوئی انٹرسٹ نہ ہو۔

"مسٹر عالم۔ شاگل۔ کافرستان سیکرٹ سروس۔ لیکن چکر کیا ہے۔ بغیر اس کی تفصیل معلوم کئے"۔۔۔۔ رضیہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس فون تو ہو گا۔ یہ انہوں نے نمبر دیئے ہیں جہاں مسٹر نعیم آج کل چھپے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ رضیہ سے کہنا کہ مجھے ان نمبروں پر فوراً فون کر لے۔ وہ آپ کو ساری تفصیل خود ہی بتا دیں گے"۔ جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ہینڈ بیگ دوبارہ کھولا اور اس میں سے ایک چٹ نکال کر رضیہ کی طرف بڑھا دی۔۔۔۔ چٹ پہ فون نمبر لکھا ہوا تھا۔

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ میں بات کرتی ہوں"۔۔۔۔ رضیہ نے کہا۔ اور اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے چہرے پر اب اضمحلال اور کبیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر نارا اک کے سلائیٹ کوڈ نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے چٹ پر موجود نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

چند لمحوں تک گھنٹی بجتی رہی۔ پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"کون"۔۔۔۔ ایک سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور رضیہ یہ آواز سنتے ہی بُری طرح اچھل پڑی۔

"نعیم میں رضیہ ہوں۔ کس چکر میں پھنس گئے ہو یار"۔۔۔۔ رضیہ نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تھینک گاڈ۔ مارگریٹ تم تک پہنچ گئی۔ تھینک گاڈ۔ رضیہ پلیز میری مدد کرو۔ ورنہ میں بے گناہ مارا جاؤں گا۔ یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک فارن ایجنٹ عبدالسلام میرا دوست تھا۔۔۔۔ وہ کافرستان سیکرٹ سروس کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ اس کی ڈائری سے کافرستان سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو میرا فون نمبر مل گیا۔ انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور مجھ پر بے پناہ تشدد کیا۔۔۔۔ وہ مجھے بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آدمی سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں۔ ان میں میرا ایک دوست بھی تھا۔ اُسے شاید میری بے گناہی پر یقین آ گیا۔۔۔۔ اس نے مجھے ان کے اڈے سے فرار ہونے میں مدد دی۔ اور مجھے بتایا کہ جب تک کافرستان

سیکرٹ سروس کا چیف شاگل مجھے بے گناہ قرار نہ دے گا یہ لوگ
زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن میں تو ظاہر ہے کسی کو جانتا نہ تھا۔ باتوں
میں تمہارا ذکر آ گیا —— تو اس نے مجھے بتایا کہ تمہارے کوئی انکل
عالم ہیں۔ ان کے شاگل سے قریبی تعلقات ہیں۔ اگر مسٹر عالم کہیں
شاگل میرے خلاف آرڈرز کینسل کرا سکتے ہیں۔ پلیز میری مدد کرو۔
باس کی لڑکی مارگریٹ تفریحی سفر پہ جا رہی تھی —— میں نے بڑی
سے اُسے راضی کیا ہے کہ وہ تم سے ملے" —— نعیم کی رو
ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہونہہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے میں کچھ کرتی ہوں۔ تم میرے
منگیتر ہو۔ تم بے فکر رہو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا" —— رضیہ نے
اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پلیز فوراً کچھ کرو۔ وہ کسی بھی لمحے مجھے مار ڈالیں گے"
نعیم نے روتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ابھی ایک گھنٹے کے اندر وہ لوگ تم سے معافی
مانگیں گے" —— رضیہ نے فخریہ لہجے میں کہا۔ اور رسیور رکھ
کر وہ جولیا کی طرف مڑی۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے مس مارگریٹ۔ کیا آپ ٹھہریں
گی" —— اس بار رضیہ کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"ارے نہیں —— بس میں نے فرض ادا کر دیا۔ اب آپ
جانیں اور آپ کے منگیتر نعیم صاحب۔ میں تو اس خطرناک چکر میں
الجھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ لیکن نعیم واقعی مارا جائے گا۔ اس

مجھے اس پر ترس آ گیا۔ اب مجھے اجازت" —— جولیا نے اٹھتے
ہوئے مسکرا کر کہا۔

"آپ کہاں ٹھہری ہوئی ہیں۔ میں آپ کو ڈراپ کر آؤں"
رضیہ نے کہا۔

"ارے نہیں۔ نیچے میری ٹیکسی موجود ہے۔ میں ہوٹل فائیو سٹار
میں ٹھہری ہوئی ہوں۔ اور آج رات ہی ماریا چلی جاؤں گی۔ او۔ کے
گڈ بائی" —— جولیا نے کہا۔ اور رضیہ سے مصافحہ کر کے وہ
دروازے سے باہر آ گئی۔ سیڑھیوں سے نیچے ٹیکسی موجود تھی۔ جولیا
ٹیکسی میں بیٹھی تو بالکونی سے رضیہ نے ہاتھ ہلا کر اُسے الوداع کیا۔

"چوہان۔ ویل ڈن۔ اب ٹیکسی آگے بڑھا کر پچھلی سمت لے چلو۔
یہ ابھی کال کرے گی۔ اور سب کچھ سامنے آ جائے گا" —— جولیا نے
مسکراتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا جو کہ چوہان تھا۔

"اس بار تو آپ نے واقعی جاسوسوں والا کام کیا ہے۔ بڑی مشکل
ے میں نے لہجہ پر کنٹرول کیا تھا" —— چوہان نے ہنستے ہوئے
کہا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"ویسے مجھے بھی اس سپاٹ پر خطرہ تھا کہ اگر وہ تمہارے لہجے
ے ذرا بھی مشکوک ہو گئی تو کام خراب ہو جائے گا" —— جولیا نے
ہنس کر جواب دیا۔

"ارے نہیں مس جولیا۔ اب اتنا گیا گزرا ابھی نہیں کہ اس قدر
پریکٹس کے بعد بھی میں نعیم جیسا لہجہ نہ بنا سکوں۔ میں نے اس کی ٹیپ
کو کم از کم دس ہزار بار سنا ہو گا تاکہ مکمل لہجہ بن جائے۔ کہیں

کوئی بھول نہ ہو" ـــــ چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اس دوران ٹیکسی اس بڑی بلڈنگ کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی طرف ایک وسیع جنرل پارکنگ میں جا کر رک گئی۔ چوہان نے ڈیش سے ایک رومال نکال کر ٹیکسی کے میٹر کے گرد باندھ دیا۔ اب یہ ٹیکسی کی بجائے پرائیویٹ کار بن چکی تھی۔

"وہ ٹیلی فون لنک تو آف کر دیا تھا نہ" ـــــ جولیا نے اتر کر چوہان کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لنک آف کر دیا تھا۔ ورنہ تو اب جو بھی وہ کال کرتی اسے اٹنڈ کرتا اور کال کیچر آن ہے۔ لیکن ابھی تک اس نے کال نہیں کی" ـــــ چوہان نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کوئی جواب دیتی، اچانک ڈیش کے نیچے سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی ٹیلی فون نمبر ڈائل ہو ـــــ وہ دونوں چونک پڑے۔ چوہان نے جلدی سے ڈیش کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ـــــ زیرو سروس" ـــــ چند لمحوں بعد ایک کھڑکھڑ آواز سنائی دی۔

"نمبر ون سے لنک کر دو" ـــــ رضیہ کی تیز آواز ابھری۔

"یور کوڈ پلیز" ـــــ وہی کھڑکھڑاتی ہوئی آواز دوبارہ سنائی لہجے سے معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی روبوٹ بول رہا ہو۔

"پی۔ تھری الیون سکس ٹو" ـــــ رضیہ نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ ہولڈ کریں" ـــــ اسی کھنکھناتی ہوئی آواز

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔

"یس ـــــ ون۔ ٹو۔ ون اٹنڈنگ" ـــــ اس بار ایک بھاری مگر کرخت آواز سنائی دی۔

"پی۔ تھری۔ الیون۔ سکس۔ ٹو۔ نمبر ون چیف باس سے بات کراؤ" ـــــ رضیہ کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

"اوہ۔ سوری میڈم ـــــ چیف باس تو کسی ریڈ پر گئے ہوئے ہیں" دوسری طرف سے بولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جہاں بھی ہوں بات کرائیں۔ اٹ از موسٹ ایمرجنسی" ـــــ رضیہ نے بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ سوری میڈم ـــــ ایسا ناممکن ہے۔ باس آپریشن میں مصروف ہیں۔ فارغ ہونے کے بعد ہی ان سے رابطہ ہو سکتا ہے" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں کہہ رہی ہوں کہ اٹ از ٹاپ موسٹ ایمرجنسی۔ اور تم لیت و لعل کر رہے ہو" ـــــ رضیہ انتہائی غصیلے لہجے میں بولی۔

"میڈم۔ میں سمجھتا ہوں۔ لیکن مجبوری ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا مجبوری ہے۔ مجھے بتاؤ" ـــــ رضیہ اور زیادہ بھڑک اٹھی۔

"میڈم۔ باس کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے یہاں فارن ایجنٹس کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہو گیا ہے۔ وہ فوج کی مدد سے اسے گھیرے میں لے کر ریڈ کر رہے ہیں ـــــ اور اس وقت وہ اسی ریڈ میں مصروف ہیں۔ اب آپ خود سمجھتی ہیں کہ اس وقت انہیں کیسے ڈسٹرب

کیا جا سکتا ہے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اچھا ___ اوہ - واقعی - لیکن میں نے بھی ان سے ضروری بات کرنی ہے۔ تم ایسا کرو کال کو ٹرانسمیٹر سے لنک کر دو - اگر وہ تم سے بات کرنا چاہیں گے تو ٹھیک ورنہ میں کال بند کر دوں گی" رضیہ نے کہا۔

" ٹھیک ہے میڈم - اب ظاہر ہے آپ کو تو جواب نہیں دیا جا سکتا" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور پھر کافی دیر تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد ڈیش بورڈ سے جو آواز نکلی اسے سن کر جولیا اور چوہان دونوں بُری طرح اچھل پڑے۔

" کیا بات ہے ___ کیا مصیبت آ گئی ہے تم پر"
شاگل حلق کے بل چیخ رہا تھا۔

جولیا اور چوہان دونوں شاگل کی آواز کو بخوبی پہچانتے تھے۔

" اوہ ___ تم اتنے غصے میں کیوں ہو - میں نے تم سے ایک اہم پرسنل بات کرنی ہے" ___ رضیہ نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

" اوہ ڈیئر ___ اس وقت میں ریڈ میں مصروف ہوں - میں نے پاکیشیا کے فارن ایجنٹس گرفتار کر لئے ہیں - ان کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا ہے - اور اب میں ان سے مزید پوچھ گچھ کے لئے جانا چاہتا تھا کہ تمہاری کال آ گئی - تم ایک گھنٹہ بعد مجھ سے بات کرنا" ___ شاگل نے نرم پڑتے ہوئے

" اچھا اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے۔ میں پھر کال کر لوں گی" ___ رضیہ نے کہا - اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی۔

" اوہ چوہان - فوراً دانش منزل چلو - اوہ یہ تو انتہائی اہم خبر مل گئی ہے - ہمیں فوراً یہ ٹیپ ایکسٹو تک پہنچانا ہو گا - جلدی کرو" جولیا نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا - اور چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی - ظاہر ہے وہ بھی اس کال کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔

فیصل جان بڑے خوشگوار موڈ میں ریالٹو کلب سے
اٹھا۔ اس نے انتہائی اہم خبر حاصل کر لی تھی۔ اس نے زیرو سنڈ
کے دو اہم آدمیوں کو بڑی مشکل سے انتہائی بھاری رقوم دے کر
اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ وہ اُسے ڈاکٹر سٹینش کے حالیہ پروجیکٹ
کے بارے میں اطلاعات مہیا کریں ــــــ اور آج ریالٹو کلب میں
انہوں نے یہ اطلاعات مہیا کر دی تھیں۔ یہ اطلاعات ایک چھوٹے
سے کاغذ پر مبنی تھیں۔ جس میں اس پروجیکٹ کے بارے میں
اہم اشارات موجود تھے ــــــ فیصل جان نے اس کے بدلے
میں انہیں پچاس لاکھ روپے کی ہنڈی دی تھی۔ یہ ہنڈی اس آدمی
کی طرف سے تھی جس کا نام ان دونوں نے لیا تھا۔ یہاں کافرستان
میں ہنڈیوں کا کاروبار بہت عروج پر تھا ــــــ بیرون ملک ہنڈیوں
سے لے کر اندرون ملک ہنڈیوں کا عام رواج تھا۔ اور بڑے

بڑے سیٹھ اس کاروبار میں ملوث تھے۔ اب بھی فیصل جان نے جو کاغذ
دیا تھا وہ بظاہر ایک ڈرامہ کی ٹکٹ تھی۔ جس کا نمبر پچاس لاکھ تھا۔ لیکن
فیصل جان جانتا تھا کہ یہ کاغذ جب بھی اس سیٹھ تک پہنچایا جائے گا۔
جس کو پچاس لاکھ روپے ادا کر کے اسے لیا گیا ہے وہ اس پر اپنا کمیشن
کاٹ کر فوراً رقم نقد ادا کر دے گا۔ اس طرح رقم ہر لحاظ سے سیف رہتی تھی۔
فیصل جان پراجیکٹ کے متعلق کاغذ کو جیب میں ڈال کر ریالٹو کلب
سے نکلا اور سیدھا ہیڈ کوارٹر کی طرف آیا۔ کیونکہ وہ فوراً ناٹران کو اس
اہم خبر کے بارے میں اطلاع دینا چاہتا تھا ــــــ اس کاغذ سے
جہاں تک وہ سمجھا تھا۔ اس پراجیکٹ کا تعلق پاکیشیا کے کمپیوٹرائزڈ
ایٹمی دفاعی صلاحیت سے تھا۔ اور یہ فیصل جان کے لحاظ سے
انتہائی اہم ترین خبر تھی ــــــ اس خبر کے ادھیڑ بن میں اس نے کسی
قسم کی احتیاط ہی نہ کی۔ اور وہ سیدھا ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ وہاں کار
پورچ میں چھوڑ کر وہ عمارت کے تہہ خانے میں بنے ہوئے ناٹران کے
خصوصی دفتر کی طرف بڑھ گیا ــــــ اُسے ناٹران کی دفتر میں موجودگی
کی اطلاع مل گئی تھی۔

"سر ــــــ انتہائی اہم ترین خبر ہے" ــــــ فیصل جان نے
دفتر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا خبر ہے۔ وہی پراجیکٹ کے بارے میں" ــــــ ناٹران
نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ یہ دیکھئے۔ یہ کاغذ ملا ہے۔ اس پر اس پراجیکٹ کے
اہم ترین اشارے موجود ہیں۔ اور سر اس کے ساتھ ہی ایک

چونکا دینے والی خبر اور بھی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر
نے زیرو سنٹر کے تہہ خانے میں موجود لیبارٹری میں کوئی اہم
ایجاد کر لی ہے جو اس پراجیکٹ سے بھی کہیں زیادہ سپر ہے
پھر پرائم منسٹر خود چل کر اس سنٹر میں آیا ـــــ اور ڈاکٹر طارل
سٹیش اور پرائم منسٹر کے درمیان بند کمرے میں ایک طویل
میٹنگ ہوئی۔ ان میں سے ایک آدمی چونکہ ڈاکٹر سٹیش کا خاص
اسسٹنٹ ہے اس لئے اس کے کان میں ایک بھنک
لگی ہے ـــــ حکومت نے لاسر پہاڑیوں کے نیچے کوئی
انتہائی خفیہ لیبارٹری تیار کی ہے۔ اور ڈاکٹر سٹیش اور ڈاکٹر طارل
اب اس پراجیکٹ کو وہیں مکمل کریں گے۔ جب کہ سرکاری طور پر
وہ یہیں زیرو سنٹر کے نیچے تہہ خانے میں ہی موجود ہوں گے
اور سیکرٹ سروس کو بھی یہی بتایا جائے گا ـــــ اور سیکرٹ
سروس اسی زیرو سنٹر کی نگرانی کرے گی۔ لیبارٹری کی حفاظت
کریں گے۔ اور یہ دونوں سائنس دان وہاں منتقل بھی ہو گئے ہیں
فیصل جان نے انتہائی تیز تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"فیصل جان ـــــ یہ تم نے میرے خیال میں سب سے اہم ترین
خبر حاصل کی ہے۔ اب مجھے فوراً ایکسٹو کو اس بارے میں رپورٹ
دینی چاہیئے" ـــــ ناٹران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یس باس ـــــ واقعی یہ اہم ترین خبر ہے حالانکہ ان لوگوں
نے تو اس کا ذکر باتوں ہی باتوں میں سرسری طور پر کیا تھا لیکن میں
چونک پڑا اور پھر میں نے باتوں میں ہی ان سے سب کچھ اگلوا لیا۔

فیصل جان نے جواب دیا۔
"اگر ایسا کریں کہ لاسر پہاڑیوں والی اس خفیہ لیبارٹری کے بارے
میں بھی تفصیلات معلوم کر لیں اور تب ایک جامع رپورٹ ایکسٹو
کو دی جائے تو زیادہ بہتر نہ ہو گا" ـــــ ناٹران نے چند لمحے
خاموش رہنے کے بعد کہا۔
"جیسے آپ کی مرضی باس" ـــــ فیصل جان نے سر
ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"تو پھر اس سلسلے میں کام ہو جانا چاہیئے۔ لاسر پہاڑیوں کے
نزدیک لاسر شہر میں فوجی چھاؤنی موجود ہے۔ وہاں میرا ایک جاننے
والا اچھے عہدے پر ہے ـــــ میرا خیال ہے اگر اُسے استعمال
کیا جائے تو معلومات مہیا ہو سکتی ہیں" ـــــ ناٹران نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔
"لاسر چھاؤنی میں تو ایک کیپٹن میرا بھی دوست ہے۔ وہ میرا
کلاس فیلو رہا ہے۔ اور تقریباً دو ماہ پہلے اس سے اچانک بازار
میں ملاقات ہو گئی تو ہم کافی دیر ہوٹل میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔
اس نے مجھے لاسر چھاؤنی آنے کی دعوت بھی دی تھی"
فیصل جان نے فوراً کہا۔
"تو ٹھیک ہے۔ ہم دونوں علیحدہ علیحدہ رہ کر کام کرتے ہیں۔
کوئی ایک تو کامیاب ہو ہی جائے گا" ـــــ ناٹران نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے باس میں آج ہی وہاں جانے کی تیاری کرتا

ہوں" ——— فیصل جان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا وہ مسٹر عالم کے بارے میں معلوم کیا ہے۔ ایکسٹو نے اس کے بارے میں بھی رپورٹ مانگی تھی" ——— ناٹران نے اچانک ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"اوہ ہاں باس۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ مسٹر عالم تو خالص کاروباری آدمی ہیں۔ ان کا ان سرگرمیوں سے کسی قسم کا کوئی تعلق کبھی ثابت نہیں ہوا ——— لیکن باس ایک بات کا پتہ چلا ہے۔ پاکیشیا سے کوئی خوب صورت اور نوجوان لڑکی اکثر ان کے پاس آ کر ٹھہرتی ہے۔ اُسے البتہ شاگل کے پاس آتے جاتے دیکھا گیا ہے" ——— فیصل جان نے کہا۔

"چلو اتنا ہی کافی ہے۔ کوئی بات پتہ تو لگ گئی" ——— ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"باس ——— مجھے ان پچاس لاکھ روپوں کا بڑا دکھ ہے جو ان لوگوں کو دینے پڑے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان سے پچاس لاکھ واپس حاصل کر لوں" ——— فیصل جان نے کہا۔

"کس طرح حاصل کرو گے" ——— ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"رات کو ان کے گھر ڈاکہ ڈالوں گا" ——— فیصل جان نے کہا اور ناٹران قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"چھوڑو۔ ہمیں جو خبر ملی ہے اس کے مقابلے میں پچاس لاکھ کی کیا حیثیت ہے۔ ویسے بھی یہ پاکیشیا کا مال تو نہیں ہے۔

کافرستان والوں کی جوتی انہی کے سر پڑ رہی ہے" ——— ناٹران نے کہا۔

"مطلب ہے۔ وہ گیم ہاؤس والا چکر" ——— فیصل جان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں تو سارے فنڈ وہیں سے نکالتا ہوں" ——— ناٹران نے جواب دیا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا۔ کہ میز پر موجود انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ ناٹران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— ناٹران نے نرم لہجے میں کہا۔

"سلام بول رہا ہوں سر ——— چیکنگ سکرین پر ایک عجیب کاشن ملا ہے۔ کوٹھی کے نیچے گٹر لائن میں نامعلوم ریز کے اثرات پائے گئے ہیں" ——— دوسری طرف سے ایک نوجوان کی آواز سنائی دی۔

"گٹر لائن میں نامعلوم ریز کے اثرات ——— کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں" ——— ناٹران نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ فیصل جان بھی ناٹران کے الفاظ سن کر چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"جی ہاں ——— پروگرام کے مطابق آج جنرل چیکنگ کا گھنٹہ تھا۔ اس لئے جنرل چیکنگ کمپیوٹر آن کر دیا گیا۔ تو اس نے گٹر لائن کے خلانے میں ریڈ کاشن دینا شروع کر دیا۔ چنانچہ ہم نے فوراً گٹر لائن چیک کی تو وہاں کوئی چیز نہ تھی ——— لیکن ریز ڈٹیکٹو آلے نے ریز کی نشاندہی کی ہے۔ لیکن یہ ریز کون سی ہیں۔ کیسی ہیں۔ اس کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ باس میں نے خود گٹر لائن کو چیک کیا ہے تو مجھے

احساس ہوا ہے۔ کہ وہاں کوئی آدمی موجود رہا ہے۔ ایک دیوار پر اس کے ہاتھ کا ہلکا سا نشان میں نے چیک کیا ہے۔ پھر میں نے بیرونی ڈھکن کو چیک کیا تو وہ ڈھکن بھی پوری طرح ایڈجسٹ نہ تھا۔ یہی لگتا تھا جیسے اُسے کھول کر دوبارہ بند کیا گیا ہو"۔۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ یہ تو انتہائی تشویش ناک خبر ہے۔ تم ایسا کرو کہ فوراً تہہ خانے سے لائیکر ڈٹیکٹو لے جا کر گٹر لائن کو چیک کرو شاید وہ ان ریز کی نشاندہی کر سکے"۔۔۔۔ ناٹران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔۔۔ میں پھر آپ کو رپورٹ دیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ناٹران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر اب سلوٹیں ابھر آئی تھیں۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی چکر چلایا جا رہا ہے"۔۔۔ ناٹران نے چند لمحے خاموش رہ کر ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"چکر۔۔۔ کیسا چکر"۔۔۔۔ فیصل جان نے بھی تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تم ایسا کرو۔ یہ کاغذ لے کر فوراً سرنگ نمبر ایک کے ذریعے سنٹرل ٹاؤن والی کوٹھی پہنچ جاؤ۔ میں چیکنگ کرنے کے بعد وہاں پہنچوں گا۔۔۔ میرے آنے تک تم وہیں رہنا اور انتہائی احتیاط کرنا"۔۔۔ ناٹران نے کہا۔ اور وہی کاغذ دراز سے نکال کر فیصل جان کی طرف بڑھا دیا۔ جو فیصل جان نے ریالٹو کلب سے اُسے

اکر دیا تھا اور فیصل جان کاغذ جیب میں ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن ابھی وہ دروازہ کھولنے نہ پایا تھا کہ یک لخت پوری عمارت تیز گھنٹوں کی آواز سے گونج اٹھی۔

"اوہ حملہ"۔۔۔۔ ناٹران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگا۔ فیصل جان بھی دروازے میں حیران کھڑا تھا کہ اچانک ایک خوفناک ترین دھماکے سے پوری کوٹھی گونج اٹھی۔ اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے جسم اس بری طرح لڑکھڑائے جیسے انہیں زور سے دھکا دیا گیا ہو۔۔۔ اور دوسرے لمحے ان کے ذہنوں پر تاریکی کی دبیز چادر پھیلتی چلی گئی۔

عمران کتابوں کے ڈھیر میں جیسے دفن ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ جس لمحے سے دانش منزل آیا تھا۔ مسلسل کمپیوٹر سائنس پر کتابیں ہی پڑھے جا رہا تھا اور سلیمان اُسے چائے بنا بنا کر دیتا اب بُری طرح تھک گیا تھا ـــــ وہ ایک تھرماس بنا کر عمران کے سامنے میز پر رکھتا اور دوسرا تھرماس بھرنے کے لئے چائے کی کیتلی میں پانی ڈال دیتا۔ جب تک یہ چائے تیار ہوتی عمران پہلا تھرماس ختم کر چکا ہوتا وہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ مسلسل چائے پیتا جا رہا تھا ـــــ سلیمان حیران بھی تھا کہ آخر یہ کیسی کتابیں ہیں جن کے مطالعے کے لئے اس قدر چائے پی جا رہی ہے۔ لیکن عمران کا موڈ کچھ ایسا تھا کہ اُسے بات کرنے کی جرأت ہی نہ ہو رہی تھی۔

"آخر آج آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ اس قدر چائے تو نقصان دے گی" ـــــ جب سلیمان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو وہ بول ہی پڑا۔

"مجھے ڈسٹرب مت کرو۔ بس چائے بناتے رہو۔ ابھی میں نے اتنی کتابیں اور پڑھنی ہیں" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور سلیمان کان دبائے خاموشی سے واپس چل پڑا۔ ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سلیمان نے مڑ کر رسیور اٹھا لیا ـــــ عمران نے کتاب سے نظریں ہی نہ اٹھائی تھیں۔ آج جتنے بھی ٹیلی فون آئے تھے عمران کی ہدایت پر وہ سلیمان نے ہی اٹنڈ کئے تھے۔ اور سب کو یہی جواب دیا تھا۔ کہ عمران فلیٹ پر موجود نہیں ہے۔

"یس" ـــــ سلیمان نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سلیمان ـــــ میں طاہر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب کہاں ہیں" دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"طاہر صاحب ـــــ عمران صاحب تو موجود......"

سلیمان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ کہنا شروع کیا۔ اس نے جان بوجھ کر بلیک زیرو کا نام لیا تھا تاکہ عمران سن لے۔

"مجھے دکھاؤ" ـــــ عمران نے چونک کر کہا۔ اور سلیمان نے بات پوری کرنے کی بجائے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"کیا بات ہے طاہر" ـــــ عمران کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"عمران صاحب۔ فوراً دانش منزل پہنچئے۔ ایک اہم ترین اطلاع ہے" ـــــ بلیک زیرو نے انتہائی تشویش ناک لہجے میں کہا۔

"ہوا کیا ـــــ کیا قیامت ٹوٹ پڑی ہے" ـــــ عمران کا لہجہ

اور زیادہ خشک ہو گیا۔ اور بلیک زیرو نے جولیا کی طرف سے لائی گئی ٹیپ کے بارے میں بتایا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ تم نے رابطہ کرنے کی کوشش کی"

اس بار عمران کے لہجے میں بھی تشویش تھی۔

"جی ہاں۔ لیکن دوسری طرف سے فی الحال خاموشی ہے۔ میں نے سوچا کہ ٹاپ تھرڈی ٹرانسمیٹر آن کر دوں۔ لیکن اس کے لئے آپ کی اجازت ضروری تھی"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے کتابوں کو ایک طرف ہٹاتا ہوا اٹھا اور دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ناٹران کے ہیڈ کوارٹر پر شاگل کے ریڈ اور ناٹران اور فیصل جان کی گرفتاری انتہائی تشویش ناک تھی۔ وہ شاگل کی عادت جانتا تھا کہ اس نے ان دونوں پر اس قدر تشدد کرنا ہے کہ انسان جسے برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ اور ہو سکتا ہے اس خوفناک تشدد کے سامنے ان میں سے کوئی اہم معلومات اگل دے۔ کیونکہ ناٹران اور فیصل جان دونوں ایسے ایجنٹ تھے جو اکثر پاکیشیا آتے جاتے رہتے تھے اور انہیں باقی فارن ایجنٹوں کی نسبت سیکرٹ سروس کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل تھیں۔

دانش منزل پہنچ کر اس نے سب سے پہلے وہ ٹیپ سنی جو

جولیا لے آئی تھی۔

"تم نے رضیہ کی گرفتاری کا حکم دے دیا ہے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔۔۔ اور ابھی آپ کے آنے سے چند لمحے پہلے جولیا نے اطلاع دی ہے کہ اسے اغوا کر کے دانش منزل لایا جا رہا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے ہی وہ پہنچے اسے گیسٹ روم میں ڈلوا دینا۔ میں ٹاپ تھرڈی ٹرانسمیٹر آن کرتا ہوں۔ شاید اس سے کوئی مدد مل سکے"۔۔۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر لیبارٹری کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ جب لیبارٹری میں پہنچا تو وہ اس کے ایک کونے میں موجود دیوہیکل مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس مشین پر سرخ رنگ کا کپڑا چڑھا ہوا تھا۔۔۔ عمران نے جلدی سے کپڑا ہٹایا اور پھر اس مشین کے مختلف شوز دیوار میں لگے ہوئے پلگ میں ایڈجسٹ کرنے شروع کر دیئے۔ یہ شوز مختلف رنگ کی تاروں کے ساتھ مشین کے ساتھ منسلک تھے اور ان کی تعداد آٹھ کے قریب تھی۔

تمام شوز ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے سٹول کھینچا اور مشین کے سامنے بیٹھ کر اس کی مختلف نابوں کو گھمانا شروع کر دیا۔ نابوں کے گھومنے سے ان کے اوپر بنے ہوئے ڈائلوں پر مختلف رنگوں کی سوئیاں حرکت کرنے لگیں۔

تقریباً دو تین منٹ تک عمران ناب گھما گھما کر ڈائلوں پر حرکت کرتی ہوئی سوئیوں کو ایڈجسٹ کرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے ____ ان بٹنوں کے دبتے ہی مشین میں جیسے زندگی جاگ اٹھی۔ بے شمار رنگوں کے چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور مشین کے درمیان بنی ہوئی ایک بڑی سی سکرین جھماکے سے روشن ہو گئی ____ عمران نے یک لخت مشین کی سائیڈ کا خانہ کھولا اور اس میں رکھا ہوا ایک سرخ رنگ کا نقاب نکال کر اپنے چہرے پر چڑھا لیا اور پھر ایک مشین کی سائیڈ میں موجود ایک ہینڈل کو زور سے نیچے کر دیا ____ دوسرے لمحے سکرین پر زوردار جھماکے شروع ہو گئے۔ آڑی ترچھی لہریں ادھر ادھر دوڑنے لگیں۔ چند لمحوں بعد یک لخت سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ یہ ایک بڑے ہال نما کمرے کا تھا جس میں ایسی ہی ایک مشین موجود تھی ____ سکرین پر وہ مشین نظر آ رہی تھی۔ لیکن اس وقت ہال میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے ایک ناب گھمانا شروع کر دی۔ اس ناب کے گھومتے ہی سکرین پر منظر بدلنے لگا۔ پھر ایک راہداری نظر آنے لگی ____ راہداری میں چار مسلح آدمی موجود تھے۔ یہ چاروں ہی اجنبی تھے۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ناب کو مزید گھمایا تو راہداری کی بجائے جھماکے سے ایک کمرے کا منظر ابھر آیا۔ اور عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا۔ کہ یہ ناٹران کا ذاتی دفتر تھا ____ وہاں شاگل اپنے دو ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ شاگل دونوں پہلوؤں پر ہاتھ رکھے اس طرح کھڑا تھا جیسے کوئی بہت بڑا سپہ سالار کوئی نئی مملکت فتح

کرنے کے بعد کھڑا ہو۔ اس کے ساتھی ناٹران کے دفتر کی تلاشی میں مصروف تھے۔ اسی لمحے بلیک زیرو کی آواز عقب سے اسے سنائی دی۔

"عمران صاحب" ____ بلیک زیرو لیبارٹری کے دروازے میں کھڑا تھا۔

"نقاب پہن کر آ جاؤ۔ فی الحال تو تہہ خانے میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ لیکن کسی بھی وقت کوئی وہاں پہنچ سکتا ہے۔ اس طرح وہ ہمیں دیکھ لے گا" ____ عمران نے گردن موڑے بغیر کہا اور بلیک زیرو یس سر کہتا ہوا واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب موجود تھا۔

"رفیعہ پہنچ گئی ہے اسے ریسٹ روم میں پہنچا دیا ہے" بلیک زیرو نے ساتھ والے سٹول کو کھینچ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

عمران نے صرف سر ہلا دیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ عمران نے ناب کو دوبارہ گھمایا تو دفتر کی بجائے ایک اور کمرے کا منظر سکرین پر ابھر آیا۔ لیکن یہ خالی کمرہ تھا ____ عمران ناب گھماتا گیا۔ اور پھر جب ایک بڑے سے ہال نما کمرے کا منظر سکرین پر ابھرا۔ تو عمران اور بلیک زیرو دونوں چونک پڑے۔

ہال نما کمرے میں ستونوں کے ساتھ ناٹران۔ فیصل جان۔ اور ان کے ساتھی بندھے ہوئے موجود تھے۔ وہ سب کے سب بے ہوش تھے۔

"انہیں کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے
سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ ان کے چہرے بتا رہے ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو
نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ شاگل شاید تلاشی لینے کے بعد ادھر آئے گا اور یہ پاگل تو
انہیں مار ڈالے گا۔ ایسا کرو کہ زیرو تھری ٹرانسمیٹر اٹھا لاؤ۔ وہ اس
وقت کام دے جائے گا ۔۔۔ ہیڈ کوارٹر سے فریکونسی ملا کر
بات کی جا سکتی ہے" ۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے
بعد کہا۔

اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا لیبارٹری
سے باہر نکل آیا۔ عمران ہونٹ بھینچے بیٹھا ہوا تھا۔ ہال نما کمرے میں
اس وقت آٹھ کے قریب مسلح افراد موجود تھے ۔۔۔ ان کے ہاتھوں
میں مشین گنیں تھیں اور وہ بے حد چوکنا نظر آ رہے تھے۔ اور پھر
جب تک بلیک زیرو ٹرانسمیٹر اٹھا کر لایا۔ ہال کا دروازہ کھلا اور
شاگل اکڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے بھی دو مسلح آدمی تھے۔

"اوہ بلیک زیرو۔ جلدی کرو۔ ایکس کوڈ ایبون لے آؤ۔ جلدی کرو
امید ہے کام بن جائے گا۔ جلدی کرو۔ فوراً" ۔۔۔ عمران یک لخت
چیخ پڑا۔

اور بلیک زیرو ٹرانسمیٹر وہیں رکھ کر بجلی کی سی تیزی سے دائیں
دوڑ گیا۔ عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کی لیڈ مشین میں فٹ کر دی
شاگل کا ایک ساتھی اب فیصل جان کی طرف بڑھ رہا تھا ۔۔۔ اس

مشین گن کو نال کی طرف سے پکڑا ہوا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ مشین گن کا
دستہ مار کر فیصل جان کو ہوش میں لانا چاہتا ہے اور وہی ہوا۔ شاگل
کے ساتھی نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے مشین گن کا دستہ بے ہوش
فیصل جان کے جبڑے پر مارا ۔۔۔ اور فیصل جان کی آنکھیں کھل گئیں۔
اسی لمحے عمران نے ٹرانسمیٹر کے مختلف بٹن دبا دیئے۔ اور پھر
ٹرانسمیٹر سے شاگل کی کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تو تمہارا نام ہے فیصل جان۔ اور تم نے کبیر سنگھ پر تشدد کر
کے اس سے راز اگلوایا تھا۔ تمہارا باس ناٹران کون ہے"
شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرا ہی نام ناٹران ہے" ۔۔۔ فیصل جان نے ہونٹ کاٹتے
ہوئے کہا۔ اس کے منہ سے خون کی لکیر نکل کر اس کی ٹھوڑی پر
پھیل رہی تھی۔

"بکواس مت کرو۔ ورنہ ہڈیاں پیس دوں گا۔ بتاؤ۔ تمہارے
باقی ساتھیوں میں سے ناٹران کون ہے" ۔۔۔ شاگل نے پیر
پٹختے ہوئے چیخ کر کہا۔

"باس۔ یہ دونوں ہی اس دفتر میں بے ہوش پڑے ہوئے
ملے تھے۔ اس لئے یہ والا ہی ناٹران ہو گا" ۔۔۔ شاگل کے
ایک ساتھی نے ستون سے بندھے ہوئے ناٹران کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو اسسٹنٹ ہے۔ دراصل میرے دو نام ہیں فیصل جان
اور ناٹران" ۔۔۔ فیصل جان نے فوراً ہی اس آدمی کی تردید کرتے

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے ہوش میں لے آؤ۔ پھر اس سے بھی بات کر لیتے ہیں"۔۔۔۔۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے اپنے اُس ساتھی سے کہا۔ جس نے فیصل جان کے جبڑے پر مشین گن کا دستہ مارا تھا۔

اُسی لمحے بلیک زیرو بھی پہنچ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں ایک بڑی سی مشین اٹھائی ہوئی تھی۔ جس کے اوپر ایک بڑا سا سبز رنگ کا جار تھا۔

"جلدی اسے فٹ کرو۔ جلدی"۔۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا۔

اور بلیک زیرو نے وہ مشین ایک سائیڈ پر موجود چھوٹی سی میز پر رکھی اور پھر اُسے اس بڑی مشین سے لنک کرنے لگا جسے عمران بیٹھا آپریٹ کر رہا تھا۔۔۔۔۔ عمران کی نظریں مسلسل سکرین پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان دوڑتا ہوا شاگل والے ہال میں داخل ہوا۔

"باس باس"۔۔۔۔۔ اس نوجوان نے بڑے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے"۔۔۔۔۔ شاگل نے بُری طرح دھاڑتے ہوئے مڑ کر کہا۔

"باس۔ نیچے تہہ خانے میں ایک مشین کی سکرین پر دو نقاب پوش نظر آ رہے ہیں۔ ایک کی نقاب سرخ ہے جب کہ دوسرے کی سیاہ۔۔۔۔۔ وہ کوئی مشین وغیرہ ایڈجسٹ کر رہے ہیں"

نوجوان نے پریشان لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ تم نے انہیں گولی کیوں نہیں ماری۔ میرے پاس منہ اٹھائے کیوں آ گئے ہو"۔۔۔۔۔ شاگل نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"باس۔ وہ سکرین پر نظر آ رہے ہیں۔ مشین خود بخود چل رہی ہے۔ میں راؤنڈ لگاتا ہوا اس کمرے میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا" نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ کون ہو سکتے ہیں۔ آؤ۔ اور سنو۔ تم ان کا خیال رکھنا۔ اگر یہ فرار ہونے کی کوشش کریں تو گولی مار دینا"۔۔۔۔۔ شاگل نے چیخ کر ہال میں موجود اپنے ایک ساتھی سے کہا۔ اور پھر مڑ کر دروازے سے باہر چلا گیا۔ وہ نوجوان جو خبر لایا تھا وہ بھی اس کے پیچھے ہی ہال سے باہر چلا گیا۔

"جلدی کرو بلیک زیرو۔ یہ بہترین موقع ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر بلیک زیرو سے کہا۔

"ایڈجسٹ ہو گئی ہے۔ آن کر دوں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"جلدی آن کرو۔ میں ٹرانسمیٹر پر فیصل جان اور ناٹران سے بات کرنے کا بندوبست کر لوں"۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔ اور نیچے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی مجک کرنا میں گھمانی شروع کر دیں۔

ادھر بلیک زیرو نے اپنی والی مشین آن کر دی۔ تو جار میں سبز

رنگ کا دھواں سا پھیلنے لگا۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔۔ رد ک لو ۔ ایکس کوٹڈ الیون آن کی جا رہی ہے ۔"
عمران نے یک لخت سیدھا ہو کر سامنے والی مشین کا ایک بٹن دباتے ہوئے ایکسٹو کے لہجے میں کہا ۔ اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی ہال کمرے میں موجود فیصل جان اور ناٹران سمیت ہر شخص بُری طرح چونک پڑا ۔۔۔۔ فیصل جان اور ناٹران دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آن کر دو" ۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر اُسی لہجے میں کہا۔
بلیک زیرو نے مشین کا ایک ہینڈل تیزی سے نیچے کر دیا ۔ مشین میں زوردار گونج پیدا ہوئی ۔ اور اس کے ساتھ ہی سبز رنگ کے دھوئیں سے بھرا ہوا جار یک لخت خالی ہو گیا۔
عمران کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔
دوسرے لمحے ہال نما کمرے میں موجود مسلح افراد یک لخت لہرا کر کٹے ہوئے شہتیروں کی طرح فرش پر گر گئے ۔ جب کہ ناٹران اور فیصل جان دونوں منہ بھینچے بے حس و حرکت کھڑے تھے ۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو والی مشین چلنی بالکل بند ہو گئی ۔ اور عمران نے ایک اور بٹن دبا دیا۔

" اب یہاں سے فوراً نکلنے کی کرو ۔ اس گیس کا اثر صرف آٹھ دس منٹ رہے گا" ۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں ہی کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ بُری طرح اچھل پڑا ۔ کیونکہ اس کی اپنی مشین چلنی یک لخت بند ہو گئی تھی ۔ سکرین ایک جھماکے سے تاریک ہو گئی تھی۔

"یہ کیا ہوا عمران صاحب" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔
" ناٹران کے ہیڈ کوارٹر کے رسیونگ سیٹ کو تباہ کر دیا گیا ہے"
عمران نے دانت پیستے ہوئے مشین کے بٹن آف کرتے ہوئے کہا۔
" اس کا تو مطلب ہے کہ وہاں تہہ خانے میں کوئی ایسا شخص ہے جو ایکس گیس سے بے ہوش نہیں ہوا ۔ اُسی نے مشین تباہ کی ہو گی"
بلیک زیرو نے کہا۔
" ہاں ۔ ایسا ہی ہے ۔ بہرحال ہم ان کے لئے زیادہ سے زیادہ جو کر سکتے تھے وہ ہم نے کر دیا ۔ تم ایسا کرو کہ فوراً تمام ممبرز کو تیار ہو کر دانش منزل پہنچنے کا حکم دے دو ۔۔۔۔ میں فلیٹ جا رہا ہوں ۔ میں نے وہاں سے چند چیزیں لینی ہیں ۔ اس کے بعد ٹیم کا فوری طور پر کافرستان پہنچنا اب ضروری ہو گیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے سٹول سے اٹھتے ہوئے کہا۔
" ٹھیک ہے ۔ لیکن اس رضیہ کا کیا کرنا ہے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔
" میں واپس آ کر اُسے دیکھتا ہوں ۔ اگر جولیا اس کی جگہ لے سکتی ہے تو پھر جولیا کو اس کے میک اپ میں روانہ کر دوں گا"
عمران نے نقاب اتار کر مشین کے خانے میں ڈالتے ہوئے کہا۔
" بالکل کر سکتی ہے ۔ میں نے اُسے اچھی طرح دیکھ لیا ہے"
بلیک زیرو نے جلدی سے کہا۔
" یہ فقرہ جولیا کے سامنے نہ کہہ دینا ۔ وہ بے چاری آس لگائے

بیٹھی ہے اور تم دوسری عورتوں کو اچھی طرح دیکھتے پھر رہے ہو"
عمران نے یک لخت مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو بھی ہنس پڑا
عمران کے اس فقرے سے ماحول پر چھائی ہوئی کشیدگی دور ہو گئی۔

"یہ آپ کا ہی کمال ہے عمران صاحب کہ ایسی سچوئیشن میں بھی آپ
ایسی بات کر لیتے ہیں" ——— بلیک زیرو نے اس کے پیچھے چلتے
ہوئے ہنس کر کہا۔

"دماغ پر زیادہ بوجھ اچھا نہیں ہوتا۔ اسے ہمیشہ ہلکا پھلکا رہنا چاہئے
ورنہ وہ کام بند کر کے ہانپنا شروع کر دیتا ہے اور ہانپتا ہوا آدمی سوائے
ہانپنے کے اور کیا کر سکتا ہے" ——— عمران نے مسکرا کر کہا۔

وہ دونوں اس وقت آپریشن روم میں پہنچ چکے تھے۔

"اچھا میں جا رہا ہوں۔ تم ممبرز کو کال کر کے آدھے گھنٹے کے
اندر یہاں پہنچنے کا کہہ دو۔ رضیہ والا مسئلہ بعد میں دیکھ لیں گے"
عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

فیصل جان اور ناٹران ایکسٹو کی آواز اچانک
سنتے ہی بری طرح چونک پڑے وہ روک لو کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے
تھے ——— اس لئے انہوں نے فوراً ہی سانس روک لئے۔ دوسرے
لمحے کمرے میں موجود باقی مسلح افراد کٹے ہوئے شہتیروں کی طرح
لہراتے ہوئے فرش پر گر گئے۔

"اب یہاں سے فوراً نکلنے کی کرو۔ گیس کا اثر آٹھ دس منٹ
تک رہے گا" ——— ایک بار پھر ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔ اور اس
کے بعد آواز آنی بند ہو گئی۔ ناٹران نے یک لخت دونوں ٹانگیں پیچھے
ستون سے موڑ کر گھمائیں اور پوری قوت سے اپنے اوپر والے
دھڑ کو آگے کی طرف جھٹکا دیا ——— وہ مسلسل جھٹکے دیتا چلا گیا۔ اس
کا چہرہ بری طرح سرخ ہو رہا تھا۔ کیونکہ اس نے سانس بھی روکا ہوا
تھا اور پورا زور بھی ساتھ ہی لگا رہا تھا۔ تین چار مسلسل اور زوردار جھٹکوں

کے بعد جب اس نے پشت ستون کے ساتھ لگائی تو رسیاں توقع کے
مطابق خاصی ڈھیلی پڑ چکی تھیں۔
ادھر فیصل جان بھی ناٹران کی نقل میں مصروف تھا۔ اور پھر چند ہی
لمحوں بعد وہ دونوں ہی اس طرح ڈھیلی رسیوں سے پھسل کر نیچے بیٹھ
گئے ـــــ رسیاں اوپر رہ گئی تھیں۔ اب صرف ان کی دونوں کلائیاں
ستون کی پچھلی طرف رسیوں سے بندھی رہ گئی تھیں۔ ناٹران نے
یک لخت قدموں کو ذرا سا آگے بڑھا کر بازیگروں کی طرح قلابازی
کھائی اور اس کی ٹانگیں اس کے پھیلے ہوئے بازوؤں کے اندر سے
گھوم کر نیچے فرش پر لگ گئیں ـــــ اس طرح زوردار جھٹکے کے ساتھ
اس کے بازو تو ضرور بری طرح مڑ گئے۔ لیکن اب ستون کی طرف
اس کی پشت ہونے کی بجائے چہرہ ہو گیا تھا۔ اور پھر اس نے پوری
قوت سے دونوں مڑے ہوئے بازوؤں کو مخالف سمتوں میں جھٹکے
دینے شروع کر دیئے ـــــ اور پھر ایک زوردار جھٹکے کے بعد
ہلکا سا کڑاکا ہوا اور اس کی کلائیاں رسیوں کی گرفت سے آزاد
ہو گئیں۔

فیصل جان ابھی تک زور آزمائی میں مصروف تھا۔ ناٹران بھاگ کر
اس کے ستون کی پشت پر آیا اور اس نے ایک رسی کا سرا پکڑ کر
زور سے جھٹکا دیا تو فیصل جان کی کلائیاں بھی رسیوں سے آزاد
ہو گئیں۔

اُسی لمحے انہیں باہر راہداری میں تیز قدموں کی آواز سنائی
دی۔ تو ناٹران نے فیصل جان کو اشارہ کیا اور وہ دونوں بجلی کی سی

تیزی سے اچھل کر بیرونی دروازے کی سائیڈوں میں دیواروں کے
ساتھ کسی چھپکلی کی طرح چمٹ کر کھڑے ہو گئے۔
آنے والے ایک لمحے کے لئے بند دروازے کے سامنے
رکے اور پھر ایک زوردار دھماکے کے ساتھ ہی دروازہ ایک
دھڑ سے کھلا اور کمرے کے اندر مشین گن کی ریٹ ریٹ گونج
اٹھی ـــــ گولیاں پورے ہال میں بارش کی طرح پڑ رہی تھیں۔ گولیاں
چلانے والے شاید سائیڈوں میں رک کر اندر دونوں اطراف میں
گولیاں چلا رہے تھے۔

ناٹران اور فیصل جان البتہ محفوظ تھے۔ لیکن وہ ہونٹ بھینچے کھڑے
تھے۔ کیونکہ ان کے اپنے ساتھی جو ابھی تک ستونوں سے بے ہوشی
کے عالم میں بندھے ہوئے تھے ان گولیوں سے ان کی آنکھوں کے
سامنے چھلنی ہو رہے تھے ـــــ البتہ چونکہ شاگل کے ساتھی بے ہوش
ہو کر فرش پر گرے ہوئے تھے اس لئے وہ ان گولیوں سے محفوظ
تھے۔

چند لمحوں بعد فائرنگ رکی اور پھر دو آدمی اچھل کر اندر داخل ہوئے
اُسی لمحے ناٹران اور فیصل جان بھی بیک وقت بھوکے عقابوں کی طرح
ان پر جھپٹے ـــــ اور وہ دونوں بری طرح چیختے ہوئے قلابازی کھا
کر سامنے فرش سے جا ٹکرائے۔ دونوں کی مشین گنیں اب فیصل
جان اور ناٹران کے ہاتھوں میں تھیں اور اس کے ساتھ ہی جیسے کمرہ
ایک بار پھر گولیوں کے طوفان کی زد میں آ گیا ـــــ فیصل جان اور
ناٹران دونوں کی مشین گنیں بیک وقت چل پڑی تھیں اور پھر آنے

والے دونوں افراد کے ساتھ ساتھ وہاں بے ہوش پڑے ہوئے
شاگل کے ساتھی بھی ان گولیوں کی زد میں آکر چھلنی ہو گئے۔
اُسی لمحے دور سے بھاری اور بے شمار دوڑتے ہوئے
قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔
"بھاگو فیصل جان۔ سرنگ نمبر ۲ کی طرف۔ میں آرہا ہوں"
ناٹران نے چیخ کر دروازے کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ کا
ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔ اور اس بٹن کے دبتے ہی سا
والی دیوار پھٹ گئی اور اس میں دروازہ نمودار ہو گیا ـــــ فیصل جان
اور ناٹران دونوں بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے اس
دروازے کو پار کر گئے۔ آگے ایک طویل راہداری تھی جس کے
اختتام پر دائیں بائیں دو راستے تھے ـــــ فیصل جان تو دائیں طرف
مڑ گیا۔ جب کہ اس کے پیچھے بھاگتا ہوا ناٹران بائیں طرف مڑ گیا۔
فیصل جان ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا اور اس نے وہاں
پہنچتے ہی فرش کے ایک کونے میں زور سے پیر مارا تو فرش کا
ایک طرف ہٹ گیا ـــــ اب وہاں نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں
دکھائی دینے لگیں۔ فیصل جان اس طرح سیڑھیاں اترا جیسے وہ
کی بجائے اڑتا ہوا نیچے جا رہا ہو۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک
طویل سرنگ تھی ـــــ فیصل جان مسلسل دوڑنے کی وجہ سے
اب ہانپنے لگ گیا تھا۔ لیکن اس کی رفتار کم نہ ہوئی تھی۔ تھوڑی
ہی دیر میں سرنگ کا اختتام ایک بند دیوار پر ہوا۔ فیصل جان نے
سائیڈ پر پیر مارا تو دیوار درمیان سے پھٹی اور فیصل جان چھلانگ

کر دوسری طرف جا پڑا۔ اس کے دوسری طرف جاتے ہی دیوار
برابر ہو گئی۔
وہ اس وقت ایک بڑے سے کمرے میں تھا۔
"سر۔ سر ـــــ باہر ساری فوج موجود ہے۔ وہ ایک
ایک کوٹھی کی تلاشی لے رہے ہیں" ـــــ اُسی لمحے ایک نوجوان
نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔
"کتنی دور ہیں یہاں سے" ـــــ فیصل جان نے بُری طرح
چونک کر پوچھا۔
"بارہ تیرہ کوٹھیاں دور ہیں لیکن انہوں نے سارے راستے
بلاک کر رکھے ہیں" ـــــ نوجوان نے انتہائی پریشان لہجے میں
جواب دیا۔
"اوہ باس ابھی تک سنٹر میں ہیں۔ تم یہاں ٹھہرو میں گیراج میں جا
رہا ہوں جیسے ہی باس آئے انہیں وہیں بھجوا دینا" ـــــ فیصل جان
نے کہا اور پھر اُسی طرح مشین گن اٹھائے وہ دوڑتا ہوا کوٹھی کے
گیراج کی طرف بڑھ گیا۔ گیراج میں ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی
کار موجود تھی ـــــ فیصل جان نے اس کا دروازہ کھولا۔ چابیاں
اگنیشن میں موجود تھیں۔ فیصل جان نے چابیاں نکالیں اور پھر مڑ کر
ڈگی کی طرف آیا۔ اور اس نے چابی لگا کر ڈگی کھولی۔ ڈگی کے
اندر ایک چھوٹی سی مشین تھی ـــــ اس نے مشین کو اٹھایا اور ڈگی
بند کر کے چابی نکالی اور مشین سمیت وہ کار کے نیچے گھس گیا اور
کار کے نیچے ڈیفرنیشل کے قریب ایک چوکھٹا سا بنا ہوا تھا فیصل جان

نے مشین اس چوکھٹے کے اندر رکھ کر اس کے سائیڈ ہولڈروں
بنے ہوئے کلپ لگانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں میں ہی
مشین اس خالی چوکھٹے میں پوری طرح فٹ ہو گئی ــــ اس کے
بعد اس کی دونوں سائیڈوں پر لٹکی ہوئی تاروں کی نالیں اس کی
مخصوص پلگوں میں فٹ کر دیں اور پھر اچھی طرح انہیں ہلا جلا کر دیکھ
کر تسلی کر کے وہ کھسکتا ہوا باہر آ گیا ــــ اس کے بعد وہ ڈرائیونگ
سیٹ پر بیٹھا اور چابی اگنیشن میں لگا کر اس نے انجن سٹارٹ کیا اور
کار کو گیراج سے باہر نکال کر پورچ میں اس طرح کھڑا کر دیا کہ اس کا
رخ پھاٹک کی طرف تھا۔

اسی لمحے اسے برآمدے میں سے ناٹران بھاگ کر آتا ہوا
دکھائی دیا۔

" ادھر آ جائیے۔ باہر فوج موجود ہے ۔ میں نے ایکٹی فائر
لگا دی ہے " ــــ ناٹران کو دیکھتے ہی فیصل جان نے چیخ کر کہا
اور ناٹران دوڑتا ہوا کار کی طرف بڑھ آیا۔

" تم بھی آ جاؤ ٹیڈی ۔ ورنہ فوج تمہیں کچل ڈالے گی "
ناٹران نے کار کے قریب پہنچتے ہی پیچھے آنے والے نوجوان سے
کہا ۔ اور نوجوان بھی تیزی سے کار کی طرف دوڑ پڑا ۔ وہ اس
کوٹھی کی حفاظت پر مامور تھا ــــ ناٹران تو فیصل جان کے ساتھ
والی سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ ٹیڈی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔
فیصل جان نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے مختلف بٹن
دبانے شروع کر دیئے ــــ بٹن دبتے ہی کار کے ٹائروں

پر سیاہ رنگ کی دھات کے کور سے تینوں اطراف میں آ گئے ۔ اب
ٹائروں کا صرف وہی حصہ باہر تھا جو سڑک سے لگتا تھا باقی ہر طرف سے
اس پر سیاہ رنگ کی دھات کا کور چڑھ گیا تھا۔

" چلیں باس " ــــ فیصل جان نے ناٹران کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ نکل چلو ۔ میں نے سپر ڈائنا میٹ پر پانچ منٹ کا وقت
لگایا ہوا ہے ۔ اور اب باقی صرف دو منٹ رہ گئے ہیں "
ناٹران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ تو ہیڈ کوارٹر ختم " ــــ فیصل جان نے گیر بدلتے ہوئے
کہا۔

" ہاں ۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا ۔ اگر اسے تباہ نہ
کیا جاتا تو ہمارے بہت سے راز ان کے ہاتھ لگ جاتے "
ناٹران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

پھر جیسے ہی کار گیٹ کے قریب پہنچی ایک فوجی جیپ گیٹ کے
قریب رکی اور ساتھ ہی چار مسلح فوجیوں نے تیزی سے اتر کر کار کی
طرف گنیں تان لیں ۔

" خبردار ــــ رک جاؤ " ــــ ایک فوجی نے یک لخت چیخ
کر کہا ۔ وہ کیپٹن کے عہدے کا فوجی تھا ۔
لیکن فیصل جان نے بجائے بریک پر پیر رکھنے کے یک لخت
ایکسیلیٹر پوری قوت سے دبا دیا اور طاقتور انجن کی کار چنگھاڑتی ہوئی
کسی دیو کی طرح اچھلی اور پھر فوجیوں کو کچلتی ہوئی اور جیپ کو ٹکر مارتی

ہوئی باہر سڑک پر آ گئی۔ صرف دو فوجی اچھل کر ٹکر سے بچ گئے اور انہوں نے کار پر فائر کھول دیا۔ مشین گن کی گولیاں کار کی باڈی اور پچھلی سکرین سے ٹکرائیں ـــــ لیکن فیصل جان چونکہ اسے مشین کی وجہ سے بلٹ پروف کر چکا تھا۔ اس لئے گولیاں سوائے ٹکرا کر نیچے گرنے کے اور کار کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ اور کار بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی ـــــ پھر تو ہر طرف سیٹیوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ فیصل جان کار کو پوری رفتار سے دوڑاتا ہوا چوک کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک ایک سائیڈ روڈ سے اس پر ایک بار پھر فائر کھول دیا گیا۔ لیکن اس بار بھی گولیوں کا پہلے جیسا ہی حشر ہوا ـــــ لیکن چوک پر پہنچنے سے پہلے ہی کار کے پیچھے دو فوجی جیپیں تعاقب میں لگ گئیں۔ اس پر موجود سپاہی مسلسل کار پر فائرنگ کر رہے تھے۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جیسے ہی چوک کے قریب پہنچی۔ سامنے چار بڑی گاڑیاں کھڑی تھیں جنہوں نے راستہ پوری طرح بلاک کیا ہوا تھا ـــــ یہ گاڑیاں چونکہ کافی بڑی تھیں۔ اس لئے کار کا ان سے ٹکرا کر نکل جانے کا کوئی سکوپ نہ تھا۔ بلکہ ان گاڑیوں کے گھومنے کی بجائے الٹا ان کی کار ہی گھوم جاتی اور وہ بری طرح پھنس جاتے۔ لیکن فیصل جان اور ناٹران کے چہروں پر اطمینان تھا ـــــ جیسے ہی کار ان گاڑیوں کے قریب پہنچی۔ فیصل جان نے کلچ کے ساتھ لگے ہوئے ایک سوئچ پر پیر رکھ کر اسے دو بار دبا دیا۔ کار کے بمپر میں سے یکے بعد دیگرے دو کیپسول نما بم نکل کر سامنے موجود دو گاڑیوں سے ٹکرائے اور خوف ناک دھماکوں کے ساتھ ہی دونوں گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے۔

اسی لمحے فیصل جان کی کار ان کے تباہ ہو جانے سے پیدا ہونے والے راستے سے نکلتی چلی گئی۔

پیچھے آنے والی جیپیں انہیں کراس کر کے آگے بڑھ آئی تھیں۔ وہ مسلسل تعاقب میں تھیں۔ اسی لمحے ایک سرخ رنگ کی کار بھی سائیڈ سے نکل کر ان کے آگے آگے دوڑنے لگی ـــــ یہ کھلی چھت کی کار تھی اور اس کے درمیان ایک سٹینڈ پر ہلکی توپ نصب تھی۔

"اوہ ـــــ یہ توپ خانہ بھی لے آئے ہیں" ـــــ فیصل جان نے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ڈیش بورڈ پر ایک سوئچ دبا کر اس نے کلچ کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ کو دوبارہ پھر پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے پچھلے بمپر سے دو کیپسول نما میزائل نکل کر قریب آ جانے والی کار سے ٹکرائے ـــــ اور پھر اس قدر خوف ناک دھماکہ ہوا کہ فیصل جان کی دوڑتی ہوئی کار بھی یک لخت قلابازیاں کھاتی ہوئی دور جا گری۔ فیصل جان۔ ناٹران اور پیچھے بیٹھا ہوا ٹیڈی تینوں آپس میں اس طرح خلط ملط ہو گئے کہ جب کار رکی تو وہ تینوں پچھلی سیٹوں کے درمیان ایک دوسرے کے اوپر دھنسے ہوئے پڑے تھے ـــــ فیصل جان سب سے اوپر تھا۔ جیسے ہی کار کی حرکت رکی وہ یک لخت اچھلا اور ڈرائیونگ سیٹ پر دھڑام سے آ گرا۔ کار سیدھی کھڑی تھی۔ لیکن وہ بالکل ساکت تھی ـــــ اس کا انجن بند ہو چکا تھا اور ایمرجنسی بریک لگی ہوئی تھی۔

فیصل جان نے کمپیوٹر کے سے انداز میں ایمرجنسی بریک ریلیز کی تو کار کا انجن یک لخت خود بخود جاگ پڑا۔ اور اس کے ساتھ ہی

کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھنے لگی۔ فیصل جان بڑی مشکل سے کار کو کنٹرول کر کے درختوں کے درمیان سے گزار کر دوبارہ سڑک پر لے آیا۔

اُسی لمحے ناٹران بھی اپنی سیٹ پہ پہنچ گیا۔ جب کہ ٹیڈی جو ان کے نیچے دبا ہوا تھا۔ کراہتا ہوا اٹھ کر پچھلی سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

فیصل جان نے عقبی شیشے پہ نگاہیں جما دیں۔ لیکن پیچھے کوئی نہ تھا

"تم نے زیرو تھرٹی آن نہیں کیا تھا" ——— ناٹران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ بس خیال نہیں رہا" ——— فیصل جان نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"ہوں ——— اب نکل چلو۔ کار سے میزائل ٹکرانے کے دھماکے کے ساتھ ساتھ ہیڈ کوارٹر کے اڑنے کا دھماکہ بھی شامل تھا۔ اس لئے لازماً فوجیوں کی توجہ ادھر ہو گئی ہو گی" ——— ناٹران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ ایک بڑی جیپ آ رہی ہے" ——— ٹیڈی نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے" ——— فیصل جان نے کہا۔ اور کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ جیپ اب انتہائی تیز رفتاری سے ان کی طرف بڑھی آ رہی تھی۔ اس جیپ کے آگے اس طرح کا چھجا لگا ہوا تھا جیسے بکتر بند گاڑیوں کے آگے ہوتا ہے۔

"اس بار زیرو تھرٹی ساتھ ہی آن کرنا" ——— ناٹران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"میں راؤنڈ فائر کر رہا ہوں۔ یہ میزائل سے نہیں ہٹ ہو گی" ——— فیصل جان نے کہا۔ اور ایک بٹن پریس کر دیا۔ ڈیش بورڈ سے ایک چھوٹا سا ہینڈل باہر نکل آیا۔ فیصل جان نے بیک مرر پہ نگاہیں جمائے اس ہینڈل کو نیچے کر کے ایک جھٹکے سے اوپر کر کے چھوڑ دیا۔

دوسرے لمحے کار کی چھت درمیان سے کھلی اور ایک چوڑی سی نالی باہر آ گئی۔ اس کا رخ پچھلی جیپ کی طرف تھا۔ اُسی لمحے پچھلی جیپ کو جھٹکا لگا ——— اور اس کے ساتھ ہی ایک زوردار دھماکے کے ساتھ اس میں سے ایک بڑا سا میزائل نکل کر کار کی ڈگی سے ٹکرایا۔ اور کار یک لخت تیزی سے گھوم گئی۔ جیسے ہی کار گھوم کر سیدھی ہوئی۔ فیصل جان نے کلچ کے ساتھ لگا ہوا سوئچ پریس کر دیا ——— چھت پر سے نکلنے والی نالی سے ایک میزائل نکلا اور ذرا ترچھا ہو کر فضا میں بلند ہوا۔ اور پھر یک لخت تیزی سے نیچے گرا۔ وہ عین جیپ کے درمیان میں گرا ——— اور خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی پچھلی بکتر بند قسم کی میزائل بردار جیپ کے پرزے فضا میں بکھر گئے۔ لیکن فیصل جان کی کار کی رفتار بھی اب لمحہ بہ لمحہ کم ہونے لگ گئی۔

"پٹرول ٹنکر کو ضرب لگ گئی ہے باس" ——— فیصل جان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ سائیڈ کھیتوں میں لے جاؤ۔ جلدی کرو" ——— ناٹران نے چیختے ہوئے کہا۔

اور فیصل جان نے کار کا رخ دائیں طرف موڑ دیا۔ یہاں اونچی اونچی فصلیں تھیں۔ کار ان فصلوں میں گھستی چلی گئی۔

"لاک کھولو۔ اور نکل چلو۔ ٹیڈی تم یہاں سے نکل کر فوراً ازیروسز [illegible] پہنچو"۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

اُسی لمحے کار رک گئی۔ اور کار کے دروازے کھل گئے۔ کار رکتے ہی وہ تینوں ہی اچھل کر باہر آ گئے۔ اس کے بعد فیصل جان اور ناٹران تو آگے کی طرف بھاگنے لگے۔۔۔۔ جب کہ ٹیڈی دائیں طرف کو بڑھ گیا۔

ابھی وہ دونوں تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ انہیں آسمان پر جنگی ہیلی کاپٹروں کی چنگھاڑیں سنائی دینے لگیں۔

"اوہ۔۔۔۔ یہ لوگ تو پوری فوج ہی اٹھا لائے ہیں۔ میرے پیچھے آؤ۔ یہاں قریب ہی ایک دیہی فارم ہے۔ وہاں ڈاکٹر لاکی رہتا ہے۔ وہ ہمارا آدمی ہے۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ ناٹران نے یک لخت بائیں طرف مڑتے ہوئے کہا۔ اور فیصل جان بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگا۔

وہ دونوں فصلوں کے درمیان بھاگ رہے تھے۔ اور اب اوپر ہیلی کاپٹروں کی چنگھاڑیں تھیں۔ جب کہ چاروں طرف جیپوں اور انسا[illegible] کا شور بھی ان چنگھاڑوں میں شامل ہو گیا تھا۔

"ہمیں گھیرا جا رہا ہے باس"۔۔۔۔ فیصل جان نے ہونٹ دباتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے"۔۔۔۔ ناٹران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور تھوڑی دیر بعد انہیں کھیتوں کے درمیان ایک پرانے سے فارم کی عمارت نظر آنے لگی۔

"اوہ۔ ڈاکٹر لاکی باہر ہی موجود ہے"۔۔۔۔ ناٹران نے فصل

میں سے سر اٹھا کر دیکھا۔ اور پھر وہ اچھل کر فصل سے نکل کر درمیانی راستے پر آ گیا۔

"اوہ باس۔ آپ"۔۔۔۔ سامنے پھاٹک پر کھڑا ادھیڑ عمر ڈاکٹر لاکی ناٹران کو دیکھ کر اس بری طرح اچھلا کہ گرتے گرتے بچا۔

"جلدی کرو ڈاکٹر۔ فوج ہمارے پیچھے ہے"۔۔۔۔ ناٹران نے چیخ کر کہا اور بھاگ کر فارم کے اندر داخل ہو گیا۔

"اوہ۔ ادھر آ جائیے ادھر"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر ڈاکٹر لاکی نے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے فارم کی عمارت کے دائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور خود بھی ادھر دوڑنے لگا۔ اس طرف ایک نیم پختہ سا برآمدہ تھا۔ جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچے۔ ڈاکٹر لاکی نے آگے بڑھ کر جلدی سے اسکے دروازے کو کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔ یہ سٹور نما کمرہ تھا۔ جس میں اناج کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ فیصل جان اور ناٹران یہ سمجھے کہ وہ انہیں یہاں اس لئے لے آیا ہے۔ تاکہ وہ اناج کے ڈھیر میں چھپ سکیں۔

لیکن ڈاکٹر لاکی نے جلدی سے سامنے والی دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو اس طرف کا فرش ہٹ گیا۔ اور نیچے سیڑھیاں جاتی نظر آنے لگیں۔

"باس۔ یہ سیڑھیاں ایک سرنگ پر جا کر ختم ہوں گی۔ سرنگ بند رہی ہے۔ اس لئے اس میں حبس ضرور ہو گا۔ لیکن یہ سرنگ کافی دور جا نکلتی ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر لاکی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"تم بھی ساتھ آؤ۔ ورنہ فوج تمہیں پکڑ لے گی"۔۔۔۔ ناٹران نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں باس - انہوں نے آپ کو ضرور دیکھ لیا ہوگا - لیکن میں انہیں یہیں برآمدے کے باہر ہی بے ہوش پڑا ملوں گا اور میں یہی کہوں گا کہ وہ مجھ پر ضرب لگا کر آگے نکل گئے ہیں - آپ جائیں" ڈاکٹر لاکی نے کہا -

اور ناٹران اور فیصل جان سر ہلاتے ہوئے تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے چلے گئے - پھر جیسے ہی وہ آخری سیڑھی پر پہنچے ان کے عقب میں راستہ خود بخود بند ہو گیا -

اب آگے ایک پتلی لیکن گندی سی سرنگ تھی - جس میں ہوا کی کثافت بے حد زیادہ تھی - مسلسل دوڑنے کی وجہ سے وہ ہانپ رہے تھے —— لیکن اس سرنگ میں پہنچتے ہی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کا گلا اچانک دبایا جانے لگا ہو -

"یہاں آکسیجن کم ہے - اس لئے کم سے کم سانس لو اور آگے بڑھتے ہو" —— ناٹران نے کہا - اور فیصل جان نے سر ہلا دیا -

وہ دونوں منہ بھینچے درمیانی رفتار سے دوڑنے لگے - لیکن سرنگ شیطان کی آنت کی طرح بڑھتی ہی جا رہی تھی - پھر ان کے ذہن چکرانے لگے —— دماغ کو بار بار جھٹکے سے لگنے لگے - ہر جھٹکے کے ساتھ ساتھ ان کے جسم لہرا سے جاتے - اب ان کی رفتار کم ہو گئی تھی -

"ہمت کرو - ورنہ یہیں مر جائیں گے" —— ناٹران نے کہا - اور پھر اس نے یک لخت مڑ کر فیصل جان کا ہاتھ پکڑ لیا -

"ایک بار سانس روک کر پوری قوت سے دوڑ پڑو" —— ناٹران

نے کہا - لیکن اس کا اپنا لہجہ ایسا تھا جیسے اس کا سانس ڈوبتا جا رہا ہو - اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں یک لخت بجلی کی سی رفتار سے دوڑ پڑے —————— لیکن پھر اچانک جیسے فیوز اڑ جاتا ہے - اس طرح ان کے ذہن یک لخت تاریک پڑ گئے - اور وہ دونوں ہی منہ کے بل سرنگ کے کچے فرش پر گر کر بے حس و حرکت ہو گئے - شاید قدرت نے اس سرنگ کو ہی ان کی قبر کے طور پر منتخب کر لیا تھا —— کیونکہ ابھی سرنگ آگے کافی دور تک جا رہی تھی - لیکن ان کی زندگی اتنی دور نہ جا سکی تھی -

شاگل جیسے ہی نوجوان کے پیچھے چلتا ہوا تہہ خانے کے دروازے میں داخل ہوا۔ اس کی نظریں سامنے ایک بڑی سی مشین پر جم سی گئیں ـــــ مشین واقعی چل رہی تھی ۔ اور اس کی سکرین پر دو نقاب پوش نظر آرہے تھے ۔ جن میں سے ایک کے نقاب کا رخ سرخ اور دوسرا جو اس سے ہٹ کر کسی چیز پر جھکا ہوا تھا ۔ اس کے نقاب کا رنگ سیاہ تھا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ رد کو ۔ ایکس کوڈ الیون آن کی جارہی ہے" اچانک مشین میں سے غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور شاگل بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ یہ آواز وہ اچھی طرح پہچانتا تھا کئی بار پاکیشیا کے ـــ مشن کے دوران وہ یہ آواز سن چکا تھا۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی آواز تھی۔ ایکس کوڈ الیون اور رد کو کے الفاظ سنتے ہی اس کے ذہن میں رد سیاہ

کی وہ لیبارٹری گھوم گئی جہاں اس نے یہ نام سنا تھا۔ اور اسے بتایا گیا تھا کہ یہ مشین بے ہوش کر دینے والی مخصوص گیس کو فضا میں پھیلے ہوئے ایتھر کی مدد سے مخصوص ٹارگٹ پر پہنچا سکتی ہے ـــــ چنانچہ جیسے ہی یہ الفاظ اس نے سنے اور ساتھ رد کو کا لفظ سنا اس نے لاشعوری طور پر سانس روک لیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے ساتھ کھڑا نوجوان لہرا کر فرش پر گر گیا۔ اور شاگل نے اور زیادہ ہونٹ بھینچ لئے۔

"اب یہاں سے فوراً نکلنے کی کرو۔ اس گیس کا اثر صرف آٹھ دس منٹ رہے گا" ـــــ ایکسٹو کی آواز دوبارہ شاگل کے کانوں میں پہنچی تو جیسے وہ سکتے کے عالم سے نکل آیا اس نے جھک کر فرش پر پڑے ہوئے نوجوان کے ہاتھ میں موجود مشین گن جھپٹی۔ اور پھر اس کا رخ مشین کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا ـــــ گولیوں کی بوچھاڑ مشین سے ٹکرائی اور ایک خوفناک دھماکے سے مشین کے پرخچے اڑ گئے۔

شاگل تیزی سے گھوما اور دروازے سے باہر نکل آیا۔ اس نے سانس ابھی تک روکا ہوا تھا۔ باہر راہداری میں چار افراد فرش پر بے ہوش پڑے تھے ـــــ شاگل تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتے بڑھتے یک لخت بیرونی برآمدے کی طرف جانے والے دروازے کی طرف گھوم گیا۔ کیونکہ مسلسل سانس روکنے کی وجہ سے اس کا سینہ اب پھٹنے کے قریب ہو گیا تھا ـــــ اور اس نے چونکہ ایکسٹو کی زبان سے آٹھ دس منٹ کے الفاظ سن لئے تھے اس لئے وہ سمجھ گیا کہ اس گیس کے اثرات اتنے دیر رہتے ہیں ۔ اور اگر اس نے

اس دوران سانس لے لیا تو وہ بھی بے ہوش ہو جائے گا۔ حالانکہ کا خیال غلط تھا۔ اتنی دیر صرف اس گیس کے اثر سے بے ہوش آدمی بے ہوش رہ سکتا تھا بعد میں خود بخود ہوش میں آجاتا ——— لیکن چونکہ شاگل یہی سمجھتا تھا اس لئے وہ بیرونی برآمدے کی طرف بڑھ گیا تاکہ کھلی فضا میں سانس لے کر اپنے آپ کو بے ہوش ہونے سے بچا سکے ——— اسے فیصل جان اور ناٹران کی طرف سے کوئی فکر نہ تھی۔ کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ ستونوں کے ساتھ رسیوں سے مضبوطی سے بندھے ہوئے تھے۔ اور اگر وہ بے ہوش نہ بھی ہوئے ہوں تب بھی وہ رہا نہیں ہو سکتے ——— اور دوسری بات یہ کہ اس کے ذہن کے مطابق آٹھ دس منٹ تک کوئی آدمی بھی سانس روک سکتا تھا۔ اس لئے وہ لازماً بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور پھر ایکسٹو کو اس طرح دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ اب اس کا یہ منصوبہ کہ وہ ان کی جگہ اپنے آدمی رکھ کر عمران اور سیکرٹ سروس کو ٹریپ کرے گا قطعی ختم ہو گیا تھا ——— چنانچہ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب وہ انہیں ختم کر دینے کے احکامات دے گا۔

بیرونی برآمدے میں پہنچتے ہی اس نے زور سے سانس لیا پھر پھاٹک کی طرف دوڑنے لگا۔ جہاں دو مسلح افراد چوکنے کھڑے تھے۔

"ادھر آؤ دونوں۔ جلدی" ——— شاگل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں مسلح آدمی تیزی سے اس کی طرف دوڑ پڑے۔

"سنو۔ سانس روک کر بڑے ہال میں جاؤ۔ اور دروازے میں سے ہی ستونوں سے بندھے ہوئے سب آدمیوں کو گولیوں سے چھلنی کر دو" ——— شاگل نے چیخ کر کہا۔

"سانس روک کر" ——— دونوں نے بیک وقت چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— اندر بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلی ہوئی ہے۔ جلدی کرو" ——— شاگل نے چیخ کر کہا۔

اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے برآمدے کی طرف دوڑ پڑے۔ جب کہ شاگل نے بھاگ کر پھاٹک کراس کیا اور باہر سڑک پر آ گیا۔

"سر ——— کیا پوزیشن ہے" ——— باہر موجود ایک فوجی کیپٹن نے بڑے مؤدبانہ انداز میں آگے بڑھتے ہوئے پوچھا اس نے پوری کوٹھی کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔

"اپنے آدمی اندر لے جاؤ۔ اندر کوئی زہریلی گیس پھیل گئی ہے۔ میرے سب آدمی بے ہوش ہیں۔ یہاں موجود دو کو میں نے مجرموں کے خاتمے کے لئے بھیجا ہے۔ اندر جا کر ان بے ہوش افراد اور لاشوں کو باہر نکال لاؤ" ——— شاگل نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ اب وہ پرائم منسٹر کو اپنی اس کارکردگی کی رپورٹ دے سکے۔ کیونکہ اب اس کے نقطہ نظر سے پوچھ گچھ کا چکر ختم ہو چکا تھا۔

ابھی وہ کار میں بیٹھا ہی تھا کہ ایک فوجی بے تحاشا دوڑتا ہوا پھاٹک

سے نکلا اور تیزی سے اس کی طرف دوڑنے لگا۔ اُسے اس طرح بھاگتا دیکھ کر شاگل چونکا اور تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

"سر۔ سر — آپ کے سب آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ دو ستون خالی ہیں۔ کیپٹن صاحب پوچھ رہے ہیں کہ اب کیا کرنا ہے" فوجی نے قریب آکر زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ دو مجرم غائب ہیں۔ اوہ۔ تو وہ کھل گئے۔ وہ لازماً سرنگوں میں گئے ہوں گے"۔ شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور پھر دوبارہ بجلی کی سی تیزی سے واپس کار میں سوار ہوا۔ اور اس نے جلدی سے ساتھ والی سیٹ پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"یس — میجر ساٹھیا اٹنڈنگ اوور" — ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل سپیکنگ۔ میجر ساٹھیا۔ مجرم سرنگوں کی طرف دوڑے ہیں۔ وہ لازماً یا تو سنٹرل ٹاؤن یا پھر شاداب کالونی کی طرف گئے ہوں گے — اس لئے فوراً ناکہ بندی کر لو۔ کسی مشکوک آدمی کو مت جانے دو۔ اوور" — شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ — مگر اس سے پہلے تو آپ نے یہ اطلاع دی تھی کہ وہ پکڑے گئے ہیں اوور" — میجر ساٹھیا نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ دو آدمی ہیں۔ انتہائی ہوشیار اور چالاک پوری طرح ناکہ بندی کر لو۔ فوراً۔ اور جیسے ہی کوئی مشکوک آدمی دکھائی دے مجھے رپورٹ دو۔ اوور" — شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوکے سر۔ میں ابھی آپریشن شروع کرنے کا حکم دے دیتا ہوں اوور" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور شاگل نے ہونٹ چبلاتے ہوئے اوور اینڈ آل کہا اور ٹرانسمیٹر بند کر کے وہ کار سے باہر نکل آیا۔ فوجی ابھی تک ساتھ کھڑا تھا۔ اُسی لمحے پھاٹک میں سے وہ کیپٹن دو فوجیوں کے ساتھ باہر آتا دکھائی دیا۔

شاگل کے نزدیک اب ہیڈ کوارٹر میں جانا بیکار تھا۔ کیونکہ اصل آدمی تو نکل گئے تھے۔ اس لئے وہ کار کے قریب ہی کھڑا رہ گیا۔ البتہ اس کے چہرے پر غصے اور بے بسی سے ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا — اُسے بار بار اپنے آپ پر تاؤ آرہا تھا۔ کہ آخر وہ کیوں پوچھ گچھ کے چکر میں پڑ گیا۔ اُسے ان لوگوں کو دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دینا چاہیئے تھا۔ لیکن ظاہر ہے اب سوائے پیچ و تاب کھانے کے وہ اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔

کیپٹن تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا شاگل کی طرف آیا۔ جب کہ اس کے ساتھ کے فوجی سپاہی وہیں پھاٹک پر ہی رک گئے۔

"میں خود رپورٹ دینے آیا ہوں سر — وہاں ہال کمرے میں دو ستون خالی ہیں۔ رسیاں البتہ ستونوں کے ساتھ ویسے ہی لٹکی ہوئی ہیں۔ باقی ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے افراد ہلاک ہو

چکے ہیں ۔ اور فرش پر پڑے ہوئے افراد بھی ہلاک ہو چکے ہیں ۔ وہ آدمی
جو یہاں پھاٹک پر موجود تھے ۔ ان کے جسم بھی گولیوں سے چھلنی ہو چکے
ہیں ——— ہم نے ساری کوٹھی کی تلاشی لے لی ہے ۔ لیکن وہ دو
آدمی کہیں نظر نہیں آئے "——— کیپٹن نے کہا ۔

" وہ بے حد ہوشیار ہیں کیپٹن ۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ خفیہ راستے
کی طرف سے نکلیں گے ۔ میں نے میجر ساٹھیا کو آرڈرز دے دیئے
ہیں وہ لازماً کہیں نہ کہیں قابو آجائیں گے ——— تم ایسا کرو ۔ کوٹھی کے
اندر موجود میرے آدمیوں کو باہر نکالو ۔ میں ان کے لئے ایمبولینس
منگواتا ہوں "——— شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" یس سر "——— کیپٹن نے جواب دیا ۔ اور واپس مڑ گیا ۔
شاگل دوبارہ کار میں بیٹھا ۔ تاکہ وائرلیس فون کر کے ایمبولینس منگوائے
کہ اُسی لمحے سیٹ پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں
کی آوازیں نکلنے لگیں ——— شاگل نے جلدی سے اس کا بٹن آن کر
دیا ۔

" ہیلو ہیلو ——— میجر ساٹھیا کالنگ اوور "——— بٹن دبتے ہی
میجر ساٹھیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" یس ——— شاگل اٹنڈنگ ۔ کیا وہ پکڑے گئے اوور "
شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" نہیں سر ۔ شاداب کالونی میں ایک کوٹھی سے سیاہ رنگ کی
ایک کار نکلی ہے ۔ اس نے پھاٹک پر موجود فوجیوں کو کچل دیا ۔
اور اس پر گولیاں بھی اثر نہیں کر رہیں وہ چوک کی طرف بڑھ رہی

ہے فوجی جیپیں اس کا تعاقب کر رہی ہیں اور چوک پر ہم نے اس کے روکنے
کا مکمل انتظام کر لیا ہے اوور "——— دوسری طرف سے میجر ساٹھیا
کی آواز سنائی دی ۔

" اوہ ۔ اُسے روکو بلکہ تباہ کر دو ۔ بموں سے اڑا دو ۔ ورنہ وہ نکل
جائیں گے اوور "——— شاگل نے پاگلوں کی طرح چیختے ہوئے کہا ۔

" یس سر ——— میں صرف آپ سے پوچھنا چاہتا تھا ۔ اب آپ
بے فکر رہیں اوور اینڈ آل "——— میجر ساٹھیا نے کہا ۔
اور شاگل نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ اب وہ واقعی پاگلوں کے
سے انداز میں اپنے بال نوچ رہا تھا ۔

" اوہ اوہ ——— اگر وہ نکل گئے تو بہت برا ہو گا ۔ کاش میں وہاں
شاداب کالونی میں ہوتا "——— شاگل نے اپنے بال نوچتے ہوئے
کہا ۔

چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر ایک بار پھر ٹوں ٹوں کرنے لگا اور شاگل
اُسے آن کرتے ہی چیخ پڑا ۔

" کیا وہ مارے گئے میجر اوور "——— شاگل کے لہجے میں
دہشت تھی ۔

" نہیں سر ——— نجانے وہ کار کیسی ہے ۔ اس میں سے میزائل
فائر کئے گئے ہیں ۔ ہماری کئی جیپیں اور گاڑیاں تباہ ہو چکی ہیں ۔ اب ہم
اس پر سٹک میزائل مار رہے ہیں ۔ اب وہ بچ کر نہیں جا سکتی ۔ میں نے
ایمرجنسی ریڈ کار کو آرڈر دے دیا ہے وہ اس کے پیچھے لگ چکی
ہے ——— چند لمحوں بعد رپورٹ دوں گا اوور اینڈ آل "

میجر ساٹھیا کا لہجہ بھی خاصا متوحش تھا۔ اور شاگل نے ڈھیلے ہاتھوں سے
ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اوہ اوہ۔ یہ ضرور نکل جائیں گے۔ نکل جائیں گے"۔۔۔۔ شاگل نے
بے اختیار کار کے ڈیش بورڈ پر مکے برساتے ہوئے کہا۔

لیکن دوسرے لمحے اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ شاگل کا پورا
جسم جھنجھنا اٹھا۔ کار بری طرح ڈول گئی۔ لیکن وہ الٹی نہیں۔ یہ دھماکہ
کوٹھی میں ہوا تھا۔ جس میں ہیڈ کوارٹر تھا ۔۔۔ اور جب سنبھلنے کے بعد
شاگل نے مڑ کر ادھر دیکھا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
پوری کوٹھی آگ کے بڑے شعلے کی طرح فضا میں اٹھی ہوئی تھی۔ یوں
لگ رہا تھا جیسے وہاں ایٹم بم کا دھماکہ کیا گیا ہو ۔۔۔ اور آگ کا
بہت بڑا شعلہ آسمان کی طرف اٹھتا جا رہا ہو۔ بل کھاتا ہوا شعلہ۔

"اوہ۔ تو ہیڈ کوارٹر بھی ختم۔ اوہ میرے سارے آدمی۔ وہ کیبن۔
فوجی۔ سب ختم۔ سارا ریکارڈ۔ ثبوت ختم۔ اوہ"۔۔۔۔ شاگل نے
طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ خود کلامی کر رہا ہو۔ اور پھر اس
اپنا سر لاشعوری طور پر کار کے ڈیش بورڈ پر ٹکا دیا۔ اور آنکھیں
کر لیں ۔۔۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوئی بہت بڑی بازی
گیا ہو۔

"شکر ہے۔ میں وہاں نہ تھا ورنہ"۔۔۔۔ یک لخت اس
سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ یہ خیال آتے ہی اس کا چہرہ چمک
وہ خود بچ گیا تھا۔ نجانے کیوں ان دونوں کے نکلنے کے بعد اس
دل کوٹھی کے اندر جانے کے لئے نہ کرتا تھا۔ اور اب وہ اپنے

بے ہوش ہو رہا تھا ورنہ ظاہر ہے اس کا بھی یہی حشر ہوتا۔
دھماکہ ہوتے ہی ہر طرف چیخ و پکار مچ گئی۔ ادھر ادھر بکھرے ہوئے
فوجی تیزی سے اس طرف دوڑنے لگے۔

لیکن شاگل خاموش بیٹھا انہیں دوڑتا ہوا اس طرح دیکھ رہا تھا۔
جیسے اسے اس سارے واقعے سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ حقیقت میں
اس خوفناک دھماکے کے بعد اس کا ذہن ایک لحاظ سے مفلوج
ہو چکا تھا۔

اسی لمحے اسے آسمان پر دور سے جنگی ہیلی کاپٹروں کی چنگھاڑیں
سنائی دیں تو وہ جیسے ہوش میں آ گیا۔

"یہ کیا ۔۔۔ یہ ہیلی کاپٹر"۔۔۔۔ شاگل نے بری طرح چونکتے ہوئے
کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ پڑا۔ اس میں
سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور شاگل بے اختیار اس پر
جھپٹ پڑا اس نے جلدی سے اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو میجر ساٹھیا سپیکنگ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے
میجر ساٹھیا کی آواز سنائی دی۔

"یس میجر کیا ہوا ان کا۔ کیا کر رہی ہے آپ کی فوج۔ یہاں وہ
کوٹھی بھی تباہ ہو چکی ہے۔ وہ ایٹم بم کی طرح پھٹ گئی ہے اوور"۔
شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں جناب۔ میں نے تو
اب تنگ آ کر جنگی ہیلی کاپٹر بھی منگوا لئے ہیں۔ اب میں خود ہیلی کاپٹر
پر ہوں ۔۔۔ میزائل بردار کار انہوں نے تباہ کر دی ۔۔۔ لیکن ساتھ

ہی ان کی کار بھی ہمارا میزائل لگنے سے قلابازیاں کھاتی ہوئی دور جا گری
لیکن اس سے پہلے کہ ہم سنبھلتے۔ وہ پھریوں آگے بڑھنے لگے جیسے
کار کو کچھ ہوا ہی نہ ہو ——— اس پر میں نے بکتر بند جیپ روانہ کی لیکن
وہ بھی تباہ کر دی گئی۔ اور اب کار کھیتوں کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور
یقیناً ہٹ ہو چکی ہے اوور" ——— میجر ساٹھیلے نے کہا۔

"فوراً یہاں آؤ۔ اب میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ اب اس
مشن کو میں خود کنٹرول کروں گا اوور" ——— شاگل نے بری طرح
دھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے سر۔ یہ اچھا رہے گا۔ میں ہیلی کاپٹر لے کر
آرہا ہوں اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل
ٹرانسمیٹر بند کر کے جلدی سے کار سے باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد ہی ایک جنگی ہیلی کاپٹر اس کے سر پر منڈلاتا ہوا
نظر آیا اور پھر وہ سامنے سڑک پر اترنے لگا۔ شاگل پاگلوں کے سے
انداز میں اس کی طرف دوڑ پڑا ——— جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے پائیدان
سڑک پر ٹکے۔ شاگل جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا اس کے
قریب پہنچ گیا۔

"آجائیے سر ادھر" ——— اندر سے میجر ساٹھیا کی آواز
سنائی دی۔ اور شاگل اچھل کر بغیر کھڑکی کے کھلے ہیلی کاپٹر میں سوار
ہو گیا۔ آگے پائلٹ تھا۔ اور پچھلی جانب دو سیٹیں تھیں۔ جن میں
سے ایک پر ادھیڑ عمر میجر بیٹھا ہوا تھا۔ دوسری سیٹ پر شاگل بیٹھ گیا
اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہونے

لگا۔ اسی لمحے میجر ساٹھیا کے ہاتھ میں موجود ٹرانسمیٹر میں سے آواز
نکلی۔ تو میجر ساٹھیا نے جلدی سے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو کیپٹن رضا۔ مجرم دو آدمی ہیں۔ اور اس وقت شاداب
کالونی کے مغرب میں واقع وسیع کھیتوں کے درمیان دوڑ رہے
ہیں ——— کیا ان پر فائرنگ کی جائے اوور" ——— ٹرانسمیٹر سے
ایک تیز آواز نکلی۔

"نہیں ——— انہیں گھیر لیا جائے۔ میں انہیں اب زندہ گرفتار کرنا
چاہتا ہوں" ——— میجر ساٹھیا کی بجائے شاگل نے جواب دیا۔

"تم نے سن لیا چیف آف سیکرٹ سروس جناب شاگل کی بات
وہ میرے ساتھ ہیلی کاپٹر میں موجود ہیں اوور" ——— میجر ساٹھیا نے
شاگل کی بات ختم ہوتے ہی جواب دیا۔

"اوکے سر ——— میں ان کھیتوں کو گھیرنے اور انہیں زندہ
گرفتار کرنے کے احکامات دے دیتا ہوں اوور"
کیپٹن رضا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہم وہیں موقعے پر آرہے ہیں اوور اینڈ آل" ——— میجر ساٹھیا
نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن
آف کر دیا۔

"پائلٹ ——— شاداب کالونی کے مغرب میں کھیتوں پر چلو"
میجر ساٹھیا نے ٹرانسمیٹر آف کر کے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے
کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کا رخ بدل
دیا۔

"یہ کیسے مجرم ہیں جناب۔ انتہائی خطرناک لگتے ہیں" میجر ساٹھیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہیں۔ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ گرفتار ہونے کے باوجود انہوں نے نہ صرف اپنا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا بلکہ وہ فوج کے گھیرے سے بھی کس طرح نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں" ۔۔۔ شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔ اور میجر ساٹھیا نے سر ہلا دیا۔

چند ہی لمحوں میں ان کا ہیلی کاپٹر کھیتوں کے اوپر پہنچ گیا۔ آسمان پر دو جنگی ہیلی کاپٹر پہلے سے موجود تھے جب کہ نیچے پندرہ کے قریب فوجی جیپیں اور کم از کم ساٹھ کے قریب پیدل فوجی کھیتوں کی سائیڈوں میں دوڑ رہے تھے۔

"وہ دیکھئے وہ فصل ہل رہی ہے۔ یہ لوگ وہاں ہیں" میجر ساٹھیا نے ایک کھیت میں موجود اونچی اونچی فصل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ یہ دوڑتے ہوئے مسلسل رخ بدل رہے ہیں تاکہ ممکنہ فائرنگ سے بچ سکیں" ۔۔۔ شاگل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب ان کا بچ نکلنا ناممکن ہے سر ۔۔۔ اب یہ کیسے اس گھیرے سے نکلیں گے" ۔۔۔ میجر ساٹھیا نے حتمی لہجے میں کہا۔

"دیکھو ۔۔۔ گھیرا تو واقعی سخت ہے" ۔۔۔ شاگل نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ان کا رخ اب زرعی فارم کی طرف ہو گیا ہے۔ یہ لازماً ادھر جائیں گے" ۔۔۔ میجر ساٹھیا نے جواب دیا۔

"یہ فارم کے گیٹ پر بھی کوئی آدمی کھڑا ہے" ۔۔۔ شاگل نے نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کوئی ادھیڑ عمر آدمی ہے" ۔۔۔ میجر ساٹھیا نے جواب دیا۔

اور پھر وہ دونوں یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ اچانک فصل میں سے ایک آدمی اچھل کر باہر نکلا۔ اور وہ سیدھا گیٹ پر کھڑے اس آدمی کی طرف دوڑ پڑا جو پہلے سے وہاں موجود تھا ۔۔۔ اس آدمی کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ گیٹ پر کھڑا آدمی اب اس کے آگے آگے دوڑ رہا تھا۔ اسی لمحے دوسرا آدمی بھی کھیت سے نکل کر ان کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگا۔

"اوہ پائلٹ۔ فارم کے اندر ہیلی کاپٹر اتار دو۔ جلدی فوراً" شاگل نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ادھر کا رخ کر لیا۔ ادھر ادھر دوڑتی ہوئی جیپوں کا رخ بھی اب فارم کی طرف ہی تھا۔ وہ تینوں افراد اب نظروں سے غائب ہو چکے تھے ۔۔۔ اور پھر جب شاگل کا ہیلی کاپٹر فارم کے وسیع صحن میں اترا تو فوجی جیپیں اس فارم کو چاروں طرف سے گھیر چکی تھیں۔ اور دوڑتے ہوئے کئی فوجی سپاہی

فارم کے گیٹ میں داخل ہو چکے تھے۔ ہیلی کاپٹر رکتے ہی شاگل اچھل کر سب سے پہلے نیچے اترا۔ اور اس طرف دوڑ پڑا جدھر وہ تینوں جاتے ہوئے دکھائی دیئے تھے ——— یہ فارم کی سائیڈ میں ایک کچا سا برآمدہ تھا۔ میجر ساٹھیا اس کے پیچھے تھا۔

"سر ——— یہ شخص یہاں بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ وہ دونوں غائب ہیں" ——— ایک فوجی نے ان کے وہاں پہنچتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"تلاشی لو۔ سارے فارم کی تلاشی لو۔ سارے فارم کو ادھیڑ کر رکھ دو" ——— شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

اور فوجی کچے برآمدے میں بنے ہوئے کمروں کے ساتھ ساتھ فارم کی باقی عمارت کی طرف بھی دوڑ پڑے۔

"اسے ہوش میں لاؤ۔ یہ وہی شخص ہے جو گیٹ پر کھڑا تھا" میجر ساٹھیا نے وہیں موجود دو فوجیوں سے کہا۔ اور انہوں نے اس آدمی کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں ——— اس آدمی کے سر پر ایک زخم سا تھا جس میں سے خون باہر نکل کر جم گیا تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ہوش میں آ گیا۔ اور اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں ——— شاگل کے اشارے پر دونوں فوجیوں نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ اور دوسرے لمحے شاگل نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپیڑ مارا۔

"بتاؤ سور کے بچے۔ وہ دو آدمی کہاں گئے ہیں" ——— شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں اور مجھ پر کس قانون کے تحت تشدد کر رہے ہیں۔ میرا نام ڈاکٹر لاکی ہے۔ اور میں پرائم منسٹر کا خصوصی ڈاکٹر ہوں" اس ادھیڑ عمر آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا بوڑھے گدھے۔ چاہے تم خود ہی پرائم منسٹر کیوں نہ ہو۔ بتاؤ ان دونوں آدمیوں کو تم نے کہاں چھپایا ہے وہ قومی مجرم ہیں" ——— شاگل نے غصے سے تقریباً ناچتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا معلوم۔ میں گیٹ پر کھڑا سب کارروائی کو دیکھ رہا تھا۔ کہ اچانک وہ گیٹ سے نکلے اور انہوں نے مشین گن کے زور سے مجھے اس برآمدے کی طرف دھکیلا ——— اور پھر یہاں آ کر انہوں نے میرے سر پر کسی چیز کا وار کیا اور میں بے ہوش ہو کر یہاں گر گیا۔ اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئے ہیں" ڈاکٹر لاکی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"سر۔ وہ دونوں کہیں موجود نہیں ہیں۔ نہ ہی وہ باہر گئے ہیں۔ ہم نے سارے کمرے چھان مارے ہیں" ——— ایک حوالدار نے آ کر مؤدبانہ لہجے میں میجر ساٹھیا کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ تو تم نے انہیں کسی خفیہ کمرے میں چھپا دیا ہے۔ بتاؤ کہاں ہیں وہ دونوں۔ ورنہ میں تمہاری ایک ایک بوٹی نوچ ڈالوں گا" ——— شاگل نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر لاکی کے بال پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں مجھے نہیں معلوم۔ تم لوگ چاہے سارے فارم

کو اکھاڑ دو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہاں کوئی خفیہ کمرہ نہیں ہے۔ اگر ہے تو کم از کم میرے علم میں نہیں ہے۔ جب میں نے یہ ساری ملحقہ اراضی خریدی تھی تو یہ فارم پہلے سے بنا ہوا تھا اور میں یہاں دوسرے تیسرے مہینے صرف فصلوں کو دیکھنے آجاتا ہوں پھر کسی مجرم سے کیا تعلق ہو سکتا ہے" ـــ ڈاکٹر لاکی اپنی بات پہ اڑا ہوا تھا۔

"سر۔ اس کے سر پہ واقعی کوئی سخت چیز ماری گئی ہے جس سے خاصا بڑا زخم آگیا ہے۔ اس لئے یہ مجھے بے قصور نظر آرہا ہے" ـــ میجر ساکھٹیا کو شاید ڈاکٹر لاکی کی بات پر یقین آگیا تھا۔ اور ویسے بھی ڈاکٹر لاکی اپنے لباس اور شخصیت سے خاصا معزز نظر آرہا تھا۔

"یہ ضرور ان کا ساتھی ہے۔ ورنہ وہ جن تو نہیں تھے کہ یک لخت غائب ہو گئے۔ ٹھیک ہے میں حکم دیتا ہوں کہ پورے فارم کو بموں سے اڑا دیا جائے" ـــ شاگل نے انتہائی تیز لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اس طرح سارے فارم کو بموں سے اڑا دینا کچھ معقول نہیں لگتا" ـــ میجر ساکھٹیا نے متذبذب لہجے میں کہا۔

"اگر وہ لوگ یہاں نہ ملے تو تم سب کو اس کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ سمجھے۔ تشدد کا بھی اور مالی نقصان کا بھی" ـــ ڈاکٹر لاکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میجر ساکھٹیا ـــ میں حکم دیتا ہوں کہ سارے فارم کو بموں سے

اڑا دو۔ اور ان دونوں کو زندہ یا مردہ ہر صورت میں برآمد کرو۔ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے یہاں آئے ہیں اور پھر غائب ہیں۔ وہ ہر صورت میں یہیں چھپے ہوئے ہیں" ـــ شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"سر۔ میرے خیال میں پہلے اس برآمدے اور کمروں کو تباہ کیا جائے۔ وہ ادھر آئے ہیں اور یہ بھی ادھر ہی بے ہوش پڑا ہوا ملا ہے ـــ اگر وہ یہاں سے برآمد نہ ہوئے تو پھر باقی فارم کو بھی تباہ کر دیں گے" ـــ میجر ساکھٹیا نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک فوجی برآمدے کے پیچھے کمرے سے بھاگتا ہوا آیا۔

"سر۔ سر ـــ یہاں ایک سرنگ موجود ہے" ـــ فوجی نے قریب آکر تیز لہجے میں کہا۔

"سرنگ ـــ کہاں" ـــ میجر ساکھٹیا اور شاگل دونوں ہی اس کی بات سن کر اچھل پڑے۔

"ادھر سر۔ کمرے میں۔ ہم نے جب دیواروں اور فرش کو چیک کیا تو ایک جگہ کھسک گئی۔ اور سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دیں۔ اس کے بعد سرنگ ہے پتلی سی ـــ اور سر وہاں دو آدمیوں کے دوڑنے کے قدموں کے نشانات بھی ہیں" ـــ فوجی نے جواب دیا۔

"ہوں ـــ تو تم نے انہیں سرنگ کے راستے فرار کرا دیا ہے۔"

اسے قابو میں رکھو اگر یہ بھاگنے کی کوشش کرے تو گولی مار دینا" شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر اس کمرے کی طرف دوڑ پڑا جدھر سے فوجی آیا تھا ——— میجر ساکھٹیا بھی اس کے ساتھ تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ سیڑھیاں اتر کر سرنگ میں داخل ہو گئے۔

"اوہ ——— یہاں تو ہوا بہت کثیف ہے" ——— شاگل نے ذرا سا اندر جاتے ہوئے کہا۔ اور میجر ساکھٹیا نے بھی سر ہلا دیا۔ کیونکہ وہ بھی ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے اس کا دم دبایا جا رہا ہو۔

"گیس ماسک منگواؤ جلدی" ——— شاگل نے واپس پلٹتے ہوئے کہا۔ اور میجر ساکھٹیا بھی اس کے ساتھ ہی پلٹ پڑا۔

"کوئی فوجی اندر تو نہیں ہے" ——— میجر ساکھٹیا نے کمرے میں موجود فوجیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"سر ——— دو فوجیوں نے اندر جانے کی کوشش کی تھی لیکن پھر وہ واپس لوٹ آئے وہ تقریباً نیم بے ہوش ہو چکے تھے۔ اور اگر آگے جاتے تو یقیناً ہوا کی کمی کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتے" ایک حوالدار نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

پھر میجر ساکھٹیا کے حکم پر چند لمحوں بعد ہی گیس ماسک مہیا ہو گئے۔ کیونکہ یہ ایمرجنسی سامان کے لحاظ سے جیپوں میں موجود تھے۔ یہ تعداد میں چھ تھے ——— اس لئے ایک میجر ساکھٹیا نے اور ایک شاگل نے اور چار دوسرے فوجیوں نے انہیں پہنا اور پھر وہ دوبارہ سرنگ میں داخل ہو گئے۔

اب سرنگ میں ان کے دوڑنے کی رفتار خاصی تیز تھی۔ کیونکہ

اب انہیں ہوا کی کثافت کا سامنا نہ تھا۔ پشت پر موجود گیس سلنڈر انہیں وافر مقدار میں آکسیجن مہیا کر رہے تھے۔

سرنگ شیطان کی آنت کی طرح طویل سے طویل تر ہوتی جا رہی تھی۔ اور چاروں فوجیوں نے جو مسلح ہو کر میجر ساکھٹیا اور شاگل سے آگے دوڑ رہے تھے، ٹارچیں جلا رکھی تھیں۔

دوڑتے دوڑتے یک لخت وہ رک گئے۔

"کیا ہوا" ——— شاگل نے اشارے سے پوچھا۔ کیونکہ وہ بول نہ سکتے تھے۔ فوجیوں نے ٹارچوں سے نیچے فرش کی طرف اشارہ کیا تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں کچے فرش پر ایسے نشانات موجود تھے جیسے یہاں دو آدمی گرے ہوں ——— اور اس کے بعد چار یا پانچ قدموں کے مزید نشانات آگے چلے گئے تھے۔

شاگل نے سر ہلاتے ہوئے انہیں آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر تھوڑا سا آگے جانے کے بعد سرنگ کا اختتام ہو گیا۔ اور سیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دیں ——— سیڑھیاں چڑھ کر جب وہ اوپر پہنچے تو وہاں بھی ایسا ہی ایک زرعی فارم تھا۔ لیکن یہ فارم خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ وہاں ایک جیپ کے باہر جانے کے نشانات موجود تھے۔

"اوہ ——— یہ لوگ نکل گئے" ——— شاگل نے گیس ماسک ہٹاتے ہوئے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— میرے خیال میں یہ راستے میں بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ پھر چار افراد اس فارم میں آئے اور انہیں اٹھا کر لے گئے

ہیں۔ کیونکہ قدموں کے نشانات سے ایسے ہی محسوس ہوتا ہے۔ میجر ساکھیلا نے جواب دیا۔

"اوپر فضا میں کوئی ہیلی کاپٹر موجود ہے"۔۔۔ شاگل نے چونک کر کہا۔

"ابھی معلوم کر لیتا ہوں"۔۔۔ میجر ساکھیا نے سائیڈ پر بیلٹ سے بندھے ہوئے ٹرانسمیٹر کو کھولتے ہوئے کہا۔

"اگر ہے تو اُسے حکم دے دو کہ وہ یہاں سے کافی فاصلے تک چیک کرے اور اگر کوئی جیپ نظر آئے تو اُسے روکے"۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سر۔ یہاں سے قریب ہی مین شاہراہ ہے جناب وہاں تو ہر وقت جیپیں اور کاریں چلتی رہتی ہیں"۔۔۔ ایک حوالدار نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ پھر ان کی تلاش فضول ہے۔ وہ نکل گئے ہیں۔ یہاں وہ ڈاکٹر موجود ہے۔ وہ یقیناً ان کا ساتھی ہے۔ وہ سب بتائے گا۔ واپس چلو"۔۔۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

اور وہ سب ایک بار پھر گیس ماسک لگا کر دوڑتے ہوئے واپس پہلے والے فارم میں پہنچے۔ لیکن جب وہاں پہنچ کر شاگل کو یہ اطلاع ملی کہ ڈاکٹر لاکی نے ان کے جاتے ہی فارم میں موجود ٹیلی فون پر پرائم منسٹر سے بات کی تو پرائم منسٹر نے انہیں فوری طور پر رہا کر دینے کا حکم دیا۔۔۔ اور ساتھ ہی حکم دیا ہے کہ جیسے ہی چیف آف سیکرٹ سروس پہنچیں ان سے کہیں کہ وہ مجھ سے بات کریں۔

"اوہ اوہ تو وہ نکل گیا۔ بہر حال وہ کہاں جائے گا۔ میں اُسے قبر تک نہ چھوڑوں گا"۔۔۔ شاگل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے کمرے میں موجود ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پرائم منسٹر ہاؤس کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس۔۔۔ سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل سپیکنگ۔ پرائم منسٹر صاحب سے بات کراؤ"۔۔۔ شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل ہونٹ چباتا ہوا خاموش ہو گیا۔

"یس"۔۔۔ چند لمحوں بعد پرائم منسٹر صاحب کی بھاری اور مخصوص آواز رسیور پر گونجی۔

"سر۔۔۔ میں شاگل بول رہا ہوں"۔۔۔ شاگل نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کرتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر شاگل۔۔۔ مجھے بریگیڈیئر رامن نے رپورٹ دی تھی کہ آپ نے فوج کو باقاعدہ طلب کیا ہے۔ اور گاندھی ٹاؤن۔ شاداب کالونی اور سنٹرل ٹاؤن میں فوج نے ایئر اور فیلڈ آپریشن کیا ہے۔ وہاں ایک ایک کوٹھی کی تلاشی لی گئی ہے۔۔۔ وہاں کے لوگوں نے اس بارے میں انتہائی شدید احتجاجات کئے ہیں۔ پھر سڑکوں پر فوجی جیپیں تباہ ہوئی ہیں۔ فضا میں جنگی ہیلی کاپٹروں نے گشت کی ہے۔ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ اور آپ نے ایسا کس کے حکم اور کس کی اجازت سے کیا ہے"

پرائم منسٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

اور ـــــ شاگل نے جواب میں پاکیشیا کے فارن ایجنٹوں کے تعاقب اور ان کی گرفتاری سے لے کر فرار اور پھر ان کا تعاقب اور فارم میں سرنگ تک جانے کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"ہوں ـــــ تو صرف دو ایجنٹوں کے لئے سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ فوج کو استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس کے باوجود وہ دو ایجنٹ آپ کے قابو میں نہیں آئے۔ یہ ہے آپ کی کارکردگی۔ میں آپ کی اس کارکردگی کا سختی سے نوٹس لوں گا ـــــ اور یہ بھی سن لیں کہ بریگیڈیئر رامن کو میں نے بغیر اجازت اتنا بڑا آپریشن دارالحکومت میں کرنے پر معطل کر دیا ہے" ـــــ پرائم منسٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ وہ ڈاکٹر لاکی کی وجہ سے نکل جانے میں کامیاب ہوئے ہیں سر۔ ڈاکٹر لاکی ان کا ساتھی ہے" ـــــ شاگل نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیونکہ بریگیڈیئر رامن کی معطلی کی اطلاع نے واقعی اس کے ہوش اڑا دیئے تھے۔

"آپ شاید ہوش میں نہیں ہیں مسٹر شاگل۔ آپ جانتے ہیں ڈاکٹر لاکی کون ہے۔ ڈاکٹر لاکی بین الاقوامی شہرت کے ڈاکٹر ہیں۔ وہ کافرستان کے انتہائی معزز آدمی ہیں۔ آپ ان پر الزام لگا رہے ہیں۔ جب کہ آپ نے خود دیکھا ہے کہ ان کے سر پر چوٹ لگا کر انہیں بے ہوش کیا گیا ہے۔ کیا اس قدر معزز آدمی۔ اپنے سر پر خود اس قدر شدید چوٹ لگا سکتا ہے" پرائم منسٹر صاحب نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مم ـــــ مم ـــــ مگر سر ـــــ وہ دونوں ......"

شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ انتہائی جذباتی آدمی واقع ہوئے ہیں۔ آپ نے پورے شہر میں صرف دو آدمیوں کو پکڑنے کے لئے تہلکہ مچا دیا ہے اور جب وہ ہاتھ سے نکل گئے تو آپ نے ایک معزز آدمی پر الزام لگا دیا۔ آپ فوراً یہ سب آپریشن بند کرائیں ـــــ اور مکمل رپورٹ تیار کر کے مجھے پیش کریں۔ اٹ از مائی آرڈرز۔ میں آپ کے بارے میں صدر مملکت سے بات کروں گا" ـــــ پرائم منسٹر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ شاگل نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر رکھا۔ اور باہر گیٹ کی طرف تھکے تھکے قدموں سے چل پڑا۔

"ہمارے لئے کیا حکم ہے سر" ـــــ میجر ساٹھیل نے پوچھا۔

"آپ لوگ واپس جائیں۔ پرائم منسٹر صاحب نے آپریشن کلوز کرنے کا حکم دیا ہے" ـــــ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس بار واقعی اس کی کارکردگی مایوس کن رہی ہے۔ اور اُسے معلوم تھا کہ اب صدر مملکت سے معافی مانگے بغیر کام نہیں چلے گا ـــــ ان دو ایجنٹوں نے حقیقت میں اسے ناکوں چنے چبوا دیئے تھے۔ کاش وہ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دیتا۔ لیکن اب تو وہ نکل ہی گئے تھے۔

حصہ اول ختم شد

زیرو اوور زیرو

حصہ دوم

چند باتیں

محترم قارئین ———— سلام مسنون

کہانی تو آپ پڑھ ہی رہے ہیں لیکن مجھے ملنے والے خطوط میں بعض خطوط اس قدر دلچسپ ہوتے ہیں کہ میری خواہش ہوتی ہے کہ آپ بھی اس دلچسپی میں شریک ہوں۔ ایسا ہی ایک خط ملاحظہ کیجئے۔

سمن آباد لاہور سے لبنیٰ اشرف صاحبہ کہتی ہیں "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ لیکن آپ سے ایک شکایت بھی ہے کہ آپ نے عمران کو کچھ زیادہ ہی کٹھور بنا دیا ہے۔ ہم آپ سے یہ تو نہیں کہتے کہ عمران جولیا سے رومانی قسم کے ڈائیلاگ بولا کرے یا ناول جاسوسی اور ایکشن کی بجائے رومانس ہو۔ لیکن کبھی کبھی عمران کو بھی یہ تاثر دینا چاہئے کہ وہ بھی جولیا میں اتنی ہی دلچسپی لیتا ہے جتنی جولیا اس میں لیتی ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ آپ بھی تنویر کی طرح عمران کے رقیبوں میں شامل ہیں اور جب آپ جولیا کو پر کٹی کبوتری اور بوڑھی میم جیسے القابات سے نوازتے ہیں تو دل چاہتا ہے کہ ملتان آکر آپ کو سبق سکھا دوں لیکن مجبوری ہے کہ اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو عمران سیریز کون لکھے گا کیونکہ دوسرے مصنفوں کے لکھے ہوئے عمران سیریز ہمیں پسند ہی نہیں آتے۔ لہذا ہم آپ سے درخواست ہی کر سکتے ہیں کہ پلیز آپ ہماری تھوڑی سی پسند کا خیال رکھا کریں"۔

لبنیٰ اشرف صاحبہ کا خط آپ نے پڑھ لیا۔ میں تو اتنا ہی عرض کر سکتا ہوں کہ اگر عمران مجھے رقیب سمجھتا تو آپ کو مجھے سبق سکھانے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ عمران خود ہی اپنے رقیبوں کو سبق سکھانے میں ماہر ہے۔ لیکن مسئلہ تو یہی ہے کہ عمران سوائے تنویر اور ایکسٹو کے اور کسی کو رقیب ہی نہیں سمجھتا۔ ورنہ عمران کی زندگی مجرموں کی بجائے قارئین کو سبق سکھانے میں ہی گزر جاتی۔ اس لئے فی الحال معاملہ ان دونوں تک ہی محدود رہنے دیجئے۔ اسی میں ہم سب کا بھلا ہے۔

راولپنڈی سے اسلم حیات صاحب نے لکھا ہے۔ "نئے ناول "زاراک" اور "برائٹ سٹون" دونوں ہی بے حد پسند آئے ہیں۔ خاص طور پر برائٹ سٹون تو بے حد دلچسپ اور شاندار ناول ثابت ہوا ہے۔ عمران اور میجر پرمود کے درمیان ہونے والے مقابلے نے ایسی کیفیت پیدا کر دی تھی کہ جب تک ہم نے ناول کا آخری لفظ تک نہ پڑھ لیا اس وقت تک ہمارا سانس لینا بھی دوبھر رہا۔"

محترم اسلم حیات صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ برائٹ سٹون میں دراصل مقابلہ تیزی، پھرتی اور ذہانت کا تھا اور میجر پرمود اور عمران دونوں ہی ان معاملات میں ایک دوسرے سے کم نہیں ہیں اس لئے یقیناً یہ مقابلہ دلچسپ ثابت ہونا ہی تھا۔

قصور محلہ محمد نگر سے مشیر احمد بلوچ صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں کا باقاعدہ قاری ہوں اور میرے خیال میں اب آپ کے ناولوں کی تعریف لکھنا بے معنی سی ثابت ہو گئی ہے کیونکہ اب آپ کسی قسم کی تعریف کے محتاج نہیں

رہے۔ آپ کے تمام ناول مجھے پسند آتے ہیں البتہ ایک شکایت ضرور ہے سیکرٹ سروس ہونٹ بھینچنے اور عمران سمیت سب لوگ بیہوش زیادہ ہونے لگ گئے ہیں۔ ایک ناول میں کم از کم پچاس مرتبہ تو ضرور بیہوش ہوتے ہوں گے اس کے باوجود اس بار بار کی بیہوشی سے ان کے ذہنوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیا عمران کوئی ایسا آلہ یا گیس ایجاد نہیں کر سکتا کہ جس سے وہ اور سیکرٹ سروس سرے سے بیہوش ہی نہ ہو سکیں"۔

محترم مشیر احمد بلوچ صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ہونٹ بھینچنے کا تعلق ہے تو شاید ان کا خیال ہو کہ ہونٹ بھینچنے سے ہونٹوں کی ورزش ہو جاتی ہے اور ورزش تو آپ کو معلوم ہے بہرحال فائدہ مند ہی ہوتی ہے۔ چاہے ہونٹوں کی ہو یا جسم کے کسی بھی حصے کی۔ باقی رہی ان کے بار بار بیہوش ہونے کی بات۔ تو بیہوشی بھی ایک قسم کا علاج ہوتا ہے۔ مسلسل ذہنی دباؤ کے دوران بیہوشی کے وقفے یقیناً ذہن کو آرام دینے کا باعث بنتے ہوں گے اس لئے آپ کو اصل میں یہ شکایت ہونی چاہئے تھی کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اب کام چور ہوتی جا رہی ہے کہ ذہنی کام کم کرتی ہے اور بیہوش ہو کر آرام زیادہ کرنے لگ گئی ہے

ساہیوال سے عالیہ سسٹرز لکھتی ہیں۔ "آپ جس طرح اپنے ناولوں میں انگریزی کے الفاظ کافی تعداد میں شامل کرتے ہیں اس طرح اگر آپ علاقائی زبانوں کے الفاظ بھی لگا دیا کریں تو اس سے قومی اتحاد میں بھی اضافہ ہوگا اور قارئین علاقائی زبانوں کے الفاظ سے بھی واقفیت حاصل کر سکیں گے اسی طرح ماحولیات کا مسئلہ بھی انتہائی سنگین ہو چکا ہے۔ آپ کی بات پر آپ کے لاکھوں قارئین یقیناً دل و جان سے عمل کریں گے اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ اپنے ہر قاری کو ہدایت کر دیں کہ وہ کم از کم ایک درخت ضرور لگائے"۔

عالیہ سسٹرز صاحبات! خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ناولوں میں علاقائی زبانوں کے الفاظ شامل کرنے کی بات ہے تو شاید آپ نے اس امر کی طرف توجہ نہیں کی کہ اردو میں تو علاقائی زبانوں کے لاتعداد الفاظ پہلے سے ہی موجود ہیں جو اردو کا حصہ بن چکے ہیں۔ اردو تو ہے ہی مختلف زبانوں کے الفاظ کے مجموعے کا نام۔ اس لئے تو یہ زبان بین الاقوامی طور پر بے حد فروغ پا رہی ہے کیونکہ ہر زبان کا لفظ اس میں استعمال ہوتا ہے اور اس کا حصہ بن جاتا ہے۔ باقی رہی درخت لگانے والی بات تو اس کا حکم تو ہمارے دین نے بھی دیا ہے اور اسے صدقہ جاریہ قرار دیا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ قارئین اس صدقہ جاریہ کی طرف ضرور توجہ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کس قدر رحیم ہے کہ ایک درخت لگائے اور اس کی تھوڑا عرصہ پرورش کرنے کے بعد آدمی تو فارغ ہو جاتا ہے لیکن جب تک وہ درخت یا اس کی لکڑی کسی بھی شکل میں انسان کے لئے کارآمد رہتی ہے تب تک اس کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے۔ یہ ایسا صدقہ ہے جس کا ثواب مسلسل جاری رہتا ہے"۔

ملک وال سے آصف اقبال صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول حشرات الارض مجھے بے حد پسند آیا ہے لیکن میں سوچتا ہوں کہ اگر عمران ان خوفناک حشرات الارض کا خاتمہ ان کی نمائش کے دوران ہی کر دیتا تو یقیناً اسے بعد میں اس قدر تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔ کیا میرا یہ خیال درست ہے؟"

محترم آصف اقبال صاحب۔ آپ کا خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا

بے حد شکریہ - حشرات الارض کا خاتمہ اگر نمائش میں ہی ہو جا
یقیناً عمران کو بعد میں کوئی مشکل پیش نہ آتی - آپ کا خیال واقعی د
ہے - لیکن پھر ایکسٹو عمران کو معاوضے کا چیک کیسے دیتا اور اگر ا
معاوضے کا چیک نہ ملے تو آغا سلیمان پاشا نے عمران کو جس مشکل میں
ڈالنا ہے اُسے آپ بھی بہتر سمجھتے ہیں۔
اب اجازت دیجیے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

رضیہ کی آنکھیں کھلیں تو وہ پہلے چند لمحے تو حیرت سے ادھر ادھر دیکھتی رہی پھر بری طرح چونک کر اٹھ بیٹھی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں ـــ اُسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ وہ اپنے فلیٹ کی بجائے کہاں پہنچ گئی ہے - یہ کمرہ اس کے لئے قطعی اجنبی تھا۔ اُسے اتنا یاد تھا کہ وہ اپنے فلیٹ میں بیٹھی تھی کہ اچانک دروازے کے کی ہول سے اُسے سفید رنگ کا دھواں سا نکلتا دکھائی دیا ـــ وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ یہ دھواں کیسا ہے کہ اچانک اس کا ذہن گھومنے لگا - اور پھر دوسرے لمحے اس کے ذہن پر تاریکی کا دبیز پردہ سا پڑ گیا تھا ـــ اور اب اس کی آنکھ اس عجیب و غریب قسم کے کمرے میں کھلی تھی۔

رضیہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی - کمرے کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ فرش پر سرخ رنگ کا قالین بچھا ہوا تھا۔ اور کمرے کا اکلوتا دروازہ

بند تھا۔ وہ تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی
اس نے ہینڈل گھما کر اُسے کھولنا چاہا۔ لیکن دروازہ باہر سے لاک
تھا ۔۔۔ رضیہ نے کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ باہر برآمدہ اور اس
کے بعد ایک وسیع صحن اور آخر میں اونچی سی دیوار نظر آ رہی تھی۔
"اوہ ۔۔۔ یہ میں کہاں آ گئی ہوں" ۔۔۔ رضیہ نے پیچھے مڑ کر
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے اُسے باہر سے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ دروازے
کی طرف دیکھنے لگی۔ چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز سنائی دی اور دروازہ
کھل گیا ۔۔۔ دوسرے لمحے رضیہ بُری طرح چونک پڑی۔ کیونکہ
دروازے میں مارگریٹ موجود تھی۔ وہی مارگریٹ جو اس کے منگیتر
نعیم کے باس کی لڑکی تھی اور جس نے اُسے نعیم کا پیغام لا دیا تھا۔
"تم ۔۔۔ تم مارگریٹ یہاں۔ یہ میں کہاں ہوں" ۔۔۔ رضیہ نے
بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مس رضیہ ۔۔۔ میرا پورا تعارف ابھی تم سے نہیں ہے۔ میرا
تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے۔ ہم نے یہ سارا کھیل اس
لئے کھیلا تھا کہ نعیم نے ہمیں بتایا تھا کہ اس کی منگیتر کا تعلق بھی
کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے۔ لیکن ہمیں یقین نہ آیا تھا۔ اس
لئے ہم نے یہ ڈرامہ کھیلا ۔۔۔ اور اب ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ
نعیم تمہارے ذریعے کافرستان سیکرٹ سروس کے راز حاصل
کرتا ہے۔ اور اُسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے کر دیتا
ہے" ۔۔۔ مارگریٹ نے جو درحقیقت جولیا تھی آگے بڑھتے ہوئے

کہا۔ اس کے اندر آ جانے کے بعد دروازہ ان کی پشت پر خودبخود
بند ہو گیا تھا۔

"کیا بکواس ہے۔ اگر مجھے نعیم کے بارے میں معلوم ہوتا
تو میں چیف سے بات کیوں کرتی۔ احمق لڑکی۔ فوراً مجھے یہاں سے
لے چلو ۔۔۔ ورنہ تمہارا باس تمہیں گولی مار دے گا" ۔۔۔ رضیہ
نے غراتے ہوئے کہا۔

"باس سے بات بعد میں ہو گی۔ اُسے ہم بتائیں گے کہ کس طرح
انہیں ہی تمہارے ذریعے بلیک میل کیا جا رہا ہے۔ تم پاکیشیا کی ایجنٹ
ہو ۔۔۔ جب کہ باس تمہیں کافرستان سیکرٹ سروس کا ایجنٹ سمجھتا
ہے۔ تم ڈبل کراس کر رہی ہو" ۔۔۔ جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میرا کسی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ ہی کافرستانی
سیکرٹ سروس سے اور نہ ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے۔ میرا
تعلق صرف شاگل سے ہے" ۔۔۔ رضیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صرف باس سے کیسے ہو سکتا ہے" ۔۔۔ جولیا نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ مجھے پسند کرتا ہے۔ اور میں اُسے۔ سنو۔ میں تمہیں تفصیل
بتاتی ہوں تاکہ تمہارا شبہ دور ہو سکے۔ میرے رشتہ دار مسٹر عالم
کا دفتر اُسی بلڈنگ میں ہے جہاں تمہارے چیف باس کا دفتر ہے۔
جب مجھے معلوم ہوا کہ شاگل سیکرٹ سروس کا چیف ہے تو مجھے
اس سے ملنے کا بے حد اشتیاق ہوا ۔۔۔ کیونکہ میں نے سیکرٹ
سروس کے بارے میں بڑی کہانیاں پڑھ رکھی تھیں۔ اور یہ لوگ میرے

آئیڈیل تھے۔ چنانچہ ایک روز ہمت کر کے میں ان سے ملنے چلی گئی۔ لیکن انہوں نے اپنے سیکرٹ سروس سے متعلق ہونے سے انکار کر دیا۔ لیکن میں جانتی تھی کہ سیکرٹ سروس والے اپنے بارے میں کبھی اقرار نہیں کرتے اس لئے میں نے پرواہ نہ کی اور ملاقاتیں کرتی رہی ——— پھر تمہارے چیف اور میرے درمیان دوستی ہو گئی۔ پھر انہوں نے اقرار کر لیا کہ وہ واقعی سیکرٹ سروس کے چیف ہیں۔ چنانچہ وہ میرے خوابوں کے ہیرو بن گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ مجھے اپنی سروس میں شامل کر لیں ——— لیکن انہوں نے کہا کہ مجھ میں ایسی صلاحیتیں موجود نہیں ہیں۔ چنانچہ میں خاموش ہو گئی۔ لیکن میرے تعلقات شاگل سے بدستور رہے۔ وہ مجھ پر جان چھڑکتا تھا۔ اور میں بھی اس کا ہر حکم مانتی تھی ——— کیونکہ بہرحال وہ ایک بہت بڑا آدمی ہے۔ بس اس سے زیادہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے" ——— رضیہ نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے جس طرح مخصوص نمبروں پر فون کیا۔ اپنا کوڈ نمبر بتایا۔ اور دوسری طرف سے تم سے ایسا سلوک کیا گیا جیسے تم خود سیکرٹ سروس کی چیف ہو ——— اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تم کسی بڑے عہدے کی مالک ہو" ——— جولیا نے کہا۔ اور رضیہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"کسی مرد کے لئے سب سے بڑا عہدہ یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنی عورت کو عزت و وقار دے۔ چنانچہ شاگل نے مجھے اپنی سیکرٹ سروس میں اپنی خاص عورت کے طور پر ظاہر کیا ——— اور سب کو حکم دیا کہ وہ مجھے میڈم کہیں اور میری عزت کریں اور یہ نمبر اس نے خود دیئے تھے تاکہ میں کافرستان آنے سے پہلے اس سے بات کر لوں۔ تاکہ

اگر وہ کسی مہم میں مصروف ہو تو میرے لئے خاص طور پر وقت نکال سکے۔ تم اپنے باس سے خود بات کر لو یا پھر میری بات کرا دو۔ پھر دیکھنا کہ وہ کیا کہتا ہے ——— مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں اس بات کی عبرت ناک سزا دے گا۔ کہ تم نے اس کی خاص عورت پر شبہ کیا ہے" ——— رضیہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اپنے چھوٹے باس سے مشورہ کر لوں۔ پھر جو حکم وہ دے گا۔ تم اس وقت تک یہیں رہو گی۔ سمجھیں۔ اور یہ بھی سن لو کہ تم چاہے لاکھ کوشش کر دیہاں سے فرار نہیں ہو سکتیں۔ اور ہم شبہ میں تمہیں گولی بھی مار سکتے ہیں ——— ہاں اگر باس نے حکم دیا۔ اور تمہاری کہانی کی تصدیق کر دی تو پھر تم ہمارے لئے بھی قابلِ احترام ہو گی" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے بھاگنے کی۔ میں کوئی ایجنٹ یا مجرم تو نہیں ہاں یہ بتاؤ کہ نعیم کیا واقعی پھنسا ہوا ہے۔ سنو۔ مجھے اس سے سچی محبت ہے ——— تعلقات اور بات ہوتی ہے۔ محبت اور بات ہوتی ہے" ——— رضیہ نے کہا۔ اور جولیا اس کی منطق سن کر بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم فکر نہ کرو۔ تمہاری سچی محبت محفوظ ہے" ——— جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور مڑ کر دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔

رضیہ خاموش کھڑی رہی۔ جب باہر سے دروازہ بند ہو گیا تو وہ دیوار سے پشت لگا کر قالین پر بیٹھ گئی۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے ——— کیونکہ اسے یقین تھا کہ جیسے

ہی شاگل کو اس کے متعلق اطلاع ملے گی وہ اُسے فوری طور پر آزاد کرا دے
گا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ شاگل اُسے دیوانہ وار چاہتا ہے۔
اُسے وہاں بیٹھے جب کافی دیر گزر گئی اور کوئی دوبارہ اس طرف نہ
آیا تو وہ اٹھ کر دوبارہ دروازے کی طرف بڑھی۔ اس نے اس امید پر
کی ہول سے آنکھ لگا دی کہ شاید باہر کوئی آدمی موجود ہو تو وہ اس سے
پانی کے لئے کہے۔ کیونکہ اُسے اب سخت پیاس محسوس ہو رہی تھی ــــ لیکن
دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بُری طرح چونک پڑی کہ سامنے میدان میں
کھڑی سرخ رنگ کی ایک کار سے ایک عورت اتری اور تیز تیز قدم
اٹھاتی ایک سائیڈ پر بڑھنے لگی ــــ لیکن رضیہ کی آنکھیں حیرت کی
زیادتی سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ کیونکہ وہ عورت وہ خود تھی۔ بالکل
اُس جیسی۔ اس کا قد و قامت۔ شکل و صورت۔ ہیر سٹائل بالوں کا رنگ
چلنے کا انداز۔ سب کچھ بالکل اس کے اپنے جیسا تھا ــــ وہ عورت
چند لمحوں بعد ہی اس کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ لیکن رضیہ کا جسم
حیرت کی شدت سے وہیں ساکت ہو گیا۔ اس کی سمجھ میں یہ سارا چکر نہ
آ رہا تھا ــــ اور پھر جیسے اچانک ذہن میں کوئی چھماکا سا ہوتا ہے۔ اس
طرح اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور وہ بُری طرح اچھل پڑی۔ اُسے
سیکرٹ سروس کے بارے میں پڑھی ہوئی ساری کہانیاں یاد آ گئیں
اور وہ سمجھ گئی کہ یہ عورت اس جیسا میک اپ کر کے لازماً شاگل کو دھوکہ
دے گی ــــ اور شاگل اُسے رضیہ سمجھ کر سب کچھ بتا دے گا۔ گو اس
کا تعلق کافرستان سے نہ تھا۔ لیکن اس کے ذہن میں اپنے ساتھ ہونے
والے اس قسم کے دھوکے سے چنگاریاں سی اڑنے لگیں۔ اب اُسے

خیال آ رہا تھا کہ یہ مارگریٹ بھی بالکل اُسی کے قد و قامت کی ہے۔ تقریباً
ملتا جلتا جسم ہے۔
"میں شاگل کو اس دھوکے سے ضرور آگاہ کروں گی" ــــ رضیہ نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ یہاں سے رہا کیسے ہو۔ وہ تیزی سے
آگے بڑھی۔ اور اس نے ایک بار پھر ہینڈل دبایا۔ لیکن دروازہ باہر سے
بند تھا ــــ وہ کچھ دیر سوچتی رہی۔ اُسے یہ تو یقین آ گیا تھا کہ وہ اُسے
اس وقت تک باہر جانے کی اجازت نہ دیں گے جب تک شاگل سے
وہ اپنا مقصد پورا نہ کرا لیں اور شاید ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اس
عورت کو مستقل اس کے میک اپ میں رکھ کر شاگل کو احمق بناتے رہیں۔
ایسی صورت میں لازماً وہ اُسے مار ڈالیں گے اور اس کی لاش گم کر دیں
گے تاکہ کسی کو اس فراڈ کا پتہ نہ چل سکے ــــ اس خیال کے آتے ہی
اُسے سخت بے چینی سی محسوس ہونے لگی۔ وہ کافی دیر تک دروازہ کھولنے
کی ترکیبیں سوچتی رہی۔ لیکن کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں ہی نہ آ رہی تھی۔ وہ
کمرے میں بے چینی سے ٹہلنے لگی ــــ اور پھر اچانک ایک خیال اس
کے ذہن میں آیا۔ تو اس نے جلدی سے جھک کر پیر میں پہنے ہوئے
بوٹ کا تسمہ کھولنا شروع کر دیا۔ اس کی شروع سے عادت تھی کہ وہ پیروں
میں مردانہ بوٹ پہنتی تھی۔ اس طرح وہ اپنے آپ کو نفسیاتی طور پر بڑا
محفوظ محسوس کرتی تھی ــــ اس نے تسمہ کھولا اور پھر اسے بوٹ سے
علیحدہ کر کے وہ دروازے کی طرف بڑھی۔ تسمے کے سرے پر
خاصا لمبا کلپ چڑھا ہوا تھا۔ لیکن وہ بے حد سخت ہونے کی بجائے

قدرے نرم تھا۔ رضیہ نے اس کلپ کو کی ہول میں ڈال کر اُسے دائیں
طرف دھاگے کی مدد سے دھکیلنا شروع کر دیا۔ کیونکہ کی ہول سے آنکھ
لگاتے ہوئے اس نے چیک کیا تھا کہ چابی گھومنے کا سوراخ دائیں طرف
تھا ــــ کلپ اس سوراخ میں چلا گیا۔ تو رضیہ نے تسمے کے دھاگے
کو مروڑنا شروع کر دیا۔ وہ مسلسل اُسے مروڑ کر پھر ذرا سا جھٹکا دیتی لیکن
جب دھاگہ باہر آنے لگتا تو وہ اُسے مخالف سمت میں مروڑنے لگتی
چند لمحوں بعد جب اس نے اُسے جھٹکا دیا تو تسمے میں کھچاؤ سا محسوس ہوا
ایسے لگتا تھا جیسے کلپ کسی چیز میں پھنس گیا ہو ــــ رضیہ کے چہرے
پر مسرت کے آثار نمایاں ہوئے۔ اس نے دھاگے کو آہستہ آہستہ
کھینچنا شروع کیا۔ اور تسمہ تن سا گیا۔ رضیہ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
تسمے کو زور سے جھٹکا دیا ــــ وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہی تھی کہ
اس سادہ سی ترکیب سے تالا کھل جائے۔ اور پھر جیسے ہی اس نے جھٹکا
دیا۔ اس کا دل یک لخت خوشی سے اچھل پڑا۔ کیونکہ جھٹکا دیتے ہی ہلکی سی
کھٹاک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ تسمہ باہر آ گیا۔
رضیہ نے جلدی سے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اُسے دبایا تو دروازہ کھلتا
گیا ــــ رضیہ نے جھک کر تسمے کو دوبارہ بوٹ کے دو تین
سوراخوں میں ڈالا اور اُسے کس کر باندھ دیا۔ باقی سوراخ اس نے
خالی چھوڑ دیئے۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ اچانک کوئی آنہ جائے۔ یہ
تسمہ بھی اس نے اس لئے باندھا تھا کہ بغیر تسمہ بندھے بوٹ کھل گیا
تھا اور اس طرح اُس سے بھاگا نہ جاتا۔
تسمہ باندھنے کے بعد اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور

سر باہر نکال کر جھانکا۔ باہر برآمدہ اور سامنے صحن بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔
کوئی آدمی بھی موجود نہ تھا۔ وہ آہستہ سے باہر نکل آئی۔ سامنے موجود
پھاٹک بند تھا ــــ اور دیواریں بھی سپاٹ اور اونچی تھیں۔ لیکن
اس وقت اُسے کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔ چنانچہ دروازے سے
باہر نکلتے ہی وہ یک لخت سامنے پھاٹک کی طرف دوڑنے کے
بائیں طرف برآمدے میں ہی دوڑتی گئی ــــ اس نے سوچا تھا کہ
دیوار کے قریب پہنچ کر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑتی ہوئی آگے
بڑھے گی۔ لازماً کہیں نہ کہیں ایسی جگہ ہو گی جہاں سے وہ دیوار
پر چڑھ کر دوسری طرف کود سکتی ہے ــــ کیونکہ بائیں طرف
برآمدے کے اختتام پر اُسے بیرونی دیوار نظر آئی تھی جب کہ
دائیں طرف برآمدہ آگے جا کر گھوم گیا تھا۔ اس لئے اس نے
بائیں طرف دوڑنے کا فیصلہ کیا تھا ــــ برآمدے کے اختتام
پر جب وہ دیوار کے پاس پہنچی تو یک لخت ٹھٹھک کر رک گئی۔ دیوار
بالکل سپاٹ اور خاصی اونچی تھی۔ اور کوئی ایسا ذریعہ اُسے نظر نہ آ
رہا تھا جس سے وہ اس قلعے کی فصیل جیسی اونچی دیوار پر چڑھ سکتی۔
اچانک اُسے ایک خیال آیا تو وہ برآمدے کے ستون سے چمٹ
گئی ــــ اور پھر اس نے اس طرح اوپر چڑھنا شروع کر دیا جیسے
کھجور اتارنے والے کھجور کے درخت پر چڑھتے ہیں۔ وہ بچپن میں
اپنے ایک انکل کے ہاں ٹھہرنے جاتی تھی۔ جن کے کھجوروں کے
باغ تھے اور اُسے ان درختوں پر چڑھنے والے بہت اچھے لگتے
تھے ــــ اس لئے اس نے ان سے باقاعدہ کھجور پر چڑھنے کا

فن سیکھا تھا۔ اور پھر وہ اس میں اس قدر ایکسپرٹ ہو گئی تھی کہ بغیر رسی کے وہ اس طرح ہاتھوں اور پیروں کی مدد سے اونچی سے اونچی کھجور پر چڑھ جاتی تھی ـــــ گو یہ ستون بالکل گول اور پھسلواں تھا لیکن چونکہ اُسے اوپر چڑھنے کا ڈھنگ آتا تھا۔ اس لئے تھوڑی سی کوشش سے وہ ستون پر چڑھ کر اتنی اونچی چلی گئی کہ اس کا ہاتھ اوپر برآمدے کی منڈیر پر پڑ سکتا تھا ـــــ اس نے پہلے ایک ہاتھ منڈیر پر جمایا پھر دوسرا۔ اور خود وہ منڈیر سے لٹک سی گئی۔ اُسی لمحے اسے عمارت کے اندر سے ہلکا سا سائرن بجنے کی آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گئی کہ اُسے کسی طرح سے دیکھ لیا گیا ہے ـــــ چنانچہ اپنی جان بچانے کے لئے اس کے بازوؤں میں یک لخت بے پناہ قوت سی بھر گئی۔ اس نے پوری قوت سے زور لگاتے ہوئے بازوؤں کے بل اپنے جسم کو اوپر اٹھایا اور پھر وہ ہانپتی ہوئی برآمدے کی چھت پر چڑھ جانے میں کامیاب ہو گئی۔

اب اُسے نیچے برآمدے میں کسی کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ تو وہ جلدی سے اٹھ کر سائیڈ کی طرف بڑھی۔ یہاں بھی سائیڈ کی دیوار کچھ اونچی تھی ـــــ لیکن اتنی اونچی نہ تھی کہ اس کے بس سے باہر ہو جاتی۔ وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی پنجوں کے بل اچھلی اور پھر ہائی جمپ کے سے انداز میں چھلانگ لگانے کے نتیجے میں اس کے دونوں ہاتھ دیوار کے سرے پر جم گئے ـــــ اور اس نے ایک بار پھر اپنے جسم کو بازوؤں کے بل اوپر اٹھانے کی کوشش شروع کر دی۔

"رک جاؤ ـــــ ورنہ گولی مار دوں گا" ـــــ اچانک ایک چیختی ہوئی آواز اُسے عقب سے سنائی دی۔

اُسی لمحے اس نے پوری قوت سے اپنے جسم کو اوپر کی طرف جھٹکا دیا اور اس کا جسم یک لخت فضا میں قلابازی کھا گیا۔ اور پھر دیوار اس کے ہاتھوں سے نکل گئی ـــــ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں اُسے احساس ہو گیا کہ وہ بہت اونچی دیوار سے دوسری طرف نیچے گر رہی ہے۔ یہ بلندی اس قدر زیادہ تھی کہ نیچے جاتی ہوئی سڑک اُسے بہت دور محسوس ہوئی ـــــ دوسرے لمحے اس کے حلق سے خود بخود ایک زوردار چیخ نکلی۔ اس کا جسم اس قدر تیزی سے گہرائی میں گر رہا تھا کہ اس کا ذہن بُری طرح چکرانے لگا۔ اور پھر ایک زوردار دھماکے سے اس کا جسم کسی چیز سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی سی چھا گئی۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو دو آدمی حیرت سے اُسے یوں دیکھ رہے تھے جیسے وہ کسی عجوبے کو دیکھ رہے ہوں۔ ان دونوں کے جسموں پر لباس ایسا تھا جیسے وہ کسی ٹرک کے ڈرائیور ہوں۔

"مم ـــــ میں کہاں ہوں" ـــــ رضیہ نے کراہتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر بیٹھنے لگی۔ دوسرے لمحے اُسے یہ محسوس کر کے خوشگوار سی حیرت ہوئی کہ اس کا جسم نہ صرف صحیح سلامت تھا بلکہ کہیں اُسے درد بھی محسوس نہ ہو رہا تھا۔

"آپ ہمارے ٹرک میں ہیں مس صاحبہ ـــــ لیکن آپ اوپر کیسے پڑھ آئیں اور پھر آپ تو سو رہی تھیں" ـــــ ایک آدمی نے انتہائی

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹرک میں" ـــــ رضیہ نے بری طرح چونک کر کہا۔ اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ دوسرے لمحے اس پر انکشاف ہوا کہ وہ کپڑوں کے بڑے بڑے بنڈلوں پر پڑی ہوئی ہے۔ یہ استعمال شدہ کپڑے تھے۔

"اوہ ـــــ خدا کا شکر ہے کہ میں بچ گئی۔ مجھے غنڈے ـــــ زبردستی اٹھا کر ایک عمارت میں لے گئے تھے۔ اس کی دیواریں اونچی تھیں۔ میں اپنی عزت بچانے کے لئے ان سے لڑتی ہوئی چھت پر آئی ـــــ اور پھر جب وہ مجھے پکڑنے لگے تو میں نیچے سڑک پر کود گئی میں اپنے طور پر اپنی عزت بچانے کے لئے جان پر کھیل گئی تھی لیکن خدا مجھے بچا لیا" ـــــ رضیہ نے نئی کہانی سناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تو جب ٹرک کے پیچھے دھماکہ سا ہوا تھا تو آپ کود دی تھیں ہم نے سمجھا کہ کوئی جمپ لگ ہے۔ بہرحال جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے" ـــــ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ رضیہ کی کہانی سے بے حد متاثر معلوم ہو رہا تھا۔

"میں کہاں ہوں" ـــــ رضیہ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ لانڈری کے ٹرک پر ہیں۔ یہ برائٹ واشس لانڈری کا ٹرک ہے۔ ہم نے جب بنڈل اتارنے کے لئے ٹرک کا پچھلا حصہ کھولا تو آپ یہاں پڑی تھیں" ـــــ ڈرائیور نے جواب دیا۔

"اوہ پلیز۔ وہ غنڈے میرے پیچھے ہوں گے۔ آپ پلیز کسی کو نہ بتا

اور مجھے ٹیکسی لا دیں۔ پلیز۔ ورنہ وہ مجھے مار ڈالیں گے" ـــــ رضیہ نے رونے والے انداز میں منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مس صاحبہ ـــــ کس کی جرأت ہے کہ وہ اب آپ پر ہاتھ اٹھا سکے۔ ویسے آپ کا خیال درست ہے کہ لانڈری والوں کو بھی آپ کا پتہ نہیں چلنا چاہیئے۔ ورنہ ہو سکتا ہے غنڈے یہاں بھی پوچھتے ہوئے آئیں ـــــ آپ ایسا کریں ایک کونے میں ہو جائیں۔ ہم بنڈل نیچے اتار کر پچھلا حصہ بند کر دیں گے۔ اور پھر جب ٹرک لانڈری سے باہر چلا جائے گا تو ہم کسی مناسب جگہ پر آپ کو ٹیکسی پر بٹھا دیں گے" ـــــ ڈرائیور نے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں مخصوص چمک سی ابھر آئی تھی۔

"بنڈل اتارو رشید۔ جلدی" ـــــ ڈرائیور نے دوسرے ساتھی سے کہا جو اب تک خاموش کھڑا تھا۔ اور اس نے سر ہلاتے ہوئے بنڈل اٹھا اٹھا کر نیچے پھینکنے شروع کر دیئے۔ جب کہ ڈرائیور کود کر نیچے اتر گیا تھا ـــــ رضیہ ایک خالی کونے میں کھڑی ہو گئی۔ جب سب بنڈل نیچے پھینک دیئے گئے تو وہ بنڈل پھینکنے والا رضیہ کو معنی خیز نظروں سے دیکھتا ہوا نیچے کود گیا۔ اور اس کے بعد اس نے پچھلا حصہ بند کرنے کے لئے تختے جوڑنے شروع کر دیئے ـــــ رضیہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد ٹرک میں حرکت ہوئی اور وہ مڑنے لگا۔ اُسی لمحے کیبن والے حصے اور ٹرک کی باقی باڈی کی درمیانی دیوار میں موجود ایک چوکھٹا سا ذرا سا ہٹ گیا ـــــ رضیہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے ساتھ کان لگا دیئے۔

"لڑکی بڑی زوردار ہے رشید ــــــ میں اُسے استاد بچھو کے ڈیرے پر لے جاؤں گا۔ وہاں مال پانی بھی مل جائے گا اور لڑکی بھی فرار نہ ہو سکے گی۔ خوب عیش کریں گے" ــــــ ڈرائیور کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"لیکن استاد۔ وہ بچھو تو بڑا خوف ناک آدمی ہے۔ اگر اس نے لڑکی کو اپنے قبضے میں کر لیا تو تم اس کی ہوا بھی نہ دیکھ سکو گے"۔ دوسرے آدمی کی آواز سنائی دی۔

"تم فکر نہ کرو۔ وہ سب کے لئے خوف ناک ہے لیکن میرے لئے نہیں" ــــــ ڈرائیور کی آواز سنائی دی۔

اور رضیہ سمجھ گئی کہ ان دونوں کی نیت بھی خراب ہو گئی ہے۔ وہ جلدی سے اٹھی اور ٹرک کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی پچھلے حصے کی طرف آ گئی۔ ٹرک اب خاصی رفتار سے آگے بڑھ رہا تھا۔

رضیہ پچھلے تختوں پر پیر رکھتی ہوئی اوپر چڑھ گئی۔ اُسی لمحے ایک موڑ کاٹتے ہوئے ٹرک کی رفتار آہستہ ہوئی۔ اور رضیہ کو سڑک کی سائیڈ میں گھاس اور پھولوں کے پودے نظر آئے تو اس نے یک لخت ان پھولوں کے پودوں پر چھلانگ لگا دی ــــــ ٹرک تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

رضیہ پودوں پر گرنے کی وجہ سے کچھ زیادہ چوٹ سے تو بچ گئی۔ لیکن اس کے جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑنے لگی۔ وہ کراہتی ہوئی اٹھی۔ اس نے دیکھا کہ وہ اس وقت سنٹرل اسکوائر پر موجود تھی ــــــ یہاں ایک لمبا گول چکر ٹریفک کے لئے بنایا گیا تھا اور درمیان میں گھاس اور پھولوں کے پودے لگے ہوئے تھے۔ چونکہ درمیانی حصہ سڑک

سے کافی اونچا تھا۔ اس لئے رضیہ کو زیادہ بلندی سے نہ گرنا پڑا تھا۔ ٹرک موڑ کاٹ کر اس کی نظروں سے غائب ہو چکا تھا۔ وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی اس چکر سے اتری اور ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھنے لگی جو یہاں سے قریب ہی تھا ــــــ اُسے خطرہ تھا کہ ٹرک والے واپس نہ آ جائیں۔ لیکن وہ اطمینان سے ٹیکسی سٹینڈ پر پہنچ گئی۔ اور چند لمحوں بعد اُسے خالی ٹیکسی میسر آ گئی۔

"ذیشان کالونی چلو" ــــــ رضیہ نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہی کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"میری طبیعت خراب ہے۔ اس لئے میں سیٹ پر لیٹ رہی ہوں" ــــــ رضیہ نے سیٹ پر لیٹتے ہوئے کہا وہ دراصل اپنا چہرہ شیشوں سے نیچے رکھنا چاہتی تھی۔ تاکہ وہ پہلے والے لوگ اُسے کہیں چیک نہ کر لیں کیونکہ اُسے یقین تھا کہ وہ لازماً اُسے سارے شہر میں ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے۔

"اوہ مس صاحبہ ــــــ میں بھی محسوس کر رہا تھا کہ آپ بے حد پریشان ہیں۔ ہسپتال لے چلوں" ــــــ ڈرائیور نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ــــــ جہاں کے لئے تمہیں کہا گیا ہے وہیں چلو بس ذرا تھکاوٹ ہے اور کچھ نہیں" ــــــ رضیہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مس صاحبہ ــــــ ذیشان کالونی آ گئی ہے۔ کہاں جانا ہے" ڈرائیور نے تھوڑی دیر بعد گاڑی کی رفتار آہستہ کرتے ہوئے کہا۔

"بس کیفے اشتیاق کے قریب روک دو" ——— رضیہ نے
کہا۔ اور جب چند لمحے بعد گاڑی رک گئی تو رضیہ اٹھ بیٹھی اس نے
جیب سے ایک نوٹ نکالا اور ڈرائیور کو دے کر وہ دروازہ کھول کر
نیچے اتر گئی۔

"باقی تم رکھ لو" ——— رضیہ نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتی کیفے
اشتیاق کی طرف بڑھ گئی۔ یہ خاصا بڑا کیفے تھا۔ اور ذیشان کالونی کے
پہلے چوک پر واقع تھا۔ لیکن کیفے اشتیاق کی سیڑھیاں چڑھنے کے
بعد وہ اس کے ستون کی آڑ میں ہو گئی ——— اور پھر جب ٹیکسی آگے
بڑھ کر اس کی نظروں سے غائب ہو گئی تو وہ واپس سیڑھیاں اتر کر
سڑک پر آئی اور تیزی سے پیدل آگے بڑھنے لگی۔ اب اسے
اس طرح کی جاسوسی کرتے ہوئے لطف آنے لگا تھا۔

ذیشان کالونی میں ڈاکٹر شعیب کی بیگم رہتی تھی۔ جو رشتے میں
اس کی خالہ لگتی تھی۔ ڈاکٹر شعیب چونکہ اہم سائنسی کاموں میں مصروف
رہتے تھے اس لئے وہ کبھی کبھار ہی آتے تھے ——— اس لئے
رضیہ نے فوری طور پر یہاں آنے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیوں کہ یہاں اس
کے خیال کے مطابق کوئی آدمی نہ پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ کوٹھی پر
مسلح پولیس گارد پہرہ دیتی تھی ——— اس نے جان بوجھ کر اپنے خفیہ
فلیٹ یا ہوسٹل کا رخ نہ کیا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ اسے
اغوا کرنے والے لوگ اسے وہیں تلاش کر رہے ہوں گے۔ اور
پھر یہاں وہ آسانی سے شاگل سے رابطہ قائم کر سکتی تھی۔

جب وہ کوٹھی پہنچی تو گارڈ انچارج نے اسے سلام کرتے ہوئے

بتایا کہ بیگم صاحبہ بازار گئی ہوئی ہیں۔

"کوئی بات نہیں۔ میں ان کا انتظار کروں گی" ——— رضیہ نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ گئی۔ گھریلو ملازموں نے اسے
سلام کیا۔ اور وہ ان کے سلام کا جواب دیتی ہوئی سیدھی
ٹیلی فون والے کمرے میں پہنچ گئی ——— اس نے کمرے کا دروازہ
بند کیا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر شاگل کا نمبر ملانا شروع کر دیا۔
تھوڑی سی کوشش کے بعد شاگل سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"اوہ رضیہ ڈیئر ——— کیا بات ہے۔ تم نے ایک مشن کے دوران
مجھ سے بات کرنے کی کوشش کی۔ میں اس وقت سخت مصروف
تھا۔ لیکن پھر تمہاری کال ہی نہیں آئی۔ کیا بات تھی" ——— شاگل نے
اس بار بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"ڈیئر شاگل ——— میں تمہاری وجہ سے مصیبت میں پڑ گئی ہوں"
رضیہ نے کہا۔

"میری وجہ سے ——— وہ کیسے" ——— شاگل نے بری طرح
چونکتے ہوئے پوچھا۔

اور جواب میں رضیہ نے مارگریٹ کی آمد سے لے کر اب
تک تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔ ساتھ ہی اسے یہ بھی
بتا دیا کہ اس نے اس عمارت کے اندر ایک ایسی عورت کو دیکھا
ہے جو بالکل اسی کے میک اپ میں تھی۔

"اوہ اوہ رضیہ ڈیئر ——— تم نے انتہائی اہم ترین اطلاع دی ہے۔
اگر وہ عورت تمہارے میک اپ میں میرے پاس پہنچ جاتی تو بڑا

ستم ہو جاتا۔ اوہ تھینک یو ڈیئر "ـــــ شاگل نے انتہائی مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ سب چکر کیا ہے ڈیئر "ـــــ رضیہ نے پوچھا۔

"تم اس چکر کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ تم اس وقت کہاں ہو۔ وہ لوگ تمہیں ضرور ڈھونڈھنے کی کوشش کر رہے ہوں گے "ـــــ شاگل نے کہا۔

"میں اس وقت انتہائی محفوظ جگہ پر ہوں۔ ڈاکٹر شعیب کے گھر۔ وہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا "ـــــ رضیہ نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ـــــ لیکن ڈیئر۔ ایک ضروری کام کرو۔ بہت ہی ضروری۔ تم اس کوٹھی سے نکل کر کیفے رباط جاؤ۔ وہاں کاؤنٹر پر موجود آدمی سے صرف اتنا کہنا کہ تمہارا نام رضیہ ہے اور تم نے ریڈ واٹر سے ملنا ہے ـــــ وہ تمہیں ایک آدمی سے ملا دے گا۔ وہ آدمی میرا خاص آدمی ہے۔ تم یہ تمام حالات اُسے بتا دینا۔ اس کے بعد وہ خود ہی ان لوگوں کو ڈھونڈھ نکالے گا۔ تم فوراً یہ کام کرو فوراً۔ پلیز رضیہ میری خاطر "ـــــ شاگل نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اُسے فون کر دیتی ہوں "ـــــ رضیہ نے کہا۔

"ارے نہیں ـــــ فون ٹیپ ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ تمہارا پتہ معلوم کر لیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ریڈ واٹر فوراً ان لوگوں کا خاتمہ کر دے تاکہ تم وہاں آزادی سے رہ سکو۔ ورنہ تم جانتی ہو یہ لوگ تمہارا پیچھا کبھی نہیں چھوڑیں گے ـــــ تم مجھ پر اعتماد کرو یہ تمہارے

اپنے فائدے کے لئے ہے "ـــــ شاگل نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں جاتی ہوں۔ واقعی وہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔ اور میں کب تک چھپتی رہوں گی "ـــــ رضیہ نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"اور سنو۔ ڈاکٹر شعیب کے گھر بھی کسی کو نہ بتانا کہ تم کہاں جا رہی ہو۔ اور ٹیکسی پر جانا۔ بہت محتاط رہنا۔ جب تم وہاں پہنچو گی تو میں وہاں تم سے مزید بات چیت کروں گا ـــــ پھر ان لوگوں کے خلاف کے بعد کوئی لمبا خوب صورت پروگرام بنائیں گے۔ میں اس بار تمہارے لئے سنہرے مشروب کے کریٹ منگواؤں گا "ـــــ شاگل نے کہا۔

"کریٹ ـــــ پہلے تو تم ایک بوتل سے اوپر دیتے نہیں تھے۔ اب کریٹ کی بات کر رہے ہو "ـــــ رضیہ کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

"ڈیئر ـــــ تم نے میری خاطر بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ اس لئے پورا کریٹ تمہارا حق بن گیا ہے۔ بس تم اب چل دو۔ گڈ بائی "ـــــ شاگل نے کہا۔

اور رضیہ نے بھی گڈ بائی کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ سنہرے مشروب کا نام سن کر اس کے جسم میں بے اختیار مسرت کی لہریں سی دوڑنے لگی تھیں ـــــ اصل حقیقت بھی یہی تھی کہ وہ اس مشروب کے چکر میں شاگل کے پاس جانے پر مجبور ہو جاتی تھی۔ یہ مشروب اُسے صرف شاگل ہی مہیا کرتا تھا۔ یہ ایسا مشروب تھا کہ اس کے

پینے کے بعد مہینوں اس کا نشہ رہتا تھا۔ اور رضیہ کو یوں محسوس ہوتا تھا
جیسے اس کی عمر بڑھنے کی بجائے گھٹتی جا رہی ہو۔ وہ روز بروز جوان سے
جوان تر ہوتی جا رہی ہو ۔۔۔ اس کا جسم کس جاتا۔ اور خون پارے کی
طرح دوڑنے لگتا تھا۔

رسیور رکھ کر وہ اٹھی۔ ڈاکٹر شعیب کی بیگم تو موجود نہ تھی۔ اس
لئے وہ بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔

"میں پھر آؤں گی۔ فی الحال ایک کام یاد آگیا ہے" ۔۔۔ رضیہ
نے مسکراتے ہوئے گارڈ انچارج سے کہا۔ اور اس نے سر ہلا دیا۔
رضیہ آگے بڑھی اور پھر جلد ہی اُسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ اس نے
اُسے کیفے رباط سے پہلے چوک کا پتہ دیا۔ اب وہ باقاعدہ جاسوس
بن چکی تھی۔ اس لئے صحیح پتہ کسی کو نہ بتاتی تھی۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پہلے چوک پر ٹیکسی سے اتر کر پیدل چلتی ہوئی
کیفے رباط کے احاطے میں داخل ہو گئی۔ ہال میں نچلے درجے کے لوگ
موجود تھے۔ جو اُسے دیکھ کر بے اختیار سیٹیاں بجانے لگے ۔۔۔ لیکن
وہ کسی کی پرواہ کئے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔ کاؤنٹر
پر کھڑا لمبا اور پتلا سا نوجوان اُسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"جی فرمایئے" ۔۔۔ رضیہ کے قریب پہنچنے پر نوجوان نے آگے
کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام رضیہ ہے۔ اور میں نے ریڈ واٹر سے ملنا ہے"
رضیہ نے اس کے قریب پہنچ کر خاصے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ آپ ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ آیئے میرے ساتھ"

نوجوان نے چونک کر کہا۔ اور کاؤنٹر سے نکل کر وہ ساتھ والی راہداری کی طرف چل
پڑا۔ رضیہ اس کے پیچھے تھی۔ راہداری کے اختتام پر سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔
وہاں ایک مسلح نوجوان موجود تھا۔

"انہیں باس کے پاس لے جاؤ۔ وہ ان کا انتظار کر رہے ہیں"
کاؤنٹر مین نے اس مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اس نے سر ہلا کر
رضیہ کو اپنے پیچھے آنے کے لئے کہا۔ کاؤنٹر مین واپس چلا گیا۔

رضیہ اس مسلح نوجوان کے پیچھے سیڑھیاں اترتی ہوئی ایک بڑے سے
ہال میں پہنچی تو وہاں جوئے کی میزیں سجی ہوئی تھیں۔ لیکن اس وقت وہاں
کوئی آدمی موجود نہ تھا ۔۔۔ ایک طرف کیبن بنا ہوا تھا۔ وہ مسلح نوجوان کیبن
کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔

"باس۔ مہمان آگیا ہے" ۔۔۔ مسلح نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اندر بھیج دو۔ اور خود باہر کا خیال رکھو" ۔۔۔ اندر سے
ایک کرخت آواز سنائی دی۔ اور نوجوان ایک طرف ہٹ گیا۔ رضیہ نے
دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے
ایک انتہائی بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ رضیہ کے اندر داخل
ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"آیئے آیئے مس رضیہ ۔۔۔ چیف باس نے آپ کے متعلق
ہدایات دے دی ہیں۔ پہلے یہ بتایئے کسی کو آپ کے یہاں آنے کا
تو علم نہیں" ۔۔۔ اس گینڈے نما آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ میں سیدھی کیفے پر بھی نہیں آئی۔ بلکہ ٹیکسی سے ایک
چوک پہلے اتری اور پھر پیدل چل کر یہاں آئی ہوں" ۔۔۔ رضیہ نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔ آپ واقعی سمجھ دار ہیں۔ تو بس پھر پیدل چلتی ہوئیں اگلی دنیا
بھی پہنچ جائیں"۔۔۔۔۔ گینڈے نما آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا
اس کے ساتھ ہی اس کا ایک ہاتھ جیب سے باہر آیا۔ تو اس میں ایک
بھاری ریوالور تھا۔ جس پر لمبا سا سائیلنسر چڑھا ہوا تھا۔

"گگ۔۔۔ گگ۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔۔۔ رضیہ نے بری طرح
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ کہ باس نے آپ کے قتل اور لاش کو برقی بھٹی میں ڈالنے
کا حکم دیا ہے۔ گڈ بائی"۔۔۔۔۔ گینڈے نما شخص نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی
آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی رضیہ کو یوں محسوس ہوا جیسے جلتا
ہوا انگارہ اس کے سینے میں گھستا گیا ہو اس نے چیخنے کے لئے منہ کھولا
ہی تھا کہ دوسرا انگارہ اس کے حلق میں گھسا اور اس کے ساتھ ہی اس کے
ذہن سے تمام احساسات جیسے ختم ہو گئے۔ آنکھوں کے سامنے تاریک
چادر پھیلتی چلی گئی۔

ناٹران کو ہوش آیا تو وہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ دوسرے لمحے
اس کی آنکھوں میں حیرت کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ کیونکہ سامنے اس کے
اپنے آدمی موجود تھے۔۔۔۔۔ وہ اس وقت بیڈ پر موجود تھا۔ اور اس کے
ساتھ دوسرے بیڈ پر فیصل جان ابھی تک اُسی حالت میں پڑا ہوا تھا۔
سامنے کرسیوں پر دو نوجوان بیٹھے ہوئے مسکرا رہے تھے۔

"شکر ہے باس آپ کو ہوش آ گیا۔ ورنہ اب ہم سوچ رہے تھے
کہ آپ کو کسی ہسپتال میں لے چلیں"۔۔۔۔۔ ایک نوجوان نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"لیکن فیصل جان"۔۔۔۔۔ ناٹران نے سر ہلاتے ہوئے تیزی سے
ساتھ والے بیڈ پر پڑے فیصل جان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
اُسی لمحے فیصل جان نے اپنی آنکھ مار دی۔ اور پھر وہ ہنستا ہوا اٹھ بیٹھا۔
"میں تو کافی دیر سے ہوش میں آ گیا تھا۔ لیکن میں ان دو صاحبان کو

چونکہ نہ پہچانتا تھا اس لئے خاموش پڑا رہا۔ میں سمجھا شاید میں کافرستان
سیکرٹ سروس کے قبضے میں ہوں۔ اور یہ دونوں بھی مسلسل خاموش بیٹھے
رہے ہیں"۔۔۔۔ فیصل جان نے اٹھ کر ہنستے ہوئے کہا۔
"یہ دونوں ہمارے ساتھ منسلک ہیں۔ ان کا نام ہاشم اور
دوسرے علی رضا ہیں۔ اچھا اب آپ صورت حال بتائیں"۔۔۔۔ ناٹران
نے اٹھ کر بیڈ سے نیچے ٹانگیں لٹکاتے ہوئے کہا۔
"سر۔ ہمیں ہیڈ کوارٹر کی تباہی کی اطلاع ملی تو ہم شاداب کالونی
والے سنٹر کی طرف جارہے تھے کہ راستے میں ٹیڈی مل گیا۔ اس
نے ہمیں سب کچھ بتا دیا تو ہم واپس بھاگے۔۔۔۔ کیونکہ ہمیں معلوم
تھا کہ آپ ڈاکٹر لاکی کے فارم میں جائیں گے۔ کیونکہ ڈاکٹر لاکی سے
اپنے فارم میں جاتا ہوا ہمیں ملا تھا۔ چونکہ ہم دونوں ڈاکٹر لاکی کے
اسسٹنٹ ہیں۔۔۔۔ اس لئے ہمیں فارم کی سرنگ اور دوسرے
فارم کے متعلق علم تھا۔ چنانچہ ہم سیدھے اس طرف پہنچے اور پھر جب ادھر
سے سرنگ کھول کر ہم اندر داخل ہوئے تو آپ دونوں ہمیں قریب ہی
سرنگ میں بے ہوش پڑے ہوئے مل گئے۔۔۔۔ چنانچہ ہم دونوں
آپ کو اٹھا کر یہاں زیرو ہیڈ کوارٹر لے آئے۔ یہاں آپ کو بے ہوش
ہوئے دو گھنٹے گزر چکے ہیں۔ ڈاکٹر لاکی کا بھی فون آیا تھا۔ وہ بھی آپ کو
پوچھ رہے تھے۔ جب ہم نے انہیں آپ کی بے ہوشی کے متعلق
بتایا تو وہ خود یہاں آنے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن ہم نے انہیں
روک دیا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے سیکرٹ سروس ان کی نگرانی کر رہی ہو"۔۔۔
ہاشم نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر لاکی بچ گئے اس احمق شاگل کے ہاتھوں"۔۔۔۔ ناٹران
نے کہا۔
"یس باس۔ اس نے تشدد کیا۔ لیکن پھر سرنگ کا پتہ چلنے پر جب
وہ ادھر گیا تو ڈاکٹر لاکی نے پرائم منسٹر کو فون کیا۔ اور اپنی کہانی سنا
دی۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے ان کی فوری رہائی کا حکم دیا۔ ڈاکٹر لاکی نے
آپ کو سرنگ میں داخل کرنے کے بعد ایک ستون سے ٹکر مار کر
اپنا سر زخمی کر لیا تھا۔ ان کے سر پر پہلے ہی زخم تھا جس میں ٹانکے لگے
ہوئے تھے۔۔۔۔ ٹکر مارنے سے یہ زخم کھل گیا۔ اس طرح انہوں
نے اپنے بچاؤ کی خوب صورت کہانی تیار کر لی۔ اور یہ بھی سنا ہے
کہ پرائم منسٹر نے شاگل کو خوب جھاڑا ہے"۔۔۔۔ ہاشم نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"چلو ٹھیک ہو گیا۔ ویسے یہ سارا چکر انتہائی تشویشناک ہو گیا تھا۔
میرے خیال میں فیصل جان کو باقاعدہ ٹریپ کیا گیا ہے"۔
ناٹران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"یس باس۔ اب مجھے خیال آرہا ہے کہ جب میں ریالٹو کلب
میں بیٹھا تھا تو میرے قریب آکر ایک آدمی لڑکھڑایا اور اس نے میرا
سہارا لیا۔ اور پھر آگے چلا گیا۔۔۔۔ اس وقت تو میں انتہائی ضروری
باتوں میں مصروف تھا۔ اس لئے میں نے خیال نہ کیا۔ لیکن اب مجھے
یاد آرہا ہے کہ یہ وہی شخص تھا۔ جس نے ٹاپ ھلز پر کبیر سنگھ کو مجھ
سے چھڑوایا تھا۔۔۔۔ اس کے بعد وہ لوگ لازماً میرے پیچھے لگ
کر ہیڈ کوارٹر آئے ہوں گے"۔۔۔۔ فیصل جان نے شرمندہ سے

لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ لیکن اس سے تمہیں کم از کم یہ سبق مل گیا کہ ایک ایجنٹ کو کسی بھی حالت میں غفلت نہیں کرنی چاہیئے۔ ہر وقت چوکنا رہنا چاہیئے" ___ ناٹران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"یس باس" ___ فیصل جان نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کاغذ تمہارے پاس ہے جو تم ان آدمیوں سے لے آئے تھے" ناٹران نے پوچھا۔

"یس سر" ___ فیصل جان نے کہا اور جلدی سے جیبیں ٹٹولنی شروع کر دیں۔ لیکن جیسے جیسے وہ جیبیں ٹٹولتا جا رہا تھا اس کا رنگ اڑتا جا رہا تھا۔

"اوہ باس۔ میرے خیال میں وہ کار الٹنے کی وجہ سے کہیں اندر ہی گر گیا ہے" ___ فیصل جان نے کہا۔

"ہاشم ___ اس کار کا کیا ہوا" ___ ناٹران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اسے فوجیوں نے میزائل سے اڑا دیا۔ وہ یہی سمجھتے رہے کہ آپ اس کے اندر ہیں۔ یہ تو شاید انہیں بعد میں پتہ چلا کہ آپ کھیتوں میں دوڑ رہے ہیں۔ ٹیڈی کو بھی وہ مارک نہ کر سکے تھے" ___ ہاشم نے جواب دیا۔

"اوہ ___ اس کا مطلب ہے وہ اہم کاغذ بھی کار کے ساتھ ہی جل گیا۔ خیر ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو۔ وسیع حیطہ عمل والا ٹرانسمیٹر یہاں لے آؤ۔ اور اس کے ساتھ زیرو تھرٹی کا چارجر لگا دینا تاکہ کال کیچ نہ ہو

سکے۔ مجھے یقین ہے کہ شاگل نے ضرور کال کیچ کرنے کا انتظام کر رکھا ہوگا" ___ ناٹران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ابھی لے آتا ہوں" ___ ہاشم نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"باس۔ پلیز۔ ایکسٹو کو آپ نہ بتائیں کہ کاغذ اس طرح گم ہو گیا ہے اور میری وجہ سے ہیڈ کوارٹر تباہ ہوا ہے۔ ورنہ وہ لازماً مجھے سزا دے گا ___ اور میں کم از کم اس کی سزا برداشت نہیں کر سکتا" فیصل جان نے آگے بڑھ کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو فیصل جان۔ ہر بات کو فیس کرنا سیکھو۔ یہاں چھپانے سے ہمیشہ نقصان ہوتا ہے۔ غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن بڑوں سے کوئی چیز چھپانا ناقابل معافی جرم ہے ___ اس طرح ساری پلاننگ خراب ہو جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ پورے ملک کو بھگتنا ہوتا ہے۔ باقی رہی سزا والی بات تو میں تمہاری سفارش کر دوں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ ایکسٹو تمہاری سابقہ خدمات کی بنا پر تمہیں سزا نہ دے گا" ناٹران نے خشک لہجے میں کہا۔ اور فیصل جان خاموش ہو کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا سر بدستور جھکا ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد ہاشم اور علی رضا دوبارہ اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے ہاتھوں میں ایک بڑا ٹرانسمیٹر اٹھایا ہوا تھا۔ جس کے ساتھ ایک چھوٹی سی مشین بھی منسلک تھی۔ ٹرانسمیٹر انہوں نے درمیانی میز پر رکھ دیا۔

"اسے چیک کر لیا ہے۔ کال کیچ تو نہیں ہو سکتی" ___ ناٹران

نے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ اچھی طرح چیک کر لیا ہے" ۔۔۔ ہاشم نے کہا۔

"او۔کے ۔۔۔ اب تم دونوں باہر جاؤ۔ اور سنو پوری ٹیم کو آرڈرز دے دو کہ وہ شاگل اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کریں کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہیں" ۔۔۔ ناٹران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ ہاشم اور علی رضا سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔

"دروازہ بند کر دو" ۔۔۔ ناٹران نے ان کے جانے کے بعد فیصل جان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور فیصل جان نے اٹھ کر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

ناٹران نے ایکسٹو کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ این ون کالنگ اوور" ۔۔۔ ناٹران نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"ایکسٹو اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"سر۔ میں ناٹران بول رہا ہوں کافرستان سے۔ میں اور فیصل جان شاگل کے پھندے سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اوور" ۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا۔

"پوری رپورٹ دو اوور" ۔۔۔ ایکسٹو کی سرد آواز گونجی۔ اور کرسی پہ بیٹھے ہوئے فیصل جان نے بے اختیار جھرجھری لی۔

جواب میں ناٹران نے فیصل جان کی وجہ سے ہیڈ کوارٹر پر شاگل کے ریڈ سے لے کر زیرو ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کی پوری تفصیلات سنا دیں۔ اس نے ڈاکٹر لاکی کے متعلق بھی بتا دیا۔

"یہ ڈاکٹر لاکی پرائم منسٹر کے کتنے کلوز ہے اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"وہ سر یہ پرائم منسٹر کا خاص آدمی ہے۔ لیکن سر اب ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی خفیہ نگرانی شروع کر دیں اوور" ۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا۔

"فیصل نے پراجیکٹ کی جو تفصیلات حاصل کی تھیں وہ کہاں ہیں اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے پوچھا اور ناٹران نے اسے بتایا کہ کاغذ کار لٹنے کی وجہ سے وہ اس کی جیب سے گر گیا ہے۔ اور کار کے ساتھ ہی جل گیا ہے۔

"اوہ۔ ویری بیڈ ۔۔۔ فیصل جان نے اس قدر غیر ذمہ داری کا ثبوت کیوں دیا ہے اوور" ۔۔۔ ایکسٹو کا لہجہ بے پناہ سرد ہو گیا۔ اور فیصل جان کا چہرہ یک لخت اس قدر زرد پڑ گیا جیسے اس کے جسم سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا گیا ہو۔

"سر۔ بس اتفاق ہی ایسا بن گیا ہے۔ لیکن سر اس پراجیکٹ کی تفصیلات سے زیادہ اہم بات فیصل جان نے معلوم کی ہے کہ ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل دونوں خفیہ طور پر لاسر پہاڑیوں کے نیچے بنی ہوئی جدید ترین لیبارٹری میں یہ پراجیکٹ مکمل کر رہے ہیں ۔۔۔ جب کہ ظاہر یہ کیا جا رہا ہے کہ وہ یہ کام زیرو سنٹر میں کر رہے ہیں۔ اور

سیکرٹ سروس بھی زیرِ دسنٹر کی ہی نگرانی کر رہی ہے اوور"
ناٹران نے جواب دیا۔

"ہوں۔۔۔ یہ واقعی انتہائی اہم کلیو ہے۔ لیکن پراجیکٹ کی تفصیلات معلوم ہونی بھی ضروری تھیں اوور"۔۔۔ ایکسٹو کا لہجہ اُسی طرح سرد تھا۔

"وہ دوبارہ بھی انہی آدمیوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں سر اوور"
ناٹران نے جواب دیا۔

"نہیں۔۔۔ اب تم لوگوں نے ان کے قریب بھی نہیں جانا۔ کیونکہ اگر فیصل جان کو ریالٹو کلب سے ٹریپ کیا گیا ہے تو لازماً سیکرٹ سروس اس کے ملاقاتیوں کو بھی چیک کرے گی۔ فیصل جان کی اس غیر ذمہ داری پر اُسے سزا ملنی چاہیے۔۔۔ میں ایسی کوتاہیاں برداشت نہیں کر سکتا اوور"۔۔۔ ایکسٹو کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"سر۔ اگر اُسے معاف کر دیا جائے تو آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ سر میں نے اُسے سمجھا دیا ہے اوور"۔۔۔ ناٹران نے فیصل جان کی طرف دیکھتے ہوئے منت بھرے لہجے میں کہا۔ فیصل جان کا جسم اب نمایاں طور پر کانپنے لگ گیا تھا۔

"ہونہہ۔۔۔ لیکن یہ آخری وارننگ ہے۔ اس کے گزشتہ کارناموں کی وجہ سے اُسے یہ وارننگ دی جا رہی ہے۔ آئندہ اگر اس سے کوتاہی ہوئی تو ایسی عبرتناک سزا دوں گا کہ اس کی روح ہمیشہ بلبلاتی رہے گی اوور"۔۔۔ ایکسٹو کے لہجے میں غراہٹ کا عنصر اور زیادہ

نمایاں ہو گیا تھا۔

"تھینک یو باس۔ آئندہ ایسا نہ ہوگا اوور"۔۔۔ ناٹران نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اور فیصل جان نے اس طرح کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا جیسے وہ مر کر دوبارہ زندہ ہوا ہو۔

"سنو۔۔۔ میں عمران کی رہنمائی میں ٹیم بھیج رہا ہوں۔ وہ تم سے رابطہ کرے گا۔ تمہارے پورے گروپ نے اب اس کی رہنمائی میں کام کرنا ہے اوور"۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔۔۔ ہم تیار ہیں سر۔ اگر ہمیں اطلاع ہو جائے تو ہم انہیں خود رسیو کر لیں گے اوور"۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ تم اس کی عادت جانتے ہو۔ وہ اپنے طور پر کام کرنے کا عادی ہے۔ تم ایسا کرو کہ ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل کے حالیہ فوٹو اور ان کے متعلق جس قدر بھی تفصیلات مہیا ہو سکیں اکٹھی کر لو اوور اینڈ آل"۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"تھینک گاڈ۔۔۔ مجھے تو سر یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے واقعی میں مر کر دوبارہ زندہ ہوا ہوں۔ آپ کا بھی شکریہ۔ آپ کی سفارش کام آگئی"۔۔۔ فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ لیکن آئندہ خیال رکھنا۔ ایکسٹو اصولوں کے معاملے میں بے لچک آدمی ہے۔ اب ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل کے

بارے میں فوری طور پر تفصیلات اکٹھی کرنی تمہارے ذمہ ہیں۔ میک اپ میں رہنا اور بے حد چوکنا ——— میں شاگل پر نظر رکھوں گا" ——— ناٹران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور فیصل جان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کا چہرہ غصے سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ جب کہ بلیک زیرو اس طرح سر جھکائے بیٹھا تھا جیسے وہ کوئی ناقابلِ معافی بھیانک جرم کا ارتکاب کر چکا ہو ——— عمران کو شاید اس قدر غصہ زندگی میں کم ہی آیا ہو گا۔ ابھی وہ فلیٹ سے واپس آیا تھا تو اُسے بلیک زیرو نے بتایا کہ اس نے جولیا کو بھیج کر رضیہ سے ساری تفصیلات معلوم کر لی ہیں ——— اور پھر اس نے جولیا کو رضیہ کا میک اپ کرنے کے لئے کہا۔ جولیا رضیہ کا میک اپ کر کے کامن روم میں پہنچی ہی تھی اور اس کا ارادہ تھا کہ وہ جولیا کو اسی میک اپ میں دوبارہ رضیہ کے پاس بھیجے گا تاکہ کمپیوٹر زیرو تھری ان کے درمیان مشابہت اور لہجے میں اگر کوئی خامی ہے تو چیک کر سکے کہ اچانک ریڈ سائرن بول پڑا ——— وہ جب برآمدے

میں پہنچا تو اس نے رضیہ کو بندروں کی طرح ستون پر چڑھ کر اوپر
برآمدے کی چھت پر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس وقت چھت پر
پہنچ چکی تھی ____ اور ریڈ سائرن بھی اس وقت بولا تھا جب اس نے
برآمدے کی منڈیر پر ہاتھ رکھا ہو گا۔ چنانچہ وہ اُسے پکڑنے
کے لئے فوراً اوپر چھت پر پہنچا تو رضیہ اس کے سامنے دیوار پر
سے کود کر دوسری طرف سڑک پر جا گری ____ اور اس نے دیکھا کہ
وہ لانڈری کے ایک ٹرک میں جا گری تھی۔ چونکہ جولیا رضیہ کے
میک اپ میں کامن روم میں موجود تھی۔ اس لئے وہ اس کے پیچھے
خود نہ جا سکا ____ جولیا کو بھی نہ بھیجا جا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ رضیہ کے
میک اپ میں تھی۔ اس لئے اُسے خاموش ہو کر بیٹھنا پڑا۔

اور رضیہ جیسی عورت کے اس طرح آسانی سے دانش منزل سے
نکل جانے کی بات سن کر عمران کو تو جیسے آگ لگ گئی۔ غصے کے
مارے اس کا رنگ سرخ پڑ گیا تھا۔

" اس کا مطلب ہے اب سیکرٹ سروس کو فارغ کر دیا جائے
اور کوئی چارہ نہیں " ____ عمران نے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سر۔ بس اتفاق ہی ہے کہ اس لڑکی نے اتنی بڑی جرأت کر
لی۔ اگر وہ ٹرک نیچے سے نہ گزر رہا ہوتا تو اس کے جسم کی ایک ہڈی
بھی نہ بچتی " ____ بلیک زیرو نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اور یہ بھی اتفاق ہی ہو گا کہ گیسٹ روم کا لاک کھل گیا ہو گا۔ اور
یہ بھی اتفاق ہی ہو گا کہ تم نے دیواروں کو الیکٹرورائڈنگ کرنے
والا سسٹم آن نہ کیا ہو گا ____ میرے خیال میں اب یہ بھی

اتفاق ہی ہونا چاہیئے کہ ہم سب خودکشی کر لیں " ____ عمران نے
پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

بلیک زیرو سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ ظاہر ہے اس کے
پاس ان باتوں کا کیا جواب ہو سکتا تھا۔ اس کا چہرہ خوف سے زرد
پڑ گیا تھا ____ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے جسم میں خون کا ایک
قطرہ بھی نہ رہا ہو۔ اُسے اپنی عبرت ناک موت سامنے نظر آ رہی تھی۔
کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران اصولوں کے معاملے میں قطعاً
بے لچک ثابت ہوتا ہے ____ اور واقعی یہ اتفاق تھا کہ وہ صبح
الیکٹرورائڈنگ سسٹم آن کرنا بھول گیا تھا۔

عمران ہونٹ بھینچے چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ وہ بڑی زہریلی
نظروں سے سر جھکائے بیٹھے بلیک زیرو کو دیکھ رہا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ
اس کا چہرہ نارمل ہونے لگا۔

" جی تو چاہ رہا تھا کہ تمہیں ایسی سزا دوں کہ آئندہ تم ایسی کوتاہیوں
کے تصور سے ہی کانپ جاؤ۔ لیکن چونکہ ایسا پہلی بار ہوا ہے اس
لئے انصاف کے تقاضوں کے مطابق تمہیں پہلی بار وارننگ دے
رہا ہوں ____ لیکن یہ سن لو یہ پہلی اور آخری وارننگ ہے ورنہ جتنا
بڑا عہدہ ہوتا ہے اتنی ہی بڑی سزا ملتی ہے " ____ عمران نے
نرم لہجے میں کہا۔

" شکریہ باس ____ آئندہ ایسا نہیں ہو گا " ____ بلیک زیرو
نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جولیا کہاں ہے اس وقت " ____ عمران نے پوچھا۔

"وہ کامن روم میں موجود ہے۔ میں نے باقی ممبرز کو اسے ابھی تک نہیں بلوایا کہ آپ نے آنا تھا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس نے یقیناً ڈبل لاک نہیں لگایا ہو گا" ـــــ عمران نے کہا اور میز پر رکھے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کامن روم کا نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر ـــــ جولیا اٹنڈنگ" ـــــ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"تم نے گیسٹ روم کا ڈبل لاک باہر نکلتے وقت لگایا تھا" عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔ لہجہ ظاہر ہے انتہائی غصیلا تھا۔

"ڈ ب ـــــ ڈ ب ـــــ ڈبل لاک۔ اوہ سر۔ نہیں سر۔ میں جلدی میں سر صرف سنگل لاک لگا کر آ گئی تھی۔ اوہ سر" جولیا اس بری طرح بوکھلائی تھی جیسے اس کی روح جسم سے فقرے کے ساتھ ہی پرواز کر رہی ہو۔

"تمہاری اس جلدی کی وجہ سے وہ رضیہ فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گئی ہے" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"فف ـــــ فف ـــــ فرار ہو گئی......" ـــــ جولیا نے پھٹے پھٹے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ خاموش ہو گئی۔ جیسے اب مزید بولنے کی اس میں ہمت ہی نہ رہی ہو۔

"جولیا" ـــــ عمران کے لہجے میں غراہٹ بڑھ گئی تھی۔

"ب ـــــ ب ـــــ باس......" ـــــ جولیا نے رو دینے والے لہجے میں کچھ کہنا چاہا لیکن فقرہ اس سے مکمل نہ ہو پا رہا تھا۔

"تمہیں یقیناً علم ہو گا کہ معافی نام کا کوئی لفظ میری ڈکشنری میں موجود نہیں ہے" ـــــ عمران کا لہجہ بدستور سرد تھا۔

"مم ـــــ مم ـــــ میں جانتی ہوں سر۔ میں سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں سر" ـــــ جولیا نے اس بار روندھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ـــــ تو پھر تم اپنی سزا خود ہی منتخب کر لو" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"سر ـــــ سر ـــــ جو آپ کا حکم۔ اگر آپ حکم دیں تو میں خودکشی کر لوں" ـــــ جولیا نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

"خودکشی حکم سے نہیں ہوا کرتی۔ اور پھر تم خودکشی کس چیز سے کرو گی۔ ایسا طریقہ بتاؤ کہ جو سیکرٹ سروس کی سیکنڈ چیف کے شایان شان ہو ـــــ اور سن لو اگر تم نے کوئی گھٹیا طریقہ بتایا تو پھر تمہیں خودکشی ہی کرنی پڑے گی۔ ورنہ منفرد طریقہ سوچنے پر میں سمجھوں گا کہ تمہارا ذہن ابھی کام کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں تمہاری سزا معاف بھی ہو سکتی ہے" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا لیکن ظاہر ہے لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

"سس ـــــ سس ـــــ سر۔ میں احساس جرم کی شدت سے مر جاؤں گی" ـــــ جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے

بعد کہا اور عمران نے اپنے حلق سے بے اختیار نکلنے والے قہقہے
کو بڑی مشکل سے روکا۔

"گڈ ـــــ واقعی تم نے شایان شان طریقہ سوچا ہے۔ ٹھیک
ہے۔ میں تمہیں سزا دینے کی بجائے وارننگ دے رہا ہوں
لیکن یہ اچھی طرح سن لو کہ آئندہ کوئی معافی نہ ہوگی۔ اور سنو اب تم
رضیہ کا میک اپ ختم کر دو ـــــ رضیہ نے یہاں سے نکل کر لازماً
شاگل سے بات کی ہوگی۔ اور شاگل بے حد کایاں آدمی ہے۔ ہوشیار
ہو جانے کے بعد اُسے بے وقوف بنانا آسان نہیں ہے"
عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا رضیہ کو تلاش کیا جائے سر" ـــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کیا ضرورت ہے۔ اس کے پیچھے دھکے کھانے کی۔ ہمیں جو
معلومات اس کے ذریعے مل گئی ہیں وہی کافی ہیں۔ کم از کم ہمیں اتنا تو
معلوم ہو ہی گیا ہے کہ ناٹران اور فیصل جان اپنے ہیڈ کوارٹر سمیت ختم ہو
گئے ہیں ـــــ ورنہ ہو سکتا ہے شاگل ان کے میک اپ میں ہمیں ٹریپ
کر لیتا" ـــــ عمران نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا کمرے میں مخصوص
قسم کی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

"اوہ سپیشل ٹرانسمیٹر کال ہے" ـــــ عمران نے چونک کر کہا۔

اور بلیک زیرو نے جلدی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے
ایک ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا۔ اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔ یہ کافرستان
سے ناٹران کی کال تھی ـــــ عمران ناٹران سے بات کرتا رہا۔ اور پھر اس

نے اسے ہدایات دے کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"یہ کیسا مشن ہے۔ ہر آدمی اس میں کوتاہیاں ہی کر رہا ہے۔ اگر اور
ایسا ہوا تو میرے پاس وارننگ کا سارا اسٹاک ہی ختم ہو جائے گا"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو ظاہر ہے کیا جواب دیتا۔
خاموش بیٹھا رہا۔

"جا کر کافرستان کا تفصیلی نقشہ لے آؤ۔ تاکہ لاسر پہاڑیوں کا
جائزہ لیا جا سکے" ـــــ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر
کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بہت
بڑا نقشہ تھا۔ اس نے نقشہ عمران کے سامنے میز پر پوری طرح پھیلا
دیا۔ عمران نے پنسل اٹھائی اور پھر نقشے پر جھک گیا۔

"تو یہ ہیں لاسر پہاڑیاں" ـــــ عمران نے ایک جگہ دائرہ لگاتے
ہوئے کہا۔ پھر وہ کافی دیر تک سوچتا رہا۔ اس کے بعد اس نے
سرخ پنسل سے نقشے پر لائنیں ڈالنی شروع کر دیں۔

"ٹھیک ہے۔ لاسر پہاڑیوں پر ہمیں براہِ راست ریڈ کرنا ہوگا ٹھیک
ہے۔ شاگل کو الجھانے کے لئے جولیا کی سرکردگی میں ٹیم دارالحکومت
بھیج دیتے ہیں۔ وہ وہاں ناٹران سے مل کر زیرو سنٹر پہ کام کرے گی۔
تاکہ شاگل پوری طرح ادھر مصروف رہے ـــــ ادھر میں۔ صفدر۔
کیپٹن شکیل اور تنویر کو لے کر تاچار کے پہاڑی راستے سے ہو
کر کافرستان میں داخل ہوں گا" ـــــ عمران نے نقشے کو تہہ
کرتے ہوئے کہا۔

"قاجار پہاڑی سلسلے سے۔ مگر عمران صاحب وہ تو انتہائی دشوار گزار راستہ ہے۔ اور اگر ہوائی جہاز کے ذریعے ادھر [illegible] تو ہوائی جہاز فوراً چیک ہو جائے گا ۔۔۔ ابھی پچھلے دنوں آپ نے خود تو بتایا تھا کہ قاجار کے پہاڑی سلسلے کے اندر پرانے زمانے کے وحشی قبائل بھی ابھی تک موجود ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ یہ انتہائی دشوار گزار راستہ ہے۔ اور وہاں ابھی تک نئی تہذیب کا کوئی رنگ نہیں پہنچا۔ ہو سکتا ہے وہاں آدم خور قبیلے موجود ہوں ۔۔۔ لیکن اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ لاسر پہاڑیاں کافرستان کے دارالحکومت سے بہت نزدیک ہیں اور پھر ان پہاڑیوں کے گرد سوائے قاجار پہاڑی سلسلے کے [illegible] طرف فوجی چھاؤنیوں کا جال پھیلا ہوا ہے ۔۔۔ قاجار پہاڑی سلسلے [illegible] فوجی چھاؤنی تو نہیں ہے۔ لیکن اس طرف انہوں نے پہاڑی چوٹیوں کے اوپر خصوصی راڈار نصب کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے کوئی بھی ہوائی سواری استعمال نہیں ہو سکتی ۔۔۔ بس وہی پرانے دشوار گزار راستے ہی استعمال کرنے ہوں گے۔ میں جوزف اور جوانا کو بھی ساتھ لے جاؤں گا۔ اس طرح مال برداری بھی آسان ہو جائے گی" ۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"سوچ لیں عمران صاحب۔ ایسا نہ ہو کہ لاسر پہاڑیوں تک پہنچتے پہنچتے آپ کو بہت زیادہ وقت لگ جائے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ ایک راستہ ایسا ہے جو بالکل شارٹ کٹ ہے۔ [illegible] جان شوزد کا سفرنامہ یاد نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔۔۔ وہ تو میں نے پڑھا ہے۔ لیکن جان شوزد نے جن [illegible]ل کا ذکر کیا ہے۔ وہ بھی اسی راستے پر ہی ہیں۔ اس لئے تو ادھر کوئی رخ ہی نہیں کرتا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر جان شوزد کسی نہ کسی طرح بچ کر آ سکتا ہے تو علی عمران کو [illegible] کتے نے تو نہیں کاٹا۔ تم جولیا کو باقی ٹیم کے ساتھ تیار کر دو۔ ان [illegible] نے یہیں سے لیڈ کرنا ہو گا ۔۔۔ ان کا مقصد صرف شاگل کو الجھانا ہے اور بس۔ اور صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو بھی کہہ دو کہ وہ [illegible] طرح تیار رہیں۔ اب مجھے نئے سرے سے تیاری کرنی پڑے [illegible]" ۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے تو ناٹران سے کہا تھا کہ آپ کی قیادت میں ٹیم [illegible] رہی ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی احتراماً کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ جب جولیا کی ٹیم بھیجنا تو کہہ دینا کہ عمران کسی اور مشن پر [illegible] ہو گیا ہے۔ ویسے ابھی مجھے چونکہ کافی تیاری کرنی ہے۔ اس لئے [illegible] سے پہلے میں نہیں جا سکوں گا۔ ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارق کے بارے میں تفصیلات اس سے لے لینا ۔۔۔ ہو سکتا ہے۔ ان کی [illegible] سے مجھے اپنی ٹیم میں رد و بدل کرنا پڑے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ [illegible] اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران کے جانے کے بعد بلیک زیرو اٹھا۔ اس نے نقش
کر کے واپس لائبریری میں رکھا ——— اور پھر اس نے ز
اٹھا کر جولیا کو واپس فلیٹ پر جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ جولیا بیچار
خواہ مخواہ تین چار گھنٹوں سے کامن روم میں پھنسی بیٹھی تھی۔

شاگل کا چہرہ سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اُسے رضیہ کے قتل اور لاش کے غائب کر دیئے جانے کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس طرح رضیہ نے اس کے لئے جو خطرہ پیدا کر دیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ گو اُسے رضیہ جیسی خوب صورت اور نوجوان لڑکی کے اس طرح قتل ہو جانے پر افسوس تھا ——— لیکن یہ افسوس اُسے صرف اپنی ذات کی حد تک تھا کہ وہ اب ایسی خوب صورت لڑکی کی صحبت سے محروم ہو گیا ہے۔ اُسے رضیہ کی بتائی ہوئی تفصیلات سے یہ بخوبی علم ہو گیا تھا کہ رضیہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گئی تھی۔ چنانچہ اس نے رضیہ کے خاتمے کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ اپنے سیکشن کے تمام کوڈ بھی فوری طور پر بدل دیئے تھے۔

اس کی پوری فورس نے ناٹران اور فیصل جان کی تلاش میں بہت سر کھپایا تھا۔ لیکن اس دیہی فارم سے نکلنے کے بعد وہ

کسی طرح بھی سامنے نہ آسکے تھے۔ شاگل نے پاکیشیا کی طرف ز
والی تمام ٹرانسمیٹر کالز بھی چیک کرائی تھیں۔ لیکن کوئی ایسی کال نہ
ہوئی تھی جس سے اُسے کوئی مدد مل سکتی ـــــ وہ اب اپنے دفتر
میں بیٹھا سوچ رہا تھا۔ کہ کسی طرح اُسے عمران اور پاکیشیا ٹیم کے
آئندہ پروگرام کا پتہ چل جائے تو اس بار وہ ان کا خاتمہ کر کے ہی
دم لے گا ـــــ کیونکہ اس ناٹمران والے مشن میں اس کی مایوس کن
کارکردگی پر صدر مملکت اور وزیر اعظم دونوں بے حد بگڑے تھے۔
اور انہوں نے شاگل کو چیلنج کر دیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر کوئی ایسا کارنامہ
سرانجام دے جس سے ان کی نظروں میں اس کی پوزیشن بحال ہو
سکے ـــــ اور ظاہر ہے یہ کارنامہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا
تھا کہ وہ عمران اور اس کی ٹیم کو کسی طرح گرفتار کرے یا ان کا خاتمہ
کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اور اب وہ کافی دیر سے بیٹھا اس
بات پر مسلسل غور و فکر کر رہا تھا کہ ایسی کیا پلاننگ بنائے۔ اچانک
اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بُری طرح اچھل پڑا ـــــ اُسے
پاکیشیا میں اپنے ایک خاص آدمی ٹوچانگ کا خیال آ گیا تھا۔ ٹوچانگ
اصل میں چینی نسل کا باشندہ تھا۔ لیکن اس کے آباؤ اجداد مدت
کافرستان میں رہتے آئے تھے ـــــ ٹوچانگ کافرستان میں
پیشہ ور قاتل تھا۔ اور اس قدر تیز۔ ذہین اور چالاک انسان تھا کہ کسی بھی
صلاحیت میں اس کا مقابلہ کرنا ناممکن تھا۔ یہاں ایک بہت بڑے
آدمی کے قتل کے سلسلے میں وہ پکڑا گیا تھا اور اُسے کافرستان
حکومت نے پھانسی کی سزا دے دی تھی ـــــ لیکن ٹوچانگ نے

جیل میں سے اُسے پیغام بھجوایا تھا۔ کہ اگر وہ اس کی مدد کرے تو وہ
اس کا احسان تازندگی نہ بھولے گا۔ ایک بار شاگل پر اس نے احسان
کیا تھا کہ ایک بین الاقوامی تنظیم کے مجرم سے جھگڑے کے بعد
اس تنظیم نے شاگل کو راستے سے ہٹانے کے لئے ٹوچانگ کی
خدمات حاصل کی تھیں ـــــ اور ٹوچانگ اس تک پہنچ بھی گیا تھا لیکن
پھر ٹوچانگ سے باتوں کے دوران یہ بات سامنے آگئی کہ شاگل کے
والد کے ٹوچانگ کے باپ سے تعلقات تھے اور ٹوچانگ کے
والد کی وفات کے بعد شاگل کے باپ نے جو اس وقت انسپکٹر جنرل
پولیس تھا ـــــ ٹوچانگ اور اس کی فیملی بے حد ہوئی تھی۔ اس
بات کے سامنے آنے پر نہ صرف ٹوچانگ نے اپنے اصول بدل
دیئے۔ بلکہ شاگل کو قتل کرنے کی بجائے اس نے اس تنظیم کو رقم
واپس کر دی اور شاگل کو اس تنظیم کا پتہ بتا دیا اس طرح شاگل ان پر
ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو گیا ـــــ چنانچہ جب جیل سے ٹوچانگ کا
پیغام آیا تو شاگل نے بھی اس کی مدد کا فیصلہ کر لیا۔ اور پھر اس کے
خفیہ تعاون کی وجہ سے ٹوچانگ نہ صرف جیل سے فرار ہونے میں
کامیاب ہو گیا بلکہ اس نے ٹوچانگ اور اس کی پوری فیملی کو صحیح سلامت
پاکیشیا فرار کرا دیا ـــــ اس طرح ٹوچانگ اور اس کی فیملی کی جانیں
بچ گئیں۔ ٹوچانگ نے پاکیشیا میں ایک چائنز کلب کھول لیا اور پھر
آہستہ آہستہ اس نے وہاں اپنے قدم جما لئے۔ اور پھر وہاں بھی اس
نے اپنا اصل دھندہ یعنی پیشہ ور قتل کرنا شروع کر دیا ـــــ لیکن اب
وہ بہت بڑی بڑی پارٹیوں کے لئے کام کرتا تھا اس لئے وہ کبھی

سکرین پر نہ آیا تھا۔ اس میں ٹوچانگ کی اپنی ذہانت۔ دلیری اور پھرتی بھی بے حد دخل تھا۔ ٹوچانگ چونکہ کافرستان حکومت کا مجرم تھا۔ اس لئے شاگل نے اُسے سیکرٹ سروس میں شامل نہ کیا تھا۔ بلکہ اس کے فرار کی تحقیقات سے بچنے کے لئے اس نے اس سے ہر قسم کا رابطہ بھی ختم کر دیا تھا ——— اور اب اچانک بیٹھے بیٹھے اُسے ٹوچانگ کا خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اس کے لحاظ سے ٹوچانگ عمران کی ٹکر کا آدمی تھا۔ اس کے ذریعے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہاتھ کھیلا جا سکتا تھا ——— چنانچہ یہ خیال آتے ہی اس نے میز پر رکھا ہوا رسیور اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے اس کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک کلب ہے بلیک ڈراگون اس کے مالک ٹوچانگ سے بات کراؤ۔ لیکن اُسے میرے عہدے کا حوالہ نہ دینا۔ صرف نام بتا دینا ہی کافی ہے" ——— شاگل نے پی۔ اے کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے پی۔ اے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور شاگل نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹوچانگ سے رابطہ ہو گیا ہے سر" ——— پی۔ اے نے

جواب دیا۔

"او۔ کے ——— بات کراؤ" ——— شاگل نے کہا۔ اور پھر جیسے ہی رسیور پر ہیلو کی آواز ابھری شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور سیٹ کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر دیا اس طرح اب کال ڈائریکٹ ہو گئی تھی۔

"ہیلو ہیلو ——— ٹوچانگ سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ٹوچانگ کی تیز اور کرخت آواز سنائی دی۔

"ہیلو ٹوچانگ ——— میں شاگل بول رہا ہوں کافرستان سے" شاگل نے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب۔ آپ ——— اتنی مدت کے بعد۔ کیسے ہیں آپ" دوسری طرف سے ٹوچانگ نے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹوچانگ تمہاری وہاں کیا پوزیشن ہے" شاگل نے پوچھا۔

"بہت اچھی ہے جناب۔ میں اب وہاں کافی بڑا آدمی ہوں اور یہ سب آپ کی مہربانیاں ہیں ورنہ اب تک تو میری ہڈیاں بھی قبر ہی گل سڑ چکی ہوتیں" ——— ٹوچانگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا سنو۔ ایک کام ہے۔ معاوضہ بھی ملے گا کیونکہ سرکاری کام ہے۔ میرا ذاتی نہیں۔ لیکن میری یہ انا کا مسئلہ ہے" شاگل نے کہا۔

"اوہ سر۔ آپ حکم کریں۔ معاوضے کی بات چھوڑیں۔ ٹوچانگ آپ کی خاطر اپنی جان بھی دے سکتا ہے" ——— ٹوچانگ نے کہا۔

"اچھا سنو۔ وہاں دار الحکومت میں ایک نوجوان رہتا ہے علی عمران
اُسے جانتے ہو۔ ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر رحمان کا لڑکا ہے۔
شاگل نے پوچھا۔
"علی عمران ۔۔ وہ مسخرہ سا نوجوان۔ جو انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ
فیاض کا دوست ہے"۔۔۔ ٹوچانگ نے چند لمحے خاموش رہنے
کے بعد پوچھا۔
"ہاں ہاں بالکل وہی۔ کتنا جانتے ہو اُسے"۔۔۔ شاگل نے
مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"سر ۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض میرا دوست ہے اُسے میں
اپنے کام کے سلسلے میں ہر ماہ خاصی بڑی رقم دیتا ہوں۔ یہ اس
کا دوست ہے۔ کبھی کبھار اس کے ساتھ کلب میں آتا ہے۔ بالکل
احمق سا آدمی ہے۔ کیا اسے ختم کرنا ہے"۔۔۔ ٹوچانگ نے
کہا۔
"نہیں۔۔۔ اُسے ختم کرنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔
ٹوچانگ۔ اور میں ایسا کام تمہارے ذمہ بھی نہیں لگانا چاہتا کہ تم
اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ وہ دنیا کا خطرناک ترین انسان ہے"۔
شاگل نے کہا۔
"سر۔ آپ ٹوچانگ کی توہین کر رہے ہیں۔ اگر آپ کی بجائے
کسی اور نے یہ الفاظ کہے ہوتے تو ......"۔۔۔ ٹوچانگ
نے اس بار قدرے ناراض لہجے میں کہا۔
"تم اُسے نہیں جانتے اس لئے ایسی بات کر رہے ہو۔ بہرحال

میری بات سنو۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا
ہے۔ اور مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ وہ سیکرٹ سروس کی ٹیم لے کر
کافرستان آرہا ہے۔۔۔ میں اُس کے اس مشن کے بارے
میں تفصیلات چاہتا ہوں کہ وہ کب۔ کس طرح اور کس راستے سے
کافرستان داخل ہوں گے۔ حتمی اور یقینی رپورٹ"۔۔۔ شاگل
نے کہا۔
"سر۔ یہ کام ویسے تو میری لائن کا نہیں ہے۔ لیکن آپ کی
خاطر میں اسے کر دوں گا۔ اور اپنی پوری صلاحیتیں لگا دوں گا۔ آپ
بے فکر رہیں۔ زیادہ سے زیادہ دو تین روز میں آپ کو رپورٹ مل جائے
گی۔۔۔ لیکن کس نمبر پر"۔۔۔ ٹوچانگ نے پوچھا۔
"تم زیرو تھری زیرو سکس پر فون کر کے میرا نام لے
دینا۔ مجھ سے بات ہو جائے گی"۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔
"او۔ کے سر۔ آپ بے فکر رہیں کام ہو جائے گا"
ٹوچانگ نے کہا۔ اور شاگل نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس
کے چہرے پر اندرونی مسرت کی چمک موجود تھی۔ کیونکہ وہ ٹوچانگ
کی صلاحیتوں کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔
اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا۔
"یس"۔۔۔ شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"دلیر سنگھ بول رہا ہوں جناب۔ ہم نے ایک مشکوک آدمی کو
چیک کیا ہے۔ یہ ڈاکٹر لاکی کا اسسٹنٹ ہاشم ہے۔ وہ زیرو کالونی

کی ایک کوٹھی میں رہتا ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"کیا شک ہے اس پر" ـــــ شاگل نے چونک کر پوچھا۔
"سر۔ جو ڈاکٹر لاکی کے فارم کے سرنگ کے دوسرے سرے پر موجود فارم کی نگرانی ہم مسلسل کر رہے تھے۔ یہ آدمی وہاں جیپ پر آیا ـــــ ہم نے اس کی واپسی پر جب جیپ کے نشانات پہلے نشانات سے ملایا تو یہ نشانات بالکل وہی تھے۔ جیپ کے نمبر کی بنا پر جب چیکنگ کی گئی تو یہ جیپ اسی ہاشم کی ملکیت ہے۔ وہ ڈاکٹر لاکی کے ہسپتال میں اس کا خاص اسسٹنٹ ہے ـــــ لیکن یہ شخص ڈاکٹر نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر لاکی کی زمینوں کے انتظامی کام کرتا ہے۔ اس کی رہائش گاہ کی نگرانی پر یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہاں اکثر اجنبی افراد آتے جاتے رہتے ہیں" ـــــ دلیر سنگھ نے کہا۔
"گڈ ـــــ کیا اس آدمی کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر لایا جا سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہ ہو۔ کیونکہ ڈاکٹر لاکی کے تعلقات پرائم منسٹر سے براہِ راست ہیں" ـــــ شاگل نے کہا۔
"ایسی بات ہے سر تو پھر اُسے ہیڈ کوارٹر کی بجائے بلیو بن میں کیوں نہ لایا جائے تاکہ اگر کل کو کوئی بات ہو تو بات سرکاری کی بجائے بلیو بن تنظیم پر ڈالی جا سکتی ہے" ـــــ دلیر سنگھ نے جواب دیا۔
"گڈ ـــــ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ تمہارا کیا عہدہ ہے"۔ شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"سر۔ میں سیکنڈ ڈپٹی ہوں سیکشن تھرڈ میں"

دلیر سنگھ نے جواب دیا۔
"او۔ کے ـــــ آج سے تم فرسٹ ڈپٹی ہو گئے۔ میں ابھی آرڈرز جاری کر دیتا ہوں۔ اب تم نے اس آدمی کو اغوا کرنے کے بعد مجھے رپورٹ دینی ہے۔ اس سے پوچھ گچھ میں خود کروں گا" شاگل نے کہا۔
"تھینک یو سر ـــــ مجھے اس کی قد و قامت کا علم ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد وہ بلیو بن کے ہال میں پہنچ چکا ہو گا سر" ـــــ دلیر سنگھ نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔
"او۔ کے" ـــــ شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر لاکی ہر صورت میں ناٹران اور فیصل جان سے ملوث ہے۔ اور اگر وہ اس کے اسسٹنٹ سے کچھ اگلوا لیتا ہے تو پھر پرائم منسٹر اور صدرِ مملکت پر یقیناً اس کی کارکردگی کی دھاک بیٹھ جائے گی۔ اس نے رسیور اٹھا کر پی۔ اے کو دلیر سنگھ کے فرسٹ ڈپٹی کے عہدے پر پروموشن کے آرڈرز ٹائپ کر کے لے آنے کی ہدایت کی اور رسیور رکھ دیا۔
تھوڑی دیر بعد پرسنل سیکرٹری فائل لے کر آ گیا۔ اور اس نے دلیر سنگھ کی پروموشن پر دستخط کر دیئے۔
اور پھر واقعی ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ دلیر سنگھ کا فون آ گیا۔ ہاشم کو انتہائی محتاط انداز میں اغوا کر کے بلیو بن کے خفیہ ہال میں پہنچا دیا گیا تھا۔

"او۔ کے ـــــ میں آرہا ہوں۔ تمہاری پروموشن کے آرڈر پر
نے دستخط کر دیئے ہیں۔ اور اگر تم نے اسی طرح مزید اچھی کارکردگی
دکھائی تو ہو سکتا ہے میں تمہیں اپنے پاس مین سیکشن میں بلا لوں۔
مجھے دلیر۔ ذہین اور اچھی صلاحیتوں کے لوگوں کی ضرورت ہے"۔
شاگل نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا کافرستان کی پہاڑیوں کا نقشہ کھولے اس پر
مسلسل غور و خوض میں مصروف تھا۔ وہ کوئی ایسا راستہ ڈھونڈھنا چاہتا
تھا جس سے وہ بغیر کسی تکلیف اور پریشانی کے جلد از جلد لاسر پہاڑیوں
میں پہنچ جائے ـــــ لیکن اس علاقے کے متعلق عام نقشے تو سرے
سے موجود ہی نہ تھے۔ البتہ ملٹری جغرافیکل سروے ڈیپارٹمنٹ سے
اسے ایک نقشہ مل گیا تھا۔ لیکن یہ نقشہ بھی ہوائی جہاز کی مدد سے بنایا
گیا تھا ـــــ کیونکہ یہ پہاڑیاں اس قدر دشوار گزار تھیں کہ وہاں نہ جیپ
جا سکتی تھی اور نہ خچر بلکہ پیدل ہی چلا جا سکتا تھا۔ پھر ان پہاڑیوں پر ہر
وقت ہوا کے زبردست طوفان چلتے رہتے تھے جن کی وجہ سے
کوئی مستقل راستہ قائم ہی نہ رہ سکتا تھا ـــــ کافرستان کی طرح
پاکیشیا نے بھی ان پہاڑی چوٹیوں پر فوجی راڈار قائم کئے ہوئے
تھے۔ اور وہ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے ان چوٹیوں تک براہِ راست

آتے جاتے تھے۔ آخری راڈار جس پہاڑی پر تھا۔ اس کے بعد
کافرستان کی سرحد میں داخل ہونا ناممکن تھا۔ اور پھر یہ پہاڑیاں آدھی
پاکیشیا میں اور آدھی کافرستان میں تھیں ——— اس لئے زیادہ سے
زیادہ یہی ہو سکتا تھا کہ آخری پہاڑی پر وہ پہنچ جاتے اور پھر وہاں سے
نیچے اترتے۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ دونوں ملکوں نے انتہائی طاقتور
دوربینوں سے ایک دوسرے کے اڈوں کی مکمل نگرانی کا انتظام کر
رکھا ہے ——— اس لئے جیسے ہی اجنبی افراد وہاں پہنچے کافرستان کو
اس کی اطلاع ہو جائے گی۔ اور دوسری بات یہ کہ صورت حال بے حد
خاصی گھمبیر تھی۔ کیونکہ اس پہاڑی سے اترنا اور پھر قاچار کی پہاڑیوں
کے ان حصوں سے گزرنا جو کافرستان میں تھیں انتہائی مشکل تھا
وہاں وحشی اور غیر مہذب قبائل بھی تھے اور موسم بھی انتہائی سخت تھا
اس لئے عمران کوئی ایسی تجویز سوچنا چاہتا تھا جس سے وہ آسانی
سے ان راستوں سے ٹیم لے کر گزر سکے۔

ابھی عمران نقشے پر غور و فکر کر رہا تھا کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی
دی۔ اور پھر عمران کے کہے بغیر سلیمان کے قدموں کی آواز دروازے
کی طرف جاتی سنائی دی ——— عمران نے سامنے رکھے
ہوئے نقشے کو تہہ کر دیا۔

" اوہ کپتان صاحب۔ آپ " ——— سلیمان کی آواز سنائی دی
تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ کیپٹن فیاض آیا ہے۔ کیپٹن
فیاض سے ملے کافی دن ہو گئے تھے جب سے اس نے خالد والا
مشن اس سے مل کر مکمل کرایا تھا پھر اس سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔

" یہ کیا کباڑ خانہ بنا رکھا ہے ڈرائنگ روم کو تم نے "
کیپٹن فیاض نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی ناک سکیڑتے
ہوئے کہا۔

" اوہ ——— ارے سلیمان۔ جلدی سے سٹور کا سامان بھی اٹھا کر
یہاں رکھ دے۔ تم نے دیکھا نہیں بڑے کباڑی صاحب تشریف
لائے ہیں " ——— عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

" سٹور تو خالی پڑا ہے۔ البتہ آپ کہیں تو باتھ روم کا سامان
لا دوں۔ چلو کسی بہانے صفائی ہی ہو جائے گی " ——— سلیمان نے
ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

" اچھا جی ——— اب ہم تمہارے باتھ روم کی صفائی کے لئے رہ
گئے ہیں۔ ٹھیک ہے میں تمہاری ہی صفائی کر دیتا ہوں۔ میرا فلیٹ
خالی کرو ابھی اور اسی وقت " ——— فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" فلیٹ ——— کیسا فلیٹ " ——— عمران نے یوں پوچھا جیسے
فیاض نے کسی جگہ کی بات کر رہا ہو۔

" اسی فلیٹ کی بات کر رہا ہوں۔ اور سنو۔ ابھی خالی کر دو ورنہ
یاد رکھو۔ فورس لے آ کر ایک لمحے میں تمہارا سارا سامان سڑک پر
پھینکوا دوں گا ——— بس میں نے کہہ دیا ہے۔ ابھی اور اسی وقت "
فیاض نے پوری طرح رعب دار لہجے میں کہا۔

" ہاں بھئی ٹھیک ہے۔ مالک مالک ہی ہوتا ہے " ——— عمران
نے ایک زوردار ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

" یہ میرے سامنے ایکٹنگ مت کرو۔ سمجھے۔ بس میرا فلیٹ

خالی کر دو" —— فیاض شاید سوچ رہا تھا کہ اس طرح وہ عمران کو منہ کھولنے پر مجبور کر دے گا۔

"سلیمان" —— عمران نے یک لخت اونچی آواز میں کہا۔ لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ چنانچہ دوسرے لمحے سلیمان دروازے پر نمودار ہو گیا۔

"جی" —— سلیمان نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو، میں تو باہر جا رہا ہوں۔ اور اس بار جس طرف جا رہا ہوں شاید وہاں سے زندہ واپس آنا نہ ہو۔ اس لئے تم بے شک مستقل چھٹی کر کے گھر چلے جاؤ یا پھر چاہو تو ڈیڈی کی کوٹھی پر چلے جانا۔ اور سامان باندھنا شروع کر دو —— میں نے کیپٹن صاحب کو اس لئے بلوایا ہے تاکہ فلیٹ کی چابی ان کے حوالے کر کے سرخرو ہو جاؤں میں شاید کل چلا جاؤں۔ اس لئے آج رات سامان باندھ دینا"، عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر" —— سلیمان نے جواب دیا۔ اور واپس مڑ گیا۔

"کل تم سلیمان سے چابی لے لینا" —— عمران نے سلیمان کے جانے کے بعد انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم کہاں جا رہے ہو۔ اور یہ نقشہ ہے میرے خیال میں" فیاض نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ کیونکہ کمرے میں بکھرے ہوئے سامان اور پھر میز پر تہہ کیا ہوا نقشہ تو واقعی عمران کے کہیں جانے کا ہی اشارہ کر رہا تھا —— لیکن فیاض

صرف رعب جمانے کے لئے ایسی باتیں کر رہا تھا اس لئے عمران کی سنجیدگی پر وہ خود بوکھلا گیا۔

"یہاں تو روٹی کھانے کو ملتی نہیں۔ فلیٹ تمہارا اور پھر کب تک میں تم سے زمین ادھار مانگ کر گزارہ کرتا رہوں۔ بس اتفاق سے تاجار کی پہاڑیوں میں ایک پرانے زمانے کے خزانے کا نقشہ مل گیا ہے —— اب میں وہ خزانہ حاصل کرنے جا رہا ہوں اگر زندہ لوٹ آیا تو پھر اس جیسے دس فلیٹ تمہیں بخش دوں گا۔ نہ زندہ واپس آیا تو کم از کم تم میرے مزار پر قوالی کرانے کے خرچ سے تو بچ ہی جاؤ گے" —— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ خزانے کی تلاش اور تم۔ میں تمہاری رگ رگ جانتا ہوں۔ بتاؤ اصل چکر کیا ہے" —— فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چکر کیا ہو سکتا ہے۔ تم جانتے ہو تاجار کی پہاڑیاں کس قدر دشوار گزار ہیں۔ اور پھر ان کی کوئی فوجی اور دفاعی اہمیت بھی نہیں۔ اس لئے چکر کیا ہو سکتا ہے۔ بس خزانہ تلاش کرنا ہے۔ سنا ہے کسی پرانے چینی شہنشاہ کا خزانہ ہے" —— عمران نے کہا۔

"ہاں واقعی وہ پہاڑیاں تو ایسی نہیں ہیں کہ تم کسی سرکاری مشن کے چکر میں ادھر جاؤ۔ لیکن ان پہاڑیوں کے متعلق میں نے سنا ہے انتہائی دشوار گزار ہیں —— اور وہاں وحشی اور غیر مہذب قبائل بھی رہتے ہیں۔ ذرا نقشہ دکھاؤ" —— فیاض نے سمجھ نہ آنے والے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اُسے روکتا اس نے میز پر پڑا ہوا

نقشہ کھول دیا۔

"ہونہہ —— واقعی یہ تاچار پہاڑیوں کا نقشہ ہے۔ اور یہ سامان بھی بتا رہا ہے کہ تم واقعی کسی پہاڑی پہ جانے کا پروگرام بنا رہے ہو لیکن خزانے والی بات تو میں کسی طور پر بھی تسلیم نہیں کر سکتا" فیاض نے کہا۔

"نہ کرو۔ میں کب کہہ رہا ہوں کہ تم تسلیم کرو۔ تمہیں فلیٹ کی چابی چاہیئے۔ وہ کل مل جائے گی" —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"لعنت بھیجو فلیٹ پر۔ میں تو مذاق کر رہا تھا۔ مجھے اصل بات بتاؤ" فیاض نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اصل بات یہی ہے۔ فیاض میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ ہاں تم نے چلنا ہو تو دفتر سے ایک دو سال کی چھٹی لے لو۔ خزانے میں سے حصہ مل جائے گا" —— عمران نے کہا۔

اور فیاض اب اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے اُسے اس کے دماغی توازن پہ شک پڑ گیا ہو۔

"مجھے معلوم ہے۔ تم نہیں بتاؤ گے۔ میں تو ایسے خزانوں سے باز آیا۔ البتہ اگر تم واقعی جا رہے ہو تو میں ایک آدمی تمہیں ریفر کر سکتا ہوں —— ہو سکتا ہے وہ تمہارے کام آ جائے" —— فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ شاید اب اس نے عمران سے اصل بات اگلوانے کا دوسرا طریقہ آزمانا شروع کر دیا تھا۔

"آدمیوں کی بات چھوڑو۔ آدمی بہت۔ تم اپنی بات کرو"

عمران نے کہا۔

"نہیں۔ وہ تمہارے بے حد کام آ سکتا ہے۔ ٹوچانگ اس کا نام ہے۔ بلیک ڈراگون کلب کا مالک ہے۔ انتہائی تیز طرار۔ پھرتیلا اور ذہین آدمی ہے —— وہ تاچار کی پہاڑیوں میں سے ہی یہاں آیا ہے" —— فیاض نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تاچار کی پہاڑیوں میں سے —— کیا مطلب" —— عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ چینی نسل کا ہے۔ آج سے چار پانچ سال قبل وہ آیا تھا۔ تب اس نے بتایا تھا کہ وہ تاچار کی پہاڑیوں میں کسی قبیلے کا شہزادہ ہے —— وہاں اس کے چچا نے اس کے قبیلے پر قبضہ کر لیا تو وہ بیوی اور اپنے بچوں کی جان بچا کر اور کچھ ہیرے جواہرات لے کر یہاں آ گیا۔ اور پھر یہاں انہی ہیرے جواہرات کو فروخت کر کے اس نے کلب کھول لیا ہے —— تمہاری بات پہ مجھے یہ سب کچھ یاد آ گیا ہے حالانکہ کافی پرانی بات ہے" —— فیاض نے کہا۔

"میں جانتا ہوں اُسے —— اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ تمہارا کیسے آنا ہوا۔ خوب اچھا ہوا تم سے آخری ملاقات ہو گئی" —— عمران نے کہا۔

"میں ادھر سے گزر رہا تھا۔ کچھ فرصت تھی اس لئے میں نے سوچا کہ چلو مل لوں" —— فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا اب کیسے ملو گے۔ صرف مصافحے تک یا پھر بغلگیر بھی ہو گے" عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری رگ رگ جانتا ہوں۔ تمہارا مطلب ہے کہ میں اب

جاؤں۔ یہی بات ہے ناں۔ اچھا ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں۔ اور ہاں اگر ٹوچانگ سے بات کرنی ہو تو میرا ریفرنس دے دینا۔" فیاض نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا خدا حافظ —— کل چابی سلیمان سے —— لینا نہ بھولنا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ مجھے پتہ ہے تم جیسے گھرے آدمی سے کچھ اگلوا لینا ناممکن ہے۔ بہرحال میں تمہارے کام میں مداخلت کیسے کر سکتا ہوں۔ خدا حافظ" —— فیاض نے کہا۔ اور مڑ کر دروازے کی باہر کی طرف چل پڑا۔

عمران مسکراتا ہوا دوبارہ نقشے پر جھک گیا۔ وہ اس مشن پر مکمل غور کرنا چاہتا تھا۔ اور فیاض سے اتنی جلد ہی جان چھوٹ جانے پر وہ دل ہی دل میں شکر بجا لا رہا تھا۔

"سر —— کیا واقعی آپ کہیں جا رہے ہیں" —— چند لمحوں بعد سلیمان نے بڑے سہمے سے لہجے میں کہا۔

"قبر میں نہیں جا رہا۔ تمہاری تنخواہیں دے دوں گا۔ تم نہ گھبراؤ۔ ابھی خزانہ ملنے کی دیر ہے" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خزانہ —— لاحول ولا۔ آپ خزانے کی خاطر جا رہے ہیں۔ آپ مجھے حکم کریں۔ خزانہ آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دوں" —— سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا —— اب کیا الہ دین کے چراغ کا جلنا رخصت پر گیا ہوا ہے آج کل" —— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا۔ صحیح کہہ رہا ہوں۔ ایسے ایسے نادر ہیرے ہیں کہ بس آپ دیکھتے رہ جائیں گے۔ چکا چوند ہو جائیں گی آنکھیں" سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہو —— واقعی ذرا دکھاؤ تو وہ ہیرے" —— عمران نے اس کی سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے چونک کر کہا۔

"ابھی لایا" —— سلیمان نے کہا۔ اور واپس چلا گیا۔ اور عمران بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اب سلیمان اس سے بھی دو ہاتھ آگے جا رہا ہے۔

چند لمحوں بعد سلیمان واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا رسالہ تھا عورتوں کی تصاویر کا رسالہ۔

"یہ لیجئے جناب۔ آپ بھی دیکھیں۔ کیا یاد کریں گے کہ کسی نے خزانے کی زیارت نہیں کرائی" —— سلیمان نے رسالہ کھول کر عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ہیرے ہیں۔ کیوں" —— عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایسے ایسے ہیرے۔ بس آپ دیکھیں تو سہی" —— سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماچس ہے تمہارے پاس۔ ذرا دینا۔ کمرے میں کچھ اندھیرا ہے۔ ذرا روشنی کر کے دیکھوں" —— عمران نے کہا۔

"ماچس —— لیکن میں بلب جلا دیتا ہوں" —— سلیمان نے چونک کر کہا۔ اور جیب میں ہاتھ ڈال کر ماچس نکال لی۔

عمران نے اس کے ہاتھ سے ماچس جھپٹی اور دوسرے لمحے اس

نے ماچس جلا کر رسالے کو لگا دی۔

"ہائے ارے" ——— سلیمان بُری طرح چیخ پڑا۔ اس نے عمران کے ہاتھ سے رسالہ جھپٹنے کی کوشش کی۔

"بس بس۔ ذرا مجھے روشنی میں دیکھنے دو۔ واہ واہ۔ واقعی بڑے نادر ہیرے ہیں۔ واہ کیا چکا چوند ہے" ——— عمران نے صوفے سے اٹھ کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"ارے جناب۔ ارے میں تو دس دن کی رقم بچا کر بڑی مشکل سے لایا ہوں" ——— سلیمان نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"بس دس دن میں خزانہ۔ ارے زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ ایسے خزانے کو تلاش کرتے کرتے" ——— عمران نے تیزی سے دروازے کی طرف بُری طرح جلتے ہوئے رسالے کو اچھالتے ہوئے کہا۔ اور سلیمان باہر راہداری کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے رسالے کو جلنے سے بچانے کی کوشش کی ——— لیکن کاغذ اتنی تیزی سے جل رہا تھا کہ جب تک سلیمان آگ بجھاتا خزانہ خالی ہو چکا تھا۔

"سلیمان" ——— عمران نے یک لخت تیز لہجے میں کہا۔

"ج ——— ج ——— جی" ——— سلیمان نے چونک کر مڑتے ہوئے کہا۔

عمران کا لہجہ ایسا تھا کہ اس کے جسم میں سرد لہر سی دوڑ گئی۔

"تمہاری الماری کے نچلے خانے میں جتنے رسالے پڑے ہیں انہیں جلا کر چائے بنا لاؤ۔ اور سنو اب اگر ایک بھی رسالہ مجھے نظر گیا تو میں تمہاری ہڈیوں پر چائے بناؤں گا۔ جاؤ" ——— عمران کا

ہجہ اُسی طرح سرد تھا۔

"ج ——— ج ——— جی ——— اچھا" ——— سلیمان نے کانپتے ہوئے کہا۔ اور سر جھکا کر واپس چلا گیا۔

عمران مسکراتا ہوا دوبارہ نقشے پر جھک گیا۔

تھوڑی دیر بعد سلیمان چائے کی ٹرے اٹھا کر اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں چائے عمران کے سامنے رکھی اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

"سنو ——— میں واقعی باہر جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کچھ زیادہ ہی وقت لگ جائے۔ تم نے کسی کو میرے بارے میں کچھ نہیں بتانا سمجھے۔ اور میرے نیلے کوٹ کی جیبوں میں دو لاکھ روپے موجود ہیں۔ وہ نکال لو۔ جاؤ" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"دو لاکھ۔ صرف" ——— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ایک پیالی چائے کے بدلے میں دو لاکھ مل رہے ہیں۔ غضب ہو گیا۔ اس قدر مہنگائی۔ اور ابھی تمہارا منہ بن رہا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"جناب۔ بڑے بڑے نادر ہیرے جواہرات تھے۔ دو لاکھ روپے۔ میں نے تو انہیں دیکھا بھی نہیں تھا" ——— سلیمان نے ——— بجھے بجھے سے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی پورے بنئے ہو۔ اچھا۔ کشمشی کوٹ کی جیب میں ایک لاکھ روپیہ ہے وہ بھی لے لینا۔ چلو جاؤ۔ بس اس سے زیادہ نہیں مل سکتا" ——— عمران نے کہا۔

"چلو۔ گزارہ ہو جائے گا" — سلیمان نے کہا۔ اور واپس مڑ گیا۔

عمران نے ہنستے ہوئے پیالی اٹھائی اور منہ سے لگالی۔ اب وہ واقعی ایک لائحہ عمل ترتیب دے چکا تھا۔ چائے پینے کے بعد اس نے نقشہ تہہ کیا اور پھر اٹھ کر دانش منزل کی طرف چل پڑا — تاکہ بلیک زیرو سے مشن کے بارے میں مکمل تفصیلات کو ڈسکس کر کے اسے فائنل کر دے۔

ناٹران نے گھنٹی بجتے ہی رسیور اٹھایا۔

"یس" — ناٹران نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر — علی رضا بول رہا ہوں۔ ہاشم کو اغوا کر لیا گیا ہے" دوسری طرف سے آواز سنائی دی

"اغوا کر لیا گیا ہے — کیا مطلب۔ پوری بات بتاؤ" ناٹران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں اور ہاشم ایک کام سے مین مارکیٹ گئے تھے۔ واپسی پر ہاشم نے مجھے ناٹن روڈ کے پہلے چوک پر اتارا۔ اس کو چوک پر موجود ایک دکان پر ڈاکٹر لاکی کے کسی کام سے جانا تھا۔ سر میں اتر کر ایک کیفے میں گیا تو مجھے اچانک یاد آیا کہ ہاشم سے میں نے اپنے فلیٹ کی چابی لینی تھی — میں فوراً ہی باہر آیا تو جناب میں نے کیفے سٹار کے عقب کی طرف اسے جاتے دیکھا۔ ابھی

میں اُسے آواز دینے ہی لگا تھا کہ سائیڈ سے ایک کار اس کے قریب آکر رکی۔ اور پھر چار نقاب پوشوں نے اُسے زبردستی پکڑ کر کار میں ڈالا اور لے گئے۔ میں کیفے سے ہی فون کر رہا ہوں"۔۔۔ علی رضا نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ وہ کار کیسی تھی۔ اس کے نمبر"۔۔۔ نائٹران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔۔۔ میں نے اُسے پہچان لیا ہے۔ اس کی نمبر پلیٹ پر بلیو ربن کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا"۔۔۔ علی رضا نے جواب دیا۔

"بلیو ربن۔۔۔ ہونہہ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ تم اس کی کار لے جا کر گیراج میں کھڑی کر دو۔ میں دیکھتا ہوں"۔۔۔ نائٹران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز پر پڑا ہوا انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رستم کو بھیجو میرے پاس فوراً"۔۔۔ نائٹران نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے مڑ کر الماری سے بڑا میک اپ باکس اٹھا لیا تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک صحت مند اور بھرپور جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"رستم۔۔۔ ہاشم کو بلیو ربن کی کار میں اغوا کیا گیا ہے۔ بلیو ربن کے متعلق تم کیا جانتے ہو۔ تم تو شاید وہاں کام بھی کرتے رہے ہو"۔ نائٹران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں تو اب بھی وہیں کام کرتا ہوں سر۔۔۔ بلیو ربن کا مالک ٹوڈی بڑا نامی گرامی غنڈہ ہے۔ لیکن وہ تو سر آج کل ملک سے باہر ہے۔ اس کی جگہ دلیر سنگھ نے سنبھالی ہوئی ہے۔ وہ شاید کافرستان سیکرٹ سروس سے بھی خفیہ طور پر متعلق ہے"۔۔۔ رستم نے جواب دیا۔

"کافرستان سیکرٹ سروس۔۔۔ اوہ۔ اب میں سمجھ گیا تو یہ ساری کارروائی شاگل کی ہو گی۔ ہاشم چونکہ ڈاکٹر لاکی کا اسسٹنٹ ہے۔ اس لئے اس نے براہ راست سامنے آنے کی بجائے اس بار بلیو ربن کو آگے کیا ہے۔ ہاشم کو کہاں لے جایا گیا ہو گا"۔ نائٹران نے پوچھا۔

"بلیو ربن کے نیچے ایک ہال نما تہہ خانہ ہے۔ وہ لازماً اسے وہاں لے گئے ہوں گے"۔۔۔ رستم نے جواب دیا۔

"تم مجھے وہاں کسی خفیہ راستے سے لے جا سکتے ہو۔ زیادہ بھیڑ بھاڑ سے ہو سکتا ہے وہ ہاشم کو نقصان نہ پہنچا دیں"۔۔۔ نائٹران نے کہا۔

"بالکل جناب۔ ایک خفیہ راستہ ایسا ہے جس کے متعلق شاید دلیر سنگھ کو بھی علم نہ ہو"۔۔۔ رستم نے کہا۔

"اوکے۔۔۔ تم میک اپ کر لو۔ لیکن جلدی۔ تاکہ بعد میں تم پر کوئی حرف نہ آئے۔ اور باہر کار میں بیٹھ جاؤ۔ میں ابھی آ رہا ہوں"۔ نائٹران نے کہا۔ اور میک اپ باکس اٹھا کر تقریباً دوڑتا ہوا باتھ روم میں گھس گیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد جب وہ باہر آیا تو وہ ایک عام سے غنڈے کے میک اپ میں تھا۔ اس کے جسم پر لباس بھی غنڈوں جیسا ہی تھا ـــــ اس نے الماری سے دو مخصوص قسم کے پستول نکال کر جیبوں میں ڈالے اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کار تک پہنچ چکا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر رستم موجود تھا۔ اس نے بھی ریڈی میڈ میک اپ کیا ہوا تھا اور لباس بھی بدل چکا تھا۔

"چلو۔ جلدی کرو" ـــــ ناٹران نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور رستم نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی۔ وہ اُسے پہلے ہی موڑ چکا تھا۔ اس لئے چند لمحوں بعد ہی وہ پھاٹک سے نکل کر سڑک پر آگیا۔

رستم انتہائی تیز رفتاری سے کار چلا رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ بلیو ربن کلب والی سڑک پر پہنچ گیا۔ اس نے کار ذرا آگے جا کر ایک کمرشل بلڈنگ کے عقب میں روک دی۔

"آئیے سر" ـــــ رستم نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

اور ناٹران سر ہلاتا ہوا نیچے اتر آیا۔

"ادھر سر۔ عقبی گلی میں ایک سرنگ کا دروازہ ہے۔ یہ سرنگ سیدھی اس تہہ خانے میں جاتی ہے۔ اسے استعمال نہیں کیا جاتا۔ خاص موقعوں کے لئے ہے" ـــــ رستم نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ عقبی لیکن ویران گلی میں سے

ہوتے ہوئے ایک پرانے سے دروازے پر پہنچ کر رک گئے۔ دروازہ لکڑی کا بنا ہوا تھا اور اندر سے بند تھا۔ رستم نے اس کی چوکھٹ کے نیچے بنے ہوئے خلا میں جھک کر ہاتھ ڈالا اور چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اندر سے چٹخنی کھل گئی ـــــ رستم اٹھ کھڑا ہوا۔ دروازہ کو دھکیلنے سے وہ کھل گیا۔ اندر سے چٹخنی صرف نیچے کی طرف سے ہی لگی ہوئی تھی۔ یہ ایک پتلی سی سرنگ تھی جو گرد و غبار سے اٹی ہوئی تھی ـــــ رستم اور ناٹران اس میں داخل ہوئے۔ اور تیز تیز لیکن محتاط قدم اٹھاتے آگے بڑھنے لگے۔

سرنگ کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔

"یہ دروازہ کہاں کھلتا ہے" ـــــ ناٹران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"کیبن کے باتھ روم میں" ـــــ رستم نے جواب دیا۔ اور ناٹران نے سر ہلا دیا۔

رستم نے اس دروازے کی چوکھٹ کے اوپر والے حصے میں بنے ہوئے سوراخ میں ہاتھ ڈالا اور ایک بار پھر کھٹاک کی ہلکی سی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا ـــــ ناٹران اور رستم بڑے محتاط انداز میں اندر داخل ہوئے۔ یہ واقعی ایک بڑا سا باتھ روم تھا اور دروازے کے سامنے پردہ پڑا ہوا تھا۔

باتھ روم کا دوسرا دروازہ بند نہ تھا۔ ناٹران ہاتھ میں پستول پکڑے دبے قدموں باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں باہر جا رہا ہوں ٹنکر۔ تم اس آدمی کا خیال رکھنا چیف باس

بس پہنچنے ہی والے ہیں۔ میں نے انہیں فون کر دیا ہے میں
لے کر آتا ہوں" ____ ایک بھاری سی آواز ہال میں سے سنائی دی
"ٹھیک ہے باس ____ میں اس کا خیال رکھتا ہوں۔ یہ
بھی بچ کر کہاں جا سکتا ہے" ____ ایک دوسری کرخت آواز سنائی
دی۔ اور پھر قدموں کی آواز دور ہوتی سنائی دی۔
"تم لوگ کون ہو اور مجھے کیوں پکڑ لاتے ہو" ____ ہاشم کی
آواز سنائی دی۔
"ابھی پتہ لگ جائے گا بیٹے۔ ابھی تمہاری ہڈیاں بوٹیاں علیحدہ
ہوں گی تو سب کچھ پتہ چل جائے گا" ____ ٹنکر کی طنزیہ آواز سنائی
دی اور ناٹران نے دروازہ کھول کر دوسری طرف قدم رکھ دیا۔
واقعی ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جس کے ایک ستون کے ساتھ
سے ہاشم بندھا ہوا تھا ____ اس کے سامنے کرسی پر ایک
قد کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ لازماً ٹنکر تھا۔ باتھ روم کی طرف اس
کی پشت تھی۔
اندر داخل ہوتے ناٹران نے پستول والا ہاتھ اٹھایا اور دوسرے
لمحے کھٹک کی تیز آواز کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے ٹنکر کی
کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر فرش پر بکھر گئی ____ اس
بے چارے کو مڑ کر دیکھنے کی بھی مہلت نہ ملی تھی۔ ہال میں اور
کوئی آدمی نہ تھا۔
"آپ آپ کون ہیں" ____ ہاشم نے بری طرح چونکتے
ہوئے پوچھا۔

"رستم۔ جلدی کرو۔ ہاشم کو کھول کر لے آؤ۔ جلدی۔ ہمیں
فوراً یہاں سے نکلنا ہے" ____ ناٹران نے اصل لہجے میں کہا
تو ہاشم کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں نمودار ہو گئیں۔ رستم
بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جلدی سے خنجر کی مدد
سے ہاشم کی رسیاں کاٹ دیں ____ اور پھر وہ تینوں بھاگتے
ہوئے باتھ روم سے ہو کر سرنگ میں آ گئے۔ رستم نے اسی
طرح دروازہ بند کر کے چوکھٹ میں ہاتھ ڈال کر دروازہ کی چٹخنی دوسری
طرف سے چڑھائی اور پھر ناٹران اور ہاشم کے پیچھے بھاگتا ہوا
وہ بیرونی دروازہ پار کر کے عقبی گلی میں آ گیا ____ اس نے وہاں بھی
دروازہ اسی طرح نچلی چوکھٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر اندر سے بند
کیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کار تک پہنچ گئے تھے۔
"تم دونوں ٹیکسی میں جاؤ۔ میں تھوڑی دیر میں آؤں گا۔ اور سنو
ہاشم۔ اب شاگل تمہارے پیچھے پاگلوں کی طرح لگ جائے گا۔
اس لئے زیر زمین رہنا ہے" ____ ناٹران نے ان دونوں سے
کہا۔ اور پھر کار بڑھاتا ہوا وہ بلیو ربن کے سامنے کے رخ کی طرف
آنے لگا۔ وہ اب سوچ رہا تھا کہ شاگل کے کسی خفیہ اور بڑے ہیڈ
کوارٹر کو تباہ کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا بدلہ شاگل سے پورا کرے۔
ابھی کار بلیو ربن سے کچھ دور تھی کہ اس نے بلیو ربن کے عین سامنے
ایک سبز رنگ کی کار کو رکتے ہوئے دیکھا۔ کار میں سے شاگل
نیچے اترا۔ اس کے ساتھ دو مسلح باڈی گارڈ بھی موجود تھے ____ جیسے
ہی وہ کار سے اترا برآمدے میں کھڑا ایک لمبا تڑنگا نوجوان تیزی

سے اس کی طرف بڑھا۔ شاگل کا ایک باڈی گارڈ وہیں کار کے قریب
ہی رک گیا تھا۔ جب کہ دوسرا شاگل کے ساتھ ہی چل رہا تھا۔ وہ بڑے
چوکنے انداز میں چل رہا تھا۔

ناٹران نے کار وہیں دور ہی ایک سائیڈ پر روک دی۔ شاگل بار
بلیوربن کے اندر چلا گیا تھا۔ ناٹران جانتا تھا کہ شاگل ابھی پاگل کتے کی
طرح اپنے آپ کو کاٹتا ہوا باہر آئے گا ــــ اور پھر غصے کی شدت
میں اُسے تعاقب وغیرہ سب کچھ بھول جائے گا۔ اور وہی ہوا۔ تقریباً
آدھے گھنٹے بعد جب شاگل واپس آیا تو دور سے ہی اس کا بگڑا
ہوا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا ــــ باڈی گارڈ اب اس کے پیچھے
کافی دور چل رہا تھا۔ اس کا انداز سہما ہوا تھا۔ ناٹران کے چہرے پر
مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ لمبا تڑنگا آدمی اس کے ساتھ نہ تھا۔

شاگل کار میں بیٹھا وہ خود کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ اور دوسرے لمحے
کار کمان سے نکلنے والے تیر کی طرح جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور بجلی کی
سی رفتار سے دوڑتی ہوئی اُسی طرف آئی جدھر ناٹران کار لئے موجود
تھا ــــ شاگل کی کار آگے بڑھ جانے کے بعد ناٹران نے کار سٹارٹ
اور پھر اُسے تعاقب میں ڈال دیا۔ وہ انتہائی محتاط انداز میں تعاقب
کر رہا تھا۔ شاگل آندھی اور طوفان کی طرح کار اڑائے لئے جا رہا
اور پھر تھوڑی دیر بعد کار شتال کالونی میں داخل ہو گئی۔

"ہوں ــــ تو شتال کالونی میں شاگل نے خفیہ ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا
ہے" ــــ ناٹران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اُسے شاگل کے
سرکاری دفتر کا تو علم تھا لیکن اس کے کسی خفیہ ہیڈ کوارٹر کے بار

ہیں باوجود تلاش کے اُسے علم نہ ہو سکا تھا۔ کیونکہ شاگل انتہائی محتاط
بنے کا عادی تھا۔ یہ تو شاید آج موقعہ ہی ایسا بن گیا تھا کہ اس نے
کسی تعاقب وغیرہ کی پرواہ نہ کی تھی۔ اور ناٹران کو بھی ایسے ہی کسی موقعہ
کی تلاش تھی۔

شتال کالونی کی ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر شاگل کی کار رک گئی
ناٹران جو کہ کافی فاصلے پر تھا نے ایک بڑے درخت کی اوٹ میں کار
روک دی ــــ اور جب شاگل کی کار کوٹھی کے اندر چلی گئی تو ناٹران
کار سے اترا۔ اس نے ساتھ والی سیٹ کے نیچے سے ایک بیگ
گھسیٹ کر باہر نکالا اور اُسے پشت پر اس طرح باندھ لیا جیسے سیاح
بیگ اٹھائے ہوتے ہیں ــــ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا
سڑک کراس کر کے سامنے والی گلی میں داخل ہو گیا۔ اُسے معلوم تھا
کہ شاگل نے اس ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے انتہائی جدید اور
بھرپور انتظامات کر رکھے ہوں گے ــــ لیکن ناٹران ایسے حفاظتی
انتظامات کی کمزوریوں سے اچھی طرح واقف تھا

مختلف گلیوں سے گھومتا ہوا وہ تھوڑی دیر بعد اس کوٹھی کے
عقب میں پہنچ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی گلی تھی اور ویران پڑی ہوئی تھی۔
ایک کونے میں کھڑے ہو کر ناٹران کوٹھی کا بغور جائزہ لیتا رہا۔ کوٹھی
کی دیواریں بہت اونچی تھیں ــــ اور دیواروں پر الیکٹرو راڈنگ کے
کھمبے بھی صاف نظر آ رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کسی طرح
بھی دیوار کراس نہیں کر سکتا۔ عقبی طرف کوئی دروازہ بھی نہ تھا۔ بظاہر
اس لحاظ سے کوٹھی کو ناقابل عبور بنا دیا گیا تھا ــــ لیکن ناٹران نے ہمت

نہ ہاری وہ بغور جائزہ لیتا رہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس کے لبوں پر
مسکراہٹ رینگنے لگی۔ وہ ان انتظامات کی ایک کمزوری بھانپ گیا
تھا ــــ سائیڈ والی کوٹھی کے عقبی طرف اونچے اونچے درخت تھے،
اور ان میں سے ایک پرانے درخت کا موٹا سا تنا قدرے شاگل
کے ہیڈ کوارٹر کی دیوار کی طرف جھکا ہوا تھا۔ گو اس تنے سے کوٹھی
کی اصل عمارت کی چھت کا فاصلہ تقریباً دس فٹ تھا ــــ لیکن
یہ فاصلہ عبور کیا جا سکتا تھا۔ ناٹران تیز تیز قدم اٹھاتا سائیڈ کوٹھی
کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی دیوار عام دیواروں جیسی بلندی کی تھی اس
لئے ناٹران کو اسے پار کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہوئی ــــ اس نے
اچھل کر دیوار پر دونوں ہاتھ جمائے اور دوسرے لمحے اس کا جسم
بازوؤں پر اٹھتا ہوا دیوار پر پہنچ گیا۔ عقبی طرف بے ترتیب اور گھنا سا
باغیچہ تھا ــــ اس وقت وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ناٹران
آہستہ سے اندر کود گیا۔ وہ چند لمحے تو باڑ کے پیچھے دبکا رہا۔ لیکن
جب کوئی ردعمل سامنے نہ آیا تو وہ آہستہ سے اٹھا۔ اور اس درخت
کی طرف بڑھتا گیا جس کا تنا سائیڈ پر جھکا ہوا تھا ــــ تھوڑی دیر
بعد وہ بندروں کی طرح درخت پر چڑھتا گیا۔ اس جھکے ہوئے تنے
پر پہنچ کر وہ آہستہ آہستہ آگے کی طرف کھسکنے لگا۔ چونکہ شام خاصی بڑھ
چکی تھی ــــ لیکن ابھی بتیاں روشن نہ ہوئی تھیں۔ اس لئے ملگجی سا اندھیرا
ہر طرف چھایا ہوا تھا۔

تنے پر کافی آگے پہنچ جانے کے بعد جب ناٹران نے محسوس
کیا کہ اب مزید آگے جانے سے تنا ٹوٹ بھی سکتا ہے تو وہ وہیں

رک گیا۔ اس نے دونوں ٹانگیں تنے کے گرد پھنسائیں۔ اور پھر
پشت پر بندھے ہوئے بیگ میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک لمبے
دستے والا ریوالور سا نکال لیا ــــ اس نے ریوالور کی نال کا رخ
ہیڈ کوارٹر کی چھت کے کنارے کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ اس
کے ہاتھ کو زوردار جھٹکا لگا لیکن اس نے ہاتھ کو مضبوطی سے قابو میں
رکھا ــــ کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی ریوالور میں سے ایک پتلی سی
تار نکل کر اڑتی ہوئی سیدھی ہیڈ کوارٹر کی چھت کے کنارے سے ٹکرائی۔
اور اس کے ساتھ ہی وہ تن گئی۔ تار کے سرے پر لگا ہوا مخصوص انداز
کا چھوٹا سا آنکڑا کسی رخنے میں پھنس چکا تھا ــــ ناٹران نے ریوالور
کی سائیڈ پر ایک بٹن دبایا تو سائیڈ سے بھی تار کا ایک گچھا سا نکل آیا۔
اس نے اس گچھے کی مدد سے ریوالور کو تنے کے ساتھ انتہائی مہارت
اور مضبوطی سے باندھ دیا ــــ اب وہ باریک سی تار بڑی سختی سے
تنی ہوئی تھی۔ اس کی مضبوطی کا اندازہ کر لینے کے بعد ناٹران نے بیگ
میں ہاتھ ڈال کر دو مخصوص انداز کے دستانے نکالے اور انہیں ہاتھوں
پر چڑھا کر آستینوں پر انہیں کلپ کر دیا ــــ ان میں سے ایک دستانے
کے درمیان ایک چھوٹا سا ہک لگا ہوا تھا۔ ناٹران نے ہک کھول کر تار
کو اس ہک کے اندر ڈال کر اس کا سائیڈ پیچ گھما دیا۔ اب ہک کھل نہ سکتا
تھا ــــ دوسرا ہاتھ اس نے تار پر رکھا اور پھر وہ تنے پر کھڑا ہو گیا۔
ایک لمحے کے لئے اس نے جھٹکا دے کر تار کی مضبوطی کا اندازہ
لگایا۔ دوسرے لمحے اس نے جسم کو فضا میں چھوڑ دیا۔ کیونکہ تنا چھت
سے قدرے اونچا تھا ــــ اس لئے اس کا جسم تیزی سے تنی

ہوئی تار سے لٹکتا چھت کی طرف کھسکتا چلا گیا۔ وہ ساتھ ساتھ اپنے
جسم کو جھکولا بھی دے رہا تھا۔ تھوڑی سی کوشش سے وہ چھت
کے کنارے پر پہنچ گیا —— اس نے ایک ہاتھ کنارے پر ڈالا۔
اور پھر جھکولا دے کر اس نے جسم کو لہراتے ہوئے چھت کے اوپر
پھینک دیا۔ البتہ اس کا تار والا ہاتھ ابھی تک تار میں ہی جکڑا ہوا تھا۔
چھت پر لیٹ کر اس نے دستانے کا کلپ کھولا اور دستانے کو وہیں
منڈیر پر ہی تار سے بندھا چھوڑ کر وہ تیزی سے اٹھا اور چھت کے کنارے
کے ساتھ ساتھ گھسٹتا ہوا سیڑھیوں کے دروازے کی طرف بڑھتا
گیا —— اس کے لبوں پر کامیابی کی مسکراہٹ تھی۔ وہ شاگل کے
تمام حفاظتی انتظامات کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ سیڑھیوں
کا دروازہ اس کی توقع کے مطابق کھلا تھا۔ وہ سیڑھیاں اترتا گیا۔ یہ
عمارت دو منزلہ تھی —— پہلی منزل کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔
لیکن یہاں کسی آدمی کی کوئی آواز نہ تھی۔ اوپر والا حصہ شاید زیادہ
استعمال نہ ہوتا تھا۔ ناٹران جانتا تھا کہ ایسے ہیڈ کوارٹر میں زیادہ تر
تہہ خانے استعمال کئے جاتے ہیں —— یا پھر گراؤنڈ فلور پر آدمی
ہوتے ہیں۔ اس لئے چند لمحے رکنے کے بعد وہ پہلی منزل کی
سیڑھیاں اترنے لگا۔ ابھی وہ چند ہی سیڑھیاں اترا تھا کہ اُسے
نیچے سے آدمیوں کے بولنے کی آوازیں سنائی دیں —— ناٹران
رک گیا۔ وہ چند لمحے آہٹ لیتا رہا۔ سیڑھیاں شاید برآمدے میں
اترتی تھیں۔ اور برآمدے میں ہی کچھ افراد موجود تھے۔ ناٹران اب
بڑے محتاط انداز میں سیڑھیاں اترنے لگا —— اور پھر چند لمحوں بعد

وہ برآمدے کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ذرا سا جھانک کر دیکھا۔
تو برآمدے میں اُسے دو آدمی کھڑے دکھائی دیئے۔ ان کے
ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں —— وہ باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ ٹہل
رہے تھے۔ ناٹران ان کی حرکات چیک کرتا رہا۔ اُسی لمحے کسی
راہداری سے ایک اور آدمی نمودار ہوا۔ اور دونوں چونک کر سیدھے
ہو گئے۔ اور ناٹران نے ایک طویل سانس لیا —— کیونکہ نمودار
ہونے والا شاگل تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدہ کراس کر کے
پورچ کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ پورچ اور باقی حصہ ناٹران کو یہاں سے نظر
نہ آ رہا تھا —— اس لئے ناٹران نے اس کی صرف برآمدہ کراس کرتے
ہوئے صرف ایک جھلک دیکھی تھی۔ البتہ چند لمحوں بعد ایک کار سٹارٹ
ہونے کی آواز سنائی دی اور پھر یہ آواز دور ہوتی گئی۔ اس کے بعد
دور سے پھاٹک کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز اس کے حساس
کانوں میں پڑی —— ناٹران سمجھ گیا۔ کہ شاگل کار میں بیٹھ کر کہیں چلا
گیا ہے۔ بہرحال اس کا ہیڈ کوارٹر تو اپنی جگہ موجود تھا۔ اور اس کا
مقصد شاگل کو ختم کرنا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ شاگل پر حملے کی صورت
میں پورے ملک کی ایجنسیاں حرکت میں آ جائیں گی —— اور پھر ان کے
لئے کام کرنا بھی عذاب بن جائے گا۔

شاگل کے جانے کے بعد دونوں مسلح افراد تیزی سے چلتے
ہوئے کسی راہداری میں غائب ہو گئے۔ ناٹران تیزی سے سیڑھیاں
اترا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا برآمدہ کراس کر کے باہر
لان میں آ گیا —— لیکن لان میں سیدھا جانے کی بجائے وہ بھاگتا

ہوا سائیڈ کی گلی میں گھس گیا۔ اس طرف دیوار سپاٹ تھی۔ البتہ ایرکنڈیشنر جگہ جگہ لیکن کافی بلندی پر نصب تھے۔ البتہ دیوار کی جڑ میں باریک باریک سوراخ تھے جن میں سے روشنی کی کرنیں باہر نکل رہی تھیں۔ ناٹران سمجھ گیا کہ یہ تہہ خانوں میں تازہ ہوا پہنچانے کے سوراخ ہیں۔ وہ دیوار کی جڑ سے ذرا ہٹ کر زمین پر لیٹ گیا —— اس نے جلدی سے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹی سی شفاف رنگ کی ڈبیا نکالی۔ اس ڈبیا کی سائیڈ کو جب اس نے مخصوص انداز میں دبایا تو وہ درمیان سے کھل گئی —— اندر ایک سیاہ رنگ کا بٹن تھا۔ جس پر سفید رنگ کے نقطے تھے۔ یہ سائز میں اتنا بڑا تھا جتنا اوورکوٹ کا بٹن ہوتا ہے۔ اس نے اس کے درمیان انگوٹھا رکھا۔ اور پھر اُسے مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا —— تقریباً دو تین منٹ تک وہ انگوٹھے کو اس طرح گھماتا رہا۔ پھر اس نے انگوٹھا ہٹایا اور بٹن کو دیوار کی جڑ میں موجود سوراخ کے بالکل کنارے پر رکھا۔ بٹن پھنس کر اندر جا سکتا تھا —— اس نے بٹن کے کنارے پر انگلی رکھی اور پھر انگلی کو زور سے جھٹکا دیا تو بٹن اندر چلا گیا۔

بٹن اندر پھینک کر ناٹران بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور بھاگتا ہوا واپس برآمدے کے کونے میں آیا۔ لان خالی پڑا تھا۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا برآمدے کے کونے میں پہنچا۔ برآمدہ بھی خالی تھا —— شاید حفاظتی انتظامات کی وجہ سے ہر شخص پوری طرح مطمئن تھا کہ اندر ان کی اجازت کے بغیر کوئی بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ بے پرواہ تھے۔ برآمدہ کراس کر کے ناٹران سیڑھیوں

پر چڑھتا گیا۔ وہ پنجوں کے بل اوپر چڑھ رہا تھا۔ اور انتہائی محتاط تھا۔ لیکن وہ چھت پر پہنچ گیا اور اس کا ٹکراؤ کسی آدمی سے نہ ہوا۔ ناٹران جانتا تھا کہ حفاظتی انتظامات صرف چار دیواری کے گرد ہی رکھے گئے ہوں گے —— چھت پر پہنچ کر وہ دوبارہ اُسی منڈیر کے کونے پر پہنچ گیا۔ جہاں تار والا آنکڑہ اور اس کے ساتھ دستانہ ابھی تک موجود تھا۔ ناٹران نے جلدی سے دستانہ ہاتھ میں پہنا اُسے کلپ کیا اور پھر اپنے جسم کو باہر کے رخ اچھال دیا۔ وہ مسلسل جسم کو ہچکولے دیتا۔ آگے بڑھتا جا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ بخیر و عافیت درخت کے تنے پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے تنے کے گرد ٹانگیں پھنسائیں —— اور پھر دستانے کا ہتھیلی والا ہک کھول کر اس نے دونوں دستانے اتار کر بیگ میں ڈالے۔ اور اس کے بعد اس نے ریوالور کو تنے سے کھولنا شروع کر دیا۔ جس تنے سے اس نے ریوالور باندھا تھا وہ اس کے سر سے خاصا اونچا تھا۔ اس لئے وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اُسے کھول رہا تھا —— ریوالور تنے سے علیحدہ کر کے اس نے سائیڈ کا بٹن دبایا تو تار کا سائیڈ کھچاک سرر کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی اندر چلا گیا۔ ناٹران نے ریوالور کے دستے کی پشت پر موجود بٹن کو پریس کیا —— اور پھر جیسے ہی اس نے ٹریگر دبایا اس کے ہاتھ کو پہلے سے زیادہ زوردار جھٹکا لگا اور تار نے بھی زور سے جھٹکا کھایا اور پھر سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی وہ تار بجلی کی سی تیزی سے سمٹ کر واپس ریوالور میں غائب ہو گئی —— ناٹران نے مسکراتے ہوئے ریوالور واپس بیگ میں ڈالا اور پھر اس نے درخت سے واپس اترنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ دیوار کراس کر کے عقبی گلی میں پہنچ چکا تھا۔
اس نے کلائی کی گھڑی پر وقت دیکھا تو اُسے اس سارے عمل میں
صرف پینتیس منٹ لگے تھے ـــ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس گلیوں
میں سے ہوتا ہوا واپس اپنی کار تک پہنچ گیا۔ اس نے بیگ سیٹ
کے نیچے رکھا اور کار کو آگے بڑھا دیا۔ اب وہ اطمینان سے کار چلاتا ہوا
کوٹھی کے گیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔
گیٹ پر کسی پروفیسر ارجن داس کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ اور اس
کے نیچے ڈگریوں کی لمبی قطار تھی۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کار آگے
بڑھا دی ـــ تقریباً اگلے چوک کے قریب پہنچ کر اس نے کار ایک پبلک
بوتھ کے باہر روکی اور اتر کر بوتھ کے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے
رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر ڈائل کئے۔
"یس۔ انکوائری" ـــ چند لمحوں بعد ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔
"پروفیسر ارجن داس کی رہائش گاہ ہے نتال کالونی میں اس کا
نمبر چاہیئے" ـــ ناٹران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔
"ڈبل ون ڈبل زیرو تھری" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ناٹران
نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر جیب سے سکے نکال کر اس
نے مشین میں ڈالے۔ مخصوص بلب جل اٹھنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے ـــ اُسے پوری توقع تھی کہ شاگل نے نیم پلیٹ باہر لگائی
ہے تو لازماً ایک فون بھی اس نام پر موجود ہو گا۔
"یس" ـــ دوسری طرف سے رسیور اٹھاتے ہی ایک بھاری

واز سنائی دی۔
"پروفیسر ارجن داس" ـــ ناٹران نے کہا۔
"ہاں ـــ میں پروفیسر بول رہا ہوں۔ کون صاحب ہیں" ـــ دوسری
طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں کہا۔
"میں پاکیشیا کا علی عمران بول رہا ہوں۔ کافرستان سیکرٹ سروس
کے چیف شاگل کو بتا دیجیئے گا کہ میں کافرستان میں آگیا ہوں۔ اور
اپنے آنے کی پہلی نشانی تمہاری کوٹھی کو بموں سے اڑانا ہے ـــ آدھے
گھنٹے بعد میں تمہاری کوٹھی پر حملہ کر دوں گا۔ شاگل کو کہنا آکر میرے حملے کو
روک سکے تو روک لے" ـــ ناٹران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
نے رسیور رکھا اور انتہائی تیزی سے باہر نکل کر جلدی سے کار میں بیٹھا اور
اس نے کار انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھا دی۔ اُسے معلوم تھا کہ
وہ لوگ لازماً یہ پبلک فون بوتھ چیک کر کے اس پر چڑھ دوڑیں گے۔ اس
لئے وہ جلد از جلد یہاں سے دور نکل جانا چاہتا تھا ـــ اس نے جان بوجھ
کر آدھے گھنٹے کا وقت دیا تھا تاکہ شاگل تک اس کی اطلاع پہنچ جائے۔ اور پھر
اس نے حملے کا ذکر اس لئے کیا تھا کہ شاگل کی توجہ اندر کی تلاش پر نہ جائے وہ
ممکنہ حملے سے بچاؤ کے طریقوں پر ہی زور دیتا رہے ـــ کار دوڑاتا ہوا
وہ واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے
میک اپ تبدیل کیا اور پھر الماری کے ایک خفیہ خانے سے ایک
چھوٹا سا ڈبہ باہر نکالا جس پر سرخ رنگ کا بٹن تھا ـــ اس نے ڈبہ اٹھا
کر جیب میں ڈالا اور پھر دوسری کار لے کر وہ دوبارہ نتال کالونی کی
طرف چل پڑا۔ نتال کالونی کے پہلے چوک پر اس نے بڑے اطمینان

سے کار روکی اور اتر کر اندر کیفے میں چلا گیا۔ ابھی دیئے ہوئے وقت میں سے صرف پندرہ منٹ گزرے تھے۔

کیفے میں چائے پینے کے بعد وہ اطمینان سے اٹھا اور باہر آ گیا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ تقریباً بیس کے قریب بڑی بڑی گاڑیاں مسلح افراد سے بھری ہوئی کوٹھی کی طرف جا رہی تھیں۔۔۔۔ کوٹھی چونکہ یہاں سے کافی دور تھی اس لئے یہاں کوئی گاڑی یا پہرہ موجود نہ تھا۔

ناٹران خاموش کھڑا رہا وہ تصور ہی تصور میں شاگل کی حالت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ اس وقت وہ پاگلوں کی سی حرکتیں کر رہا تھا۔ اور اس قدر مسلح افراد منگوانے سے اس کا پاگل پن ظاہر تھا جیسے عمران نے باقاعدہ فوج لا کر حملہ کرنا ہو۔۔۔۔ اُسے معلوم تھا کہ ارد گرد کی کوٹھیوں والوں کی بھی شامت آئی ہو گی اور وہاں بھی مسلح افراد پھیلے ہوئے ہوں گے۔ یہاں سے کوٹھی کی صرف گنبد نما ٹینکی ہی نظر آتی تھی۔

ناٹران نے گھڑی دیکھی۔ دیئے ہوئے وقت میں سے اب صرف چار منٹ رہ گئے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔ اُسے اس بٹن کے اندر موجود انتہائی طاقتور ڈسٹرکشن وائرلیس بم کی رینج کا علم تھا۔ یہ رینج صرف پانچ کلو میٹر تھی۔ اس لئے وہ اس سے زیادہ دور نہ جانا چاہتا تھا۔ اور یہاں سے تو کوٹھی صرف آدھے کلو میٹر کے فاصلے پر ہو گی۔۔۔۔ چوک سے کافی آگے بڑھ آنے کے بعد جب اس نے کار شہر والی سڑک پر موڑی تو آگے سگنل بند ہونے کی وجہ سے اس نے کار روک دی۔ اب سیکنڈ کی سوئی آخری

...بہ پورا کر رہی تھی۔

ناٹران نے جیب سے وہ ڈبہ نکالا اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن ...دب گیا۔ دوسرے لمحے سرخ رنگ کے بٹن کے اوپر ایک چھوٹا سا ...رخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔۔۔۔ اس کا مطلب تھا کہ ...ئرلیس نہ صرف ورکنگ آرڈر میں تھا بلکہ رینج میں بھی تھا۔ سوئی اب ...رہ کے ہندسے پر پہنچنے والی تھی ادھر اشارہ بھی کھلنے والا تھا۔ ناٹران ...نے ہونٹ بھینچتے ہوئے سرخ رنگ کے بٹن کو پریس کیا۔ دوسرے ...لمحے سرخ رنگ کا جلتا بجھتا نقطہ بجھ گیا۔ اُسی لمحے اشارہ کھل گیا۔ اور ناٹران نے ڈبہ نیچے ڈال کر گاڑی آگے بڑھا دی۔ ابھی کار کے ٹائروں ...نے ایک ہی چکر لیا ہو گا کہ دور سے انتہائی ہولناک گڑگڑاہٹ کی آواز ...سنائی دی۔۔۔۔ اور پھر اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ ٹریفک بے اختیار ...زبر ہو گئی۔ اور ناٹران کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا۔ لیکن اس ...نے کار کو سنبھال کر تیزی سے ایکسیڈنٹ بچایا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ ...ہی کار والوں کے چہروں پر تو خوف و ہراس صاف نمایاں نظر آنے ...لگا تھا۔۔۔۔ لیکن ناٹران مطمئن تھا۔ اس نے نہ صرف اپنے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا بھرپور انتقام لے لیا تھا بلکہ ذہنی طور پر شاگل کو بھی الجھا دیا تھا۔ اب شاگل پاگلوں کی طرح سارے شہر میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے کے لئے ٹکریں مارتا رہے گا۔

عمران کے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، جوزف اور جوانا اس
وقت قاچار پہاڑیوں کی طرف جانے والی ٹرین کی فرسٹ کلاس بوگی
میں سوار تھے ——— وہ سب اپنے اصل چہروں میں تھے۔ یہ کمپارٹمنٹ
انہوں نے ریزرو کرایا ہوا تھا۔ ان کے پاس شکاریوں کے خصوصی
کاغذات تھے اور بوگی مختلف بڑے بڑے سائز کے تھیلوں سے بھری
ہوئی تھی۔

"عمران صاحب۔ قاچار کی پہاڑیاں تو انتہائی دشوار گزار ہیں۔ وہاں تو میں نے
سنا ہے کہ وحشی قبائل رہتے ہیں" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ اپنے قبیلے کی طرف جاتے ہوئے تمہیں خوشی نہیں ہوئی"
عمران نے جو ایک نشست پر پیر پھیلائے بیٹھا تھا بڑے خوشگوار موڈ
میں جواب دیا۔ اور کمرہ کیپٹن شکیل اور تنویر کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔
جوزف البتہ خاموش بیٹھا تھا جب کہ جوانا کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ وہ

سب ایک ایک سیٹ سنبھالے ہوئے بڑے مطمئن انداز میں
بیٹھے تھے۔

"یہ آپ مجھے کہہ رہے ہیں یا جوزف کو" ——— صفدر نے
ہنستے ہوئے کہا۔

"جوزف کا قبیلہ تو افریقہ میں رہتا ہے۔ اصل وحشی ہیں۔ البتہ یہ
تمہارا والا لابس اس جیسی ریہرسل ہی کرتا ہوگا" ——— عمران نے کہا۔
اور اس بار جوزف نے پہلے تو دانت نکالے اور پھر جیب سے
بوتل نکال کر منہ سے لگا لی۔

"ان پہاڑوں پر شیپالی نہیں ملتی جوزف۔ اس لئے اپنا کوٹہ
سنبھال کر رکھو" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی بات نہیں باس ——— جنگل ہے تو شیپالی بھی مل جائے
گی" ——— جوزف نے دوبارہ دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ گاڑی تو میرے خیال میں ہاچار تک جاتی ہے۔
وہاں سے تو قاچار پہاڑیاں کافی دور ہیں۔ کیا وہاں سے ہم جیپوں
کے ذریعے آگے بڑھیں گے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ارے نہیں بھائی۔ پٹرول بہت مہنگا ہے۔ اور پھر ان پہاڑیوں پر
انسانی خون تو مل سکتا ہے پٹرول نہیں ملتا۔ اور انسانی خون سے جیپیں
چل سکتی ہوں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیوں تنویر" ——— عمران بات کرتے
کرتے تنویر سے مخاطب ہو گیا۔

"انسانی خون سے جیپیں تو کیپٹن شکیل صاحب ہی چلا سکتے ہوں

گے" ——— تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت واقعی خوشگوار موڈ میں تھا۔ اور اصل بات یہ تھی کہ اس ٹیم میں جولیا شامل نہ تھی۔ اور تنویر کا موڈ جولیا کی ہمراہی میں ہی زیادہ خراب رہتا تھا۔

"تنویر۔ تمہیں ایکانا داؤ آتا ہے" ——— عمران نے اچانک تنویر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ایکانا داؤ ——— وہ کیا ہوتا ہے۔ یہ تو نام ہی میں نے پہلی بار سنا ہے" ——— تنویر نے چونک کر جواب دیا۔

"جنگلی بھینسے کو جب گردن سے پکڑ کر ایک ہی جھٹکے میں اس کی گردن توڑ دی جاتی ہے۔ تو اسے ایکانا داؤ کہتے ہیں۔ اور اگر یہ نہ آتا ہو تو پھر جنگلی بھینسا مقابل کی ہڈیاں توڑ دیتا ہے اور اسے توڑینا داؤ کہتے ہیں۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو جو دائیں طرف بیٹھے تھے آنکھ مار دی۔ وہ دونوں ہی مسکرا دیئے۔

"جنگلی بھینسے کی گردن ایک ہی جھٹکے میں ——— ایسا ہونا تو ناممکن ہے" ——— تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ اس دنیا میں کوئی چیز ناممکن نہیں۔ بس ایکانا داؤ آنا چاہئے ویسے کہو تو اس ڈبے میں داؤ کا مظاہرہ دکھاؤں۔ لیکن یار مجھے گردن جوڑنا نہیں آتا ——— اور تم ٹوٹی ہوئی گردن کے ساتھ کیسے سفر کرو گے۔" عمران نے کہا۔ اور ڈبہ زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم اپنے ان بھینسوں کی گردنیں توڑو۔ دیکھو کس طرح مفت کا کھا کھا کر پلے پڑے ہیں" ——— تنویر نے اس بار برا سا منہ بناتے ہوئے جوزف اور جوانا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر تنویر۔ پلیز بات کو اپنے تک رکھیں۔ ماسٹر کلرز کا جوانا ابھی زندہ ہے۔ اور تم جیسے مچھروں کے بچوں کی گردنیں توڑنا ابھی تک نہیں بھولا" ——— جوانا جو پہلے مہذب انداز میں بول رہا تھا یک لخت فقرے کے آخر تک پہنچتے پہنچتے غصہ کھا گیا۔

"ہی ——— ہی ——— ہی ——— واقعی جوانا۔ یہ تو مچھر کا بچہ ہے۔ بس بھیں بھیں کرنا آتا ہے اسے" ——— جوزف نے بھی طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"تم ——— تمہاری یہ جرأت" ——— تنویر یک لخت غصے سے بپھرا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھ جاؤ تنویر ——— تم نے خود ہی انہیں چھیڑا ہے" ——— صفدر اٹھ کر آگے بڑھا۔ اور اس نے تنویر کو کاندھے سے پکڑ کر واپس بٹھلاتے ہوئے کہا۔

"بس اسے کہتے ہیں ایکانا داؤ۔ دیکھو صفدر نے کیسے تمہیں بٹھا دیا ہے۔ غصے میں تم پورے جنگلی بھینسے لگ رہے تھے" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ عمران کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ارے مچھر میری جیب میں کیسے گھس گیا" ——— عمران نے چونکتے ہوئے انداز میں کہا۔ اور پھر جیب سے زیرو تھری ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اسی ٹرانسمیٹر سے آرہی تھیں۔ سب خاموش ہو کر عمران کو دیکھنے لگے۔

عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو — ایکسٹو کالنگ اوور" — بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر میں سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) اٹنڈنگ یو اوور" — عمران نے بڑے تفاخرانہ انداز میں اپنی پوری ڈگریاں بتاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ لوگوں نے دشام سٹیشن پر اترنا ہے۔ وہاں بڑی جیپ موجود ہو گی۔ جو آپ کو زیرو ایئرپورٹ پر لے جائے گی اوور"

دوسری طرف سے ایکسٹو کا لہجہ پہلے سے زیادہ کرخت ہو گیا۔

"یہ دشام ہے یا دشنام۔ اور دشنام طرازی تو دشمنوں سے کی جاتی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ ہی دشنام طرازی پر اتر آئے۔ وہ میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ آپ ایسا کریں گے — اس لئے میں نے خاص طور پر ڈگریاں سنوائی تھیں۔ تاکہ آپ پر میرے پڑھے لکھے ہونے کا رعب پڑ سکے۔ مگر آپ نے پھر بھی کوئی خیال نہیں کیا، اوور"

عمران نے صفدر کو آنکھ مارتے ہوئے زبان چلا دی۔

"اوور اینڈ آل" — دوسری طرف سے ایکسٹو کی خشک آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"ہونہہ — پڑھے لکھے ہونے کا بھی کوئی اثر نہیں۔ خواہ مخواہ ڈگریاں لینے میں سر کھپاتے رہو" — عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

"عمران صاحب۔ ہلاچار تو شاید اگلا سٹیشن ہے۔ جب کہ آپ نے تو ٹکٹیں ہلاچار کی بنوائی ہوئی ہیں۔ اس گاڑی کے آخری سٹیشن کی" — اس بار کیپٹن شکیل بول پڑا۔

"یار بزرگ کہتے ہیں کہ چڑیا کا شکار کھیلنے جاؤ تو شیر کے شکار کا سامان لے جاؤ۔ اب یہ اور بات ہے کہ شیر کے شکار کا سامان چڑیا کے شکار میں کام آئے نہ آتے — تمہارے صاحب نے پہلے ہلاچار تک کی ٹکٹیں دلوا دیں اور اب ٹوں ٹوں کرتے ہوئے دشنام طرازی پر اتر آیا۔ بتاؤ اس میں میرا کیا قصور" — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میں سمجھ گیا۔ باس کو تعاقب کا خطرہ ہو گا۔ اس لئے اس نے درمیان میں اترنے کا چکر چلایا ہے" — صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سن کر تنویر نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ صفدر کی بات کی پوری تائید کر رہا ہو۔

"تعاقب اور شکاریوں کا — واہ۔ پھر تو مزہ آئے گا۔ اب تک تو شکاری شکار کا تعاقب کرتے رہے ہیں۔ اس بار شکاریوں کا شکار تعاقب کریں گے۔ اسے کہتے ہیں تہذیب حاضر کی ترقی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ اس بار آپ جولیا کو ساتھ کیوں نہیں لائے" صفدر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"اس بار اسے شدید خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔ کہ کہیں تنویر اسے دشمنوں کے ہاتھ فروخت کر کے کوئی گیدڑ سنگھی وصول کر لے گا"

عمران نے کہا۔

"مجھے تو جولیا بتا رہی تھی۔ کہ وہ دوسری ٹیم لے کر کافرستان کے دارالحکومت جائے گی"۔۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے اتنے راز و نیاز۔ واہ واہ۔ مبارک ہو تنویر۔ اب تو تمہاری میں بھی باتیں شروع ہو گئیں"۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔۔۔۔ آپ ہم سے چھپا رہے ہیں۔ آپ نے تو ایسی کوئی بات نہیں بتائی"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میم۔۔۔۔ میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ میں اب تمہاری طرح شیطان تو بننے سے رہا کہ آدم و حوا کی خلوت میں سانپ بن کر گھس جاؤں"۔ عمران نے بُرا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ ہاں چلنے سے پہلے میں جولیا سے الوداعی ملاقات کے لئے گیا تھا۔ تب اس نے یہ بات بتائی تھی"۔ تنویر نے قدرے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔

"امام ضامن بھی باندھا ہو گا۔ اور تم نے اُسے فراقیہ گیتوں کی کیسٹ بھی لا دیا ہو گا۔ تاکہ وہ اُسے سن سن کر تمہارے فراق میں آہیں بھرتی رہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور کمپارٹمنٹ ایک بار زوردار قہقہے سے گونج اٹھا۔

اُسی لمحے گاڑی کو بریکیں لگنے کی آواز سنائی دی اور گاڑی کی رفتار آہستہ ہونی شروع ہو گئی۔

"لو بھئی۔ تہذیب و شرافت ختم۔ دشنام طرازی شروع۔ آ گیا

دشنام"۔۔۔۔ عمران نے سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"دشنام نہیں دشام"۔۔۔۔ صفدر نے ہنس کر کہا۔

"ایک ہی بات ہے۔ بس صرف "ن" کے نقطے کا ہی فرق ہے ناں۔ اور نقطے کا کیا ہے۔ پن کی سیاہی چھوڑنے سے بھی پڑ جاتا ہے" عمران نے کہا اور اٹھ کر اپنا بیگ سنبھالنے لگا۔

گاڑی کی رفتار اب کافی آہستہ ہو گئی تھی۔ باقی سب افراد نے بھی سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک ویران اور چھوٹے سے اسٹیشن پر رک گئی۔۔۔۔ جس پر صرف ایک آدمی ہاتھ میں جھنڈی لئے کھڑا تھا۔ گاڑی رکتے ہی وہ سب نیچے اتر آئے۔ اور اسٹیشن پر موجود ایک آدمی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ ان کے نیچے اترتے ہی گاڑی نے وسل دی اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔

"آپ میں سے عمران صاحب کون ہیں"۔۔۔۔ اسٹیشن پر موجود آدمی نے جلدی سے قریب آ کر کہا۔

"صاحب تو نہیں ہے البتہ عمران میرا نام ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ جناب آیئے۔ باہر جیپ موجود ہے۔ آپ کے لئے خصوصی طور پر گاڑی اس اسٹیشن پر روکی گئی ہے ورنہ یہ یہاں نہیں رکتی"۔ اسٹیشن والے آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔۔۔۔ بڑی مہربانی"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ سب اس آدمی کی معیت میں گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ گیٹ

سے باہر واقعی ایک بڑی جیپ موجود تھی۔ سٹیرنگ پر ایک فوجی ڈرائیور
بیٹھا تھا۔ انہوں نے سامان اندر رکھا اور جیپ میں سوار ہو گئے۔ ان کے
سوار ہوتے ہی ڈرائیور نے بغیر کوئی لفظ کہے جیپ کو آگے بڑھا دیا۔
یہ میدانی علاقہ تھا ـــــ اور سڑک پختہ اور خاصی فراخ تھی۔ لیکن وہاں
اور نہ ہی کوئی آدمی نظر آ رہا تھا اور نہ کوئی اور گاڑی تھی۔

جیپ تیزی سے چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ اور پھر تقریباً آدھے
گھنٹے بعد وہ ایک ویران سے ایئرپورٹ کے احاطے میں داخل ہو
گئے ـــــ یہاں ایک چھوٹا لیکن خاصا جدید قسم کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔
اور ہیلی کاپٹر کے باہر دو فوجی بڑے چوکنے انداز میں رائفلیں لئے
کھڑے تھے۔

جیپ اس ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ اور پھر بغیر کسی
سے بات کئے وہ سب سامان اٹھائے ہیلی کاپٹر میں داخل ہوئے
عمران نے پائلٹ سیٹ سنبھالی ـــــ اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر
کا پنکھا حرکت میں آیا۔ اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو
گیا۔ صفدر نے دیکھا کہ دونوں فوجی ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے
ہی جیپ میں سوار ہوئے اور جیپ واپس مڑ کر آگے بڑھ گئی۔

"کون ہمارا تعاقب کر سکتا تھا عمران صاحب۔ یہ تو سارا خصوصی
انتظام اس مقصد کے لئے ہوتا نظر آ رہا ہے" ـــــ صفدر
نے کہا۔

"خلوت میں جانے سے پہلے سارے راستے بند کرنے ضروری
ہوتے ہیں۔ ورنہ کسی بھی وقت کوئی سانپ گھس سکتا ہے۔ اور پھر

نت سے اخراج اور دنیا کے جھمیلے شروع" ـــــ عمران نے
مسکرا کر کہا۔ اور صفدر مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر اب خاصی بلندی پر آ کر تیزی سے آگے بڑھا
جا رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد پہاڑی علاقہ شروع ہو گیا۔ عمران نے
بلندی اور زیادہ بڑھا دی ـــــ اور جب اونچی اونچی چوٹیاں شروع
ہوئیں تو عمران نے ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ اور چند لمحوں
بعد ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز نکلی۔

"ہیلو ہیلو ـــــ شناخت کراؤ اوور" ـــــ بولنے والے
کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

"سپیشل سمر دسے ٹیم۔ ایکس ون تھری زیڈ اوور"
عمران نے جواب دیا۔

"او۔ کے ـــــ آپ بلندی کم کریں ورنہ کافرستان کا بڑا
راڈار چیک کر لے گا اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور
عمران نے سر ہلاتے ہوئے بلندی کم کرنی شروع کر دی۔

"بس ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ کمی خطرناک ثابت ہو سکتی
ہے۔ نیلے رنگ کی چوٹی کا خیال کریں۔ وہاں انتہائی خطرناک طوفان
چل رہا ہے اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ شکریہ اوور" ـــــ عمران نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"اگر کوئی پرابلم ہو تو ڈسکس کریں اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری
طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ کہ دور سے نیلے رنگ کی پہاڑی نظر آنے لگی۔ پہاڑی کے گرد دھواں سا کافی دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔

"اوہ ـــــ انتہائی سخت طوفان ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"بیلٹس باندھ لو اور سامان کو بھی ارینج کر لو۔ جلدی۔ یہ انتہائی خطرناک طوفان ہے۔ اور خاصے رقبے میں پھیلا ہوا ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور سب نے پہلے سامان کو ہیلی کاپٹر کی سائیڈوں میں موجود ہکوں سے ارینج کیا اور پھر خود بیلٹیں باندھ لیں۔

"ہیلو ہیلو ـــــ ہوشیار ہو کر چلنا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ انتہائی ماہر پائلٹ ہیں۔ ورنہ اس طوفان میں ہیلی کاپٹر کی تباہی یقینی ہو جاتی ہے اوور" ـــــ وہی بھاری آواز دوبارہ ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"ماہر نہیں ڈھیٹ کہو۔ تمہیں غلط بتایا گیا ہے اوور"

عمران نے مخصوص موڈ میں جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے بے اختیار ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"گڈ ـــــ آپ کے اعصاب واقعی انتہائی مضبوط ہیں۔ ورنہ سامنے اس قدر بھیانک طوفان کو دیکھ کر اچھے اچھے حوصلہ چھوڑ جاتے ہیں۔ میرا نام رزاق ہے۔ کیپٹن رزاق اوور" ـــــ دوسری طرف سے اس بار نرم لہجے میں کہا گیا

"حوصلہ کس جگہ پرفٹ ہے مشین میں۔ تاکہ میں اُسے چھوڑنے کی بجائے مضبوطی سے پکڑ لوں اوور" ـــــ عمران نے کہا۔ اور

دوسری طرف پہلے سے زیادہ اونچے قہقہے کی آواز سنائی دی۔

"اس طوفان میں ہوا کا دباؤ بہت ہے۔ کیا آپ کے پاس معلومات ہیں اوور" ـــــ عمران نے پھر پوچھا۔

"نہیں ـــــ بس یہاں رہتے ہوئے تجربے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ انتہائی خوفناک طوفان ہے اور جلدی ختم ہونے والا نہیں اوور" ـــــ دوسری طرف سے کیپٹن رزاق نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ اچھا ـــــ پھر باتیں بند۔ میں ذرا حوصلہ پکڑ لوں اوور اینڈ آل"

عمران نے کہا۔

اور پھر ذرا سا آگے جانے پر ہیلی کاپٹر بُری طرح ڈگمگانے لگا۔

طوفان واقعی انتہائی خوفناک تھا۔

"آپ طوفان سے اوپر ہو جائیں عمران صاحب" ـــــ تنویر نے کہا۔

"نہیں ـــــ کافرستانی راڈار چیک کر لے گا" ـــــ عمران نے دانت بھینچے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر تو شاید بات چیت کرنے کی بھی گنجائش ختم ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر کسی طوفان میں پھنسی ہوئی پتنگ کی طرح ادھر اُدھر جھٹکے کھا رہا تھا۔ اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر نے ایک زوردار ہچکی کھائی اور ان سب کے منہ سے بے اختیار چیخیں سی نکل گئیں ـــــ یوں لگ رہا تھا جیسے پہاڑی چٹانیں مقناطیس کی ہوں اور ہیلی کاپٹر اس سے چمٹنے کے لئے جا رہا ہوں۔ لیکن پھر وہ یک لخت سنبھل گیا اور اُسی لمحے اسنے پہلے سے بھی

زیادہ خوف ناک قلابازی کھائی۔ اور سب نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ انہیں یقین ہو گیا تھا۔ کہ اس طوفان سے بچ نکلنا ناممکن ہے۔ اور ہیلی کاپٹر کسی بھی لمحے ہولکے خوف ناک دباؤ سے ہی فضا میں ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے گا ——— عمران سٹک سے بُری طرح چمٹا ہوا تھا۔ اس کا جسم ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہی مسلسل قلابازیاں کھا رہا تھا۔ اب ہیلی کاپٹر کے چاروں طرف دھواں ہی دھواں پھیلا ہوا تھا۔

پھر تقریباً دس پندرہ منٹ بعد یک لخت ہیلی کاپٹر جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا۔ اور اس کی رفتار میں ہمواری آ گئی۔ لیکن یہ دس پندرہ منٹ ان سب پر قیامت بن کر گزرے تھے ——— انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہزاروں بار مر کر زندہ ہوئے ہوں۔ ہیلی کاپٹر اس خوف ناک طوفان کو کراس کر چکا تھا۔ ان سب کے جسم بُری طرح دکھ رہے تھے ——— یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے ان کی ہڈیاں توڑ دی ہوں۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ مبارک ہو جناب۔ آپ نے ناممکن کو ممکن کر دیا ہے اوور" ——— کیپٹن رزاق کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— میں نے حوصلے کو پکڑے رکھا باقی کام تو ہیلی کاپٹر نے خود انجام دیا ہے اوور" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے یقین تھا کہ ہیلی کاپٹر کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا۔ یہ تو معجزہ ہے معجزہ اوور" ——— کیپٹن رزاق کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

"پھر پہلے خلیفہ آپ بنیں گے۔ لیکن خلیفہ فیس لگے گی اوور" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ تو آپ معجزہ دکھانے کے بعد واقعی نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں اوور" ——— کیپٹن رزاق نے بُری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

"دعویٰ تو مدعی کرتے ہیں۔ اور مدعی بے چارے لاکھ بُرا چاہیں کیا ہوتا ہے۔ وہ کیا مصرعہ ہے۔ میرا دماغ الٹ پلٹ ہو گیا ہے۔ اس لئے فی الحال مصرعہ یاد نہیں آ رہا اوور" ——— عمران نے جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے طویل ہنسی سنائی دینے لگی۔

"آپ واقعی حیرت انگیز پائلٹ ہیں جناب ——— مجھے یقین ہے جب میں یہ بات اپنے دوستوں کو بتاؤں گا تو کوئی یقین نہ کرے گا اوور" ——— کیپٹن رزاق نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیپٹن رزاق۔ آپ کو سیکورٹی ہدایات ملی ہیں یا نہیں اوور" اچانک عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"سیکورٹی ہدایات ——— اوہ ہاں۔ یس۔ مجھے کہا گیا ہے کہ اس مشن کے بارے میں کوئی خبر باہر نہ جائے اوور" ——— کیپٹن رزاق نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"باہر کا مطلب ہوتا ہے۔ سینے سے باہر۔ سمجھ گئے۔ اس لئے آپ کسی دوست یا دشمن سے کوئی ذکر نہیں کریں گے اوور" عمران کا لہجہ بدستور سخت تھا۔

"اوہ۔ یس سر ——— سوری سر ——— واقعی مجھے خیال نہیں رہا تھا سر اوور" ——— کیپٹن رزاق نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں

جواب دیا۔

"تمہاری رینج کہاں تک ہے اوور"—— عمران نے پوچھا۔

"ٹیلی ون تک سر—— اور اس کے بعد کافرستان کی رینج شروع ہو جاتی ہے اوور"—— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ابھی تمہاری رینج میں کتنا فاصلہ رہ گیا ہے اوور"—— عمران نے پوچھا۔

"سو ایئر کلومیٹر جناب اوور"—— کیپٹن رزاق اب پوری طرح سنجیدہ ہو چکا تھا۔

"اب راستے میں تو طوفان نہیں ہے اوور"—— عمران نے پوچھا۔

"نو سر—— ابھی تک تو کوئی اطلاع نہیں ہے اوور" کیپٹن رزاق نے جواب دیا۔

"اوکے—— یہ ہیلی کاپٹر واپس لانے کے لئے کیا ہدایات ہیں اوور"—— عمران نے پوچھا۔

"واپس لانے کے لئے—— تو کیا سر آپ کہیں اتر کر پیدل جائیں گے اوور"—— کیپٹن رزاق کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"ہاں۔ ہم زیرو پوائنٹ پر ہیلی کاپٹر چھوڑ دیں گے۔ اور ہماری واپسی کا کوئی پتہ نہیں اوور"—— عمران نے جواب دیا۔

"لیکن سر۔ آپ نے تو ایئر سرحد سے کرنا ہے پھر اوور۔" کیپٹن رزاق نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔ اٹ از کانفیڈنشل مسٹر۔ آپ یہ بتائیں کہ زیرو پوائنٹ سے ہیلی کاپٹر آپ واپس لے جا سکتے ہیں یا نہیں اوور"—— عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"یس سر—— ہمارے پاس چھوٹا ایمرجنسی ہیلی کاپٹر ہے۔ میں اس میں دوسرا آدمی بھیج دوں گا اوور"—— کیپٹن رزاق نے کہا۔

"اوکے—— تھینک یو اوور اینڈ آل"—— عمران نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ہیلی کاپٹر اب اونچی نیچی برف پوش پہاڑیوں میں تیزی سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو—— ایکس ون۔ تھری۔ زیڈ اوور"—— عمران نے کہا۔ اس نے اب تک اپنا نام وغیرہ کیپٹن رزاق کو نہ بتایا تھا۔

"یس سر—— کیپٹن رزاق اٹنڈنگ اوور"——

"کیا ہم رینج میں ہیں اوور"—— عمران نے پوچھا۔

"یس سر—— باقی صرف دس ایئر کلومیٹر رہ گیا ہے۔ اس کے بعد آپ کافرستانی راڈار پر آ جائیں گے اوور"—— کیپٹن رزاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نشاندہی کرو۔ ہم کہاں محفوظ طریقے سے اتر سکتے ہیں اوور" عمران نے پوچھا۔

"سر۔ دائیں طرف مڑ جائیں۔ تھری اینگل پر۔ پھر پانچ منٹ کی پرواز کے بعد ایک بڑی مسطح چٹان آئے گی۔ اس پر ہیلی کاپٹر اتار

دیں۔ یہ انتہائی محفوظ پوائنٹ ہے اوور" ـــــ کیپٹن رزاق نے جواب دیا۔

"اوکے اوور" ـــــ عمران نے کہا۔ اور ہیلی کاپٹر کو دائیں طرف موڑ دیا۔ اور پھر واقعی پانچ منٹ کی پرواز کے بعد ایک بہت بڑی مسطح چٹان نظر آنے لگی۔ عمران نے ہیلی کاپٹر اس چٹان پر اتار دیا۔ ہیلی کاپٹر چٹان پر رکتے ہی سب نے طویل سانس لئے۔

عمران نے نیچے اترنے سے پہلے کیپٹن رزاق سے کہا کہ وہ ہیلی کاپٹر کو واپس لے جانے کے لئے چھوٹا ہیلی کاپٹر بھیج دے۔ اور پھر وہ خود بھی نیچے اتر آیا ـــــ وہ اس وقت ایک خاصی اونچی پہاڑی پر تھے۔ سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ اور پہاڑی چوٹیوں پر دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن نیچے جہاں تک نظریں جاتی تھیں گھنے جنگل تھے۔

تھوڑی دیر بعد چھوٹا ہیلی کاپٹر وہاں آگیا۔ اور جب ان کا ہیلی کاپٹر بھی واپس چلا گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اپنے بیگ سے ایک بڑا نقشہ نکالا اور اُسے چٹان پر ہی پھیلا دیا۔

"یہ طوفان جس سے ہم گزرے ہیں انتہائی خوفناک تھا لیکن نیچے جنگلوں میں جو طوفان ہمارے منتظر ہیں وہ شاید اس سے بھی زیادہ خوفناک ثابت ہوں گے۔ اس لئے ہر شخص ان طوفانوں سے نمٹنے کے لئے پوری طرح تیار رہے" ـــــ عمران نے نقشہ پھیلاتے ہوئے سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا ہمارا راستہ متعین ہے یا نہیں راستہ ڈھونڈھنا پڑے گا"

صفدر نے پوچھا۔

"میں نے ملٹری کے جغرافیکل سروے سے ایک راستہ اپنے طور پر متعین کرنے کی کوشش کی ہے لیکن کیا یہ راستہ واقعی کام دیتا ہے یا نہیں یہ حالات پر منحصر ہے ـــــ بہرحال اب اپنا اپنا سامان اٹھاؤ۔ سٹین گنیں ہاتھوں میں لے لو۔ اور فالتو میگزین اور بم جیبوں میں" عمران نے کہا اور وہ سب تیزی سے اپنے سامان کی طرف لپکے۔

عمران نقشہ پر کافی دیر تک غور کرتا رہا ـــــ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر اُسے بند کر کے جیب میں ڈالا اور اٹھ کر دائیں طرف جاتی ہوئی پگڈنڈی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے حصے کا سامان جوزف نے اٹھایا ہوا تھا۔ البتہ اس کے کاندھے سے سٹین گن لٹکی ہوئی تھی۔ ان سب نے خاکی رنگ کی وردیاں سی پہنی ہوئی تھیں۔ وہ ایک قطار کی صورت میں چلتے ہوئے پہاڑی سے نیچے اترنے لگے۔

ایئرپورٹ پر خاصی چہل پہل تھی۔ ابھی ویسٹرن کارمن سے
ایک بین الاقوامی پرواز لینڈ ہوئی تھی۔ اس لئے ایئرپورٹ پر خاصی
ہلچل سی مچی ہوئی تھی۔

مسافر کسٹم کلیرنس کاؤنٹر کے سامنے قطار بنائے کھڑے
تھے۔ اور یہ قطار تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی۔ اسی قطار میں جولیا،
نعمانی، چوہان، صدیقی اور خاور بھی موجود تھے ____ وہ سب ویسٹرن
کارمن کے میک اپ میں تھے۔ سب سے آگے جولیا کھڑی تھی۔

"یس مس" ____ کاؤنٹر پر موجود آدمی نے جولیا کا پاسپورٹ
اور دوسرے کاغذات پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ____ آپ پہلی بار کافرستان آ رہی ہیں۔ ویلکم مس ویلکم"
کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے
کاغذات پر مہریں لگانی شروع کر دیں۔

"تھینک یو ____ ہمیں تو ڈرایا گیا تھا کہ ہمیں بد اخلاق لوگوں سے
واسطہ پڑے گا۔ لیکن آپ تو انتہائی بااخلاق ہیں" ____ جولیا نے
بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"اوہ ____ ایسی بات نہیں مس۔ سیاحوں کے لئے تو ہم ہمیشہ
چشم براہ رہتے ہیں۔ آپ ہمارے معزز مہمان ہیں لیکن آپ نے
ہمیں کا لفظ استعمال کیا ہے تو......" ____ کاؤنٹر مین نے
بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ چار بھی میرے ہی ساتھی ہیں یا یوں کہہ لیں کہ ہم ساتھی ہیں۔
ہم سب ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں" ____ جولیا نے کہا۔
اور ایک طرف ہٹ گئی۔

"اوہ اچھا اچھا" ____ کاؤنٹر مین نے کہا۔ اور پھر اس نے صرف
ایک نظر چوہان کے کاغذات پر ڈالی اور مہریں لگا دیں۔ اس کے بعد
باقی ساتھی بھی چند لمحوں میں ہی فارغ ہو گئے۔

سامان اٹھائے وہ جیسے ہی ایئرپورٹ کی عمارت سے باہر آئے
مختلف ہوٹلوں کے ایجنٹ اپنے اپنے ہوٹلوں کے کارڈ اٹھائے
ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔

"سوری۔ ہمارے کمرے ہوٹل پلازہ میں بک ہیں" ____ چوہان
نے انہیں پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا اور ہوٹل پلازہ کا نام سنتے ہی وہ
سب ان کا پیچھا چھوڑ گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ٹیکسی میں بیٹھے ہوٹل پلازہ پہنچ گئے۔ ان
کے کمرے پہلے سے بک تھے۔ ہوٹل واقعی انتہائی شاندار تھا۔ اور

وہاں زیادہ تر غیر ملکی سیاح ہی نظر آ رہے تھے۔

جولیا کے کہنے پر سب سے پہلے کمروں کو اچھی طرح گائیگر کی مدد سے چیک کیا گیا۔ اور پھر وہ سامان اپنے اپنے کمروں میں رکھ کر جولیا کے کمرے میں ہی اکٹھے ہو گئے۔

"ہاں اب بتاؤ جولیا کیا پروگرام ہے" ۔۔۔۔ نعمانی نے پوچھا۔

"مجھے تو خود معلوم نہیں کہ کیا کرنا ہے۔ باس نے یہاں تک تو بتا دیا تھا اس کے بعد اس نے کہا تھا کہ ہم نے کافرستان سیکرٹ سروس کو الجھائے رکھنا ہے اور بس" ۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کوئی لائحہ عمل تو بتایا ہو گا" ۔۔۔۔ سب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لائحہ عمل ہم نے خود بنانا ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل عمران کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔ اس لئے خاور پر اگر عمران کا میک اپ کر دیا جائے اور اُسے شہر میں گھمایا جائے اور باقی ساتھی اس کی نگرانی کریں تو ہم کافرستانی سیکرٹ سروس کو اپنے پیچھے لگا سکتے ہیں" ۔ چوہان نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ یہ عمران ہی ہے جو ہر جگہ شیطان کی طرح مشہور ہے" ۔۔۔۔ جولیا سمیت سب نے چوہان کی تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ اس سلسلے میں مزید بات چیت کر ہی رہے تھے کہ اچانک

جولیا کے بیگ میں ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ جولیا سمیت سب چونک پڑے۔

"اوہ ٹرانسمیٹر کال ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اور اٹھ کر ایک طرف رکھے ہوئے بیگ کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے بیگ کھولا اور پھر اس میں سے ایک میک اپ باکس نکال لیا۔ اس نے میک اپ باکس کے اندر بنے ہوئے خانوں میں رکھی ہوئی لپ سٹک شیڈز کی نلکیوں میں سے ایک نلکی اٹھائی اور پھر اُسے الٹا کر کے رکھ دیا۔

"ہیلو ہیلو اوور" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ لیکن اس نے اپنا نام نہ لیا تھا۔

"یس سر ۔۔۔۔ جولیا اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"مس جولیا ۔۔۔۔ ایئر پورٹ پر کوئی پرابلم تو پیش نہیں آئی اوور" ایکسٹو نے نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں سر۔ بالکل او۔ کے رہی ہے ہر چیز۔ ہم اس وقت ہوٹل میں ہیں۔ اور ہم نے چیک کر لیا ہے۔ کمرے محفوظ ہیں اوور" جولیا نے جواب دیا۔

"کوئی نگرانی۔ تعاقب اوور" ۔۔۔۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"نو سر اوور" ۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"اچھا سنو ۔۔۔۔ کناٹ اسکوائر میں ایک بہت بڑی بلڈنگ ہے۔ جس میں بظاہر ایک بڑا عجائب گھر بنا ہوا ہے۔ لیکن اس عمارت کے نیچے تہہ خانوں میں کمپیوٹر سائنس کی بڑی تجربہ گاہ اور

دفاعی سروسز کا ایک بہت بڑا ادارہ ہے۔ کافرستانی سیکرٹ سروس
آج کل اس کی حفاظت پر مامور ہے۔ کیا تم سچوئشن سمجھ گئی ہو اوور"
ایکسٹو نے کہا۔

"یس سر ——— اچھی طرح سمجھ گئی ہوں اوور" ——— جولیا نے
جواب دیا۔

"اس عمارت کو زیرو سنٹر کہا جاتا ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ دو
کمپیوٹر سائنس دان ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل اس سنٹر کے نیچے
کسی ایسے پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں جو پاکیشیا کے دفاع کے
لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اوور" ——— ایکسٹو نے
تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو کیا ہم نے سر اس عمارت کو تباہ کرنا ہے اوور"
جولیا نے جلدی سے کہا۔

"نتیجے پر فوراً چھلانگ مت لگا دیا کرو۔ کافرستان کی حکومت اتنی
احمق نہیں ہے کہ اس طرح اتنا بڑا پراجیکٹ سب کی نظروں کے
سامنے رکھ کر تیار کرے ——— اس لئے انہوں نے ظاہر یہی کیا ہے
کہ پراجیکٹ یہیں مکمل ہو رہا ہے۔ لیکن اصل پراجیکٹ لاسر پہاڑیوں
کے نیچے خفیہ لیبارٹری میں تیار ہو رہا ہے۔ اس بات کا علم کافرستان
سیکرٹ سروس کو بھی نہیں ہے ——— عمران کو میں نے ان پہاڑیوں
کی طرف بھیجا ہے۔ اور وہ اسی لئے عام راستوں سے جانے کی
بجائے انتہائی دشوار گزار راستوں سے گیا ہے تاکہ لاسر پہاڑیوں
تک وہ کسی کے علم میں آئے بغیر پہنچ جائے ——— تم نے اب

یہ کام کرنا ہے کہ جب تک عمران کی ٹیم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں
ہو جاتی اس وقت تک شاگل اور اس کی ٹیم کو اس طرح الجھائے رکھنا
ہے کہ وہ یہی سمجھتا رہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس دارالحکومت
میں ہی کارروائی کر رہی ہے۔ کیا تم سمجھ گئیں اوور" ——— ایکسٹو
نے کہا۔

"یس سر ——— میں سمجھ گئی ہوں سر اوور" ——— جولیا نے
قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ کیونکہ اس نے واقعی نتیجے پر
چھلانگ لگانے میں جلدی کی تھی جب کہ پلاننگ انتہائی گہری تھی۔

"اب اور سنو ——— یہاں موجود میرے ایجنٹوں نے ایک کام
کیا ہے کہ عمران کے نام سے شاگل کا ایک اہم ہیڈ کوارٹر اڑا دیا
ہے۔ اس طرح شاگل اب یہی سمجھ رہا ہے کہ عمران کافرستانی
دارالحکومت میں موجود ہے ——— اس لئے تم ایسا کرو کہ خاور پر
عمران کا میک اپ کر دو۔ اور خاور کو کہہ دو کہ وہ بالکل عمران کا
رول ادا کرے۔ اور اس کے بعد تم لوگوں نے لائحہ عمل یہ بنانا ہے
جیسے تمہیں زیرو سنٹر کی تلاش ہے اور تم اسے تباہ کرنا چاہتے ہو
اوور" ——— ایکسٹو نے کہا۔

"یس باس ——— ہم نے بھی یہی سوچا تھا کہ شاگل کو الجھانے کے لئے
خاور پر عمران کا میک اپ کیا جائے اوور" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"لیکن خاور کو اور تم سب کو انتہائی محتاط رہنا ہو گا۔ شاگل انتہائی تیز
طرار آدمی ہے۔ تمہاری معمولی سی خامی یا کمزوری سے وہ اصل بات سمجھ
جائے گا اوور" ——— ایکسٹو نے کہا۔

"بالکل بے فکر رہیں جناب۔ ہم پوری طرح چوکنا ہو کر کام کریں گے اوور" ۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"سنو ۔۔۔ تم نے پورا ایک ہفتہ ویسے ہی عام سیاحوں کی طرح گزارنا ہے۔ مشہور مقامات کی سیر کرنی ہے۔ فوٹوگرافی کرنی ہے۔ اور ہر لحاظ سے اپنے آپ کو سیاح ثابت کرنا ہے۔ کیونکہ کافرستانی سیکرٹ سروس دارالحکومت میں آنے والے ہر غیر ملکی کی کڑی نگرانی کرتی ہے ۔۔۔ وہ ایک ہفتے تک لازمی نگرانی کرے گی۔ ایک ہفتے بعد تم لوگ بس کے ذریعے بالاگام کی سیر کے لئے جاؤ۔ ہالاگام کے نیشنل پارک کے کیفے میں فارن ایجنٹ ناٹران تم سے ملاقات کرے گا ۔۔۔ اور پھر وہاں سے تم لوگ نئے میک اپ اور نئے کاغذات کے ساتھ دوبارہ دارالحکومت میں آؤ گے۔ اور اس کے بعد اصل مشن پر کام ہو گا۔ ناٹران اور اس کے ساتھی تمہاری ماتحتی میں کام کریں گے اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

"سر ۔۔۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ ایک ہفتے کی قید کیوں ہے اوور" ۔۔۔ جولیا نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"ایک ہفتہ اس لئے کہ ایک تو شاگل تمہاری طرف سے بالکل مطمئن ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ کہ عمران اور اس کا گروپ ایک ہفتے میں قلچار پہاڑیوں کو کراس کر کے لاسر پہاڑیوں تک پہنچ جائے گا ۔۔۔ اور شاگل کو الجھانے کی زیادہ ضرورت ہی اسی وقت پیش آئے گی اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ۔۔۔ تھینک یو۔ اب ہم اچھی طرح سمجھ گئے

ہیں اوور" ۔۔۔ جولیا نے انتہائی مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس مشن کا اصل پوائنٹ عمران اور اس کی ٹیم کا لاسر پہاڑیوں پر جانے کو خفیہ رکھنا ہے۔ اور اس بات کے لئے عمران اور اس کے ساتھی شاید انتہائی خطرناک ترین پہاڑیوں کو جس کا آج تک نقشہ بھی نہیں بنا پیدل کراس کریں گے یہ ان کے لئے موت زندگی کا کھیل ہے ۔۔۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ وہ موت کی وادی کراس کر جائیں۔ لیکن تمہاری ٹیم کی طرف سے ان کا سارا مشن خراب ہو جائے اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم سمجھتے ہیں جناب۔ ہمیں اب مزید احساس رہے گا۔ آپ بے فکر رہیں اوور" ۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"لو بھئی۔ اب ایک ہفتہ خوب دل بھر کر سیریں کرو۔ عمران اس ہفتے کے دوران جان پر کھیلے گا اور ہم عیش کریں گے" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک بات کہوں جولیا" ۔۔۔ نعمانی نے اچانک کہا۔

"ہاں ہاں کہو" ۔۔۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔ باقی لوگ بھی نعمانی کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"میرا خیال ہے۔ اگر ہم اس ایک ہفتے کے دوران خفیہ طور پر

شاگل کے کسی آدمی کو تلاش کر کے اس کے میک اپ میں ہمارا کوئی آدمی اس کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ جائے تو ہم شاگل کی تمام کارروائیوں سے اچھی طرح واقف ہو سکتے ہیں۔ اس طرح ہمارا کام نہایت آسان ہو جائے گا"۔۔۔ نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ ایکسٹو نے ہمیں جس طرح کہا ہے۔ فی الحال تو ہم ویسے ہی کریں گے۔ ہاں جب ہالاگام سے واپس آئیں گے تو پھر تمہاری تجویز پر غور کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ جولیانا نے سر ہلاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور نعمانی کندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔

شاگل دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بیمار بکری کی طرح اداس تھا۔ ذہن جیسے بالکل ویران ہو گیا تھا۔

"اب سوائے خودکشی کے اور کوئی چارہ نہیں رہا۔ مجھے خودکشی کر لینی چاہئے۔ ہیڈ کوارٹر کی اس طرح تباہی ناقابل برداشت ہے۔ کاش عمران میرے ہتھے چڑھ جاتا کاش"۔۔۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"سر۔۔۔ صورت حال انتہائی خراب ہے۔ ہمارا جانی نقصان تو تھوڑا ہوا ہے۔ لیکن ہیڈ کوارٹر کے اندر تمام ریکارڈ اور مشینری تباہ ہو گئی ہے"۔۔۔ نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"دفع ہو جاؤ۔ شاگل ہی ختم ہو گیا ہے۔ جاؤ"۔۔۔ شاگل نے

مایوس سے لہجے میں ہاتھ کے اشارہ سے اُسے جانے کے لئے
کہا۔ اور نوجوان اُسی طرح سر جھکائے واپس چلا گیا۔
اُسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
"اب کیا ہو گیا ہے" ۔۔۔ شاگل نے رسیور اٹھا کر ہونٹ کاٹتے
ہوئے پوچھا۔
"سر۔ پاکیشیا سے ایک کال ہے۔ کوئی مسٹر ٹوچانگ بات
کرنا چاہتے ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اوہ اچھا ۔۔۔ بات کراؤ" ۔۔۔ شاگل نے چونکتے ہوئے
جواب دیا۔ ویسے اس کے چہرے کے تاثرات پر کوئی فرق نہ
آیا تھا۔ وہ اُسی طرح اداس اور مایوس نظر آ رہا تھا۔
"ہیلو ۔۔۔ ٹوچانگ بول رہا ہوں جناب" ۔۔۔ چند لمحوں بعد
ٹوچانگ کی آواز سنائی دی۔ اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون
کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔ تاکہ لائن ڈائریکٹ ہو جائے۔
"ہاں ٹوچانگ۔ کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔ شاگل نے رسمی سے
لہجے میں پوچھا۔
"سر۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی
قاچار پہاڑیوں کی طرف گئے ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے ٹوچانگ
نے کہا۔
"کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو۔ عمران یہاں موجود
ہے۔ اس نے میرا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ
وہ پہاڑیوں کی طرف گئے ہیں" ۔۔۔ شاگل نے پھاڑ کھانے والے

لہجے میں کہا۔
"عمران وہاں موجود ہے اور اس نے ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ہے
آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ ابھی ایک گھنٹہ پہلے تو میں خود
سٹیشن پر اس کے ساتھ موجود تھا ۔۔۔ اور میں نے اُسے چند
افراد کے ساتھ گاڑی پر خود سوار ہوتے دیکھا ہے۔ اور گاڑی چلنے
کے بعد میں واپس آیا ہوں۔ اور آپ کو کال کر رہا ہوں"
ٹوچانگ نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیا تم نشے میں تو نہیں ہو ٹوچانگ" ۔۔۔ شاگل نے لب بھینچے
ہوئے لہجے میں کہا۔
"نہیں سر ۔۔۔ میں درست کہہ رہا ہوں" ۔۔۔ ٹوچانگ نے
بھی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"لیکن ایک گھنٹہ پہلے ہی اس نے یہاں بھیانک واردات
کی ہے" ۔۔۔ شاگل اب مزید الجھ گیا تھا۔
"کیا آپ نے اُسے دیکھا تھا سر" ۔۔۔ اس بار ٹوچانگ
کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔
"نہیں۔ دیکھا تو نہیں۔ صرف اطلاع ملی تھی" ۔۔۔ شاگل نے
جواب دیا۔
"تو سر یہ اطلاع یقیناً غلط ہے۔ اس کے ساتھ پانچ افراد
تھے۔ جن میں سے دو انتہائی قوی ہیکل بالکل دیو نما حبشی بھی تھے۔
اور تین افراد مقامی تھے ۔۔۔ ان کے ساتھ ایسا سامان تھا جیسے
پہاڑی علاقوں میں کام آتا ہے۔ اور انہوں نے قاچار کی پہاڑیوں

پر ریلوے کے آخری اسٹیشن ہالاچار کی ٹکٹیں لی ہیں۔ ویسے سر۔ آپ نے مجھے روک دیا تھا ورنہ میں آسانی سے وہیں ریلوے اسٹیشن پر ہی اُسے ختم کر دیتا ——— لیکن آپ کے منع کرنے پر میں مجبوراً خاموش رہا"۔ ——— ٹوچانگ نے جواب دیا۔

"ہونہہ ——— اس کا مطلب ہے مجھے واقعی ڈاج دیا گیا ہے۔ لیکن تمہیں اس سارے چکر کا کیسے علم ہوا" ——— شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔ اس بار اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے اُسے ٹوچانگ کی رپورٹ پر یقین آ گیا ہو۔

"سر۔ بس اتفاق ہی سمجھئے۔ میں نے عمران کے فلیٹ کی نگرانی شروع کرا دی۔ پھر مجھے رپورٹ ملی کہ عمران کے فلیٹ میں ایسا سامان گیا ہے جو پہاڑی علاقوں میں کام آتا ہے ——— اس کے بعد اس کا دوست سپرنٹنڈنٹ فیاض فلیٹ میں گیا۔ جب وہ واپس آیا تو ذرا دور جا کر میں اس سے ملا۔ لیکن ایسے جیسے اتفاقاً ملاقات ہو گئی ہو۔ میں اُسے زبردستی کافی پلانے کے لئے ایک کیفے میں لے گیا۔ وہاں سپرنٹنڈنٹ فیاض نے خود ہی قاچار پہاڑیوں اور وہاں موجود وحشی قبائل کا تذکرہ چھیڑ دیا ——— تب مجھے یاد آیا کہ شروع میں اس کو میں نے یہی بتایا تھا۔ کہ میرا تعلق قاچار کے ایک قبیلے سے ہے۔ میں نے اسی طرح پوچھنے سے تفصیل معلوم کی تو سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بتایا کہ اس کا دوست عمران قاچار کی پہاڑیوں میں کسی خزانے کی تلاش میں جا رہا ہے ——— سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دراصل مقصد یہ تھا کہ اگر میں خزانے میں انٹرسٹڈ ہوں تو وہ مجھے عمران کے ساتھ بھجوا دے۔

تاکہ میں خزانہ میں حصہ بھی وصول کر لوں۔ اور دوسری بات یہ کہ اس طرح عمران کو بھی وہاں سے متعلق آدمی کی وجہ سے سہولت ہو جائے گی ——— پہلے تو میں راضی ہو گیا۔ تاکہ میں آپ کو مکمل رپورٹ دے کر بعد میں کوئی فیصلہ کروں۔ لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے خود ہی بات رفع دفع کرنے کی کوشش کی۔ میرے اصرار پر اس نے بتایا کہ اس کا دوست شاید خزانے کی تلاش میں نہ جا رہا ہو۔ وہ بس ایسا ہی پُراسرار آدمی ہے ——— اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ میری شمولیت کو پسند نہ کرے۔ جس پر میں خاموش ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد میں نے نگرانی کڑی کرا دی۔ عمران فلیٹ سے ایک قلعہ نما عمارت میں گیا ——— وہاں سے جب وہ نکلا تو اس کے ساتھ دو حبشی اور تین دوسرے مقامی آدمی تھے۔ وہ اسٹیشن پر آئے۔ میں ان کے تعاقب میں وہاں پہنچ گیا اور پھر انہوں نے میرے سامنے ہالاچار کی ٹکٹیں لیں اور گاڑی پر سوار ہو گئے اور میں اب آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں"۔ ——— ٹوچانگ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں ——— گاڑی کس وقت ہالاچار پہنچے گی" ——— شاگل نے چند لمحے سوچنے کے بعد پوچھا۔

"وہ کل شام کو پہنچے گی سر" ——— ٹوچانگ نے جواب دیا۔

"تم ہالاچار ان سے پہلے پہنچ سکتے ہو" ——— شاگل نے پوچھا۔

"جی ہاں ——— تیز رفتار کاروں کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے"۔ ٹوچانگ نے جواب دیا۔

"لیکن اگر ایسا ہے تو پھر عمران وغیرہ گاڑی پر کیوں گئے ہیں۔ انہوں

نے لازماً راستے میں کہیں اترنا ہو گا۔ انہیں یقیناً تمہاری نگرانی کا علم ہو گیا ہو گا۔ اس لئے انہوں نے بجائے تمہیں چھیڑنے کے تمہیں ڈاج دیا ہے ۔۔۔ وہ راستے میں اتر کر یقیناً کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے قاچار پہاڑیوں پر جائیں گے "۔۔۔ شاگل نے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے سر۔ بالکل ممکن ہے۔ اگر ایسا ہے سر تو پھر میں آدھے گھنٹے بعد آپ کو اس بارے میں اطلاع کر سکتا ہوں" ۔۔۔ ٹوچانگ نے جواب دیا۔

" وہ کیسے" ۔۔۔ شاگل نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

" سر ۔۔۔ قاچار کی پہاڑیوں پر فوجی راڈارز موجود ہیں۔ ان میں سے ایک راڈار کا انچارج میرا گاہک ہے۔ وہ منشیات کا سخت عادی ہے اور میں اسے منشیات سپلائی کرتا ہوں۔ اگر میں اسے بلیک میل کروں تو وہ بتا دے گا ۔۔۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر راڈار سے نہیں چھپ سکتا" ۔۔۔ ٹوچانگ نے جواب دیا۔

" لیکن کیا تمہارا آدمی اس وقت ڈیوٹی پر ہو گا" ۔۔۔ شاگل نے پوچھا۔

" یس سر ۔۔۔ وہ ایک ہفتے کے لئے گیا ہے اور ایک ہفتے کی منشیات مجھ سے لے گیا ہے۔ لیکن ایک چیز دستیاب نہ تھی اس نے مجھے ایک خفیہ ٹیلی فون نمبر دیا تھا۔ کہ جیسے ہی یہ چیز دستیاب ہو۔ میں اسے اس نمبر پر اطلاع کر دوں ۔۔۔ وہ خفیہ طور پر کسی آدمی کو بھیج کر منگوا لے گا" ۔۔۔ ٹوچانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔۔۔ پھر تم ضرور اس سے پتہ معلوم کر کے مجھے دوبارہ کال

۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے سر ۔۔۔ میں آدھے گھنٹے بعد اطلاع دوں گا بائی" ۔۔۔ ٹوچانگ نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

شاگل نے رسیور رکھا۔ اب اس کے چہرے پر اداسی اور بوریت کے تاثرات ختم ہو گئے تھے۔ وہ کرسی سے اٹھا اور ملحقہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔ ملحقہ کمرہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں تین بڑی بڑی الماریاں موجود تھیں۔ شاگل نے ایک الماری کھولی اور پھر اس میں سے کوئی چیز تلاش کرنے لگا۔ ایک کے بعد دوسری اور پھر تیسری الماری کے درمیانی خانے سے اسے ایک بڑا سا نقشہ دستیاب ہو گیا ۔۔۔ اس نے وہ نقشہ لا کر میز پر پھیلایا اور پنسل اٹھا کر اس پر جھک گیا۔

" اوہ ۔۔۔ قاچار پہاڑیوں سے ملحقہ ہمارے ہاں لاسر پہاڑیاں ہیں۔ ارے اوہ یقیناً یہی بات ہو گی۔ اوہو" ۔۔۔ شاگل یک لخت اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔ اور اسے یاد آ گیا کہ ایک ٹاپ سیکرٹ میٹنگ میں لاسر پہاڑیوں کے نیچے ایک جدید ترین اٹیمک لیبارٹری کے قیام کا ذکر آیا تھا ۔۔۔ لیکن چونکہ اس کا اس سے تعلق نہ تھا۔ اس لئے اس نے اس پر توجہ نہ دی تھی۔ اس نے جلدی سے نقشہ تہہ کیا اور اسے سائیڈ ریک میں رکھ کر اس نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس" ___ شاگل نے رسیور اٹھا کر تیز لہجے میں کہا۔

"ٹوچانگ کی کال ہے پاکیشیا سے جناب" ___ دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"ملاؤ" ___ شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر جیسے ہی رسیور پر ہیلو کی آواز ابھری۔ شاگل نے ہاتھ بڑھا کر بٹن پریس کر دیا تاکہ کال ڈائریکٹ ہو جائے۔

"ٹوچانگ بول رہا ہوں سر" ___ ٹوچانگ کی آواز سنائی دی۔

"یس ___ اتنی جلدی کیوں کال کی ہے" ___ شاگل نے پوچھا۔

"جناب۔ میں نے اپنے مطلوبہ آدمی کو فون کیا ہے تو وہ نمبر پر ہی موجود تھا۔ اس نے بتایا کہ دشام کے خفیہ ہوائی اڈے سے ایک ہیلی کاپٹر قاچار کی پہاڑیوں کی طرف گیا ہے ___ اور وہ انتہائی خوفناک طوفان پار کر کے زیرو پوائنٹ پر اتر گیا ہے۔ اس کے بعد اُسے مین راڈار سے چھوٹے ہیلی کاپٹر میں پائلٹ بھجوا کر واپس منگوا لیا گیا ہے ___ یہ زیرو پوائنٹ وہ ہے جس کے بعد کافرستانی راڈارز کی رینج شروع ہو جاتی ہے" ___ ٹوچانگ نے جواب دیا۔

"اوہ ___ یہ پتہ چلا کہ اس ہیلی کاپٹر میں کون اور کتنے افراد سوار تھے" ___ شاگل نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"سر ___ اُسے تعداد کا علم ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ کون ہے۔ تعداد وہی ہے عمران کے ساتھیوں کی۔ اور اس نے بتایا ہے

کہ اُسے مین راڈار پر موجود کیپٹن رزاق نے کنکٹ کیا تھا۔ اس لئے اُسے زیادہ تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سیکنڈ راڈار پر انچارج ہے" ٹوچانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی انتہائی اہم معلومات حاصل کی ہیں۔ ٹوچانگ تمہارا شکریہ۔ باقی میں خود سنبھال لوں گا" ___ شاگل نے کہا۔

"میں ہر وقت ہر ضرورت کے لئے حاضر ہوں جناب" ٹوچانگ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور شاگل نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اب یہ بات طے ہو گئی تھی کہ ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے والا عمران نہیں ہے۔ بلکہ عمران کا نام اُسے الجھانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور اگر ٹوچانگ معلومات حاصل نہ کرتا تو لازماً شاگل الجھ گیا تھا ___ اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت قاچار پہاڑیوں سے گزر کر لاسر پہاڑیوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لیکن کیوں۔ اس بات کا جواب اس کے پاس نہ تھا۔

اس نے بے خیالی میں ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر" ___ پی۔ اے نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کراؤ۔ اٹ از امپارٹمنٹ" شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

تقریباً سات آٹھ منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور شاگل نے رسیور اٹھا لیا۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں جناب" ——— پی۔ اے نے کہا۔

اور دوسرے لمحے پرائم منسٹر صاحب کی آواز رسیور پر سنائی دی شاگل نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے کال کو ڈائریکٹ کر دیا۔

"شاگل بول رہا ہوں جناب" ——— شاگل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اب کیا بات ہے" ——— پرائم منسٹر کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔

"سر۔ ——— لاسر پہاڑیوں کے نیچے موجود خفیہ لیبارٹری میں کوئی اہم پراجیکٹ پر کام تو نہیں ہو رہا" ——— شاگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا ——— کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ اس بات کا خیال آپ کو کیسے آیا۔ تفصیل سے بات کریں" ——— پرائم منسٹر نے بری طرح چونکتے ہوئے جواب دیا۔

اور شاگل کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وزیر اعظم صاحب کے چونکنے سے ہی وہ سمجھ گیا کہ اس کا اندازہ درست نکلا ہے۔

"سر۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم اپنے ملک میں موجود تاچار پہاڑیوں کے ذریعے کافرستان میں داخل ہونے کی کوشش کر رہی ہے ——— اور اس کا ٹارگٹ لاسر پہاڑیاں ہیں۔ اس لئے سر مجھے یقین ہے کہ لاسر پہاڑیوں میں بنی ہوئی خفیہ لیبارٹری میں کوئی اہم پراجیکٹ مکمل ہو رہا ہے جسے

وہ تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن مجھے اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ اس لئے سر میں نے سوچا کہ آپ سے بات کر لوں" شاگل نے کہا۔

"اوہ ——— لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس پراجیکٹ کا کیسے علم ہو گیا" ——— پرائم منسٹر کے لہجے میں بے پناہ حیرت اور تشویش تھی۔

"سر۔ سیکرٹ سروس کے لئے ایسی اطلاعات حاصل کر لینا مشکل نہیں ہوتا جسے سرکاری سطح پر چھپایا جاتا ہے۔ اب دیکھئے سر۔ مجھے بھی تو اطلاع مل گئی ہے ——— حالانکہ انہوں نے اسے انتہائی خفیہ رکھا بلکہ اسے خفیہ رکھنے کے لئے وہ جان پر کھیل گئے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ دشام کے خفیہ ہوائی اڈے سے ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے انتہائی نیچی پرواز کرتے ہوئے اس مقام پر اترے ہیں جو کافرستانی راڈارز کی رینج میں نہیں ہے ——— وہاں سے وہ پیدل آگے بڑھیں گے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ پہاڑیاں انتہائی دشوار گزار اور وحشی قبائل سے پر ہیں۔ لیکن صرف اپنے مشن کو خفیہ رکھنے کے لئے انہوں نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اس کے باوجود ان کی ہر تفصیل مجھ تک پہنچ چکی ہے" ——— شاگل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ واقعی آپ لوگوں کی کارکردگی پر اب فخر محسوس ہو رہا ہے۔ جس ملک کی سیکرٹ سروس اس قدر ہوشیار اور بیدار ہو۔ اسے لازماً اس پر فخر کرنا چاہیئے ——— حالانکہ یہ اطلاع آپ سے بھی اسی لئے چھپائی گئی تھی کہ آپ کے ذریعے ان تک نہ پہنچ جائے۔ بہرحال

اب بات کھل گئی ہے۔ تو میں بتا دوں کہ ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل زیر داور زیرو پراجیکٹ لاسر پہاڑیوں کی لیبارٹری میں ہی مکمل کر رہے ہیں —— اور مسٹر شاگل یہ پراجیکٹ اس قدر اہم ہے کہ اگر یہ مکمل ہو گیا تو پاکیشیا تو ایک طرف دنیا کی ساری سپر پاورز ہمارے قدموں میں ڈھیر ہو جائیں گی اب اس کی اہمیت کا اندازہ آپ خود لگا لیں" پرائم منسٹر نے اس بار کھل کر بات بتاتے ہوئے کہا۔ ان کا لہجہ معذرت خیز اور قدرے شرمندگی لئے ہوئے تھا جیسے شاگل کو یہ سب کچھ نہ بتا کر ان سے بھاری غلطی ہوئی ہو۔

"اوہ سر۔ میرا بھی یہی اندازہ تھا۔ بہرحال آپ ایک مہربانی فرمائیں اور ہم پر اعتماد فرماتے ہوئے ہمیں وہاں کی حفاظت اور وہاں کام کرنے کی اجازت دے دیں —— پھر آپ دیکھیں کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اس مشن کا خاتمہ کیسے کرتا ہوں۔ آپ بھروسہ رکھیں یہ پراجیکٹ ہر صورت میں مکمل ہو گا" —— شاگل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آرڈرز کر دیتا ہوں۔ وہاں موجود فوجی بھی آپ کی ماتحتی میں کام کریں گے۔ مجھے ہر صورت میں وہ پراجیکٹ مکمل چاہیئے۔ لیکن قاچار کی پہاڑیوں کے اس حصے میں جو لاسر پہاڑیوں کی طرف ہے۔ مکمل طور پر فوج کے قبضے میں ہے —— ٹھیک ہے میں ملٹری سیکرٹ سروس کے چیف اور کمانڈر انچیف کو بھی آرڈرز دے دیتا ہوں وہ آپ کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے۔ اور آپ کی ہدایات پر عمل کیا جائے گا" —— پرائم منسٹر نے کہا اور شاگل کے دل میں

ت کا جوالا مکھی پھوٹ پڑا۔

اعتماد کا شکریہ جناب —— اب آپ مکمل طور پر بے فکر ہو جائیں ب ٹھیک ہو جائے گا سر" —— شاگل نے مسرت سے کپکپاتے ے لہجے میں کہا۔

"او کے —— ابھی آرڈرز ہو جائیں گے۔ آپ اپنا پلان بنا لیں۔ ڈبائی" —— پرائم منسٹر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم گیا۔

شاگل نے رسیور رکھا اور پھر بے اختیار کرسی سے اٹھ کر باقاعدہ چنے لگا۔ آخر کار اس نے پرائم منسٹر پر نہ صرف اپنا سکہ جما لیا تھا۔ شاید یہ پہلا موقع تھا کہ فوج اور ملٹری سیکرٹ سروس بھی اس ماتحتی میں کام کرے گی۔ اور یہ اس کی بہت بڑی جیت تھی۔

خوش رہو ٹوچانگ خوش رہو۔ تم واقعی انتہائی کام کے آدمی ہو۔ ب میں دیکھوں گا کہ عمران کیسے لاسر پہاڑیوں تک پہنچتا ہے۔ میں ایک پتھر کے پیچھے آدمی کھڑا کر دوں گا —— میں اس پر قہر ر ٹوٹ پڑوں گا" —— شاگل نے کہا اور پھر بیٹھ کر اس نے ی سے رسیور اٹھایا اور اپنے خاص اسسٹنٹ کو بلانے حکم دینے میں مصروف ہو گیا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو قاچار کی پہاڑیوں میں سفر کرتے ہوئے آج چوتھا دن تھا۔ اور اس دوران سوائے چند معمولی واقعات کے اور کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا تھا ـــــ جس سے ان کے سفر میں رکاوٹ پڑتی۔ اس لئے عمران بے حد خوش تھا۔ اس نے اپنے اندازے سے جو راستہ متعین کیا تھا وہ راستہ واقعی انتہائی کامیاب رہا تھا اور اُسے کسی وحشی قبیلے سے واسطہ نہ پڑا تھا۔ اس لئے ان سب کے چہروں پر گہرے اطمینان اور مسرت کے آثار نمایاں تھے ـــــ اور اب وہ سفر کرنے کے ساتھ ساتھ ماحول سے بھی پوری طرح لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ان کے چہرے مسرت سے بشاش تھے ـــــ خاص طور پر جوزف کی حالت تو قابل دید تھی۔ اس کے رواں رواں سے مسرت پھوٹ رہی تھی۔ اس کی حالت دیکھ کر تو یوں لگتا تھا جیسے وہ سینکڑوں سالوں کی جلاوطنی کاٹ کر واپس

اپنے گھر پہنچ گیا ہو۔ اس نے یہاں بھی ایسی بوٹی تلاش کر لی تھی جس کا اس افریقہ کی شیپلالی سے بھی زیادہ نشہ آور تھا۔ اس لئے وہ اور بھی زیادہ مست تھا۔

"اب کتنا سفر باقی رہ گیا ہے۔ عمران صاحب" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"صرف دو دن کا ـــــ ہم اس وقت کافرستان کے علاقے میں سفر کر رہے ہیں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن میں نے تو سنا تھا کہ یہاں انتہائی خطرناک غیر مہذب اور وحشی قبائل رہتے ہیں۔ لیکن یہاں تو مجھے اب تک ایک آدمی بھی نظر نہیں آیا۔ شاید یہ سب کہانیاں ہی تھیں" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جب بڑے موجود ہوں تو چھوٹے بے چارے رعب سے ہی چھپ جاتے ہیں" ـــــ عمران نے چوٹ کرتے ہوئے کہا اور صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

لیکن دوسرے لمحے جوزف یک لخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے آثار نمودار ہوئے جیسے اس نے کوئی تشویش انگیز بات نوٹ کر لی ہو ـــــ دوسرے لمحے وہ تیزی سے اچھلا اور زمین پر گر کر اس نے کان زمین سے لگا دیئے۔

"ارے کیا ہوا۔ کیا کوئی واقعی خزانہ نظر آ گیا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ افریقی وچ ڈاکٹر باہر سے بھی زمین کے اندر کا خزانہ دیکھ لیتے ہیں" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شاید زیادہ چڑھ گئی ہے" ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے
جواب دیا۔ وہ سب رک گئے تھے۔

"باس باس ——— وہ آرہے ہیں" ——— جوزف یک لخت
اچھل کر کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ کھچاؤ تھا۔

"کون آرہے ہیں" ——— اس بار عمران نے سنجیدگی سے پوچھا
کیونکہ اُسے جوزف کے چہرے پر ایسے آثار نظر آ گئے تھے جن کا
ادراک شاید دوسرل کو نہ تھا۔ اور عمران جانتا تھا۔ کہ جنگلوں میں رہنے
والوں کو خطرے کا احساس دوسرے لوگوں سے کہیں زیادہ جلدی ہو
جاتا ہے۔ یہ ان کی مخصوص حس ہوتی ہے۔

"وہ وحشی باس۔ وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور باس چاروں
طرف سے آرہے ہیں۔ میں ان کی مخصوص آوازیں سن رہا ہوں"۔
جوزف نے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا
ایک اونچے درخت کے پاس پہنچا اور پھر کسی پھرتیلے بندر سے بھی
زیادہ تیزی سے وہ اس کی چوٹی پر چڑھتا گیا۔

"ہاں باس۔ اب میں دیکھ رہا ہوں یہ انتہائی وحشی ہیں۔ ننگ
دھڑنگ۔ ان کے بال لمبے لمبے اور سروں پر سینگ نما ٹوپیاں ہیں
ان کے ہاتھوں میں زہریلے نیزے ہیں باس" ——— چند لمحوں
بعد وہ جتنی تیزی سے چڑھا تھا اتنی ہی تیزی سے اترا اور اس نے
باقاعدہ رپورٹ دے دی۔

"بالکل ننگ دھڑنگ ہیں یا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے
میں پوچھا۔

"نہیں باس بالکل نہیں ہیں۔ انہوں نے مختلف جانوروں کی کھالوں
کے زیر جامے پہنے ہوئے ہیں۔ وہ انتہائی احتیاط سے آگے بڑھ
رہے ہیں" ——— جوزف نے جواب دیا۔

"تیر کمان ہیں ان کے پاس یا صرف نیزے ہیں" ——— عمران نے
ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"تیر کمان بھی ہیں سرخ رنگ کے تیر" ——— جوزف نے جواب
دیا۔

"اوہ اوہ۔ پھر تو بُری طرح پھنس گئے۔ یہ زاکراٹا قبیلہ ہے۔ اس
علاقے کا سب سے خطرناک اور سب سے بڑا قبیلہ۔ اس سے تو
یہاں کے وحشی بھی ڈرتے ہیں ——— یہ انتہائی ظالم۔ سفاک اور پتھر
دل لوگ ہیں۔ بہرحال سب لوگ سامان نیچے رکھ کر اپنے ہاتھ سروں
پر رکھ لیں۔ مشین گنیں کھول کر سامان میں ڈال دو۔ ورنہ جسم کے ساتھ
جو اسلحہ ہوا وہ اُسے توڑ دیں گے ——— اور سنو۔ کسی نے غلط حرکت
نہیں کرنی۔ یہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے اور ان کے زہریلے
تیروں اور زہریلے نیزوں نے ہمیں ایک لمحے میں عالم بالا پہنچا دینا
ہے" ——— عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر جلدی
سے اپنی مشین گن کھولنے لگا۔

باقی افراد کے چہروں پر شدید تشویش کے آثار ابھر آئے۔ پھر
انہوں نے فوراً مشین گنیں کھول کر سامان میں ڈالنی شروع کر دیں۔

اب واقعی دور سے پتوں کی گھڑگھڑاہٹ اور نامانوس آوازیں
سنائی دینے لگی تھیں۔ چہچہاتے ہوئے پرندے بھی سہم کر خاموش

ہو گئے تھے۔ ایک عجیب اور پُراسراری خاموشی ہر طرف چھا گئی تھی۔

پھر سب لوگوں نے اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لئے۔

"سنو تم سب میرے گرد دائرہ باندھ لو۔ میں اس اونچی چٹان پر کھڑا رہوں گا۔ اور سنو۔ جیسے ہی میں لفظ چانگو بولوں تم نے تین بار رکوع کے بل جھکنا ہے اور کھڑے ہو جانا ہے۔ لیکن ہاتھ بدستور سر پر رہیں"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر جلدی سے اس نے ایک درخت کی ٹہنی توڑی۔ اس کی شاخ کو درمیان سے چیر کر اس نے اُسے سر پر رکھا اور جیب سے سیاہ رنگ کا کپڑا نکال کر پٹی کی صورت میں پیشانی اور گردن کے گرد باندھ لیا۔۔۔ وہ چیری ہوئی شاخ اب اس پٹی میں پھنسی ہوئی تھی۔ اور پھر وہ اچھل کر چٹان پر چڑھ گیا۔ اور اس کے ساتھیوں نے اس کے گرد دائرہ باندھ لیا۔۔۔ عمران کی زبان سے یک لخت ایک عجیب و غریب سی چیخ نکلی اور دوسرے لمحے اس نے عجیب و غریب زبان میں چیختے ہوئے اس چٹان پر باقاعدہ ناچنا شروع کر دیا۔ عجیب و غریب سا ناچ جیسے اُسے بے شمار زہریلی مکھیاں چاروں طرف سے کاٹ رہی ہوں۔

"چانگو"۔۔۔ اچانک عمران نے زور سے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ سب اس طرح تیزی سے اس کے سامنے رکوع کے بل جھکتے گئے۔ جیسے ان کی کمروں میں مشینیں نصب ہوں۔ انہوں نے تین بار ایسا کیا۔۔۔ اس دوران عمران خاموش کھڑا رہا پھر جیسے ہی انہوں نے تین رکوع پورے کئے عمران ایک بار پھر نامانوس آواز میں چیخ چیخ کر ناچنے لگا۔ لیکن اس بار ناچ کا انداز بدلا ہوا تھا۔ اس بار وہ اس انداز

میں ناچ رہا تھا جیسے برفانی بھیڑیوں کا غول اس پر حملہ آور ہو گیا ہو اور وہ ان سے اپنے دفاع کی ناکام کوشش کر رہا ہو۔

اور پھر ناچتے ناچتے اس نے ایک بار پھر چانگو کہا۔ اور صفدر اور دوسرے ساتھی ایک بار پھر مشینوں کی طرح جھکنے میں مصروف ہو گئے۔

اُسی لمحے اچانک ان کے ارد گرد سے زور زور سے چیخنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ چیخیں اس قدر تیز اور بلند تھیں کہ پورا جنگل ان سے گونج اٹھا۔۔۔ یوں لگ رہا تھا جیسے جنگل کا پتا پتا چیخ رہا ہو۔ ان سب کے کان بُری طرح بجنے لگے۔ لیکن عمران کا ناچ ایک بار پھر شروع ہوا اسطرح جیسے اس کے پیٹ میں شدید مروڑ اٹھ رہے ہوں۔ اس کا چہرہ بُری طرح مسخ ہو رہا تھا اور پورا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ تکلیف کی انتہا پر ہو۔۔۔ پھر اس نے یک لخت چیخ کر چانگو کہا اور سب ساتھی ایک بار پھر رکوع کے بل جھکنے لگے۔ لیکن اب عمران خاموش کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔ جیسے وہ دعا مانگ رہا ہو۔

اُسی لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور پھر سب نے تین انتہائی قوی ہیکل ننگ دھڑنگ آدمیوں کو بھاگ کر اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔۔۔ ان سب نے زیریں جسموں پر شیر کی کھالیں پہنی ہوئی تھیں۔ اور ان کے سروں پر سرخ رنگ کی کھال کی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

وہ بھاگتے ہوئے آئے اور پھر وہ اس چٹان کے سامنے رک

کر غور سے عمران کو دیکھنے لگے۔ ان کی آنکھوں میں وحشت کے ساتھ ساتھ تعجب تھا۔

دوسرے لمحے ان میں سے ایک نے ہاتھ میں پکڑا ہوا نیزہ بجلی کی سی تیزی سے عمران پر مارا۔ اس آدمی کا ہاتھ اس قدر تیزی سے حرکت میں آیا تھا کہ اس قدر تیزی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں کے سانس یک لخت بند ہو گئے۔ ساتھ ہی انہوں نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں ــــــ کیونکہ انہیں عمران کی موت کا یقین ہو گیا تھا لیکن دوسرے لمحے عمران نے چیخ کر کچھ کہا تو ان سب نے آنکھیں کھول دیں۔ عمران اپنی جگہ پر موجود تھا۔ جب کہ نیزہ اس کے عقب میں ایک پرانے درخت کے موٹے سے تنے میں گھسا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

اُسی آدمی نے جلدی سے کمان اتاری اور پھر ایک تیر اس میں جوڑ کر عمران کا نشانہ لے کر اس نے تیر چھوڑ دیا۔ عمران پارے کی طرح اپنی جگہ سے تڑپ کر ہٹا اور تیر سنسناتا ہوا اس کے پہلو کے خم سے نکل گیا ــــــ اس آدمی نے دوسرا تیر چلایا۔ لیکن اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ تو اس نے کمان نیچے زمین پر ڈالی۔ اور مڑ کر اتنے زور سے چیخنے لگا جیسے وہ لاؤڈ سپیکر میں چیخ رہا ہو۔ عمران اب اطمینان سے کھڑا تھا ــــــ اس کے لبوں پر اطمینان بخش مسکراہٹ تھی۔ جیسے اس نے کوئی بھیانک جنگ جیت لی ہو۔

اس آدمی کے چیختے ہی چاروں طرف سے وحشیوں کا جیسے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر آگے بڑھ آیا۔ ان سب نے آگے بڑھ کر اپنی اپنی

کمانیں اتار کر زمین پر ڈالیں اور نیزوں کو ہوا میں بلند کر کے یک لخت [illegible] سے چیخنے لگے۔ ان کے اس طرح چیخنے سے زمین لرزنے لگی۔ [illegible] پھر وہ یک لخت خاموش ہو گئے ــــــ اور انہوں نے کمانیں اٹھا کر کاندھے سے لٹکائیں اور سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔

عمران اس طرح چٹان سے نیچے اترا جیسے کوئی سپہ سالار نئی مملکت فتح کر کے اس میں داخل ہوتا ہے۔

"اپنے ہاتھ سروں سے ہٹا لو۔ انہوں نے مجھے آسمان سے اترا ہوا جادوگر تسلیم کر لیا ہے۔ اب میرا ان کے قبیلے کے بڑے جادوگر سے مقابلہ ہو گا۔ تم کھوٹے جادوگر ہو" ــــــ عمران نے نیچے اترتے ہوئے [illegible]اردو میں ان سب سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور انہوں نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے ہاتھ نیچے کر لئے۔ عمران واقعی ہر فن مولا تھا۔ ورنہ خوف ناک وحشی بھلا اتنی آسانی سے قابو آ سکتے تھے۔

پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو حلقے میں لئے ہوئے وہ سب خاموشی سے ایک طرف چلنے لگے۔ عمران کے اشارے پر وحشیوں [illegible] ان کا سامان بھی اٹھا لیا تھا۔

"میں نے انہیں بتایا ہے کہ میں ان کے قبیلے پر سیاہ دیوتاؤں کی طرف سے بھیجا گیا ہوں" ــــــ عمران نے کہا۔

اور پھر مسلسل تین گھنٹوں تک چلنے کے بعد وہ جنگل میں ہی ایک بہت بڑی بستی میں پہنچ گئے۔ یہاں انتہائی قدیم طرز کی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ اور وہاں عورتیں اور بچے کثیر تعداد میں موجود تھے۔

ان سب کو ایک بڑی جھونپڑی میں پہنچا دیا گیا۔

"اب ان کا بڑا جادوگر آئے گا۔ اور آج رات چونکہ چودھویں کا چاند ہے اس لئے مقابلہ بھی رات کو ہو گا" ـــــ عمران نے جھونپڑی میں پہنچتے ہی ایک اونچے پتھر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ باقیوں کو اس نے نیچے گھاس پر بیٹھنے کے لئے کہا تاکہ بڑے چھوٹے کی تمیز باقی رہ سکے۔

"یہ کون سی زبان تھی باس" ـــــ جوزف نے پوچھا۔

"یہ یہاں کی زبان ہے جوزف۔ افریقہ کی نہیں ہے۔ چینی۔ عمرانی۔ بھاشا اور کاسیانی زبانوں کا مکسچر ہے۔ مجھے اس قبیلے سے سب سے زیادہ خطرہ تھا ـــــ کیونکہ جان شوزو نے اپنی کتاب میں اس قبیلے کا خاص طور پر ذکر کیا تھا۔ اس نے ان کی زبان کے چند الفاظ بھی لکھے تھے۔ وہ میک اپ کا ماہر تھا۔ اس لئے وہ ان کا میک اپ کر کے ان میں گونگا بن کر شامل رہا تھا ـــــ چنانچہ میں نے یہاں آنے سے پہلے اس زبان پر بڑی محنت کی تھی۔ اور پھر ان کے دیوتاؤں کے متعلق خوب پڑھا تھا۔ اس لئے آج یہ سب کچھ کام آگیا۔ ورنہ تو ہماری عبرت ناک موت یقینی تھی۔

"یہ نیزہ اور تیر مارنا کیا امتحان میں شامل تھا" ـــــ صفدر نے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ اب یہ اتنی آسانی سے تو مجھے جادوگر تسلیم نہ کر سکتے تھے۔ لیکن سنگ آرٹ ان سے بھی بڑا جادو ہے۔ خدا بھلا کرے چچا سنگ ہی کا۔ جس کی وجہ سے ایسے بے شمار امتحانات میں اس کا بھتیجا اول آتا ہے" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ وہ تھریسیا اور سنگ ہی وغیرہ مدت سے نظر نہیں آئے۔ کیا بات ہے کہیں مر مرا تو نہیں گئے" ـــــ صفدر

نے کہا۔

"بوڑھے ہو گئے ہوں گے۔ کہیں بیٹھے تسبیح پڑھ رہے ہوں گے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ تھریسیا تو آپ کی دیوانی تھی" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور میں اس سے بھی بڑا دیوانہ ثابت ہوا تھا اس لئے جان چھوڑ گئی۔ بہرحال ان کا ذکر یہاں نہ کرو۔ ورنہ میری طرح وہ بھی کہیں آسمان سے نہ ٹپک پڑیں" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے جھونپڑی کے کھلے دروازے سے پانچ وحشی ایک بڑی سی نیل گائے کو گھسیٹتے ہوئے اندر لے آئے۔

"لو بھئی دعوت ہو رہی ہے۔ کھانا آگیا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کچا گوشت" ـــــ سب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

وحشی نیل گائے کو جھونپڑی کے اندر پھینک کر واپس چلے گئے۔ نیل گائے کو نیزوں سے مارا گیا تھا۔

"اسے تو زہریلے نیزوں سے مارا ہو گا۔ اس طرح اس کا گوشت بھی زہریلا ہو گا" ـــــ تنویر نے کہا۔

"نہیں ـــــ شکار یہ عام نیزوں سے کرتے ہیں۔ صفدر۔ آؤ اب انہیں نیا تماشہ دکھائیں۔ میں باہر نکل کر زور زور سے چیخوں گا۔ اور پھر جیسے ہی میں اٹیماما کہوں جوزف اور جوانا اس نیل گائے کو گھسیٹ کر باہر لے آئیں گے ـــــ خنجروں سے اس کی کھال اتاریں گے۔ اور پھر اس کے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے کر لینا۔ اس کے بعد میں ان پر

نلپچتے ہوئے نمک چھڑکوں گا۔ اور پھر جب میں لفظ کیٹوما کا کہوں۔ سوائے
تنویر کے باقی ۔۔۔ گھاس پھوس اور لکڑیاں اکٹھی کریں گے۔ میں لائیٹر
سے انہیں آگ لگا دوں گا ۔۔۔ اس دوران ایک نیزہ مجھے پیش کیا
جائے گا وہ میں تنویر کو دوں گا۔ تنویر اس نیزے سے گوشت کا بڑا ٹکڑا
آگ پر بھونے گا۔ اور میرے قدموں میں ڈھیر لگاتا جائے گا۔ جب سارا
گوشت بھن جائے گا تو پھر میں اسے یہاں کے سرداروں کو پیش کروں گا۔
اس کے بعد ہم اپنے حصے کا گوشت لے کر جھونپڑی میں آجائیں گے۔
تم سب سمجھ گئے نا ۔۔۔ خنجر نکال لو۔ میں نمک کا ڈبہ نکالتا ہوں۔
عمران نے کہا۔ اور اٹھ کر اپنے سامان کی طرف بڑھ گیا۔ وحشی ان کے
ساتھ ہی ان کا سامان بھی جھونپڑی کے ایک کونے میں پھینک گئے تھے
اور پھر عمران باہر آگیا اور اس نے زور زور سے اسی نامانوس آواز
میں چیخنا شروع کر دیا۔ اس کے اس طرح چیخنے سے بستی میں یک لخت
بھگدڑ سی مچ گئی ۔۔۔ اور وہاں موجود سب لوگ اس کے گرد اکٹھے ہونے
لگ گئے۔ ان سب کے چہروں پر انتہائی حیرت کے آثار نمودار ہو
گئے تھے۔ جیسے عمران نے انہیں کوئی انتہائی حیرت انگیز بات بتائی
ہو ۔۔۔ اسی لمحے عمران نے زور سے چیخ کر ایٹماما کا لفظ کہا اور جوزف
اور جوانا نیل گائے کو گھسیٹتے ہوئے جھونپڑی سے باہر لے آئے۔
جوزف اور جوانا کو اکیلے اتنی بڑی نیل گائے کو اتنی آسانی سے گھسیٹ
کر باہر لاتے دیکھ کر سارے وحشی بری طرح چونک پڑے۔ عمران
مسلسل بولے چلا جا رہا تھا ۔۔۔ اس دوران جوزف اور جوانا خنجروں
سے نیل گائے کی کھال اتارتے رہے۔ جوزف کے ہاتھ میں اس

مہارت تھی کہ جیسے وہ ساری عمر یہی کام کرتا رہا ہو۔ البتہ جوانا بس
اسے دیکھ دیکھ کر کام کر رہا تھا۔ اور پھر کھال اترتے ہی ان دونوں نے
نیل گائے کے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے کرنے شروع کر دیئے۔
عمران نے ناچ ناچ کر اور نامانوس زبان میں کچھ کہہ کہہ کر اس پر نمک چھڑکتا
رہا ۔۔۔ مجمع خاموش کھڑا انتہائی حیرت سے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔
ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی ماہر شعبدہ گر کا شو دیکھ رہے ہوں۔ اور پھر
جب عمران نے یک لخت چیخ کر کیٹوما کا لفظ کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل
بجلی کی سی تیزی سے بھاگے اور انہوں نے ارد گرد سے گھاس پھوس
اکٹھا کر کے ایک جگہ ڈھیر کرنا شروع کر دیا ۔۔۔ اس کے بعد انہوں نے
ادھر ادھر بکھری ہوئی لکڑیاں اس گھاس پھوس کے ڈھیر پر رکھیں۔ اسی
لمحے عمران کا ناچ یک لخت تیز ہو گیا۔ اب وہ ایسے اشارے کر رہا تھا
جیسے آسمان سے کسی چیز کو اس گھاس پھوس کے ڈھیر پر اتارنے کی
کوشش کر رہا ہو ۔۔۔ وہ اچھل کر ڈھیر پر جھکتا اور پھر سیدھا ہو کر لٹو
کی طرح گھومتا اس دوران اس کے ہاتھ آسمان کی طرف بلند ہوتے اور
پھر وہ یک لخت گھاس کے ڈھیر پر جھک جاتا۔ اس دوران یک لخت
گھاس کے ڈھیر میں ایک شعلہ سا چمکا ۔۔۔ اور دوسرے لمحے خشک
گھاس نے آگ پکڑ لی۔ جیسے ہی آگ کے شعلے بلند ہوئے وحشیوں میں
بھگدڑ سی مچ گئی۔ اور وہ بری طرح چیخنے چلانے لگے۔ عمران نے ۔۔۔
وہاں موجود ایک سردار سے کچھ کہا تو اس نے اپنے کسی وحشی کو مڑ کر
کہا اور وحشی تیزی سے وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا ۔۔۔ چند لمحوں بعد
جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ جس کی انی پر

زہر نہ لگا ہوا تھا۔ سردار نے نیزہ لے کر عمران کی طرف بڑھایا۔ عمران نے یک لخت ہاتھ کو حرکت دی۔ اور نیزہ فضا میں اچھلتا ہوا سیدھا تنویر کی طرف بڑھا ——— تنویر نے بڑے اطمینان سے اُسے کیچ کر لیا۔ عمران نے نیزے کو صرف ہلکی سی تھپکی دی تھی۔ لیکن اس کے ہاتھ میں اتنی تیزی تھی کہ یوں محسوس ہوا تھا جیسے صرف اس کے ہاتھ کے اشارے سے نیزہ اڑتا ہوا تنویر کے ہاتھ میں جا پہنچا ہو ——— تنویر نے نیزہ ہاتھ میں لیتے ہی جلدی سے اُسے گوشت کے ایک بڑے ٹکڑے میں گھونپا اور پھر اُسے آگ پر بھوننے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے گوشت کا وہ ٹکڑا عمران کے قدموں میں ڈال دیا ——— عمران اب بڑے اطمینان سے کھڑا تھا۔ جیسے اس کا جادو مکمل ہو گیا ہو۔ تنویر کے ہاتھ تیزی سے کام کر رہے تھے۔ اور پھر آہستہ آہستہ سارے بڑے بڑے ٹکڑے بھن کر عمران کے قدموں میں ڈھیر ہو گئے۔

"آگ بجھا دو۔ اس پر مٹی ڈال دو" ——— عمران نے اردو میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی آواز صفدر اور اس کے ساتھیوں تک پہنچ گئی۔ اور چند لمحوں بعد ہی ان سب نے مٹی اٹھا کر آگ کے الاؤ پر ڈالی تو آگ بجھ گئی ——— اور اس میں سے گہرا دھواں نکل کر آسمان کی طرف بلند ہونے لگا۔ دھواں نکلتے ہی سارے وحشی یکلخت چیختے ہوئے زمین پر سجدے میں گر گئے۔ بڑے بڑے سردار سارے سجدے میں گرے ہوئے تھے ——— ان میں ایک انتہائی بوڑھا آدمی بھی تھا۔ جس کی سفید لمبی داڑھی اس کے پیروں تک لمبی تھی۔ اس نے سر پر بارہ سنگھے کا سر پہنا ہوا تھا۔

عمران نے چیخ کر کچھ کہا تو وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ عمران نے تنویر کے ہاتھ سے نیزہ لیا اور پھر ایک بڑے ٹکڑے میں چبھو کر اس نے ٹکڑا اٹھایا اور اُسے اس بوڑھے کی طرف لے گیا ——— اور اس نے اس سے نامانوس زبان میں باتیں کرنی شروع کر دیں۔ بوڑھا حیرت بھرے انداز میں کچھ دیر جواب میں چلاتا رہا۔ اور پھر اس نے ٹکڑا نیزے سے نکالا ——— اور اُسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر کھانے لگا۔ دوسرے لمحے وہ اس طرح بے تحاشا انداز میں چیخا۔ جیسے اس کے جسم سے اچانک روح کھینچی جا رہی ہو ——— اور پھر وہ آگے بڑھ کر باقاعدہ عمران کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔ اور اس بار سارے سردار اور وحشی سجدے میں گر گئے۔

عمران نے چیخ کر کچھ کہا تو وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر سردار گوشت کے ٹکڑوں پر ٹوٹ پڑے۔ عمران نے صرف ایک بڑا ٹکڑا اٹھا کر اپنے ساتھیوں کی طرف اچھالا اور پھر وہ اکڑ اکڑ کر چلتا ہوا جھونپڑی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔

"لو بھئی۔ میری تو ناچ ناچ کر ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ تم عیش کرو۔ اور اس مزے سے کھاؤ دعوت" ——— عمران نے ایک لمبا سانس لے کر اونچے پتھر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور جوزف اور جوانا نے خنجروں کی مدد سے اس کافی بڑے ٹکڑے کے حصے کئے اور سب کو بانٹ دیئے۔ ایک عمران کے حصے میں بھی آ گیا ——— گوشت واقعی بے حد لذیذ بن گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے خوب مزے لے لے کر کھایا۔

"تو بھئی۔ اس سارے جادو کا یہ فائدہ ہو گیا کہ جنگ مکمل طور پر جیت لی گئی ہے۔ اب یہ قبیلہ میرا غلام ہے۔ اب مقابلہ ختم۔ وہ بوڑھا ان کا بڑا جادوگر تھا۔ لیکن نمک۔ پر اسرار طور پر آگ پیدا ہونے اور پھر دھوئیں نے مل کر مجھے سب سے بڑا جادوگر تسلیم کرا ہی لیا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اُسے بتایا۔

"تو بوڑھے نے تمہیں اپنا استاد تسلیم کر ہی لیا" ۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیسے نہ کرتا۔ ورنہ میں اس کے پیروں تلے آگ کے شعلے بھڑکا دیتا" عمران نے کہا۔

اُسی لمحے ایک وحشی نے آ کر دروازے پر کچھ کہا تو عمران اٹھ کر اس کے ساتھ چل پڑا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ واپس آیا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"تو بھئی باقی سفر کا بھی مسئلہ حل ہو گیا۔ ان کے پاس سواری کے لئے مخصوص جانور یاک ہیں۔ جو اس علاقے میں نایاب ہیں۔ اس لئے صرف چند ہی ہیں ۔۔۔ سرداروں نے ہمیں دہ یاک سواری کے لئے دے دیئے ہیں۔ ہم کل صبح یہاں سے روانہ ہوں گے اور اس قبیلے کا ایک دستہ ہماری حفاظت کے لئے ساتھ جائے گا۔ اور وہ ہمیں اپنی سرحد پر چھوڑ آئے گا ۔۔۔ اور یہ بتا دوں کہ یہ سرحد وہاں ختم ہوتی ہے جہاں سے لاسر پہاڑیاں شروع ہوتی ہیں۔ اس لئے سمجھو ڈیڑھ دن سفر کے بعد ہم اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ اور پھر وہاں مہذب جادو کا کام شروع ہو گا" ۔۔۔ عمران نے دوبارہ پتھر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مہذب جادو" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ یہی سیکرٹ سروس والا۔ اب وہاں تو نمک والا جادو نہیں چل سکتا" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اب آپ لوگ اطمینان سے پیر پسار کر سو سکتے ہیں۔ مجھے بھی نیند آ رہی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ اس چوڑے پتھر پر ہی لیٹ گیا۔ جب کہ باقی ساتھی وہیں لمبے ہو گئے۔ اور چند لمحوں بعد جھونپڑی عمران کے زوردار خراٹوں سے گونجنے لگی۔

ناٹران اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ دروازہ کھلا اور فیصل جان اندر داخل ہوا۔

"کام ہوا" ـــــ ناٹران نے چونک کر پوچھا۔

"یس باس ـــــ لیکن محنت بڑی کرنی پڑی۔ یہ لیجئے ان کی آوازوں کے کیسٹ بھی ساتھ لے آیا ہوں۔ اور یہ فائلیں۔ ان میں ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل دونوں کے حلیئے۔ قدوقامت۔ مخصوص شناختی نشانات۔ گھریلو مصروفیات ـــــ خاندانی معلومات۔ ان کا تعلیمی پس منظر۔ خاندانی پس منظر۔ سب کچھ موجود ہے۔ بلکہ میں ان کے دوستوں۔ اور قریبی رشتہ داروں کی فہرست بھی بنا لی ہے" ـــــ فیصل جان نے کرسی پہ بیٹھ کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائلیں ناٹران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ـــــ اسے کہتے ہیں کام" ـــــ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر فائلیں کھول کر انہیں پڑھنے لگا۔ جب کہ فیصل جان

خاموش بیٹھا رہا۔ البتہ اس کے چہرے پہ کامیابی کی مسکراہٹ موجود تھی۔

"بہت خوب ـــــ واقعی کام ہوا ہے" ـــــ ناٹران نے فائلیں بند کرتے ہوئے کہا۔

"اب ان فائلوں کا کرنا کیا ہے" ـــــ فیصل جان نے پوچھا۔

"ان کی کیمو گرافک تصویریں ایکسٹو کو بھجوانی ہیں۔ اس کی طرف سے بار بار اصرار ہو رہا ہے۔ میں ان کا بندوبست کر لوں۔ تم اب آرام کرو" ناٹران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور فیصل جان بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

لیکن اسی لمحے میز پہ پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور ناٹران نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ ناٹران کا لہجہ سخت تھا۔

"اعظم بول رہا ہوں جناب۔ ایک اہم خبر ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"کیا ـــ بولو" ـــــ ناٹران نے چونک کر پوچھا۔

"شاگل دس افراد کی ٹیم لئے لاسر پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ یہ دس کے دس اس کے خاص آدمی ہیں۔ وہ خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے گیا ہے" ـــــ اعظم نے جواب دیا۔ اور ناٹران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ لاسر پہاڑیوں کی طرف جا رہا ہے" ـــــ ناٹران کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"سر۔ بس اسے اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے۔ شاگل کے ایک خاص آدمی

کی عورت میری بھی واقف ہے۔ میں ہوٹل شاہ رخ میں گیا جہاں وہ عورت
ویٹرس ہے۔ تو وہ ایک کیبن میں بیٹھا اُسے ایک بڑی رقم دے رہا
تھا ـــــ اور پھر وہ وہاں کچھ دیر رہ کر چلا گیا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی۔
کہ اس آدمی کے پاس یک لخت اتنی بڑی رقم کیسے آگئی۔ چنانچہ میں
نے اس عورت کو ٹٹولا تو باتوں باتوں میں اس نے بتایا کہ وہ اپنے باس
کے ساتھ لاسر پہاڑیوں میں کسی لمبے مشن پر جا رہا ہے ـــــ اور چونکہ
دو روز بعد اس کی بہن کی شادی ہے۔ اس لئے اس نے اُس سے بڑی
رقم مانگی تھی۔ جو اس نے بینک سے لا کر دی ہے۔ اس پر میں نے خود
تفتیش شروع کی تو پتہ چلا کہ شاگل دس آدمیوں کے ساتھ ایک خصوصی
ہیلی کاپٹر میں لاسر پہاڑیوں کی طرف گیا ہے ـــــ اس پر میں نے
اس کے دفتر کے ایک آدمی کو بے حد شراب پلا کر مزید پوچھ گچھ کی تو
اس نے بتایا ہے کہ پرائم منسٹر نے شاگل کو ملٹری سیکرٹ سروس
اور فوج کے کمانڈر انچیف کا بھی انچارج بنا دیا ہے ـــــ اور ساتھ ہی
اس نے یہ بھی بتایا کہ شاگل وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف
کام کرنے گیا ہے" ـــــ اعظم نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے
کہا۔

"اوہ ـــــ تم نے انتہائی اہم معلومات حاصل کی ہیں اعظم۔ انتہائی
اہم۔ تم مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ شاگل نے وہاں
کوئی خاص پلاننگ بنائی ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں" ـــــ ناٹران
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــ میں کوشش کرتا ہوں" ـــــ اعظم نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور ناٹران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"فیصل جان۔ جلدی سے ٹرانسمیٹر لے آؤ۔ جلدی کرو۔ یہ تو بہت
اہم مسئلہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب کے متعلق شاگل کو
اطلاع مل گئی ہے" ـــــ ناٹران نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
اور فیصل جان سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا ٹرانسمیٹر تھا۔
اس نے ٹرانسمیٹر ناٹران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ جو کرسی پر بیٹھا مسلسل
اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا ـــــ یہ ناٹران کی مخصوص عادت تھی کہ جب وہ
ذہنی طور پر پریشان ہوتا تھا تو مسلسل ہونٹ کاٹتا رہتا تھا۔

"یہ لیجئے سر ـــــ میں نے ساتھ وہ کال چیک نہ ہونے والی مشین
بھی لگا دی ہے" ـــــ فیصل جان نے کہا۔

"اوہ ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ ناٹران نے چونک کر کہا۔ اور پھر
جلدی سے فریکوئنسی سیٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہی
اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ ناٹران کالنگ اوور" ـــــ ناٹران نے براہِ راست
اپنا نام لیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اب کال کیچ نہ ہو سکتی تھی۔

"ایکسٹو اوور" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایکسٹو کی
مخصوص آواز گونجی۔

"سر ـــــ ایک اہم اطلاع ہے۔ شاگل اپنی ٹیم کے ساتھ
لاسر پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ
وزیر اعظم صاحب نے ملٹری سیکرٹ سروس اور کمانڈر انچیف کو

بھی اس کی ہدایات پر عمل کرنے کا حکم دے دیا ہے اوور"
ناٹران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــ ویری بیڈ ــــ اس کا مطلب ہے کہ شاگل کو کسی طرح عمران اور سیکرٹ سروس کی ٹیم کے متعلق اطلاع مل گئی ہے۔ اس طرح تو سارا کھیل ہی خراب ہو گیا۔ عمران نے خواہ مخواہ اپنے آپ کو اور ٹیم کو جان جوکھوں میں ڈالا اوور" ــــ ایکسٹو کی تشویش سے پُر آواز سنائی دی۔

"یس سر ــــ اب تو عمران صاحب کا مشن فضول گیا۔ اب آپ جو حکم فرمائیں اوور" ــــ ناٹران نے جواب دیا۔

"تم نے ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل کے بارے میں رپورٹ جمع کر لی ہے اوور" ــــ ایکسٹو نے پوچھا۔

"یس سر ــــ وہ سامنے پڑی ہیں۔ میں ابھی ان کی کیموگرافک تصویریں آپ تک پہنچا دوں گا۔ انتہائی مکمل تفصیل ہے۔ اور ساتھ ہی ان دونوں کی آوازوں کے ٹیپ بھی ہیں۔ یہ محنت فیصل جان نے کی ہے اوور" ــــ ناٹران نے کہا۔

"گڈ ــــ ٹھیک ہے۔ تم انہیں بھجوا دو۔ اور پھر ایسا کرو کہ تم اور فیصل جان یہاں تیار رہنا۔ میں تمہیں کسی بھی وقت مزید ہدایات دے سکتا ہوں اوور" ــــ ایکسٹو نے کہا۔

"لیکن سر۔ وہ مس جولیا اور ان کے گروپ کے سلسلے میں کیا ہو گا اوور" ــــ ناٹران نے پوچھا۔

"وہ بھی دیکھ لیا جائے گا۔ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف

سے ایکسٹو نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"میرے خیال میں ہم دونوں کو شاگل کے پیچھے لاسر پہاڑیوں پر جانا پڑے گا۔ ٹھیک ہے۔ میں یہ میٹریل پہنچوا دوں" ــــ ناٹران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔ اور فیصل جان نے سر ہلا دیا۔ پھر ناٹران ٹیپ اور فائلیں اٹھائے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

طاقتور انجن کی بڑی سی جیپ خاصی تیز رفتاری سے اونچی نیچی پہاڑیوں میں بھاگی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک فوجی تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر شاگل بیٹھا ہوا تھا ____ اس کے گھٹنوں پر ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا اور وہ اس نقشے کے مطالعے میں مصروف تھا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں سری نگٹن کو اپنا مرکز بنانا چاہیئے۔ وہاں سے ہم پوری سرحد پر انتہائی تیز رفتاری سے پہنچ سکتے ہیں" ____ شاگل نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر نقشہ تہہ کر کے جیپ کے ڈیش بورڈ میں ڈال دیا۔

"سری نگٹن پر تو جناب تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر بھی موجود ہے" ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ____ یہ تو اور بھی اچھا ہے" ____ شاگل نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"سر ____ اگر گستاخی نہ ہو تو ایک بات پوچھوں" ____ فوجی ڈرائیور نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ پوچھو۔ کیا بات ہے۔ بعض اوقات عام سی بات سے بھی کوئی اہم کلیو مل جاتا ہے" ____ شاگل نے عادت کے برخلاف نرم لہجے میں پوچھا۔

"سر ____ کیا تاجار پہاڑیوں کی طرف سے پاکیشیا کے حملے کا خطرہ ہے" ____ فوجی ڈرائیور نے پوچھا۔

"ارے نہیں۔ احمق آدمی۔ آج کل فوجی حملے سے بھی زیادہ اہم کام ہوتے ہیں ____ تاجار پہاڑیوں کی طرف سے پاکیشیا کے کچھ لوگ لاسر کے علاقے میں گھسنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے انہیں پکڑنا ہے" شاگل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو کیا وہ کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے آئیں گے۔ ایسا تو ممکن نہیں ہے" فوجی ڈرائیور کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ تمہاری طرح احمق نہیں ہیں کہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے آئیں اور انہیں آسانی سے گھیر لیا جائے وہ پیدل آئیں گے پہاڑیوں کے اندر سے" ____ شاگل نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت واقعی انتہائی خوشگوار موڈ میں تھا۔ کیونکہ پرائم منسٹر کے حکم کے بعد ملٹری سیکرٹ سروس کے سربراہ اور کمانڈر انچیف نے بھی اسے سر سر کہہ کر مؤدبانہ انداز میں بات کرنی شروع کر دی تھی۔ اور اسی بات نے شاگل کا موڈ انتہائی خوشگوار کر دیا تھا۔

"پیدل پہاڑیوں میں سے" ——— فوجی ڈرائیور اس بُری طرح چونکا کہ جیپ الٹتے الٹتے بچی۔

"احمق نانسنس۔ ڈیم فول۔ کیا کر رہے ہو۔ اُلو" ——— شاگل یک لخت اس پر چڑھ دوڑا۔

"سوری سر ——— دراصل مجھے آپ کی بات سن کر حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ کیونکہ کوئی بھی مہذب آدمی تاچار کی پہاڑیوں کو پیدل عبور کرتے ہوئے زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہاں ایک انتہائی وحشی اور غیر متمدن قبیلہ رہتا ہے ——— جس سے بچ نکلنا ناممکن ہے" فوجی ڈرائیور نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو لوگ آرہے ہیں وہ ان سے بھی بڑے وحشی ہیں۔ بہرحال اگر وہ نہ آسکے تب بھی جیت ہماری ہے اور آ بھی گئے تب بھی شکست ان کا مقدر بن چکی ہے" ——— شاگل نے کہا۔ اور فوجی ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

جیپ مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی ایک پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر رک گئی۔ یہاں ایک وسیع میدان سا پھیلا ہوا تھا۔ یہ میدان قدرتی نہ تھا بلکہ انسانی ہاتھوں کا بنا ہوا تھا ——— پہاڑی کا آدھے سے زیادہ حصہ کاٹ کر اُسے میدان کی شکل دے دی گئی تھی۔ یہ کافرستانی فوج کا اہم مرکز سری بگٹن تھا۔ جہاں ہیلی کاپٹر۔ جیپیں۔ فوج کی ایک رجمنٹ بھی موجود تھی اور اسلحے کا بھی ایک کافی بڑا اسٹور تھا۔

جیپ ایک چھوٹی سی بیرک نما بلڈنگ کے سامنے جا کر رک گئی اور شاگل جیپ کے رکتے ہی نیچے اترا۔ تو بیرک کے سامنے کھڑے ہوئے ایک میجر اور اس کے پیچھے موجود چار کیپٹنوں نے اُسے باقاعدہ فوجی

سلام کیا۔

"شاگل چیف آف سیکرٹ سروس" ——— شاگل نے آگے بڑھ کر میجر سے مصافحہ کرتے ہوئے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا

"میجر راٹھور سر۔ اور یہ ہیں کیپٹن چاولہ۔ کیپٹن سنگھ۔ کیپٹن سندھو۔ اور کیپٹن ہریش" ——— میجر راٹھور نے اپنا تعارف کرانے کے بعد کیپٹن حضرات کا تعارف کرایا۔ اور شاگل نے اس طرح ان سے مصافحہ کیا۔ جیسے مصافحہ کر کے اس نے ان سب کی سات پشتوں پر بہت بڑا احسان کیا ہو ——— پھر وہ میجر راٹھور کی رہنمائی میں ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔ شاگل کے بیٹھتے ہی چاروں کیپٹن اور میجر راٹھور ایک بڑی میز کے گرد بیٹھ گئے۔

"کیا یہ جگہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے" ——— شاگل نے حسب عادت ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر ——— یہاں غیر متعلقہ آدمی آ ہی نہیں سکتا" ——— میجر راٹھور نے جواب دیا۔

"اس علاقے کا نقشہ لے آئیں" ——— شاگل نے کہا۔

اور میجر راٹھور کے اشارے پر کیپٹن سندھو اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا نقشہ تھا۔ اس نے نقشہ میز پر پھیلا دیا۔

"مجھے بتائیں کہ اگر کوئی گروپ خفیہ طور پر پاکیشیا کی تاچار پہاڑیوں سے پیدل گزر کر کافرستانی تاچار پہاڑیوں میں سے ہوتا ہوا الاسر پہاڑیوں تک آنا چاہے تو وہ کون سا راستہ اختیار کرے گا"

شاگل نے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سن کر میجر راٹھور اور چاروں کیپٹن حیرت سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے۔

"سر ہم آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھے۔ پیدل تو تا چار کی پہاڑیوں کو عبور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اٹ از امپاسیبل" ——— میجر راٹھور کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"ہو گا امپاسیبل۔ میں مانتا ہوں۔ لیکن اگر کوئی کوشش کرے تو" شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر وہ زندہ بچ کر نہیں آ سکتا سر۔ ان پہاڑیوں پر انتہائی خطرناک وحشی قبائل رہتے ہیں۔ ویسے بھی یہ پہاڑیاں خوفناک درندوں، خطرناک دلدلوں اور انتہائی گھنے جنگلوں سے بھری ہوئی ہیں" ——— میجر راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو اس طرح بات کرتے ہیں کہ بفرض محال کوئی بچ کر بھی آ جائے تب" ——— شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سر یہی سب سے آسان راستہ ہے۔ یہ کالا ڈیرہ پہاڑی کے ساتھ جو یہ راستہ ہے" ——— میجر راٹھور نے نقشے پر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ——— ٹھیک ہے۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔ اچھا اب سب سے مشکل راستہ کون سا ہو سکتا ہے" ——— شاگل نے کہا۔

"سب سے مشکل یہ ہے سر۔ ناگ سر پہاڑیوں والا راستہ کیونکہ اس طرف ان پہاڑیوں کا سب سے وحشی اور سب سے خطرناک ——— اور سب سے بڑا قبیلہ زاکرا آباد رہتا ہے۔ یہاں سے

ہی انسان تو کیا کسی درندے کا بچ کر آنا بھی ناممکن ہے"

راٹھور نے جواب دیا۔

تو پھر ہمیں اس راستے پر ساری توجہ رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ عمران مشکل راستوں کا انتخاب کرتا ہے۔ اس کا قول ہے کہ جو چیز بظاہر جس قدر مشکل نظر آتی ہے وہ دراصل اتنی ہی آسان ہوتی ہے۔ جو بظاہر آسان نظر آتی ہے وہی درحقیقت بے حد مشکل ہوتی ہے" گل نے حتمی لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ——— یہ کون ہیں سر" ——— میجر راٹھور نے نک کر پوچھا۔

"یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ایک نوجوان ہے۔ بظاہر ق اور مسخرہ۔ لیکن درحقیقت انتہائی خطرناک حد تک چالاک۔ ذہین شاطر آدمی ہے ——— اور میجر راٹھور یہ بات سن لیں کہ علی عمران نے پانچ ساتھیوں کے ساتھ جن میں سے دو قوی ہیکل حبشی ہیں۔ انہی چار پہاڑیوں سے پیدل گزر کر اس طرف پہنچنے والے ہیں ان کا ٹارگٹ سر پہاڑیوں کے نیچے بنی ہوئی خفیہ اٹیمک لیبارٹری ہے۔ وہ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے آ رہے ہیں ——— اور آپ اچھی طرح سوچ تا کہ اگر وہ زندہ یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تو پھر ا لیبارٹری کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی" ——— شاگل نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"سر ——— اول تو تا چار پہاڑیوں سے دیو بھی پیدل نہیں گزر سکتے۔ اور اگر میں تسلیم کر لوں کہ وہ گزر جائیں گے تو پھر یہاں سے

ان کا بچ نکلنا ناممکن ہے۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو میں پوری سرحد کی
ایئر چیکنگ کے احکامات دے دیتا ہوں۔ ہمارے پاس ایسا سسٹم
موجود ہے کہ اس چیکنگ سسٹم میں آئے بغیر ایک چیونٹی بھی آگے
نہیں بڑھ سکتی۔ انسان تو ایک طرف رہا۔ ——— میجر راٹھور نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ ویری گڈ ——— آپ فوراً یہ احکامات دے دیں۔ اس کا
مرکزی سسٹم کہاں ہے" ——— شاگل نے خوش ہوتے ہوئے
کہا۔

"بیس نمبر ٹھری پر سر ——— یہاں سے دس کلو میٹر کے فاصلے
پر" ——— میجر راٹھور نے جواب دیا۔

"او۔ کے ——— پھر میں وہیں رہوں گا۔ تاکہ میں خود بھی ساتھ ساتھ
نگرانی کرتا رہوں" ——— شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ——— آپ کو ہیلی کاپٹر پر میجر سنگھ لے جائیں
گے" ——— میجر راٹھور نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا۔ اب مزید احکامات بھی سن لیں۔ میری ٹیم کے خصوصی تربیت
یافتہ دس افراد لاسر ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں۔ آپ نے انہیں بھی
بیس نمبر ٹھری پر پہنچوانا ہے ——— اور دوسری بات یہ کہ تمام اہم مراکز
پر آپ نے مخصوص فوجی کمانڈوز کا ایک دستہ اس انداز میں تعینات
کرنا ہے کہ وہ حکم ملتے ہی اپنی رینج میں فوری طور پر حرکت میں آسکیں۔
لیکن انہیں اس طرح چھپانا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو
آتے ہوئے وہ نظر نہ آسکیں۔ اور ان کو حرکت میں لے آنے کے

میں خود دوں گا" ——— شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ انتظام ہو جائے گا۔ میں اپنے ساتھی کیپٹنز
کے ساتھ ساتھ باقی کیپٹنز کو بھی دستے دے کر تعینات کر دیتا ہوں۔
ہمیں ایسا انتظام کب تک کرنا ہوگا" ——— میجر راٹھور نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ تین دن۔ انہیں وہاں سے پیدل چلتے ہوئے
تقریباً پانچ دن گزر گئے ہیں۔ اور میں نے ایک ہفتہ کا اندازہ لگایا ہے۔
اس لئے اگر وہ تین روز تک نمودار ہوئے تب میں یہی سمجھ لوں گا کہ وہ
واقعی تاہار پہاڑیوں میں ہی ختم ہو گئے ہیں" ——— شاگل نے کرسی
سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ——— آپ بالکل بے فکر رہیں۔ اول تو وہ بچ کر
نہیں آسکتے۔ مجھے اس کا سو فیصد یقین ہے۔ اور اگر وہ آ بھی گئے۔
تو پھر ہم سے کسی صورت بھی بچ کر نہیں جا سکتے" ——— میجر راٹھور نے
کہا۔ اور شاگل کے ساتھ چلتا ہوا بلڈنگ سے باہر آگیا۔ چاروں کیپٹن
مؤدبانہ انداز میں ان کے پیچھے چل رہے تھے۔

"کیپٹن سندھو۔ آپ صاحب کو بیس ٹھری پہ چھوڑ آؤ۔ واپس آکر
تم نے پوائنٹ الیون پر ڈیوٹی دینی ہے۔ تمہارا دستہ وہاں موجود ہو
گا۔ میں باقی کی ڈیوٹیاں لگاتا ہوں" ——— میجر راٹھور نے پیچھے مڑ
کر کیپٹن سندھو سے کہا۔ اور کیپٹن سندھو نے سر ہلا دیا۔

اب وہ اس چھوٹے سے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گئے تھے۔
مسٹر شاگل نے صرف میجر راٹھور سے ہاتھ ملایا اور اچھل کر ہیلی کاپٹر پر
سوار ہو گیا ——— کیپٹن سندھو پہلے ہی پائلٹ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

چنانچہ شاگل کے بیٹھتے ہی ہیلی کاپٹر کا پنکھا حرکت میں آیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ فضا میں بلند ہو گیا۔

عمران اور اس کے ساتھی تین یاکوں پر بیٹھے ہوئے تیزی سے پہاڑی راستوں کا سفر کر رہے تھے۔ یہ جانور جسے یہ وحشی یاک کہتے تھے۔ تبتی جانور یاک سے بالکل مختلف تھا۔ یہ پہاڑی خچر کی نسل سے تھا۔ لیکن اس کی ٹانگیں ہاتھی کی طرح موٹی اور پنجے سخت اور پھیلے ہوئے تھے ـــــ اس کا قد بکرے سے ذرا اونچا تھا۔ لیکن خچر سے کم تھا۔ اس کی کمر کی لمبائی کسی شہتیر کی طرح لمبی اور مضبوط تھی۔ چہرہ زرافے سے ملتا جلتا تھا۔ موٹے پاؤں ہونے کے باوجود اس کے جسم میں بے پناہ طاقت اور پھرتی تھی ـــــ یہ انتہائی تیز رفتاری سے چلتا تھا۔ اس کے پنجوں کی ساخت ایسی تھی کہ اونچی نیچی جگہ سخت یا نرم جگہ۔ ہر جگہ یکساں طور پر مضبوطی سے جم جاتے تھے۔ ایک یاک پر

اکیلا عمران سوار تھا۔ جب کہ دوسرے دو یاکوں میں سے ایک پر جوزف اور جوانا اور دوسرے پر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر سوار تھے ـــــ بیس وحشیوں کا ایک دستہ ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ اور ایک آدمی جو کہ گائیڈ تھا ان یاکوں سے آگے آگے دوڑ رہا تھا۔ سارا سامان عمران والے یاک پر بندھا ہوا تھا۔

یاکوں کی رفتار اس قدر تیز تھی۔ کہ وحشیوں کو ساتھ رہنے کے لئے مسلسل بھاگنا پڑ رہا تھا۔ لیکن وہ چونکہ اس طرح بھاگنے کے عادی تھے ـــــ اس لئے ان کے چہروں پر ذرا برابر بھی گھبراہٹ یا پریشانی نہ تھی۔

آج انہیں یاکوں پر سفر کرتے ہوئے ایک رات اور ایک دن گزر گیا تھا۔ رات کو انہوں نے ایک پہاڑی غار میں صرف چند گھنٹوں کے لئے آرام کیا تھا ـــــ عمران دراصل لاسر پہاڑیوں کے علاقے میں روشن دن کو پہنچنا چاہتا تھا تاکہ وہاں چھپ کر اچھی طرح ہر جگہ کا جائزہ لے سکے۔ اور پھر رات کو وہ وہاں سے نکل جائیں۔

اچانک گائیڈ وحشی نے ہاتھ اٹھا کر یاکوں کو مخصوص انداز میں رکنے کا اشارہ کیا تو یاک رک گئے۔ یہ بھی گھنا جنگل تھا۔

" کیا ہوا " ـــــ عمران نے ان کی زبان میں پوچھا۔

" یہاں ہماری سرحد ختم ہو جاتی ہے دیوتا " ـــــ گائیڈ نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے " ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اچھل کر یاک سے اتر آیا۔ صفدر اور باقی ساتھی بھی عمران کو اترتے

دیکھ کر نیچے اتر آئے۔ اور پھر حبشیوں نے عمران والے پاکٹ ان
کا سامان اتار کر ایک چٹان پر رکھا اور عمران کے سامنے جھک گئے
عمران نے انہیں واپس جانے کی اجازت دی تو وہ پاکوں پر
بیٹھے بغیر انہیں ہنکاتے ہوئے واپس مڑے اور جنگل میں غائب
ہو گئے۔

"جب انہیں گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو عمران اپنے بیگ کی طرف
بڑھا۔ اس نے بیگ کھول کر اس میں سے مشین گن نکالی اور اس کے
پارٹس کو جوڑ کر اُسے مکمل کیا اور کاندھے سے لٹکالی۔ باقی ساتھی
بھی اس کی پیروی کر رہے تھے۔

"اب یہاں سے کچھ دور چلنے کے بعد ہم لاسر اور قاجار پہاڑوں
کے سنگم میں پہنچ جائیں گے۔ اور وہاں کافرستانی فوج کے اڈے
اور ان کا چیکنگ نظام موجود ہو گا ـــــ ہمیں ان سب سے بچ کر
آگے نکلنا ہے۔ اس لئے تم سب لوگ اپنے کپڑوں کے اوپر
کافرستانی فوج کی وردیاں پہن لو۔ جوزف اور جوانا بھی یونیفارم پہنیں
گے ـــــ میں میجر ہوں گا۔ تنویر کیپٹن۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں
حوالدار اور جوزف اور جوانا سپاہی۔ ہماری رجمنٹ کا تعلق ڈویژن تھری سے
ہے میں نے معلوم کر لیا تھا۔ اس علاقے میں یہی ڈویژن تعینات ہے"
عمران نے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب کافرستانی فوجیوں کی یونیفارم
میں موجود تھے۔

"میک اپ بھی کرنا ہو گا" ـــــ صفدر نے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ مقامی میک اپ کر لو" ـــــ عمران نے کہا۔ اور
اپنے بیگ میں سے میک اپ باکس نکال کر بیٹھ گیا۔ اور اس کے
ہاتھ چلنے لگے۔ اپنا میک اپ کر کے اس نے جوزف اور جوانا کا
بھی باقاعدہ میک اپ کیا ـــــ ان کے چہرے۔ گردن کے ساتھ
ساتھ ہاتھوں۔ کلائیوں۔ بازوؤں اور پیروں تک کا بھی میک اپ عمران
نے کر دیا تاکہ وہ کسی طور پر بھی حبشی ظاہر نہ ہو سکیں۔ اس کے بعد انہوں
نے کھانا کھایا ـــــ اور پھر بڑے بیگوں کی بجائے دو چھوٹے بیگ
بنائے گئے۔ جنہیں جوزف اور جوانا نے اٹھانا تھا۔

"نام کوئی بھی کافرستانی بتا دینا۔ البتہ جوزف اور جوانا یہی نام بتائیں
گے" ـــــ عمران نے کہا اور چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔

"ارے ٹھہرو۔ میں ایکسٹو سے بات کر لوں۔ شاید کوئی اہم
اطلاع مل جائے۔ یقیناً بعد میں موقعہ ہی نہ مل سکے گا" ـــــ عمران
نے کہا۔ اور پھر اس نے اپنی یونیفارم کی جیب سے ایک چھوٹی سی
ڈبیا نکالی۔ اور یہ ڈبیا ایسی تھی جیسے سرحدی علاقے کے لوگ
نسوار کے لئے رکھتے ہیں ـــــ عمران نے ڈبیا کھولی تو اس
میں واقعی تھوڑی سی نسوار موجود تھی۔ عمران نے ڈبی کو ہلا کر نسوار کو ایک
طرف کیا اور پھر انگوٹھے سے ڈبیا کی سطح کو مخصوص انداز میں دبایا تو ڈبیا
میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں ـــــ یہ ڈبیا عمران کی اپنی ایجاد
تھی۔ کیونکہ ان علاقوں میں نسوار لینے کا رواج عام تھا۔ اس لئے اسے
دیکھ کر کوئی بھی نہ کہہ سکتا تھا کہ یہ نسوار کی ڈبیا نہیں بلکہ انتہائی طاقتور
رینج کا ٹرانسمیٹر ہے جو براہِ راست خلائی سیارے کے ذریعے

رابطہ قائم کرتا ہے۔ اس طرح کال جلدی اور واضح بھی ہو جاتی ہے اور
اُسے کسی اور ٹرانسمیٹر پر کیچ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ پرنس کالنگ اوور" ـــــ عمران نے اپنا نام
احتیاطاً نہ لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز ڈبیا میں سے
سنائی دی۔

اور صفدر اور اس کے ساتھیوں کے چہرے مسرت سے کھل
اٹھے۔ ان کے چہروں پر ایسے تاثرات تھے جیسے وطن سے دور انہیں
اپنے کسی خاص عزیز کی آواز سنائی دے گئی ہو۔

"سر۔ ہم نے قاچار پہاڑیاں عبور کر لی ہیں۔ اور اب ہم اصل
علاقے میں داخل ہونے والے ہیں اوور" ـــــ عمران نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

"گڈ ـــــ کوئی پرابلم تو پیدا نہیں ہوا اوور" ـــــ ایکسٹو نے
نرم لہجے میں کہا۔

"پیدا ہو گیا ہے۔ لیکن ابھی اس کا بچپن تھا کہ بے چارہ جادو سے
مار دیا گیا اوور" ـــــ عمران نے کہا۔ اور صفدر اور اس کے ساتھیوں
کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"سنجیدگی سے بات کرو عمران ـــــ تمہارے لئے انتہائی اہم
اطلاع ہے۔ شاگل کو تمہارے اس مشن کی اطلاع مل گئی ہے اور
وہ تمہارے استقبال کے لئے لاسر پہاڑیوں پر اپنی خصوصی ٹیم کے
ساتھ پہنچ چکا ہے ـــــ اور شاید اب وہ گھات لگائے بیٹھا ہو گا۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ اطلاع بھی ہے کہ کافرستانی وزیر اعظم نے
ملٹری سیکرٹ سروس کے چیف اور فوج کے کمانڈر انچیف کو بھی
اس کا ماتحت بنا دیا ہے اوور" ـــــ ایکسٹو نے انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ یہ اطلاع کس نے دی ہے اوور" ـــــ عمران کے
لہجے میں انتہائی پریشانی عود کر آئی تھی۔

"ناٹران نے ـــــ ویسے جولیا اور اس کے ساتھی بھی وہاں
موجود ہیں اوور" ـــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے یہ سارا مشن فضول گیا۔ بہرحال اب تو ہم
نے آگے ہی بڑھنا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لوں گا اوور"
عمران نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اب جولیا والے پروگرام کی تو ضرورت نہیں
رہی۔ اُسے واپس بلوا لیا جائے اوور" ـــــ ایکسٹو نے کہا۔

"نہیں ـــــ واپس نہ بلوائیں بلکہ انہیں ناٹران اور فیصل جان کے
ساتھ لاسر پہاڑیوں پر بھیج دیں۔ لاسر شہر میں جو پوائنٹ ہمارے
لئے منتخب کیا ہے۔ وہ وہاں پہنچ کر ہمارا انتظار کریں گے اوور"
عمران نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہاں زیادہ بھیڑ بھاڑ سے معاملہ خراب بھی تو ہو سکتا ہے
اوور" ـــــ ایکسٹو کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"کوئی بات نہیں جناب ـــــ بھیڑ بھاڑ کا فائدہ بھی ہے کہ بچوں
کو آسانی سے گم کیا جا سکتا ہے اوور" ـــــ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا آئیڈیا سمجھ گیا۔ او۔کے۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈبیا کے اس حصے کو دوبارہ انگوٹھے سے دبایا اور پھر ڈبیا بند کر کے جیب میں ڈال لی۔

"خواہ مخواہ میں جادو کے مقابلے کرتا رہا۔ اصل جادو تو شاگل کے پاس ہے جس نے اتنی آسانی سے اس خفیہ مہم کا پتہ چلا لیا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھنے لگا۔

پہاڑی جنگل سے گزرتے ہوئے وہ کافی دیر تک آگے بڑھتے رہے۔ اور پھر اچانک جنگل ختم ہو گیا۔ اور سامنے خشک پہاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ نظر آنے لگا۔

"میرا خیال ہے ہم ڈبل میک اپ کر لیں۔ تاکہ اگر پکڑے جائیں۔ تو ڈبل میک اپ کی وجہ سے بچ جائیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے میک اپ کا سامان نکالا اور خود ہی اپنا اور اپنے سارے ساتھیوں کا پہلے والا میک اپ دوبارہ کرنا شروع کر دیا۔

"تم لوگ یہیں رکو۔ میں آگے جاؤں گا۔ اگر کوئی خفیہ نگرانی ہو رہی ہو گی تو سامنے آجائے گی۔ اپنی گھڑیوں کے ٹرانسمیٹر آن رکھنا۔ یہ مخصوص ٹرانسمیٹر ہیں۔۔۔ میں جو بات چیت کروں گا اس میں ٹیکو کوڈ کے ساتھ تمہارے لئے ہدایات موجود ہوں گی"

عمران نے ان سب کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اگر میں آپ کے ساتھ جاؤں تو زیادہ بہتر ہے۔ اکیلا آدمی جلدی نظروں میں آجاتا ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ تم سب یہیں رکو گے۔ اور میری عدم موجودگی میں تم اس پارٹی کو لیڈ کرو گے۔ مجھے یہاں سے اکیلا ہی جانا ہو گا۔ پہلے صورت حال اور تھی لیکن اب اور ہے"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور صفدر خاموش ہو گیا۔

عمران انہیں بائی بائی کہتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھنے لگا۔ اور وہ سب وہیں درختوں کی اوٹ میں رک گئے۔ عمران جنگل سے نکل کر پہاڑی چٹانوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔۔۔ اس کے چلنے کا انداز بالکل فوجیوں جیسا تھا۔ ابھی اس نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا ہو گا کہ اچانک ایک چٹان کے پیچھے سے چار مسلح فوجی اچھل کر سامنے آئے۔ اور انہوں نے مشین گنیں عمران پر تان لیں۔

"آئیڈنٹٹی"۔۔۔ ان میں موجود ایک کیپٹن نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تمہیں کیسے جرات ہوئی کیپٹن کہ تم مجھ سے آئیڈنٹٹی پوچھ سکو"۔ عمران کا لہجہ انتہائی تلخ اور سخت تھا۔

"آئی سے آئیڈنٹٹی"۔۔۔ کیپٹن نے پہلے سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"میجر تارڑ۔ ڈویژن تھری"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اسے گرفتار کر لو۔ فوراً۔ اور سنو۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو گولیوں سے بھون ڈالیں گے۔" ـــــ کیپٹن نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور فوجی سپاہی تیزی سے اس پر پل پڑے۔ لیکن عمران نے کوئی مزاحمت نہ کی اور اس کے دونوں ہاتھوں کو پشت پر کر کے کلپ ہتھکڑی لگا دی گئی۔

"تمہیں اس کئے کی سزا بھگتنا پڑے گی کیپٹن۔ آئی۔ ایم۔ آن سپیشل مشن" ـــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

لیکن اُسی لمحے کیپٹن نے دوڑ کر چٹان کے پیچھے سے ایک چھوٹا سا ڈبہ اٹھا لایا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــ میجر راٹھور سپیکنگ۔ کیپٹن سندھو یہ کون ہے۔ اوور" ـــــ ایک بھاری آواز بٹن دبتے ہی سنائی دی۔

"اس نے اپنا نام میجر تارڑ اور ڈویژن تھری بتایا ہے سر۔ لیکن سر میجر تارڑ تو کل سے رخصت پر چلے گئے ہیں۔ اس لئے میں نے اسے گرفتار کر لیا ہے۔ اب جیسے آپ کا حکم اوور" ـــــ کیپٹن سندھو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اسے سری نگر میرے پاس بھجوا دو اور تم خود وہیں پہرہ دو۔ آنے والے پاکیشیائی ہیں اور گروپ کی صورت میں ہیں۔ یہ کوئی اور مسئلہ ہوگا اوور" ـــــ دوسری طرف سے میجر راٹھور نے سخت لہجے میں کہا۔

"آئی۔ ایم۔ آن سپیشل مشن میجر راٹھور۔ آپ بے شک میجر جنرل بشن سنگھ سے بات کر لیں اوور" ـــــ کیپٹن سندھو کے بولنے سے پہلے عمران زور سے بول پڑا۔

"ہم سب بھی یہاں انتہائی خفیہ مشن پر کام کر رہے ہیں میجر تارڑ۔ اور دفتر میں آپ کو مکمل تسلی کے بغیر نہیں چھوڑا جاسکتا۔ آئی۔ ایم۔ سوری اوور" ـــــ میجر راٹھور نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کر لو تسلی" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دو فوجی سپاہیوں کے ساتھ چلتا ہوا چٹانوں میں چلتا ہوا ایک بڑی چٹان کے پیچھے پہنچ گیا۔ وہاں ایک فوجی جیپ موجود تھی۔ عمران کو اس میں بٹھایا گیا ـــــ اور جیپ خاصی تیز رفتاری کے ساتھ پہاڑی پگڈنڈیوں پر دوڑنے لگی۔ عمران بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جیپ ایک وسیع میدانی قطعے پر پہنچ کر ایک عمارت کے سامنے رک گئی۔ پھر عمران کو بیرک کے ایک کمرے میں لے جایا گیا۔

"بیٹھیں" ـــــ کمرے میں موجود ایک میجر نے عمران کے اندر داخل ہوتے ہی سخت لہجے میں کہا۔ اور عمران خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن وہ اسے آواز سے ہی پہچان گیا تھا کہ یہی میجر راٹھور ہے۔

"آپ کی شکل اور قدوقامت تو واقعی میجر تارڑ سے ملتی ہے۔ لیکن ......" ـــــ میجر راٹھور نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"قدوقامت اور جسامت تو آپ سے بھی ملتا ہے۔ اس لئے کیا میں یہ کہہ دوں کہ میں میجر راٹھور ہوں" ـــــ عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی پتہ چل جاتا ہے میجر ـــــ میں نے میک اپ واشر منگوایا

ہے" ۔۔۔۔ میجر راٹھور نے کہا۔
" بے شک منگوا لیں۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن میں نے ایسی چھاپہ مار کارروائیاں پہلے تو نہیں دیکھیں" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" چیف آف سیکرٹ سروس شاگل کے حکم پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کا کوئی گروپ تاجار کی پہاڑیوں سے پیدل اس علاقے میں داخل ہونے والا ہے اُسے گرفتار کرنا ہے ۔۔۔۔ وہ خود بیس تھری پر ایئر چیکنگ سسٹم پر موجود ہیں" ۔۔۔۔ میجر راٹھور نے عمران کے اطمینان پر شاید دل میں ہی سمجھ لیا تھا کہ عمران دراصل میجر تارڑ ہے۔ میجر تارڑ کے بارے میں عمران کو تمام معلومات حاصل تھیں۔ کیونکہ میجر تارڑ سے وہ کئی بار ٹکرا چکا تھا ۔۔۔۔ اب یہ اتفاق تھا کہ میجر تارڑ کل چھٹی پر چلا گیا تھا۔ ورنہ شاید اس پر ہاتھ بھی نہ ڈالا جاتا۔

" ایئر چیکنگ پر تو مجھے بھی چیک کیا گیا ہوگا" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے ۔۔۔۔ لیکن آپ فوجی ہیں۔ اس لئے انہوں نے یا آپریٹر نے توجہ نہ دی ہوگی۔ ورنہ اب تک ان کی کال آ ہی جاتی۔ وہ بے حد وہمی اور محتاط لوگ ہیں" ۔۔۔۔ میجر راٹھور نے کہا۔

اُسی لمحے ایک فوجی ہاتھ میں ایک چھوٹی سی میک اپ واشر مشین لے کر اندر داخل ہوا۔

" ان کا میک اپ چیک کرو" ۔۔۔۔ میجر راٹھور نے سخت لہجے میں کہا۔ اور فوجی نے واشر کا چیکنگ غلاف عمران کے منہ پر چڑھا دیا۔

اور بیٹری سے چلنے والی مشین کا بٹن دبا دیا۔ مشین میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

چند لمحوں بعد مشین خود بخود بند ہو گئی۔ اور فوجی نے غلاف ہٹا لیا۔ اور میجر راٹھور بُری طرح چونک پڑا۔ وہ بڑی اشتیاق آمیز نظروں سے نتیجہ دیکھنے کے لئے آگے کی طرف جھکا ہوا تھا ۔۔۔۔ لیکن ظاہر ہے۔ عمران کا میک اپ اتارنا یہ عام سی مشین کے بس کا روگ تو نہ تھا۔ اس لئے جب غلاف ہٹا تو عمران اُسی شکل میں بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔۔ جاؤ" ۔۔۔۔ میجر راٹھور نے فوجی سے کہا اور فوجی مشین اٹھائے واپس چلا گیا۔

" آپ میک اپ میں تو نہیں ہیں۔ لیکن پھر بھی مجھے میجر جنرل بشن سنگھ سے بات کرنی ہی ہو گی۔ میں ایسے حالات میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا" ۔۔۔۔ میجر راٹھور کا لہجہ اس بار قدرے نرم تھا۔ وہ کرسی سے اٹھنے لگا۔

" میجر راٹھور ۔۔۔۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میجر جنرل صاحب سے بات کر لیں۔ لیکن اگر آپ مجھ سے خوف زدہ نہ ہوں تو کسی اکیلے کمرے میں چلیں۔ میں آپ کو ایک انتہائی اہم بات بتانا چاہتا ہوں" عمران نے کہا۔

" خوف زدہ اور میں۔ وہ کیوں۔ یہ آپ نے کیسے کہہ دیا"
میجر راٹھور یک لخت بھڑک اٹھا۔

" ایسے حالات میں انسان وہمی ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی میرے ہاتھ

کلپڈ ہیں۔ بہرحال جو بات میں آپ کو بتاؤں گا وہ آپ کے لئے بھی اہم ہے۔ اس کے بعد آپ اچھی طرح پوچھ گچھ کر لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ"۔۔۔۔ میجر راٹھور نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔ اور مڑ کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی اٹھا اور اس کے پیچھے چلنے لگا۔ لیکن اس دوران اس کا انگوٹھا کلپ ہتھکڑی کے درمیانی بٹن کی طرف بار بار مڑ رہا تھا۔۔۔ اور پھر جیسے ہی وہ ایک اور چھوٹے کمرے میں میجر راٹھور کے پیچھے داخل ہوا اس کا انگوٹھا صحیح جگہ پر مڑ کر جما اور ساتھ ہی انگوٹھے میں نکلنے والے بلیڈ کی ضرب نے بٹن پریس کر دیا۔۔۔ کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی کلپ ہتھکڑی کھل گئی۔ عمران نے اس قسم کی ہتھکڑیوں سے نجات پانے کے لئے انگوٹھے کا بلیڈ باقی انگلیوں سے ہٹا کر خصوصی طور پر بنوایا ہوا تھا۔

"یہ کیسی آواز ہے"۔۔۔۔ میجر راٹھور نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

"آواز۔۔۔ کیسی آواز۔ کیا بات ہے میجر۔ اس قدر وہم تو فوجی کے لئے اچھا نہیں ہوتا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پلیز۔۔۔ آپ بار بار ایسے الفاظ مت کہیں۔ ہاں اب بتائیں کیا بات ہے۔ یہاں کوئی نہیں آسکتا"۔۔۔۔ میجر راٹھور نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"میں ہی آگیا ہوں۔ اتنا کافی ہے"۔۔۔۔ اس بار عمران اصل لہجے

بولا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ میجر راٹھور چونک کر اچھلتا۔ عمران کی پشت پر ے ہوئے بازو یک لخت حرکت میں آئے۔ اور دوسرے لمحے کے دائیں ہاتھ میں پہنی ہوئی کلپ ہتھکڑی پوری قوت سے میجر راٹھور کنپٹی پر ایک دھماکے سے پڑی اور میجر راٹھور اچھل کر فرش پر گرا۔ گرتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن اسی لمحے عمران کی ت حرکت میں آئی اور اس کے فوجی بوٹ کی ٹو پوری قوت سے عین جگہ کنپٹی پر پڑی جہاں پہلے ہتھکڑی کی ضرب پڑی تھی۔ اس بار جر راٹھور کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے۔۔۔ وہ بے ہوش چکا تھا۔

عمران نے جلدی سے اپنی یونیفارم کی اندرونی جیب سے چپٹا سا یک اپ باکس نکالا۔ اور اس میں سے ایک ٹیوب نکال کر اس کا یٹ پورے منہ۔ بالوں اور گردن پر مل لیا۔۔۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے۔ گردن اور بالوں سے ہلکے براؤن رنگ کا پانی بہنے لگا اور س کے ساتھ ہی ڈبل میک اپ صاف ہو گیا۔ وہ اب اپنی اصل شکل میں آ گیا تھا۔۔۔ پھر عمران نے جلدی سے بجلی کی سی تیزی سے اپنے چہرے پر میجر راٹھور کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ پوری طرح میجر راٹھور بن چکا تھا۔ جب کہ اصل میجر راٹھور بدستور بے ہوش پڑا ہوا تھا۔۔۔ عمران نے جھک کر میجر راٹھور کی یونیفارم کی تلاشی لی اور اس کی جیبوں میں موجود سامان اپنی جیبوں میں منتقل کرنے کے بعد اس نے جھک کر دونوں ہاتھ بے ہوش میجر راٹھور کی گردن

پر جما دیئے۔

"مجبوری ہے میجر راٹھور۔ میرے پاس تمہیں ہوش میں لانے کا وقت نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھوں کی گرفت سخت ہوتے ہی میجر راٹھور کا جسم بُری طرح پھڑکنے لگا۔ لیکن عمران دباؤ بڑھاتا گیا۔ میجر راٹھور کی آنکھیں ابل کر باہر آگئیں۔ اور چند لمحوں بعد اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔۔۔۔ عمران نے ایک طرف پڑی ہوئی ہتھکڑی اٹھائی اور پھر تیزی سے اس نے میجر راٹھور کے چہرے پر ہتھکڑی کا کلپ مارنا شروع کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے میجر راٹھور کا چہرہ بھرتہ بن گیا۔ اب وہ پہچانا نہ جا سکتا تھا۔

عمران نے لات سے پکڑ کر اُسے گھسیٹ کر ایک الماری کی پشت پر دھکیل دیا۔ اور اُسے اس طرح پچھلی طرف دبایا کہ جب تک خاص طور پر الماری کے پیچھے نہ دیکھا جائے لاش نظر نہ آسکتی تھی۔۔۔۔ یہ یونیفارم چونکہ ایک جیسی تھی۔ اس لئے اس نے اسے بدلنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی۔

اندرونی کمرے سے نکل کر وہ باہر والے کمرے میں آیا۔ سائیڈ میں ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا۔ اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں اس کا اندازہ تھا کہ اس کی فریکونسی لازماً کیپٹن سندھو کے ساتھ سیٹ ہو گی۔۔۔۔ کیونکہ دوسری کال اس کے خیال کے مطابق نہ ہوئی تھی۔ اس لئے فریکونسی نہ بدلی گئی ہو گی۔

"یس۔۔۔ کیپٹن سندھو سر اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد اس کی توقع کے عین مطابق کیپٹن سندھو کی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن سندھو۔۔۔ اور کوئی آدمی تو نظر نہیں آیا اوور"
[عمران] نے میجر راٹھور کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"نو سر۔۔۔۔ ویسے ابھی چیف شاگل کی طرف سے کال آئی تھی۔ [وہ میجر] تارڈ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ [میجر تارڈ کے موبائل] فون کال پر اٹینڈ نہیں ہو رہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ میجر تارڈ [کو مشکوک] سمجھ کر ہیری بگٹن آپ کے پاس پہنچا دیا گیا ہے اور آپ [تفتیش] کر رہے ہیں۔۔۔ اس پر انہوں نے پوچھا کہ کیا واقعی وہ میجر [تارڈ] تھے۔ اور اکیلے تھے۔ جس پر میں نے بتایا کہ قد و قامت۔ حلیے [اور آواز] سے تو وہ بالکل میجر تارڈ تھے۔ میں انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ [اور] وہ میجر جنرل بشن سنگھ کے خصوصی مشن پر کام کر رہے تھے اور [بالک]ل اکیلے تھے۔۔۔۔ اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ اس طرف اور تو [ک]وئی آدمی نظر نہیں آیا۔ تو میں نے بتایا کہ نہیں۔ آدھا گھنٹہ گزر چکا ہے۔ [او]ر کوئی نہیں۔ تو وہ مطمئن ہو کر خاموش ہو گئے اوور"۔۔۔۔ کیپٹن سندھو [ن]ے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اچھا۔ تم ایسا کرو اپنے ساتھیوں کو لے کر ہیری بگٹن [آ] جاؤ۔ میں نے تم سے ایک اہم مشورہ کرنا ہے اوور"۔۔۔۔ عمران [نے] جواب دیا۔

"سب کو لے آؤں۔ لیکن پوائنٹ تو سر خالی ہو جائے گا اوور"
[ک]یپٹن سندھو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"[اس] پوائنٹ سے زیادہ یہاں ان کی ضرورت ہے۔ تم فوراً انہیں لے [ک]ر آجاؤ۔ فوراً۔ میں انتظار کر رہا ہوں اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ عمران نے

تیز اور سخت لہجے میں کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ کمرے سے نکلا
اور باہر برآمدے میں آ گیا۔ آتے ہوئے اس نے ایک چھوٹا لیکن
تیز رفتار ہیلی کاپٹر وہاں موجود دیکھ لیا تھا ۔۔۔ اس لئے برآمدے میں
آتے ہی وہ تقریباً دوڑتا ہوا اس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔ اب اس
نے ساری پلاننگ بدل دی تھی۔ اور اس لئے اس نے کیپٹن سندھو
کو اس کے آدمیوں کے ساتھ واپس بلایا تھا۔ اس کا پروگرام تھا
کہ ان کی واپسی ہوتے ہی وہ اب ہیلی کاپٹر لے کر سیدھا اپنے
ساتھیوں کے پاس جائے گا ۔۔۔ اور پھر وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے
زیادہ تیز رفتاری سے اس گھیرے کو توڑ کر نکل جائیں گے ورنہ اس
طرح اگر اس کے ساتھی آگے بڑھے تو شاگل لازماً چونک پڑے گا۔
اب بھی وہ صرف ایک آدمی کی وجہ سے مار کھا گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے ساتھ پائلٹ موجود تھا۔ اس نے عمران کو اپنی طرف
آتے دیکھا تو وہ اٹن شن ہو گیا۔

عمران قریب پہنچا تو اس نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"میں ایک خصوصی مشن پر جا رہا ہوں۔ کیپٹن سندھو جب اپنے
دستے کے ساتھ یہاں جیپ پر پہنچیں تو انہیں کہیں کہ وہ واپسی کا
انتظار کریں اور کسی سے کوئی بات نہ کریں" ۔۔۔ عمران نے پائلٹ
سے مخاطب ہو کر انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ پائلٹ نے جواب دیا۔

اور عمران سر ہلاتا ہوا اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھا۔ اور دوسرے
لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ بیس تھری کالنگ اوور" ۔۔۔ ابھی ہیلی کاپٹر فضا
میں بلند ہوا تھا کہ ڈیش بورڈ سے ایک سخت آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ میجر راٹھور اٹنڈنگ۔ میں ایک اہم پوائنٹ کی چیکنگ
پر جا رہا ہوں اوور" ۔۔۔ عمران نے میجر راٹھور کے لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے مطمئن لہجے
میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران تیز جنگی ہیلی کاپٹر کو انتہائی تیز رفتاری سے اڑاتا ہوا چند لمحوں
میں ہی اس جگہ پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی گھنے جنگل میں چھپے ہوئے
تھے۔

عمران نے ہیلی کاپٹر کو غوطہ دیا اور پھر جنگل کے اندر ہی ایک قدرے
کھلی جگہ پر اُسے اتار دیا۔

"بھاگ کر آؤ جلدی" ۔۔۔ عمران نے کھڑکی سے منہ نکال کر زور سے
اصل آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے مختلف درختوں کی اوٹ سے اس کے ساتھی
نکلے اور ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑنے لگے۔

"اوہ عمران صاحب ۔۔۔ یہ خاصا چھوٹا ہے" ۔۔۔ صفدر نے
اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"مجبوری ہے۔ ایک دوسرے میں گھس کر بیٹھ جاؤ۔ جلدی"
عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر کسی نہ کسی طرح وہ سب اس کے
اندر لد ہی گئے۔ دوسرے لمحے عمران نے ہیلی کاپٹر دوبارہ فضا میں

بلند کر دیا۔

"ہیلو ہیلو میجر راٹھور۔ چیف شاگل سے بات کریں اوور"

اچانک ٹرانسمیٹر سے وہی پہلی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ بات کراؤ اوور" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہیلو میجر راٹھور۔ یہ کیا پراسرار حرکتیں کی جا رہی ہیں اوور" ۔۔۔ شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چیکنگ کر رہا ہوں سر ۔۔۔ کیپٹن سندھو نے اطلاع دی تھی کہ اس نے جنگل کے اندر پراسرار حرکت دیکھی ہے۔ تو میں نے اُسے آگے بڑھنے کی بجائے واپس بلا لیا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے وہ گروپ اس کے آدمیوں کو پکڑ کر ان کی جگہ لے لے ۔۔۔ اور میں خود اب جنگل میں گیا ہوں۔ میں نے چیک کیا ہے وہاں دو وحشی مرے پڑے ہیں۔ ان کے سینوں میں جدید طرز کے خنجر موجود ہیں۔ میں آپ کو کال کرنا چاہتا تھا کہ آپ کی کال آ گئی ۔۔۔ میرا خیال ہے اس جگہ یہ وہ گروپ موجود ہے اور انہوں نے ان وحشیوں کو ختم کیا ہے۔ وہ گھنے جنگل میں چھپا ہوا ہے۔ وہاں اگر فل ریڈ کیا جائے تو انہیں پکڑا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فل ریڈ کو دیکھ کر وہ واپس جنگل کے اندر بھاگ جائیں اوور" ۔۔۔ عمران نے جلدی جلدی کہا وہ شاگل کو ذہنی طور پر الجھانا چاہتا تھا۔

اسی دوران ہیلی کاپٹر واپس سری بگٹن کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"اوہ۔ یہ تو بڑی اہم رپورٹ ہے۔ تم بیس تھری آجاؤ۔ میں سب کو اس سپاٹ پر ریڈ کا حکم دیتا ہوں۔ تمہاری یہاں موجودگی ضروری

ہے۔ تاکہ تم انہیں صحیح سپاٹ کی طرف گائیڈ کر سکو اوور"

شاگل عمران کی توقع کے مطابق پٹڑی پر چڑھ چکا تھا۔

"اوہ سر ۔۔۔ ہیلی کاپٹر کی ٹرننگ سٹک خراب ہو گئی ہے۔ اوہ یہ تو اپنی مرضی سے جا رہا ہے اوور" ۔۔۔ عمران نے اچانک گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو اس طرح دائیں بائیں تیزی سے کیا تاکہ شاگل سکرین پر دیکھ کر یہی سمجھے کہ ٹرننگ سٹک خراب ہو گئی ہے۔

"کیا مصیبت ہے۔ عین کام کے وقت پر۔ جلدی اسے ٹھیک کرو۔ میں اس دوران خود سپاٹ پر جاتا ہوں۔ تم وہیں پہنچ جاؤ۔ جلدی۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ شاگل نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

اور عمران نے اُسی طرح تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر کو دائیں طرف اور بائیں طرف کرتے کرتے یک لخت ایک لمبا غوطہ دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ لاسر پہاڑیوں کے گرد و نواح میں پہنچ چکا تھا۔

"ہیلو ہیلو اوور" ۔۔۔ اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک چیختی ہوئی آواز نکلی۔

"یس اوور" ۔۔۔ عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ہیلو ۔۔۔ تم کون ہو۔ اور یہ کس طرح ہیلی کاپٹر چلا رہے ہو اوور" بولنے والے کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"میں میجر راٹھور ہوں۔ ڈویژن تھری کا۔ ہیلی کاپٹر کی ٹرننگ سٹک خراب ہو گئی ہے۔ میں اسے بڑی مشکل سے سنبھالے ہوئے ہوں اوور" ۔۔۔ عمران نے بھی جواب میں چیختے ہوئے کہا۔

"تو اسے اتار دو۔ کیوں پرواز کر رہے ہو اوور" ۔۔۔ دوسری

طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔
عمران سمجھ گیا کہ یہ آواز لاسر بیس کی ہے۔ وہ ان کی رینج میں آ گیا تھا۔ لیکن اب ظاہر ہے سارے تو شاگل کی طرح احمق نہیں ہوتے۔ اُسے یہ خیال نہ آیا تھا کہ ٹرننگ سٹک ہی خراب ہوئی ہے۔ ہیلی کاپٹر تو آسانی سے اتر سکتا ہے —— اور عمران نے جان بوجھ کر ٹرننگ سٹک کا نام اس لئے لیا تھا تاکہ لاسر پہاڑیوں کی طرف جانے کا جواز پیدا ہو جائے۔ ورنہ عمران جانتا تھا کہ اگر شاگل کو ذرا بھی شک پڑ جاتا تو میزائل سے ایک لمحے میں اس کا ہیلی کاپٹر ہٹ کیا جا سکتا تھا۔
"اوہ یس —— واقعی مجھے اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ ٹھیک ہے میں اسے اتارنے کی کوشش کرتا ہوں اوور" —— عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے ہیلی کاپٹر کو غوطہ دیا۔ اُسے نیچے اب لاسر کا خاصا بڑا شہر نظر آنے لگ گیا تھا —— لاسر چھاؤنی اور ایئر بیس شہر کے شمالی مغربی سمت تھا۔ عمران ہیلی کاپٹر کو غوطہ دے کر شہر کے قریب ایک ذخیرے کی طرف سے آیا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر ایک کھلی جگہ پر اتار دیا۔
"ہیلو ہیلو —— تم میجر راٹھور نہیں ہو۔ میجر راٹھور کی لاش سری بگٹن سے مل چکی ہے۔ کون ہو تم اوور" —— اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
"شاگل کو کہہ دینا کہ علی عمران اُسے سلام کہتا ہے۔ اوور اینڈ آل" عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا۔ اور چھلانگ مار کر ہیلی کاپٹر سے اتر گیا۔ باقی ساتھی پہلے ہی اتر چکے تھے۔

"بھاگو۔ ابھی فوجی جیپیں آ جائیں گی۔ یہاں قریب ہی شہر ہے۔ جلدی کرو۔ دوڑو" —— عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ بے تحاشا دائیں طرف کو بھاگنے لگا۔ باقی ساتھی جو اب تک خاموش بیٹھے ہوئے تھے اس کے پیچھے بھاگ پڑے۔ عمران کا رخ اس گھنے ذخیرے کی طرف تھا۔ جس کا سلسلہ کافی دور تک چلا گیا تھا۔
ذخیرے میں پہنچتے ہی عمران نے جلدی سے اپنی یونیفارم اتاری اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی ایسا کرنے کے لئے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ پہلے والے کپڑوں میں موجود تھے۔ عام سے کپڑے۔ عمران کے حکم پر یونیفارم کا ایک بنڈل باندھا گیا اور پھر عمران کے اشارے پر جوزف ایک انتہائی گھنے درخت پر چڑھا اور اس نے انتہائی بلندی پر گھنی شاخوں اور پتوں کے درمیان اس بنڈل کو چھپا دیا۔ اور پھر نیچے اتر آیا۔
اُسی لمحے انہیں دور سے فوجی جیپوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اس کے ساتھ ہی آسمان کی طرف سے بھی ہیلی کاپٹروں کی آوازیں آنے لگیں۔
"ہمیں گھیرا جا رہا ہے۔ جلدی کرو۔ اب ہمیں موت سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے بھاگنا ہوگا" —— عمران نے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ ذخیرے کے اندر اس طرح دوڑ رہے تھے جیسے خرگوش اس وقت بھاگتا ہے جب شکاری کتے اس کے پیچھے لگے ہوئے ہوں۔
تھوڑی دیر بعد ذخیرہ ختم ہو گیا۔ اور وہ کھیتوں کے طویل سلسلے

کے درمیان بھاگنے لگے۔ اچانک عمران کو ایک چھوٹے سے فارم
کے باہر کھڑی ایک جیپ نظر آگئی۔ عمران نے بھاگتے بھاگتے
اپنا رخ بدلا ــــ اور پھر وہ اس جیپ کی طرف بھاگنے لگے جیسے ہی
وہ جیپ کے قریب پہنچے اچانک فارم میں سے دو نوجوان باہر آکر
جیپ کی طرف بڑھنے لگے۔ لیکن باہر آتے ہی انہوں نے عمران
اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح بھاگ کر اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ
چونک کر رک گئے۔

"چابیاں دو ادھر" ــــ عمران نے قریب پہنچ کر اچانک ایک
نوجوان کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چابیاں جھپٹتے ہوئے کہا۔
اور اسی لمحے جوزف اور جوانا نے آگے بڑھ کر ان دونوں دبلے
پتلے نوجوان کے سروں پر زور سے مکے برسائے اور وہ چیختے ہوئے
وہیں ڈھیر ہو گئے۔

"جلدی سوار ہو جاؤ" ــــ عمران نے اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر
بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکے سے آگے
بڑھی اس کے ساتھی بھی دوڑتی ہوئی جیپ پر ہی سوار ہوئے۔

عمران بے تحاشا انداز میں جیپ دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ اور
ذخیرے کے اوپر جہازوں کے پرواز کرنے کی آوازیں ابھی سنائی
دے رہی تھیں ــــ شاید ان لوگوں نے ذخیرے کو گھیر رکھا تھا۔
اور وہ اب انہیں اندر تلاش کر رہے ہوں گے۔ تقریباً دس منٹ بعد
جیپ مین روڈ پر پہنچ گئی۔ عمران نے جیسے ہی جیپ بائی روڈ سے
مین روڈ پر موڑی اسے دور سے ایک مسافر بس کا اپنی طرف آتا

ہوا ہیولا دکھائی دیا۔ اس نے پھرتی سے جیپ درختوں کے پیچھے روک
دی۔ اور پھر وہ سب سڑک پر اس طرح آکر کھڑے ہو گئے جیسے مسافر
ہوں۔ بس کی رفتار ان کے قریب پہنچ کر آہستہ ہو گئی ــــ عمران نے
ہاتھ کے اشارے سے اسے رکنے کے لئے کہا۔ اور پھر بس
ان کے سامنے رک گئی۔ یہ واقعی مسافر بس تھی۔ اور کسی پہاڑی علاقے
سے لاسر شہر میں آ رہی تھی۔ اور تقریباً خالی تھی ــــ اور شاید اس
لئے تھوڑے فاصلے کی سواریوں کے لئے بھی بس رک گئی تھی۔
بس رکتے ہی عمران اپنے ساتھیوں سمیت سوار ہو گیا۔ اس نے جیب
میں ہاتھ ڈال کر بٹوہ نکالا اور ایک نوٹ نکال کر کنڈیکٹر کی طرف بڑھا دیا۔
کنڈیکٹر نے اسے باقی رقم دی اور پھر چھ ٹکٹیں کاٹ کر اس کے ہاتھ
پر رکھ دیں ــــ تھوڑی دیر بعد بس لاسر شہر میں داخل ہو گئی۔ اور
جگہ جگہ رک کر سواریاں اتارنے لگی۔ مین مارکیٹ کے قریب جیسے ہی
بس رکی عمران نے اپنے ساتھیوں کو اترنے کا اشارہ کیا اور وہ
سب بس سے نیچے اتر کر عمران کی رہنمائی میں مارکیٹ کی طرف
چل پڑے۔

بازار کی مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد عمران اچانک ایک
پتلی سی گلی میں گھس گیا۔ یہ بند گلی تھی۔ آخر میں ایک دروازہ تھا۔ عمران
نے دروازے پر لٹکی ہوئی کنڈی کو پکڑ کر اسے مخصوص انداز میں تین
بار بجایا تو چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ اور ایک بوڑھی عورت دروازے
پر نمودار ہوئی۔

"بی بی۔ ہم پردیسی ہیں اور بھوکے بھی ہیں" ــــ عمران نے

جلدی سے کہا۔
"کہاں سے آئے ہو" ——— عورت نے کرخت لہجے میں کہا۔ وہ بڑے غور سے انہیں دیکھ رہی تھی۔
"قاچار سے" ——— عمران نے جواب دیا۔
"اوہ ——— آؤ" ——— عورت جلدی سے ایک طرف ہٹ گئی۔ اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ باقی ساتھیوں کے اندر آجانے کے بعد بوڑھی عورت نے دروازہ بند کیا اور پھر جلدی سے صحن کے ایک کونے کی طرف بھاگی جہاں ایک جھلنگا سی چارپائی پڑی ہوئی تھی۔ اس نے چارپائی کی ادوائن کو تیزی سے کسنا شروع کر دیا ——— عمران چارپائی کے قریب رک گیا تھا۔ اس نے تیسری رسی کسی تھی کہ چارپائی کے ساتھ صحن کا فرش ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہٹ گیا۔ اب وہاں سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔
"شکریہ بی بی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوڑ کر سیڑھیاں اترنے لگے۔ ظاہر ہے باقی ساتھیوں نے بھی اس کی ہی پیروی کرنی تھی۔ جیسے ہی وہ سیڑھیاں اتر کر ایک سرنگ میں داخل ہوئے اوپر موجود فرش برابر ہو گیا۔
"یہ واقعی نیا انتظام ہے۔ کم از کم میرے لئے تو بالکل ہی انوکھا ہے" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
"یہ دیسی طریقہ ہے" ——— عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے وہ سرنگ کے اختتام پر پہنچ گئے۔ جیسے ہی وہ اختتام پر پہنچے سامنے موجود دروازہ خود بخود کھل

گیا۔ اب وہاں ایک مسلح نوجوان موجود تھا۔ اس نے دروازہ کھولتے ہی مشین گن ان پر تان لی۔
"ہینڈز اپ" ——— نوجوان نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
"مجھے انگریزی نہیں آتی میرے بھائی۔ آکسفورڈ میں ہمیں پنجابی زبان پڑھائی جاتی رہی ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
اور نوجوان نے مسکراتے ہوئے نہ صرف مشین گن نیچے کر لی بلکہ مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گیا۔
"آؤ بھئی۔ پنجابی زبان ہی آخر کام آئی" ——— عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور وہ دروازہ کراس کر کے دوسری طرف آ گئے۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں بستر لگے ہوئے تھے۔
"کیا نام ہے تمہارا" ——— عمران نے اس نوجوان سے پوچھا۔
"ارسلان جناب" ——— نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"تو ارسلان جناب صاحب۔ شاگی نہ صرف یہاں موجود ہے بلکہ وہ فوج کو ساتھ لئے اب پاگل کتے کی طرح پورے لاہر شہر کو گھیرے گا ——— اس لئے یہ بتاؤ کہ یہ جگہ محفوظ ہے" ——— عمران نے کہا۔
"ہاں۔ بالکل محفوظ ہے۔ یہ لاہر چھاؤنی کے ملٹری آفیسرز کلب کے نیچے کا تہہ خانہ ہے جس کا علم چھاؤنی والوں کو بھی نہیں اس لئے آپ یہاں قطعاً بے فکر ہو کر رہ سکتے ہیں" ——— ارسلان

نے جواب دیا۔

"ڈیری گڈ ——— یعنی چراغ تلے روشنی۔ واہ۔ اسے کہتے ہیں محاورہ"
عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ایک بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

"بھائی بہت بھاگ لیا ہے۔ اب کچھ دیر آرام کر لو۔ پھر کوئی نیا طریقہ کار سوچیں گے" ——— عمران نے بستر پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد اس کے خراٹے ہال میں گونجنے لگے۔ جیسے وہ یہاں آیا ہی گہری نیند سونے کے لئے ہو اس کے باقی ساتھی بھی مسکراتے ہوئے بستروں کی طرف بڑھ گئے۔

شاگل کی حالت پاگل کتے سے بھی بدتر ہو رہی تھی۔ وہ بار بار میز پر اس طرح مکے برسا رہا تھا جیسے اس میز نے اُسے احمق بنا دیا ہو۔

"حد ہو گئی۔ حد ہو گئی ——— وہ شیطان کی اولاد میری آنکھوں کے سامنے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ کاش اس میجر راٹھور کی لاش پہلے دستیاب ہو جاتی" ——— شاگل نے بُری طرح دانت پیستے ہوئے کہا۔

وہ مسلسل کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کا چہرہ بُری طرح بگڑا ہوا تھا۔ آنکھوں سے جیسے شعلے نکل رہے تھے۔

"میں انہیں پاتال سے بھی نکال لاؤں گا۔ میں لاسر شہر کے ایک ایک گھر کی بنیادیں اکھڑوا دوں گا۔ میں انہیں باہر نکلنے پر مجبور کر دوں گا" ——— شاگل نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک فوجی افسر اندر داخل ہوا۔ وہ میجر کے رینک میں تھا۔

"کیا ہوا میجر چانڈیہ ۔۔۔ کیا ان کا پتہ چل گیا"۔۔۔ شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب ۔۔۔ وہ ذخیرے سے کھیتوں میں آئے ہیں۔ اور دو نوجوانوں کو بے ہوش کر کے وہ جیپ کے ذریعے مین روڈ پر آئے ہیں۔ وہاں سے وہ ایک مسافر بس میں سوار ہو کر مین مارکیٹ کے سٹاپ پر اتر گئے ہیں ۔۔۔ اس کے بعد انہیں زمین کھا گئی ہے یا آسمان۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ پورے علاقے کی مکمل ناکہ بندی بھی کی گئی ہے۔ تمام گھروں، دکانوں، کمرشل اداروں کی مکمل تلاشی لی گئی ہے ۔۔۔ شہر میں ایک سو ٹیکسیاں ہیں۔ ان سب کے ڈرائیوروں سے مکمل اور تفصیلی پوچھ گچھ کر لی گئی ہے۔ لیکن ان کا پتہ نہیں چلا"۔۔۔ میجر چانڈیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کی پہلے سے پلاننگ ہو گی۔ وہ لازماً کسی ایسی جگہ چھپے ہوئے ہوں گے جو ہمارے لئے عام سی جگہ ہو گی۔ بہرحال میں انہیں ڈھونڈھ نکالوں گا"۔۔۔ شاگل نے دوبارہ مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب سر۔ ملٹری کے بارے میں کیا حکم ہے۔ کمانڈر انچیف صاحب فرما رہے تھے کہ آپ سے پوچھیں کہ کیا ملٹری شہر میں بھی آپ کے ماتحت کام کرے گی ۔۔۔ کیونکہ وہاں پوائنٹس پر نئی رجمنٹیں بھجوانی پڑیں گی"۔۔۔ میجر چانڈیہ نے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ میری طرف سے ان کا شکریہ ادا کر دیں۔ ملٹری کو

آپ واپس لے جائیں۔ اب یہ کام سیکرٹ سروس کا ہے کہ ان کو پاتال سے باہر کھینچ لائیں"۔۔۔ شاگل نے رک کر ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے سر"۔۔۔ میجر چانڈیہ نے کہا۔ اور فوجی انداز میں سیلوٹ مار کر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد شاگل نے میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اس کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔۔۔ مین سیکشن"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"شاگل بول رہا ہوں لاسر آفس سے"۔۔۔ شاگل نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے دوسری طرف سے بولنے والا ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے فرار ہو جانے کا اصل قصوروار ہو۔

"یس سر ۔۔۔ ٹونی سر"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو ۔۔۔ بھاکر کو میرا حکم دے دو کہ وہ فوراً ہٹنگ سیکشن اور ایکشن سیکشن کے پچاس افراد لے کر چارٹرڈ طیارے سے فوراً لاسر پہنچ کر مجھے آفس میں رپورٹ کرے۔ میں اس کا انتظار کر رہا ہوں"۔۔۔ شاگل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں اُسے یہاں پہنچنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ دے سکتا ہوں" ــــــ شاگل نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پہ بیٹخ دیا۔

اُسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"ہاں ــــ کیا رپورٹ ہے تمہاری" ــــ شاگل نے اُسے دیکھ کر میز کے پیچھے پڑی ہوئی کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میں نقشہ لے آیا ہوں سر" ــــ آنے والے نے کہا۔ اور پھر جیب سے ایک کاغذ نکال کر اس نے شاگل کی طرف بڑھا دیا۔ شاگل نے اس سے کاغذ لیا اور اُسے میز پہ پھیلا کر اس پہ جھک گیا۔

نوجوان ابھی تک مؤدبانہ انداز میں میز کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

"بیٹھ جاؤ شنکر" ــــ شاگل نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر" ــــــ شنکر نے کہا۔ اور سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

"انچارج کون ہے۔ اس نے کوئی ہچکچاہٹ تو نہیں دکھائی" شاگل نے کاغذ پہ بنے ہوئے نقشے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"انچارج کا نام کرنل سیٹھی ہے سر۔ اس نے پہلے کمانڈر انچیف سے ٹیلی فون پہ بات کی۔ اور پھر وہاں سے اُسے بتایا گیا کہ پرائم منسٹر صاحب کے حکم کے مطابق لیبارٹری کی حفاظت

کا انتظام سیکرٹ سروس کے ذمے لگا دیا گیا ہے اور فوج سیکرٹ سروس کے تحت کام کرے گی تو سر اس نے یہ نقشہ مجھے دے دیا" ــــ شنکر نے جواب دیا۔

"لیکن یہ تو نقل ہے۔ فوٹو سٹیٹ کاپی" ــــ شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"وہ سر اندر سے یہی لے آیا تھا" ــــ شنکر نے جواب دیا۔

"ہونہہ" ــــ شاگل نے کہا۔ اور ایک بار پھر نقشے پہ جھک گیا۔

"خاصا پیچیدہ انتظام ہے۔ حفاظت کا" ــــ شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سر۔ لیبارٹری کے اندر تو کوئی جا ہی نہیں سکتا۔ اُسے تو بالکل کلوز کر دیا گیا ہے۔ اور لیبارٹری کے باہر ایک راہداری نما سرنگ چاروں طرف بنائی گئی ہے ــــ اس میں مسلح فوجی مسلسل گشت کرتے رہتے ہیں۔ اس راہداری میں داخل ہونے کا ایک ہی دروازہ ہے۔ اور اس دروازے کے سامنے کرنل سیٹھی کا آفس ہے" شنکر نے جواب دیا۔

"ہاں۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ تم جب زیرو پوائنٹ پر پہنچے تھے تو تمہیں کرنل تک کیسے پہنچایا گیا تھا" ــــ شاگل نے اونچی نشست کی کرسی سے پشت لگاتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ میں جیپ میں جیسے ہی لاسر پہاڑیوں کی ڈبل آئی پہاڑی

پر پہنچا تو آگے سڑک ختم ہو جاتی ہے۔ میں نے جیپ وہاں روکی اور پھر نیچے اتر کر زور سے مخصوص کوڈ بولے۔ دوسرے لمحے چٹان پھٹی۔ اور اس میں سے چار مسلح فوجی باہر آئے۔ انہوں نے میری تلاشی لی۔ اور پھر مجھے وہ چٹان کے اندر لے گئے ـــــ یہ ایک طویل سرنگ تھی۔ جسے مکمل کمپیوٹرائزڈ کیا گیا تھا۔ وہاں جگہ جگہ مسلح فوجی موجود تھے۔ اور راستے میں چٹانیں تھیں۔ جو مخصوص کوڈز سے کھلتی تھیں، اس طرح میں کرنل سیٹھی تک پہنچ گیا ـــــ اور پھر اس طرح نقشہ لے کر واپس آگیا" ـــــ شنکر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اب ہمیں بیرونی چٹانوں میں ہی چھپنا ہوگا۔ عمران اور اس کے ساتھی لازماً اصل راستے کی بجائے اسی طرف سے داخل ہونے کی کوشش کریں گے" ـــــ شاگل نے کہا، اور پھر اس نے جھک کر ایک جگہ سرخ پنسل سے دائرہ بنا دیا۔

"یہ ہمارا مرکزی پوائنٹ ہوگا۔ تم ایسا کرو کہ اپنے سب ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچ جاؤ۔ میں وہاں ضروری سامان پہنچانے کا بندوبست کرتا ہوں ـــــ میں نے بھاکر کو پچاس افراد سمیت بلایا ہے۔ ہم مرکز میں رہیں گے اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت مختلف پوائنٹس پر ڈیوٹی دے گا۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی طرح بچ کر نہیں جانا چاہیئے ـــــ کسی طرح بھی" ـــــ شاگل نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ ہم پہنچ جاتے ہیں" ـــــ شنکر نے

اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم پہنچو۔ میں بھاکر کو اور ضروری سامان لے کر وہاں پہنچتا ہوں۔ آرڈرز تو تمہارے پاس موجود ہی ہیں" ـــــ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ موجود ہیں" ـــــ شنکر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ شاگل دوبارہ نقشے پر جھک گیا۔ وہ بڑے سوچ سوچ کر نقشے پر نشانات لگا رہا تھا ـــــ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب اس نے پنسل رکھی تو مرکزی دائرے کے علاوہ نقشے پر دس اور دائرے لگ چکے تھے جو مرکزی دائرے کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔

"ان پوائنٹس سے بچ کر عمران اور اس کے ساتھی کہیں نہیں جا سکتے۔ چاہے وہ کسی طرف سے بھی آئیں۔ ہم انہیں ہر صورت میں چیک کر لیں گے" ـــــ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک شیر قامت لیکن بھرے ہوئے جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"سلام باس" ـــــ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ بھاکر ـــــ تم پہنچ گئے" ـــــ شاگل نے چونک کر آنے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر ـــــ آپ کا حکم ملتے ہی میں فوراً وہاں سے چل پڑا تھا سر" بھاکر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آدمی ساتھ لے آئے ہو" ___ شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر۔ دونوں سیکشنوں سے پچیس پچیس افراد ساتھ ہیں سر یہ ان کی لسٹ ہے سر" ___ بھاکر نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر شاگل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

شاگل نے کاغذ اس کے ہاتھ سے لیا اور پھر اُسے غور سے پڑھنے لگا۔ اس نے بھاکر کو ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور بھاکر کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا۔

شاگل نے پنسل اٹھائی اور پھر ان میں سے نو افراد کے ناموں کے نیچے لائن لگا دی۔

"ان کو یہاں لے آؤ تاکہ میں انہیں اچھی طرح ڈیوٹی سمجھا دوں" شاگل نے فہرست واپس بھاکر کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ___ بھاکر نے فہرست والا کاغذ پکڑا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ضروری سامان بھی لے آئے ہو یا نہیں" ___ شاگل نے اچانک چونک کر پوچھا۔

"مکمل ہٹنگ اینڈ ریڈنگ سامان ساتھ ہے باس" ___ بھاکر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔ جاؤ" ___ شاگل نے کہا۔ اور بھاکر مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

شاگل نے اس کے جاتے ہی رسیور اٹھایا اور پھر باقی متعلقہ سامان کے حصول کے لئے ملٹری چھاؤنی کے کمانڈر کا نمبر گھمانے لگا۔

دروازہ کھلا اور عمران نے چونک کر سر اٹھایا وہ اس وقت ایک چھوٹے سے کمرے میں میز کے پیچھے بیٹھا سامنے رکھے ہوئے کسی نقشے پر جھکا ہوا تھا ___ انہیں لاسر شہر میں آئے ہوئے تقریباً تین دن گزر گئے تھے۔ ملٹری کے واپس جاتے ہی ناٹران اور فیصل جان بھی جولیا اور اس کے گروپ کے ہمراہ لاسر شہر میں اس خفیہ اڈے پر پہنچ گئے تھے ___ اور پھر عمران کی ہدایات پر ناٹران نے وہاں ایک کافی بڑی کوٹھی ارینج کر لی تھی۔ جس کے نیچے تہہ خانے بھی موجود تھے اور وہ اس خفیہ اڈے سے رات کی تاریکی میں اس کوٹھی میں آسانی سے شفٹ ہو گئے تھے ___ اور اس وقت عمران اس کوٹھی کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔

دروازہ کھلنے پر عمران نے چونک کر دیکھا تو دروازے میں ناٹران موجود تھا۔

"آؤ" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ناٹران نے آگے
بڑھ کر اپنی پشت پر دروازہ بند کیا اور آگے بڑھ آیا۔
"کیا رپورٹ ہے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
"سر۔ ڈاکٹر طارل کا چھوٹا بھائی ڈاکٹر تاسین ایکریمیا میں کمپیوٹر
سائنس لیبارٹری میں کام کر رہا ہے۔ وہ وہاں کسی مخصوص پراجیکٹ پر
کام میں مصروف ہے ——— میں نے اس کی تفصیلات حاصل کر
لی ہیں۔ اس کا قدوقامت بالکل آپ جیسا ہے۔ آپ آسانی سے
اس کا میک اپ کر سکتے ہیں" ——— ناٹران نے میز کی دوسری
طرف رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ویری گڈ ——— اس کا پتہ اور دیگر تفصیلات" ——— عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"یہ ہے فائل سر" ——— ناٹران نے کوٹ کی اندرونی جیب
سے ایک تہہ شدہ فائل نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
عمران نے ناٹران کے ہاتھ سے فائل لی اور پھر اُسے کھول کر
غور سے دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے سر اٹھایا اور اس
کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔
"ٹرانسمیٹر لے آؤ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
ناٹران اٹھ کر باہر چلا گیا۔ عمران نے دوبارہ فائل پڑھنی شروع کر دی۔
تھوڑی دیر بعد ناٹران واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا
ریڈیو جتنا ڈبہ تھا۔ اس نے اُسے عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔
عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس پر فریکونسی سیٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— پرنس کالنگ اوور" ——— عمران نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں بار بار کہنا شروع کیا۔
"یس" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز
ابھری۔
"جناب میں نے مکمل جائزہ لے لیا ہے۔ اس لیبارٹری کے
اندر کوئی غیر متعلق آدمی کسی صورت داخل نہیں ہو سکتا۔ پہاڑیوں پر
شاگل کے آدمی جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں ——— اور اندر تمام حفاظتی
نظام کمپیوٹرائزڈ ہے اور پھر اصل لیبارٹری کو مکمل طور پر کلوز کر دیا گیا
ہے۔ اس لئے میں نے ایک اور منصوبہ بنایا ہے اوور"
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کیا منصوبہ ہے اوور" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو نے
سپاٹ لہجے میں کہا۔
"جناب اندر پراجیکٹ انچارج ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر طارل ہیں۔
باقی ان کا معاون عملہ ہے۔ ڈاکٹر ستیش کا کوئی بھائی ایسا نہیں ہے۔
جو کمپیوٹر سائنس سے متعلقہ ہو ——— البتہ ڈاکٹر طارل کا چھوٹا بھائی
ڈاکٹر تاسین کمپیوٹر سائنس سے متعلق ہے وہ ایکریمیا میں ایک
لیبارٹری میں کام کر رہا ہے۔ اگر اُسے وہاں سے اغوا کر لیا جائے
اور اس کے میک اپ میں میں ڈاکٹر طارل سے رابطہ قائم کر دوں
تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے بھائی کے میک اپ میں لیبارٹری
کے اندر داخل ہو سکتا ہوں ——— کیونکہ ناٹران نے ڈاکٹر تاسین
کے متعلق جو معلومات ڈاکٹر طارل کے خاندان سے اکٹھی کی ہیں ان

کے مطابق اس کا قد و قامت میرے جیسا ہے اوور" عمران نے کہا۔

"لیکن ایسے حالات میں وہ کسی صورت بھی کسی کو لیبارٹری کے اندر نہ جانے دیں گے چاہے وہ ڈاکٹر طارق کا بھائی ہی کیوں نہ ہو اوور" ——— ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں سر ——— انہیں معلوم ہے کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس لاسر میں موجود ہے۔ اس لئے وہ اس وقت کبھی سے بھی بدک جائیں گے۔ لیکن اس کے لئے میں نے ایک لائحہ عمل ترتیب دے لیا ہے اوور" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا لائحہ عمل ہے۔ کھل کر بات کرو اوور" ——— ایکسٹو کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

"سر۔ شاگل چونکہ بے حد ٹچی ہو رہا ہے۔ اس لئے میں ٹیم کو ساتھ لے کر پہاڑی پر باقاعدہ ریڈ کروں گا۔ اور لیبارٹری میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا ——— ظاہر ہے وہاں شاگل کے آدمیوں سے مقابلہ کروں گا۔ اور پھر میں اور میرے ساتھی اس مقابلے میں مصنوعی طور پر زخمی ہو جائیں گے۔ اور اس کے بعد میرے ساتھی مجھے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو اٹھا کر واپس دم دبا کر بھاگیں گے ——— شاگل ظاہر ہے ان کا پیچھا کرے گا اور پھر ہم وہاں سے اس طرح فرار ہوں گے کہ شاگل ہمارے پیچھے شوگران کی سرحد تک پہنچ جائے گا۔ اس طرح شاگل کو یقین ہو

جائے گا کہ عمران اور اس کی ٹیم اب جلدی واپس نہیں آئے گی۔ پھر پاکیشیا میں باقاعدہ میرے شدید زخمی ہونے کا تاثر دیا جائے گا ——— کیونکہ لامحالہ وہاں شاگل کے ایسے ایجنٹ موجود ہیں۔ جنہوں نے ہمارا قاچار والا منصوبہ اس تک پہنچایا ہے۔ ان ایجنٹس کی رپورٹ جب اسے ملے گی کہ میں شدید زخمی ہوں تو وہ بالکل مطمئن ہو جائے گا ——— اس کے بعد میں ڈاکٹر تاسین کے میک اپ میں اطمینان سے لیبارٹری میں داخل ہو سکوں گا اوور" عمران نے تفصیلی طور پر منصوبہ بتاتے ہوئے کہا۔

"بھاگنے اور سرحد پار کرنے کے لئے کیا منصوبہ بندی کی ہے تم نے اوور" ——— ایکسٹو نے پوچھا۔

"پہاڑیوں کے پیچھے ایک تیز رفتار اور بڑا ہیلی کاپٹر چھپا ہوا ہو گا۔ اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہم بجائے پاکیشیائی سرحد کی طرف بڑھنے کے شمال کی طرف شوگران کی سرحد کی طرف بڑھیں گے ——— اور جب شاگل ہمارا پیچھا کرے گا تو ہم شوگران کی سرحد پار کر جائیں گے اور اسے یہی تاثر دیا جائے گا کہ عمران اور دوسرے ساتھی شدید زخمی ہیں۔ پھر ہم یہاں پاکیشیا میں اپنی آمد کا اعلان کریں گے ——— اور ساتھ بتائیں گے کہ ہمارا علاج ہو رہا ہے۔ اس طرح ہم شاگل کو یہ تاثر دینے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ ابھی فی الحال ہم کئی مہینوں تک واپس نہیں آ سکتے۔ اور شاگل جو فی الوقت بے حد ٹچی ہو رہا ہے مطمئن ہو جائے گا ——— پھر میں اکیلا ڈاکٹر تاسین کے میک اپ میں لیبارٹری میں داخل ہو جاؤں گا اوور" ——— عمران نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن یہ تو خاصا لمبا پلان ہے۔ اور ہو سکتا ہے راستے میں کوئی گڑبڑ ہو جائے۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ پہاڑیوں پر ریڈ کر کے اپنے زخمی ہونے کا اعلان کراؤ ۔۔۔ اور پھر یہ تاثر دو کہ تم دارالحکومت میں ٹیم سمیت چھپ گئے ہو۔ اس طرح شاگل اپنی پوری طاقت دارالحکومت میں تمہاری تلاش پر صرف کر دے گا اور لائن چھوڑ جائے گا اوور" ایکسٹو نے کہا۔

" یس سر۔ ایسے بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس طرح ہو سکتا ہے شاگل دونوں سائیڈوں پر نگاہ رکھے اوور" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ حالات کے مطابق جس طرح مناسب سمجھو کرو۔ میں شوگران کی حکومت کو آگاہ کر دوں گا اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

" صرف آگاہ کرنے سے بات نہیں بنے گی۔ ایکریمیا میں ڈاکٹر تاسین کو بھی اغوا کرانا ہے۔ تاکہ میں اس کے میک اپ میں ڈاکٹر طارل کے گھر پہنچ سکوں اوور" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں آج ہی ایکریمیا میں اپنے ایجنٹوں کے ذمہ یہ مشن لگا دیتا ہوں۔ اس کا پتہ ہے تمہارے پاس اوور" ایکسٹو نے پوچھا۔

" یس سر ۔۔۔ ناٹران سے پتہ معلوم کر لیا ہے۔ نوٹ کریں۔ فلاڈیلفیا زیرو بلاک زپ کوڈ تھرٹی سکس ایونیو تھری ون ساؤتھ ریسٹ نرون" عمران نے سامنے رکھی فائل سے اس کا پتہ بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

" آپ کام ہوتے ہی تھرٹی سکس زیرو ون ٹرانسمیٹر پر کال کر سکتے ہیں۔ دارالحکومت سے میرے میک اپ میں ناٹران سرحد پار کرے گا۔ میں وہیں رہوں گا اور آپ کی کال ملتے ہی میں ڈاکٹر تاسین بن کر ڈاکٹر طارل کی رہائش گاہ پر پہنچ جاؤں گا اوور" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے اوور اینڈ آل" ۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے بٹن آف کر کے ایک طویل سانس لیا۔ سامنے بیٹھا ناٹران مسکرا رہا تھا۔

" تو اب عمران صاحب۔ ہمیں اپنی شکست کی باقاعدہ پلاننگ کرنی پڑے گی" ۔۔۔ ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔۔۔ واضح اور مکمل شکست" ۔۔۔ عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔

" تو پھر اس کے لئے آپ نے کیا لائحہ عمل طے کیا ہے" ناٹران نے پوچھا۔

" فیصل جان کی رپورٹ آ جائے کہ اس نے ہیلی کاپٹر اور جیپوں کا بندوبست کر لیا ہے تو تم واپس دارالحکومت پہنچ جانا۔ میرا میک اپ کر لینا ۔۔۔ جیسے ہی ہم دارالحکومت پہنچیں گے۔ تم میری جگہ لے کر سرحد کی طرف بڑھو گے۔ اور جب تم سرحد پار کر لو گے تو پھر مجھے اطلاع ملے گی۔ اور اس کے بعد میں اپنا کام شروع کر دوں گا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا" ۔۔۔ ناٹران نے کرسی سے

اٹھتے ہوئے کہا۔
"فیصل جان جیسے ہی آئے اُسے میرے پاس بھیج دینا۔ میں
اس دوران لڑائی اور فرار ہونے کا باقاعدہ نقشہ مرتب کر لوں،
تاکہ عین موقع پر کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے" ــــ عمران نے کہا۔
اور ناٹران سر ہلاتا ہوا مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی
طرف بڑھا اور پھر دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا۔
"اس بار شاگل آخر کار عمران کو شکست دینے میں کامیاب ہو
ہی جائے گا۔ گڈ لک شاگل" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور دوبارہ سامنے پڑے ہوئے کاغذ پر جھک گیا۔ یہ لامر
پہاڑیوں کا نقشہ تھا۔ اور عمران اس پر ایسے مقامات پر نشانات
لگا رہا تھا جہاں شاگل کے آدمیوں کی موجودگی کے امکانات ہو
سکتے تھے وہ چونکہ شاگل کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا اس
لئے اُسے اندازہ تھا کہ شاگل کہاں کہاں اپنے آدمی چھپا سکتا ہے۔
تقریباً دس منٹ تک نقشے پر غور کرنے اور اس پر نشانات
لگانے کے بعد وہ اٹھا اور کمرے سے نکل کر اس بڑے ہال
میں پہنچ گیا جہاں اس کے سارے ساتھی موجود تھے ــــ اور
پھر اس نے ان سب کے ساتھ اپنی نئی پلاننگ ڈسکس کرنی
شروع کر دی۔
" اس بار نیا ہی چکر چلا رہے ہو۔ یعنی شکست اور فرار کا"
جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
" یہ ریہرسل کر رہا ہوں۔ آخر شادی کے بعد بھی تو ایسا کرنا ہی

پڑے گا۔ اس لئے اچھا ہے کہ ابھی سے عادت پڑ جائے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اچھل کر ایک طرف ہٹ
گیا۔ کیونکہ جولیا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا تھا۔
" ارے ارے۔ ابھی تو ریہرسل ہے۔ تم اصل پر اتر آئی ہو"
عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور ہال کمرہ ان کے حلق سے
نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

شاگل دوربین آنکھوں سے لگائے ایک اونچی چٹان پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ نیچے اس کے پانچ آدمی بڑے الرٹ انداز میں ایک سیاہ رنگ کی جیپ کے قریب کھڑے تھے ——— جیپ کا ڈیزائن ایسا تھا کہ وہ پہاڑیوں میں آسانی اور خاصی تیز رفتاری سے سفر کر سکتی تھی۔

اچانک ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں تو شاگل نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— شنکر کالنگ پوائنٹ سکس اوور"

بٹن دبتے ہی شنکر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— کیا بات ہے اوور" ——— شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سر ——— میں نے شمال مشرقی پہاڑی کی طرف دو جیپوں کو

مغرب کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ دونوں جیپوں کو
فلاج کیا گیا ہے اوور" ——— شنکر نے جواب دیا۔
کیموفلاج ——— اوہ۔ کتنے فاصلے پر ہیں۔ وہ پوائنٹ سکس
اور ان کا رخ کس طرف ہے اوور" ——— شاگل نے بری
چونکتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے دوربین سے ہاتھ
دیئے۔ وہ تسمے کے ساتھ اس کے سینے پر لٹک گئی۔ شاگل
جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر نقشہ نکالا اور اسے اپنے
منے پھیلا لیا۔

"سر ——— وہ پوائنٹ سکس سے تقریباً ڈھائی کلومیٹر کے
صلے پر ہیں اور ان کا رخ پوائنٹ تھری کی طرف ہے اوور"
شنکر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں مت چھیڑو۔ پوائنٹ تھری کو الرٹ کر دو۔
سے ہی وہ اس کی رینج میں پہنچیں وہ مجھے اطلاع دے گا۔ اور
شمال مشرق کی طرف سے گھومتے ہوئے ان کے عقب میں
جاؤ گے ——— سمجھ گئے اوور" ——— شاگل نے چیخ کر کہا۔

"یس سر ——— اچھی طرح سمجھ گیا ہوں سر اوور"
شنکر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ——— شاگل نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف
کر دیا۔

تقریباً سات آٹھ منٹ بعد ٹرانسمیٹر نے دوبارہ کال شن
دیا۔

"ہیلو ــــ روگر بول رہا ہوں پوائنٹ تھری سے ۔ دونوں جیپیں
سر پوائنٹ تھری سے مغرب کی طرف سے گزر کر اب پوائنٹ
الیون کی طرف جا رہی ہیں ۔ ان میں فوجی بھرے ہوئے ہیں اوور"
پوائنٹ تھری کے انچارج روگر کی آواز سنائی دی ۔
"فوجی بھرے ہوئے ہیں اوور" ــــ شاگل نے اس طرح
اچھلتے ہوئے کہا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو ۔
"یس سر ــــ میں نے دوربین سے دیکھا ہے سر ۔ وہ
سب باوردی ہیں ۔ تعداد میں دس کے قریب ہیں اوور"
روگر نے جواب دیا ۔
"اوہ اچھا ــــ انہیں میں ریڈ سٹاپ پر خود چیک کروں گا ۔
اوور اینڈ آل" ــــ شاگل نے کہا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر بند کر
کے بجلی کی سی تیزی سے چٹان سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا جیپ
کی طرف بڑھ گیا ۔
"چلو جلدی کرو ۔ ہمیں ان سے پہلے پوائنٹ الیون کے پہلے
ریڈ سٹاپ پر پہنچنا ہے" ــــ شاگل نے سیٹ پر بیٹھتے
ہوئے کہا ۔
اور جیپ کے ساتھ کھڑے افراد بجلی کی سی تیزی سے جیپ پر
سوار ہوئے اور دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی
اور اونچائی پر جانے والے راستے کی طرف دوڑنے لگی ۔
ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مضبوط جسم کا نوجوان تھا ۔
جیپ تقریباً پانچ منٹ تک انتہائی تیز رفتاری سے اونچی نیچی

پگڈنڈیوں پر دوڑتی ہوئی ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں رک گئی ۔ یہ
پوائنٹ الیون کا پہلا ناکہ تھا اور روگر کے کہنے کے مطابق فوجیوں
والی جیپوں کا رخ ادھر ہی تھا ۔
"بکھر کر سائیڈوں میں ہو جاؤ ۔ میرے اشارے پر تم نے فائر
کھول دینا ہے" ــــ شاگل نے نیچے اترتے ہوئے کہا ۔ اور
اس کے ساتھی جیپ سے اتر کر تیزی سے مختلف چٹانوں کے گرد
چھپتے چلے گئے ۔
شاگل البتہ دو آدمیوں کے ساتھ چٹان کی سائیڈ سے کھسکتا ہوا
ایک پتھر کے پیچھے چھپ گیا ۔ اب اوپر سے آتی ہوئی سڑک کافی
دور تک اس کی نظروں کے سامنے تھی ــــ اور چند لمحوں بعد دو
فوجی جیپیں اسے کافی فاصلے پر نظر آنے لگ گئیں ۔ وہ اسی طرف آ
رہی تھیں جدھر یہ لوگ چھپے ہوئے تھے ۔ جیپوں کی رفتار آہستہ
تھی ــــ کافی فاصلے پر ہونے کی وجہ سے وہ پہلے ہیولوں کی
صورت میں نظر آتی رہیں پھر آہستہ آہستہ واضح ہوتی گئیں ۔ اور چند
لمحوں بعد جب وہ قریب آ گئیں تو شاگل نے دیکھا کہ واقعی ان میں
فوجی موجود تھے ــــ شاگل نے دونوں ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ
اپنے دونوں ساتھیوں سمیت اچھل کر پتھر کے پیچھے سے نکلا اور سڑک
پر آ گیا ۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے مشین گنیں سیدھی کر لیں تھیں ۔
شاگل نے ہاتھ اٹھا کر جیپوں کو رکنے کے لئے کہا ــــ اور جیپیں
اس کے قریب آ کر رک گئیں ۔ دوسرے لمحے ایک نوجوان کیپٹن
نیچے اتر آیا ۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی ۔

"یس ---- کیا بات ہے" ---- کیپٹن نے کرخت زجی لہجے میں کہا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل ---- تم لوگ کہاں جا رہے ہو" ---- شاگل نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم لیبارٹری میں جا رہے ہیں۔ ڈیوٹی لینے۔ یہ دیکھیں کاغذات" نوجوان نے کاغذات کا ایک پلندہ شاگل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر شاگل نے جیسے ہی کاغذات لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا نوجوان کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی ---- اور شاگل بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر ایک چٹان سے ٹکرایا اُسی لمحے جیپ میں سے فائرنگ ہوئی۔ اور شاگل کے دونوں آدمی بُری طرح چیختے ہوئے سڑک پر گر کر تڑپنے لگے۔

نوجوان شاگل کو لات مار کر اچھل کر اس کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یک لخت چاروں طرف سے زوردار فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں ---- اور نوجوان یک لخت بُری طرح چیختا ہوا اچھلا اور پہلو کے بل ایک جیپ کی بائیں طرف جا گرا۔

شاگل چٹان سے ٹکرا کر نیچے گرا اور پھر اس نے تیزی سے قلابازی کھائی اور چٹان کے پیچھے ہو گیا۔ اب جیپوں میں سے بھی مسلسل اور تیز فائرنگ چاروں طرف سے ہو رہی تھی۔

"بھاگو واپس ---- عمران اور صفدر دونوں شدید زخمی ہو گئے ہیں" ---- ایک چیختی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دونوں جیپیں بجلی کی سی رفتار سے آگے بڑھنے لگیں۔ اس

سے دونوں اطراف میں مسلسل اور تیز فائرنگ ہو رہی تھی۔ جیپوں پر بھی گولیاں برس رہی تھیں۔ لیکن یہ ایک سائیڈ تھی۔ اُسی لمحے ایک جیپ سے ایک بم اس سائیڈ پر پھینکا گیا ---- اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس چٹان کے ریزے اُڑ گئے جس کے پیچھے سے جیپ پر مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔ جیپیں اب ایک موڑ مڑ کر نظروں سے غائب ہو چکی تھیں۔ ان کے غائب ہوتے ہی شاگل جو چٹان کے پیچھے چھپا ہوا تھا، برق رفتاری سے اٹھا اور اس چٹان کے پیچھے بھاگا جس کے پیچھے اس کی جیپ موجود تھی۔

اُسی لمحے دو زخمی آدمی چٹانوں کے پیچھے سے لڑکھڑاتے ہوئے باہر سڑک پر آئے ان دونوں کے پہلوؤں میں گولیاں لگی تھیں۔

"سر ---- انہوں نے پہلے ہی راؤنڈ میں ہمیں زخمی کر دیا ہے" ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔

"جلدی بیٹھو۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں اب یہ بچ کر نہ جانے پائیں" ---- شاگل نے ان کے قریب جیپ روکتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں بمشکل اس پر چڑھے ہی تھے کہ شاگل نے جیپ دوڑا دی۔ موڑ کے قریب سے ہی اس نے جیپ آگے سڑک پر لے جانے کی بجائے ایک اور پگڈنڈی پر ڈال دی اور تھوڑی دیر بعد وہ جیپ کو مختلف راستوں سے دوڑاتا ہوا ایک اور پہاڑی کے اوپر لے گیا ---- پہاڑی کی چوٹی پر پہنچتے ہی اس نے

ایک موڑ کاٹا تو سامنے ایک پہاڑی چٹان پر ایک چھوٹا سا ٹو سیٹر ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دو آدمی موجود تھے۔

"تم ان دونوں کو سنبھالو" ـــــ شاگل نے جیپ سے اترتے ہی ان دونوں کو چیخ کر جیپ میں موجود زخمیوں کے بارے میں بتایا جو اب تقریباً نیم بے ہوش ہو چکے تھے۔ اور خود دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر سوار ہو گیا۔

دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہو گیا۔ کافی بلندی پر جا کر شاگل نے ہیلی کاپٹر کو اس سمت کی طرف بڑھا دیا ـــ جہاں اس کے اندازے کے مطابق اتنی دیر میں عمران کی جیپوں کو پہنچ جانا چاہیئے تھا۔

اور چند لمحوں تک فضا میں چکرانے کے بعد اس نے دونوں جیپوں کو چیک کر لیا۔ دونوں جیپیں اس طرف کو جا رہی تھیں جدھر ہمسایہ ملک شوگران کی سرحد پڑتی تھی۔

"اوہ ـــ تو یہ فرار ہو رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے عمران واقعی شدید زخمی ہو چکا ہے۔ ورنہ وہ کبھی فرار نہ ہوتا" ـــــ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر میں موجود ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــ شاگل کالنگ اوور" ـــ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ـــ پوائنٹ نائن اوور" ـــ چند لمحوں بعد ہی ایک آواز سنائی دی۔

"رالف ـــ دو جیپیں تمہارے پوائنٹ کی طرف آ رہی ہیں ان پر میزائلوں سے حملہ کر دو۔ ان دونوں جیپوں کو تباہ کر دو اوور" شاگل نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر ـــ میں نے دونوں جیپوں کو چیک کر لیا ہے۔ وہ ابھی میزائلوں کے ٹارگٹ میں نہیں آئیں جیسے ہی آئیں گی میں انہیں تباہ کر دوں گا اوور" ـــ دوسری طرف سے رالف کی تیز آواز سنائی دی۔

"خیال رکھنا کوئی آدمی بچ کر نہ جانے پائے اوور" ـــ شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا سر۔ بس چند منٹوں کی دیر ہے سر اوور" رالف کی آواز سنائی دی۔

"میں ہیلی کاپٹر پر موجود ہوں اور چیک کر رہا ہوں اوور اینڈ آل" شاگل نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ اس کی نظریں نیچے دونوں جیپوں پر جمی ہوئی تھیں جو کبھی چٹانوں کی اوٹ میں آ جاتیں اور کبھی سڑک پر دوڑتی ہوئیں اُسے نظر آنے لگتیں۔

"اس بار تم میں سے ایک بھی بچ کر نہ جا سکے گا" ـــ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر فتح مندی کے آثار ابھر آئے تھے۔ جیپیں تیزی سے میزائل ٹارگٹ کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔ ساتھ ساتھ شاگل کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہوتی جا رہی تھیں۔

جیپیں اب چٹانوں کی اوٹ میں آ گئی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد دونوں جیپیں جیسے ہی ظاہر ہوئیں۔ اچانک فضا میں دو شعلے سے

چمکے اور ہوا میں تو سں کی طرح گھومتے ہوئے ٹھیک دونوں جیپوں سے ٹکرائے اور اس کے ساتھ ہی دونوں جیپیں تنکوں کی طرح بکھر گئیں۔

"وہ مارا ـــــ وہ مارا۔ ویری گڈ رالف ـــــ ویری گڈ"

شاگل نے خوشی سے پائلٹ سیٹ پر اچھلتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے غوطہ دیا اور سیدھا اس سپاٹ کی طرف لپکا جہاں جیپوں کے پرزے بکھرے ہوئے تھے۔ وہ جلد از جلد عمران کی لاش کے ٹکڑے اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔

دونوں جیپیں تیزی سے پہاڑی راستوں پر دوڑ رہی تھیں۔ پہلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر عمران تھا ـــــ جب کہ پچھلی نشست پر تنویر۔ ناٹران اور فیصل جان موجود تھے۔ پچھلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ تنویر کے پاس تھی اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ پچھلی سیٹ پر کیپٹن شکیل۔ نعمانی اور خاور موجود تھے۔

اُسی لمحے عمران کی جھولی میں رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے پاکٹ سائز ریڈیو میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں اور عمران چونک پڑا ـــــ دوسرے لمحے ریڈیو میں سے ایک آواز ابھری۔ یہ کوئی شنکر بول رہا تھا۔ اور پھر شاگل کی آواز جواب میں سنائی دی۔ شنکر عمران اور اس کے ساتھیوں کی جیپوں کے متعلق شاگل کو رپورٹ دے رہا تھا۔

"ہوں —— تو اب ہمیں مارک کیا گیا ہے" —— عمران نے کہا۔ سامنے ڈیش بورڈ کے ساتھ ایک چھوٹا سا نقشہ چسپاں تھا۔ عمران کی نظریں اس نقشے پر جمی ہوئی تھیں۔ شاگل اب شنکر کو ہدایات دے رہا تھا۔

"ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔ چلے چلو" —— عمران نے مسکرا کر صفدر سے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

اب آوازیں آنی بند ہو گئی تھیں۔ پھر کچھ دیر بعد دوبارہ آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس بار کوئی دوسرا بول رہا تھا۔ وہ شاگل کو بتا رہا تھا کہ دونوں جیپوں میں فوجی بھرے ہوئے ہیں —— اور فوجیوں کا سن کر شاگل کی بُری طرح چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر اس نے کہا کہ وہ ریڈ سپاٹ پر انہیں خود چیک کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی آوازیں آنی بند ہو گئیں۔

"منصوبہ خاصا کامیاب جا رہا ہے۔ شاگل کو سامنے آنے پر مجبور ہونا ہی پڑا ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دونوں جیپیں مسلسل دوڑ رہی تھیں۔

"یہ ریڈ سپاٹ کہاں ہو سکتا ہے" —— صفدر نے پوچھا۔

"میرا اندازہ ہے کہ مرکزی پوائنٹ سے پگڈنڈی جہاں جا کر مین روڈ سے ملتی ہے یہ اُسے ہی ریڈ سپاٹ کہہ رہا ہو گا۔ بہرحال ابھی پتہ چل جائے گا" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

جیپیں اب پہاڑی کے اوپر چڑھ رہی تھیں۔ اور پھر جیسے ہی سڑک ایک موڑ گھوم کر نیچے اترنے لگی عمران یک لخت چونک پڑا۔

اس نے جلدی سے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین کو آنکھوں سے لگا لیا۔

"ہوشیار ہو جاؤ۔ ریڈ سپاٹ آ رہا ہے۔ میں ایک پتھر کے پیچھے دو آدمیوں کو حرکت کرتے دیکھ رہا ہوں۔ ان کا رخ سڑک کی طرف ہے —— لیکن انہوں نے اپنے پہلو کا خیال نہیں رکھا جو یہاں سے صاف نظر آ رہا ہے" —— عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کے ڈیش بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا۔

"جولیا —— دو کلومیٹر دور شاگل اپنے ساتھیوں سمیت ہمارے استقبال کے لئے موجود ہو گا۔ وہ یقیناً فوجی سمجھ کر ہمیں روکے گا۔ صرف میں نیچے اتروں گا۔ اور شاگل کو کک لگا کر چٹان کی طرف اچھالوں گا —— اس دوران اس کے ساتھیوں پر ناٹران فائر کھول دے گا۔ تم لوگوں نے صرف دو راؤنڈ دونوں طرف چلانے ہیں۔ اور پھر تم نے چیخ کر اعلان کرنا ہے کہ عمران اور صفدر شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ اس لئے بھاگو —— پھر اسی طرح فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھ جانا ہے۔ ضرورت پڑے تو بم بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں" —— عمران نے بٹن دباتے ہی تیز تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ لوگ تو چھپے ہوئے ہوں گے۔ ایسی صورت میں کہیں ہم واقعی زخمی نہ ہو جائیں" —— جولیا کی آواز سنائی دی۔

"تھوڑا بہت خون بہہ بھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا۔

جیپیں اب اس جگہ سے کافی قریب پہنچ چکی تھیں جہاں عمران نے

آدمیوں کو چھپا ہوا دیکھا تھا۔ اور پھر جیسے ہی جیپ ذرا سی آگے بڑھی یک لخت تین افراد ایک پتھر کے پیچھے سے اچھل کر سامنے آگئے اور عمران کے اشارے پر صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جیپ ان سے کچھ فاصلے پر روک دی ــــ پچھلی جیپ بھی رک گئی۔ اور اُسی لمحے عمران اچھل کر نیچے اترا۔ سامنے شاگل دو مسلح افراد کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ عمران اور شاگل کے درمیان باتیں ہونے لگیں۔ اور پھر عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذ کا پلندہ جیسے ہی شاگل کی طرف بڑھایا ــــ ناٹران اور فیصل جان نے ریوالور سیدھے کر لئے۔ شاگل نے جیسے ہی کاغذات پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ عمران کی لات بجلی جیسی تیزی سے چلی اور شاگل اڑتا ہوا سائیڈ کے پتھر سے جا ٹکرایا ــــ اُسی لمحے ناٹران اور فیصل جان نے فائر کھول دیا اور شاگل کے دونوں ساتھی چیختے ہوئے سڑک پر گرے۔

عمران لات مار کر اچھل کر دوبارہ شاگل کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یک لخت تین اطراف سے جیپوں پر فائر کھل گیا۔ اور عمران بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر دائیں طرف سڑک پر گرا ــــ اور پھر کروٹ لے کر جلدی سے جیپ کی سائیڈ میں آگیا۔

اب جیپوں میں سے بھی ہر طرف مسلسل فائر کیا جا رہا تھا۔ عمران جیپ کی سائیڈ میں آکر اچھل کر جیپ میں سوار ہوا تو جولیا نے چیخ کر کہا۔ "بھاگو۔ عمران اور صفدر شدید زخمی ہو گئے ہیں" اس کا فقرہ کہتے ہی جیپیں تیزی سے آگے بڑھیں ــــ اس دوران ایک چٹان کے پیچھے سے مسلسل ان پر فائرنگ ہو رہی تھی۔ جولیا کی جیپ سے

اس چٹان پر بم پھینکا گیا۔ اور چٹان کے پرزے اڑ گئے اس کے ساتھ ہی فائرنگ بند ہوگئی۔

دونوں جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے موڑ کاٹتی ہوئی آگے بڑھ گئیں۔

"اب پروگرام کے مطابق اس پوائنٹ پر چلو جہاں ہمارا ہیلی کاپٹر موجود ہے" ــــ عمران نے چیخ کر صفدر سے کہا۔ اور جلد ہی نیچے رکھا ہوا ڈبہ اٹھا کر اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا۔ دونوں جیپیں برق رفتاری سے اونچی نیچی سڑک پر دوڑی جا رہی تھیں۔ عمران کی نظریں نقشے پر جمی ہوئی تھیں۔

"کہیں راستے میں ان کا کوئی پوائنٹ نہ ہو" ــــ صفدر نے کہا۔

"نہیں ــــ راستے میں کوئی نہیں۔ یہ راستہ آف سائیڈ پر ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر کافی دور پہنچنے پر اچانک عمران کی نظریں آسمان پر اٹھیں۔ تو اس نے ایک چھوٹے سے ہیلی کاپٹر کو دور ایک چٹان کے پیچھے سے فضا میں بلند ہوتے دیکھا ــــ ہیلی کاپٹر خاصی تیز رفتاری سے کافی بلندی پر گیا۔ اور پھر اُسی طرح بڑھنے لگا جدھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی جیپیں تھیں۔

چند لمحوں بعد ڈبے میں سے ایک آواز ابھری اور عمران چونک پڑا۔

"ہیلو ہیلو ــــ شاگل کالنگ اوور" ــــ ڈبے میں سے

شاگل کی تیز آواز ابھری۔

"یس ——— پوائنٹ نائن اوور" ——— ایک دوسری آواز سنائی دی۔ اور عمران نے چونک کر نقشے کی طرف دیکھا اور سر ہلا دیا۔ اس کا اندازہ ابھی تک بالکل درست تھا۔ اس کے اپنے بنے ہوئے نقشے کے مطابق اس طرف پوائنٹ نائن ہونا چاہئے تھا۔

"رالف ——— دو جیپیں تمہارے پوائنٹ کی طرف آ رہی ہیں۔ ان پر میزائلوں سے حملہ کر دو۔ ان دونوں جیپوں کو تباہ کر دو اوور" شاگل نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"سر ——— میں نے دونوں جیپوں کو چیک کر لیا ہے وہ ابھی میزائلوں کے ٹارگٹ میں نہیں آئیں جیسے ہی آئیں گی میں انہیں تباہ کر دوں گا اوور" ——— رالف کی آواز سنائی دی۔

"خیال رکھنا کوئی آدمی بچ کر نہ جانے اوور" ——— شاگل کے لہجے میں مسرت تھی۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا سر ——— بس چند منٹوں کی دیر ہے سر اوور" ——— رالف کی آواز سنائی دی۔

"میں ہیلی کاپٹر پر موجود ہوں اور چیک کر رہا ہوں اوور اینڈ آل" شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی گفتگو بند ہو گئی۔ عمران اب ڈیش بورڈ کے ساتھ چسپاں نقشے پر جھکا ہوا تھا۔

"سامنے والی چٹان کے پیچھے جیپیں روک دو" ——— عمران نے چیخ کر صفدر سے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد دونوں جیپیں بڑی چٹان کے پیچھے آ کر رک گئیں۔

جلدی کرو نیچے اترو۔ جلدی سامان اتار لو۔ صفدر اور تنویر تم دونوں جیپوں کو آٹومیٹک کنٹرول سے کلپ کر کے انہیں چلا دو۔ اور خود نیچے چھلانگیں لگا دو۔ جلدی" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا اور وہ سب جیپوں سے نیچے اترے۔ سامان کے تھیلے بھی انہوں نے گھسیٹ لئے۔ صفدر اور تنویر البتہ جیپوں کے اندر ہی تھے چند لمحوں بعد ہی دونوں جیپیں ایک جھٹکے سے آگے بڑھنے لگیں۔ اور صفدر اور تنویر دونوں چھلانگیں لگا کر نیچے اتر آئے۔

جیپیں جیسے ہی چٹان کی اوٹ سے نکل کر کھلی سڑک پر آئیں۔ یک لخت دور سے دو شعلے سے چمکے اور قوس کی صورت بناتے ہوئے جیپوں سے ٹکرائے ——— اور اس کے ساتھ ہی دونوں جیپوں کے پرزے فضا میں بکھر گئے۔

عمران آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو اس طرف غوطہ کھا کر آتے دیکھا۔ تنویر نے یک لخت ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن آسمان کی طرف اٹھائی ——— لیکن عمران نے ہاتھ مار کر اسے نیچے کر دیا۔

"حماقت مت کرو تنویر۔ ورنہ یہ ہمیں بھاگنے نہیں دے گا۔ اگر شاگل کو ہی مارنا تھا تو میں وہاں آسانی سے اس کے سینے میں گولی اتار سکتا تھا ——— لیکن شاگل کے مرنے سے مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ اس کی جگہ کوئی اور لے لے گا۔ جس کی تعینات کا ہمیں علم نہ ہوگا" عمران نے اسے سمجھایا تو تنویر کے چہرے پر شرمندگی کے آثار ابھر آئے۔ شاگل کا ہیلی کاپٹر اب کافی قریب آ گیا تھا۔

"دوڑو ــــ چٹانوں کی اوٹ لے کر دوڑو۔ ہمیں فوراً اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑنا ہے"۔ ــــ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور وہ سب چٹانوں کی اوٹ لے کر خرگوش کی طرح دوڑنے لگے۔

اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ اس پہاڑ نما چٹان کے پیچھے پہنچ گئے جہاں ایک بڑا لیکن خاصا تیز رفتار ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ جوزف، جوانا، چوہان اور صدیقی وہاں موجود تھے ــــ شاگل کا ہیلی کاپٹر اب نیچے اتر چکا تھا۔ وہ سب عمران کے اشارے پر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔ عمران نے خود پائلٹ سیٹ سنبھالی اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا ــــ عمران نے اس کی رفتار کافی تیز رکھی ہوئی تھی۔ فضا میں بلند ہوتے ہی ہیلی کاپٹر بجلی کی سی تیزی سے شوگران کی سرحد کی طرف اڑنے لگا۔ اسی لمحے دور سے شاگل کا ہیلی کاپٹر بھی فضا میں بلند ہوا ــــ اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ہیلی کاپٹر ٹرانسمیٹر پر شاگل کی آواز ابھری۔

"ہیلو ہیلو ــــ ہیلی کاپٹر میں کون ہے۔ میں چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں اوور" ــــ شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مسٹر شاگل ــــ کاش عمران اور صفدر اس قدر شدید زخمی نہ ہوتے تو ہم تمہیں بتاتے کہ لیبارٹری کیسے تباہ کی جاتی ہے۔ لیکن اب کیا کیا جائے مجبوری ہے۔ انہیں فوری طبی امداد چاہیئے۔ یہ مر رہے ہیں اور ان کی زندگی ہمیں تمہاری دس لیبارٹریوں سے بھی زیادہ عزیز ہے اوور" ــــ عمران نے جولیا کی آواز نکالتے ہوئے کہا۔

پیچھے بیٹھی ہوئی جولیا اس طرح حیرت سے اپنے آپ کو دیکھنے لگی جیسے اسے خیال گزرا ہو کہ وہ خود بولی ہو۔

"اوہ ــــ تو تم فرار ہو رہے ہو۔ اب تم فرار نہیں ہو سکتی۔ اپنے آپ کو سرنڈر کر دو۔ میں ان کو طبی امداد پہنچاؤں گا۔ میرا وعدہ ہے اوور" شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہمیں تمہارے وعدے پر اعتماد نہیں ہے اوور" ــــ عمران نے جولیا کے لہجے میں کہا۔ اور ہیلی کاپٹر کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔ ظاہر ہے اس کا رخ شوگران سرحد کی طرف تھا۔ شاگل کا چھوٹا ہیلی کاپٹر گو خاصا تیز رفتار تھا ــــ لیکن شاگل کافی فاصلے پر ہی رہا تھا۔ اس نے قریب آنے کی کوشش نہ کی تھی۔ شاید اسے خطرہ تھا کہ اس کا ہیلی کاپٹر تباہ نہ کر دیا جائے۔

"ہیلو ہیلو ــــ قاچار ائیر بیس۔ میں چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ ائیر مارشل سے بات کراؤ۔ فوراً جنگی جہازوں کا سکواڈرن فضا میں لے آؤ۔ غیر ملکی مجرم ایک ہیلی کاپٹر میں شوگران کی سرحد کی طرف جا رہے ہیں انہیں واپس لے آنا ہے اوور" یک لخت ٹرانسمیٹر سے شاگل کی بری طرح چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تکلف کی ضرورت نہیں مسٹر شاگل ــــ جب تک تمہارے جنگی جہاز اڑ کر یہاں تک پہنچیں گے ہم شوگران کی سرحد میں داخل ہو چکے ہوں گے ــــ اور پھر ہم وہاں سے آسانی کے ساتھ پاکیشیا پہنچ جائیں گے۔ لیکن مسٹر شاگل یہ ہمارا چیلنج ہے کہ جیسے ہی عمران اور

صفدر تندرست ہوئے ہم واپس آئیں گے اور پھر دیکھیں گے کہ
تمہاری لیبارٹری ہمارے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہے اوور۔
عمران نے جولیا کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تم شکست کھا کر جا رہے ہو۔ اور سن لو میں تمہیں قبر تک بھی نہ
چھوڑوں گا۔ میرا نام شاگل ہے شاگل۔ یہ نام ہمیشہ تمہارے لئے
دہشت بنا رہے گا ـــــ کاش تم فوجیوں کے روپ میں نہ آتے
تو میں دیکھتا تمہاری ہمیں اور تم کس طرح بچ کر نکلتے ہو اوور"
شاگل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔
"ہیلو ہیلو ـــــ شوگران سیکورٹی رینج۔ ہیلی کاپٹر میں کون ہے۔
شناخت کراؤ۔ ورنہ ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا جائے گا اوور"
اچانک ایک اور چیختی ہوئی آواز ٹرانسمیٹر پر سنائی دی۔
"میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سیکنڈ چیف، جولیانا فٹز واٹر بول رہی
ہوں۔ ہیلی کاپٹر میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران سوار ہیں۔ دو
آدمی شدید زخمی ہیں ـــــ ہم تمہارے ملک میں پناہ لینا چاہتے ہیں۔
کیونکہ کافرستانی سیکرٹ سروس ہمارے پیچھے لگی ہوئی ہے اوور"
عمران نے جولیا کے لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔
"کیا تم میں علی عمران نامی کوئی شخص بھی ہے اوور"
دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
"ہاں ـــــ وہ شدید زخمی ہے اوور" ـــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
"اوہ ـــــ پھر ٹھیک ہے۔ ہمارے پاس جنرل آرڈر موجود ہیں کہ

عمران جب بھی ہمارے ملک میں پناہ مانگے اُسے دے دی
جائے۔ کیونکہ علی عمران شوگران کا محسن ہے اور اس کا تعلق پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے ہے ـــــ اس لئے تم نے جب پاکیشیا
سیکرٹ سروس کا نام لیا تو ہمیں ان جنرل آرڈرز کا خیال آ گیا اوور"
دوسری طرف سے اس بار نرم لہجے میں کہا۔
"فوراً ایمبولینس کا انتظام کرو۔ عمران کی حالت بے حد خراب
ہے۔ اُسے دو گولیاں لگی ہیں اوور" ـــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔
"تم آگے بڑھ آؤ۔ اب تم شوگران کی سرحد میں داخل ہو چکے ہو۔
اب ہماری ایئر فورس تمہاری حفاظت کرے گی۔ ہم ایک ہیلی کاپٹر
بھیج رہے ہیں جو تمہیں اپنی نگرانی میں ایئر بیس پر لے آئے گا اوور"
دوسری طرف سے کہا گیا۔
اور پھر چند لمحوں بعد ایک جنگی ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا آسمان پر نمودار
ہوا۔ اور چند لمحوں میں عمران کے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گیا۔
عمران نے ہیلی کاپٹر اس کی رہنمائی میں اڑانا شروع کر دیا۔ اور
تقریباً پندرہ منٹ کی مسلسل پرواز کے بعد وہ کوہستانی علاقے
کے درمیان بنے ہوئے ایک بڑے سے ایئر بیس پر اتر گئے۔
وہاں شوگرانی فوجی اور ایک ایمبولینس بھی موجود تھی۔
جیسے ہی عمران کا ہیلی کاپٹر اترا مسلح فوجیوں نے اُسے
چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہاتھ
اٹھائے ہیلی کاپٹر سے باہر آ گیا ـــــ اس کے چہرے

پر مسکراہٹ تھی۔

"وہ زخمی علی عمران اور اس کا ساتھی کہاں ہے"۔ ایک فوجی افسر نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"میں ہوں زخمی علی عمران"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ——— لیکن ہمیں تو بتایا گیا ہے کہ علی عمران شدید زخمی ہے۔ لیکن آپ تو ٹھیک ٹھاک ہیں"۔ ——— فوجی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا دل زخموں سے چور ہے۔ اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں ٹھیک ہوں۔ یہ رونق تو ان کے دیکھے سے ہے"۔ عمران نے مسکرا کر جولیا کی طرف اشارہ کیا اور جولیا اُسے غصے سے گھورتی رہ گئی۔

"یہ کیا چکر ہے۔ کیا واقعی آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں"۔ ——— فوجی نے اس بار انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"آپ کو ہم سرکس دکھانے والے لگ رہے ہیں"۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— میرا مطلب ہے کہ آپ زخمی نہیں ہیں"۔ فوجی افسر نے گڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ ہمیں کہیں لے چل کر بٹھائیں گے یا سارا انٹرویو یہیں پر ہی مکمل ہو گا"۔ ——— عمران کو شاید اب غصہ

نے لگا تھا۔

"ٹھیک ہے ——— آیئے ——— ابھی ہمارا ایریا کمانڈر آئے گا۔ وہ خود ہی فیصلہ کرے گا۔ لیکن اس وقت تک آپ پنے آپ کو حراست میں سمجھیں"۔ ——— فوجی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے ملحقہ عمارت کی طرف بڑھ گیا

شاگل بے حد خوش تھا۔ زندگی میں پہلی بار اس نے
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دم دبا کر بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس
نے پرائم منسٹر کو اس بات کی تفصیلی رپورٹ دے دی تھی۔ اس
کے ساتھ ساتھ اس نے شوگران میں اپنے خصوصی ایجنٹوں کو بھی
حرکت دے دی تھی ___ انہوں نے بھی یہی رپورٹ دی تھی۔
کہ پناہ لینے والوں میں ___ دو افراد شدید زخمی تھے۔ جن کا یہاں
آپریشن کیا گیا لیکن آپریشن کامیاب نہیں ہوا۔ اس لئے حکومت
پاکیشیا کی خصوصی درخواست پر ایک تیز رفتار طیارے کی مدد سے
ان زخمیوں اور باقی افراد کو پاکیشیا پہنچا دیا گیا ___ پھر پاکیشیا
سے بھی اُسے یہی رپورٹیں ملی تھیں کہ عمران اور اس کا ایک ساتھی
شدید زخمی ہے۔ اور کسی خفیہ ہسپتال میں ان کا علاج ہو رہا ہے
ٹوچانگ نے بھی اُسے یہی رپورٹ دی تھی کہ عمران کے فلیٹ

کو تالا لگا ہوا ہے اور اس کے دوست سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بھی
اُسے یہی رپورٹ ملی ہے کہ عمران کی حالت بے حد خراب ہے
وہ مرنے کے قریب ہے ___ ٹوچانگ نے عمران کے والد
اور ان کے گھر کے افراد کے متعلق بھی رپورٹ دی تھی وہاں بھی
انتہائی سوگواری چھائی ہوئی ہے۔ اس طرح شاگل کو مکمل یقین ہو
گیا تھا کہ اس بار وہ کامیاب رہا ہے ___ پرائم منسٹر صاحب
نے بھی اس کی کامیابی پر بے حد مسرت کا اظہار کیا تھا۔ اور
اُسے بتایا تھا کہ اب فکر کرنے والی کوئی بات نہیں۔ ڈاکٹر
طارل اور ڈاکٹر ستیش ایک ماہ کے اندر پراجیکٹ مکمل کر
لیں گے ___ اور شاگل کو یقین تھا کہ اگر عمران بچ بھی گیا تب بھی
ایک ماہ سے پہلے وہ پوری طرح تندرست نہیں ہو سکتا۔
اس نے کو پہاڑیوں پر سے اپنے آدمی ہٹوا لئے تھے لیکن
اس نے صرف رغبت کے لئے وہاں لیبارٹری کے اندر اپنے
دو خاص آدمی تعینات رکھے تھے تاکہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت
میں وہ اُسے اطلاع کر سکیں ___ اور وہ خود اپنے آدمیوں سمیت
اب دارالحکومت میں ہی موجود تھا۔
ابھی وہ اپنے دفتر میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس کامیابی کا جشن
کس انداز میں منایا جائے کہ میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے
سیٹی کی آواز نکلی ___ شاگل نے چونک کر اس کا فریکونسی ڈائل
دیکھا تو اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے۔ کیونکہ
فریکونسی ڈائل بتا رہا تھا کہ یہ کال لاسمہ پہاڑیوں میں لیبارٹری سے

کی جا رہی ہے۔

"اوہ پھر کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے"۔۔۔ شاگل نے پریشان سے لہجے میں کہا۔ اور جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ شنکر کالنگ فرام لیبارٹری اوور"

ٹرانسمیٹر سے اس کے خاص آدمی شنکر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ شاگل اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ شاگل نے رعب دار لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں نے اطلاع دینی ہے کہ ڈاکٹر طارل کا چھوٹا بھائی ڈاکٹر تاسین جو ایکریمیا سے آیا ہوا ہے۔ ڈاکٹر طارل سے ملنے کل لیبارٹری میں آ رہا ہے۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے لیبارٹری میں اس کے داخلے کے لئے پرائم منسٹر صاحب سے خصوصی اجازت حاصل کی ہے اوور"۔۔۔ شنکر نے کہا۔

"ڈاکٹر طارل کا چھوٹا بھائی ڈاکٹر تاسین۔۔۔ لیکن وہ لیبارٹری میں کیوں آ رہا ہے اوور"۔۔۔ شاگل نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں سر۔ میں تو صرف آپ کو اطلاع ہی دے سکتا ہوں اوور"۔۔۔ شنکر کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔ یہ معلوم کرو کہ ڈاکٹر تاسین اس وقت کہاں ہے اوور"۔۔۔ شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تو سر مجھے معلوم ہے وہ ڈاکٹر طارل کی رہائش گاہ پر موجود ہیں وہ آج صبح ہی ایکریمیا سے آئے ہیں۔ انہوں نے خصوصی نمبر پر ڈاکٹر طارل سے بات کی۔۔۔ اور پھر ڈاکٹر طارل نے انہیں وہیں لیبارٹری میں بلوایا ہے۔ اور اس کے لئے پرائم منسٹر صاحب سے خصوصی اجازت لی ہے اوور"۔۔۔ شنکر نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔۔۔ میں اب دیکھ لوں گا۔ اوور اینڈ آل"

شاگل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پی۔ اے کو پرائم منسٹر سے رابطہ کرنے کے لئے کہا۔۔۔ حالانکہ وہ صبح ہی پرائم منسٹر کو مکمل رپورٹ دے چکا تھا لیکن اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ کوئی گڑبڑ ہونے والی ہے۔

چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور پی۔ اے نے بتایا کہ وہ پرائم منسٹر صاحب سے بات کر سکتے ہیں۔

"سر۔۔۔ میں شاگل بول رہا ہوں سر"۔۔۔ شاگل نے دوسری طرف سے ہیلو کی آواز سنتے ہی کہا۔

"یس۔۔۔ کیا بات ہے مسٹر شاگل"۔۔۔ پرائم منسٹر نے نرم لہجے میں کہا۔ شاید یہ شاگل کی حالیہ کامیاب کارکردگی کی وجہ سے تھا۔

"سر۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے۔ ڈاکٹر طارل صاحب کا چھوٹا بھائی ڈاکٹر تاسین جو کہ ایکریمیا سے آیا ہے۔ لیبارٹری میں کل جائے گا۔ اور آپ نے اس کے لئے خصوصی اجازت دی

ہے"۔ ---- شاگل نے کہا۔

"ہاں آپ کو درست اطلاع ملی ہے۔ ڈاکٹر طارل نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ پراجیکٹ کے سلسلے میں ڈاکٹر تاسین سے اہم مشورے کی ضرورت ہے ---- اس پر میں نے انہیں لیبارٹری میں داخل ہونے کی باقاعدہ اجازت دے دی ہے"۔

پرائم منسٹر صاحب نے اُسی طرح نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر- اس طرح تو پراجیکٹ لیک ہونے کا خطرہ ہے۔ ایکریمیا والے اس پر ٹوٹ پڑیں گے"۔ ---- شاگل نے کہا۔

"میرے ذہن میں بھی یہی خدشہ ابھرا تھا۔ اور میں نے اس پر ڈاکٹر طارل سے بات کی تھی۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ڈاکٹر تاسین کو اصل پراجیکٹ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جائے گا ---- صرف ایک سائنسی پرابلم پر ان سے ڈسکس کرنا ہے۔ ڈاکٹر تاسین اس موضوع پر دنیا بھر میں اتھارٹی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر طارل نے یہ بھی یقین دلایا ہے کہ ڈاکٹر تاسین دو ماہ کی رخصت پر آئے ہیں ---- اس لئے پراجیکٹ مکمل ہونے تک وہ ملک سے باہر نہیں جائیں گے"۔ ---- پرائم منسٹر صاحب نے جواب دیا۔

"سر- ڈاکٹر تاسین کتنی دیر وہاں رکیں گے"۔ ---- شاگل نے پوچھا۔

"آخر آپ کے ذہن میں کیا خدشہ ہے۔ آپ کھل کر بات کریں"

اس بار پرائم منسٹر صاحب کے لہجے میں تلخی تھی۔

"سر ---- دراصل ہم بے حد محتاط رہنے کے عادی ہیں۔ بظاہر تو سب ٹھیک ہے۔ لیکن پھر بھی احتیاط اچھی چیز ہے۔ اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں یہاں ڈاکٹر تاسین صاحب سے مل لوں۔ اور پھر ان کے ساتھ ہی لیبارٹری میں جاؤں ---- اور پھر اکٹھے ہی ہم واپس آجائیں اس طرح ہر قسم کا خدشہ دور ہو جائے گا"

شاگل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح ڈاکٹر طارل کے ناراض ہونے کا خطرہ ہے"

پرائم منسٹر صاحب نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر- آپ ان سے بات کرلیں۔ انہیں بتائیں کہ ایسا حفاظتی اقدامات کے تحت کیا جارہا ہے۔ کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے بہرحال خطرہ موجود ہے" ---- شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ---- میں بات کر کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں" ---- پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

شاگل نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر کشمکش کے آثار موجود تھے۔ جیسے کوئی بات اس کے لاشعور میں کھٹک رہی ہو۔ لیکن وہ بات اس کے شعور میں نہ آرہی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد پرائم منسٹر صاحب کا فون دوبارہ آیا اور انہوں نے بتایا کہ حفاظتی اقدامات کی بنا پر ڈاکٹر طارل اس

بات پر رضامند ہو گئے ہیں کہ آپ ڈاکٹر تاسین کے ساتھ لیبارٹری
میں جائیں لیکن آپ ڈسکس روم سے باہر ہی بیٹھیں گے۔
شاگل نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر رسیور رکھ کر وہ ڈاکٹر
تاسین سے ملنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اُسے یقین تھا کہ اس کی
موجودگی میں کوئی گڑبڑ نہیں ہو سکتی ——— اور ویسے بھی وہ ڈاکٹر
تاسین کو اپنے طور پر اچھی طرح جانچ لے گا۔ چنانچہ وہ دفتر سے نکلا
اور چند لمحوں بعد اس کی کار ڈاکٹر طارل کی رہائش گاہ کی طرف دوڑ
رہی تھی۔

ایکس ٹو نے اصل ڈاکٹر تاسین کو ایکریمیا سے باقاعدہ
ایک منصوبہ بندی کے تحت اغوا کر لیا تھا۔ وہاں ڈاکٹر تاسین نے
باقاعدہ دو ماہ کی رخصت اپلائی کی ——— اور پھر رخصت منظور ہونے
پر ڈاکٹر تاسین ایکریمیا سے پہلے فرانس گیا۔ اور وہاں دو دن رہ
کر وہ سیدھا کافرستان پہنچا تھا۔ اب یہ اور بات تھی کہ اصل
ڈاکٹر تاسین اغوا ہو کر رخصت منظور ہونے سے پہلے ہی ایکریمیا
میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک خفیہ اڈے میں پہنچ چکا تھا۔
جہاں اس سے مکمل معلومات حاصل کر کے اس کی جگہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے ایکریمین ایجنٹ نے لی تھی ——— اور ڈاکٹر تاسین کو وہاں
سے ایک اور بیمار آدمی کے روپ میں پاکیشیا بھجوا دیا گیا تھا۔
یہاں دانش منزل میں عمران نے اس سے ملاقات کی اور پھر عمران
وہاں سے فرانس پہنچ گیا ——— جہاں ایکریمیا سے وہ فارن ایجنٹ

ڈاکٹر تاسین کے روپ میں پہنچا تھا اور پھر وہاں سے عمران ڈاکٹر تاسین کے روپ میں ایکریمیا پہنچ گیا۔ یہاں ناٹران اور فیصل جان کو پہلے ہی الرٹ کر دیا گیا تھا تاکہ وہ ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کے لئے تیار رہیں۔

عمران نے یہاں پہنچتے ہی بیگم ڈاکٹر طارل سے گفتگو کی اور پھر اس نے ڈاکٹر طارل سے ملنے کی خواہش کی جس پر بیگم ڈاکٹر طارل نے ایک خصوصی ٹیلی فون نمبر پر لیبارٹری میں ڈاکٹر طارل سے فون پر عمران کی بات کرائی ــــ عمران نے باتوں باتوں میں اُسے بتایا۔ کہ وہ ایکریمیا میں ایک خصوصی پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے اور اس میں اس نے اس پوائنٹ پر کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اُس پر ڈاکٹر طارل نے اُسے بتایا کہ یہی پوائنٹ یہاں ایک خصوصی پراجیکٹ میں ان کے لئے دردِ سر بنا ہوا ہے ــــ جس پر عمران نے اُسے یقین دلایا کہ وہ پوائنٹ آسانی سے حل کر سکتا ہے۔ تو ڈاکٹر طارل نے اُسے بتایا کہ وہ پرائم منسٹر سے بات کر کے اُسے لیبارٹری میں بلواتا ہے ــــ اور پھر اُسے اطلاع مل گئی۔ کہ اُسے لیبارٹری میں آنے کی خصوصی اجازت دے دی گئی ہے اور فوج کا ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کل صبح اُسے لینے کے لئے وہاں پہنچ جائے گا۔

عمران بے حد خوش تھا کہ اس نے کامیابی کے لئے سب سے اہم قدم کامیابی سے اٹھا لیا ہے اس قدم کیلئے اس نے بے حد سر مارا تھا ــــ اور پھر اس کے اپنے آئیڈیے کے مطابق جو پراجیکٹ زیرِ تکمیل تھا اس میں یہ پوائنٹ لازماً دردِ سر بن سکتا تھا۔ اور اس

نے اس پوائنٹ کو حل کرنے کے لئے ڈاکٹر شعیب سے ایک لمبی گفتگو کی تھی۔ اس گفتگو میں ڈاکٹر شعیب نے ڈاکٹر اشرف اور چند دوسرے سائنسدانوں کو بھی شامل کر لیا تھا ــــ اور طویل بحث و مباحثے کے بعد آخر کار وہ اس پوائنٹ کے بارے میں ایک حتمی نتیجے پر پہنچ گئے تھے۔ اور یہاں پہنچ کر عمران نے اسی پوائنٹ کے بارے میں ڈاکٹر طارل سے بات کی تھی ــــ اور اس کی توقع کے عین مطابق ڈاکٹر طارل نے اسی پوائنٹ کی خاطر اُسے لیبارٹری میں طلب کر لیا تھا۔

بیگم ڈاکٹر طارل کسی تقریب میں شرکت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ اس لئے عمران اطمینان سے کمرہ بند کر کے اپنا مخصوص سامان ترتیب دینے میں مصروف تھا جسے اس نے لیبارٹری میں اپنے ساتھ لے جانا تھا تاکہ وہاں اپنا مقصد پورا کر سکے ــــ اُسے معلوم تھا کہ لیبارٹری میں اس کی کمپیوٹر چیکنگ ہونی ہے اس لئے وہ اس سامان پر خاص قسم کا سیلوفین چڑھا رہا تھا جس کے بعد کمپیوٹر اُسے چیک نہ کر سکے گا اچانک کمرے میں رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
اور عمران نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس ــــ ڈاکٹر تاسین" ــــ عمران نے ڈاکٹر تاسین کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تاسین ــــ میں طارل بول رہا ہوں لیبارٹری سے"۔
دوسری طرف سے ڈاکٹر طارل کی مخصوص سنجیدہ آواز سنائی دی۔
اور عمران اس موقعہ پر ڈاکٹر طارل کی کال پر بُری طرح چونک پڑا۔

کیونکہ یہ کال بالکل بے موقعہ تھی۔

"جی بھائی صاحب۔ فرمائیے" ——— عمران نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں کہا۔

"تاسین ——— یہاں ہمارے پراجیکٹ کے خلاف پاکیشیائی سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے۔ اس کی طرف سے کئی بار لیبارٹری پر حملہ بھی ہو چکا ہے۔ اور اب بھی یہ خطرہ موجود ہے۔ اس لئے حفاظتی اقدامات کے تحت وزیر اعظم صاحب نے فیصلہ کیا ہے کہ چیف آف سیکرٹ سروس مسٹر شاگل تمہارے ساتھ سفر کریں گے اور تمہارے ساتھ ہی لیبارٹری میں آئیں گے ——— اور پھر تمہارے ساتھ ہی واپس چلے جائیں گے۔ یہ سب کچھ حفاظتی انتظامات کے تحت کیا جا رہا ہے۔ اس لئے تم ناراض نہ ہونا" ڈاکٹر طارل نے کہا۔

"بھائی صاحب اس میں ناراض ہونے والی کیا بات ہے۔ اور مجھے فخر ہے کہ میں کافرستان کی سیکرٹ سروس کے چیف کے ساتھ سفر کروں گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— ہو سکتا ہے مسٹر شاگل تم سے رابطہ کریں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع کر دوں" ——— ڈاکٹر طارل نے کہا۔

"بے فکر رہیں بھائی صاحب۔ یہ حفاظتی انتظامات بے حد ضروری ہیں" ——— عمران نے کہا۔ اور ڈاکٹر طارل نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ شاگل کو جیسے ہی اطلاع ملی ہوگی اس نے اپنی اہمیت جتلانے کے لئے ساتھ جانے کے لئے وزیر اعظم کو مجبور کیا ہوگا۔

"اچھا بیٹے شاگل۔ تم بھی ساتھ چل کر دیکھ لو" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جلدی جلدی سامان پیک کرنا شروع کر دیا۔ سامان کی طرف سے فارغ ہونے کے بعد وہ اٹھا۔ اور اس نے آئینے میں اپنے میک اپ کا تنقیدی جائزہ لینا شروع کر دیا ——— کیونکہ اب شاگل نے اس کے بالکل قریب رہنا تھا۔ اور وہ جانتا تھا کہ بہرحال شاگل سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ اس کی اور ایک عام آدمی کی نظروں میں بہرحال فرق ہوتا ہے۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ملازم اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ تھا۔

"ایک صاحب آئے ہیں۔ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں" ملازم نے مؤدبانہ انداز میں پلیٹ میں رکھے ہوئے کارڈ کو عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے ——— میں آ رہا ہوں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ملازم واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر ٹھہر کر عمران کمرے سے نکلا اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ ڈرائنگ روم کے دروازے سے اس وقت ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا باہر نکل رہا تھا ——— عمران نے پردہ ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔ سامنے صوفے پر شاگل ہاتھ میں شربت کا

گلاس پکڑے بڑی آن بان سے بیٹھا ہوا تھا۔

"مجھے ڈاکٹر تاسین کہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔

"میرا نام شاگل ہے۔ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں" ۔۔۔ شاگل نے گلاس میز پر رکھتے ہوئے اٹھ کر باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ۔۔۔ ابھی چند لمحے پہلے بھائی صاحب کا فون آیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ لیبارٹری جائیں گے۔ حفاظتی اقدامات کے سلسلے میں۔ یہ تو میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہو گی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ۔۔۔ شاگل نے سینہ اکڑاتے ہوئے کہا۔

"ویسے مسٹر شاگل۔ یہ حفاظتی اقدامات کس لئے ہو رہے ہیں" عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکٹر طارل اور ڈاکٹر ستیش کو ختم کرنا چاہتی ہے۔ پچھلے دنوں انہوں نے لیبارٹری پر حملہ کرنے کی بھی کوشش کی تھی لیکن میں نے انہیں فرار ہونے پر مجبور کر دیا" شاگل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں یہ ٹور منسوخ کر دیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ حملہ کریں۔ میں تو ایک سائنسدان ہوں میرا ان چکروں سے دل گھبراتا ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ایسی بات نہیں۔ جب میں آپ کے ساتھ جا رہا ہوں تو پھر فکر کرنے کی کیا بات ہے۔ میرے ہوتے ہوئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جرأت ہے کہ حملہ کرنا تو ایک طرف حملے کا تصور بھی کر سکے" ۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"اوہ ہاں بالکل۔ آخر آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں۔ آپ کے ہوتے ہوئے مجھے واقعی کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ آپ تو خطرہ کی بو دس میل سے سونگھ لیتے ہوں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے جناب خطرہ تو میرا نام سن کر ہی بھاگ جاتا ہے۔ اچھا اب مجھے اجازت دیجئے۔ صبح آپ سے ملاقات ہو گی" شاگل نے مطمئن انداز میں اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے بڑے پرجوش انداز میں اس سے نہ صرف مصافحہ کیا بلکہ پورچ میں کھڑی اس کی کار تک اسے چھوڑنے بھی گیا۔

شاگل کے جانے کے بعد جب عمران اپنے کمرے میں پہنچا تو ہنسی سے اس کا برا حال تھا۔ شاگل غریب کو کیا معلوم کہ وہ کس کو اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہے ۔۔۔ ویسے بھی اس نے اپنے آپ کو بڑے کنٹرول میں رکھا تھا۔ ورنہ کئی بار اس کی زبان کھجلائی تھی۔ لیکن مشن کی اہمیت کے پیش نظر وہ خاموش ہو گیا تھا۔

کمرے میں پہنچ کر اس نے اپنے سامان سے مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔

"یس ــــ ناٹران اٹنڈنگ اوور ــــ" فوراً ہی دوسری طرف
سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔
"تم نے چیک کیا کہ شاگل مجھ سے ملنے آیا تھا اوور"
عمران نے اصل لہجے میں کہا۔
"یس سر ــــ فیصل جان اس کے تعاقب میں گیا ہے۔ میں
خود آپ کو کال کرنے والا تھا اوور" ــــ ناٹران نے پریشان
لہجے میں کہا۔
"وہ میری حفاظت کے لئے ساتھ جا رہا ہے تاکہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس مجھ پر حملہ نہ کر سکے اوور" ــــ عمران نے کہا اور
دوسری طرف سے ــــ ناٹران کا بلند قہقہہ سنائی دیا۔
"بہت خوب ــــ واقعی یہ دلچسپ اتفاق ہے عمران صاحب
اوور" ــــ ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔
"دلچسپ نہیں ــــ اسے کہتے ہیں بلی دودھ کی رکھوالی۔ لطف
تو واپسی پر آئے گا اوور" ــــ عمران نے کہا۔
"سر، اگر آپ کہیں تو میں وہاں لیبارٹری کے گرد پہنچنے کا انتظام
کروں اوور" ــــ ناٹران نے کہا۔
"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں۔ ایک بار اندر داخل ہو جاؤں
اس کے بعد میں جانوں اور میرا پراجیکٹ۔ تم فیصل جان کو واپس بلوا لو۔
ایسا نہ ہو کہ شاگل کسی بات پر مشکوک ہو جائے اوور" ــــ عمران
نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے سر اوور" ــــ ناٹران نے کہا اور عمران

نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

عمران جیسے ہی ڈاکٹر تاسین کے روپ میں شاگل کے
ساتھ لیبارٹری کے مین گیٹ پر پہنچا۔ وہاں ڈاکٹر ستیش اور ڈاکٹر
طارق دونوں ہی عمران کے استقبال کے لئے موجود تھے۔
عمران نے رواج کے مطابق ڈاکٹر طارق کو جھک کر سلام کیا اور
ڈاکٹر طارق نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا ــــ اور پھر عمران
نے ڈاکٹر ستیش سے بھی بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔
"کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی راستے میں" ــــ ڈاکٹر طارق نے
مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"نہیں بھائی صاحب ــــ مسٹر شاگل کی ہمراہی میں تکلیف کیسی۔
انہوں نے مجھے راستے میں ساری تفصیل بتائی ہے کہ انہوں
نے کس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کا حملہ پسپا کیا اور کس طرح

ان کے اہم ترین آدمی علی عمران کو شدید زخمی کر دیا۔ جو کہ اب تک ہسپتال میں پڑا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر شاگل بہت کامیاب چیف ہیں۔ ان کی صلاحیتوں کے تو پرائم منسٹر صاحب بھی بے حد قائل ہیں" ——— ڈاکٹر طارل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور شاگل کا سینہ اور زیادہ چوڑا ہو گیا۔

"اچھا شاگل صاحب۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے تکلیف کی۔ اب ہم اندر جا رہے ہیں تاکہ اہم معاملات میں ڈسکس کر لیں" ڈاکٹر طارل نے کہا۔

"یس سر ——— میں یہاں موجود رہوں گا سر۔ میں نے ڈاکٹر تاسین صاحب کے ساتھ ہی واپس جانا ہے" ——— شاگل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ان کی واپسی کم از کم چار یا پانچ گھنٹوں بعد ہی ہو سکے گی" ——— ڈاکٹر طارل نے کہا۔

"کوئی بات نہیں سر۔ میں یہاں انتظار کروں گا" ——— شاگل نے کہا اور ڈاکٹر طارل نے سر ہلا دیا۔

"آؤ ڈاکٹر میرے ساتھ" ——— ڈاکٹر طارل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا ان کے پیچھے چل پڑا۔ اس نے دروازے میں داخل ہونے سے قبل مڑ کر شاگل کو دیکھا۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ جسے تم نے روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا ہے۔ اب دیکھو وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے اندر جا رہا ہے ——— لیکن

شاگل نے اس طرح مسکراتے ہوئے سر ہلایا جیسے تاسین نے اس سے دوستانہ طور پر الوداع کہا ہو۔

عمران ڈاکٹر طارل اور ڈاکٹر ستیش کے ساتھ چلتا ہوا تھوڑی دیر بعد ان کے خصوصی کمرے میں پہنچ گیا۔ راستے میں موجود کمپیوٹر چیکنگ کا چونکہ وہ پہلے سے ہی انتظام کر آیا تھا ——— اس لئے ظاہر ہے کمپیوٹر نے کوئی وارننگ نہ دی تھی۔

"ہاں تو تاسین۔ تم نے الیون کراس تھرٹی اور تھری کے بارے میں جو تھیوری بتائی تھی۔ کیا تم ڈاکٹر ستیش کے سامنے اُسے دوہراؤ گے تاکہ ہم تفصیل سے اس پر بات چیت کر سکیں" ڈاکٹر طارل نے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا۔

وہ اس وقت ایک میز کے گرد بیٹھے تھے۔ جس پر مختلف کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر ستیش غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"بالکل بھائی صاحب۔ میں نے ایکریمیا میں اس پر سولہ ماہ محنت کی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ڈاکٹر شعیب اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہونے والی گفتگو کا خلاصہ تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ ڈاکٹر طارل۔ آپ کے بھائی تو کمپیوٹر سائنس میں بڑا درک رکھتے ہیں۔ میں ان کی گفتگو سے بے حد متاثر ہوا ہوں" ڈاکٹر ستیش نے تعریفانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر ستیش۔ بہرحال میں آپ جیسے بڑے سائنسدانوں کا مقابلہ تو نہیں کر سکتا۔ میں بہرحال ابھی کمپیوٹر سائنس میں طفلِ مکتب

ہوں" ——— عمران نے انکسارانہ لہجے میں کہا۔

"آپ وہاں ایکریمیا میں کس پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں"

ڈاکٹر ستیش نے کہا۔

"لامحدود۔ ان فنٹی ——— میرا مطلب ہے۔ ایک ایسے کمپیوٹر کی ایجاد جس کی رینج لامحدود ہو۔ اور وہ دنیا کے تمام کمپیوٹرز کو بغیر فاصلے کا لحاظ کئے نہ صرف کنٹرول کرے بلکہ انہیں اپنی مرضی سے آپریٹ بھی کر سکے" ——— عمران نے اپنے ذہن سے ایک آئیڈیا بناتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کی اس بات کا اثر ڈاکٹر طارل اور ڈاکٹر ستیش دونوں پر ایسا ہوا جیسے ان کے سروں پر ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔

"زیرو داور زیرو ——— اوہ اوہ ——— یہ تو ہمارا پراجیکٹ ہے"

ڈاکٹر ستیش نے بے اختیار بولتے ہوئے کہا۔

"زیرو داور زیرو ——— اوہ واقعی میرے پراجیکٹ کا یہ سب سے مناسب نام ہے۔ خوب صورت نام۔ زیرو داور زیرو مطلب ہے لامحدود۔ ان فنٹی" ——— عمران نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تم اس پراجیکٹ پر کس حد تک کامیاب ہو گئے ہو"

ڈاکٹر طارل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"بھائی صاحب۔ بس اسے میرا جنون سمجھ لیجئے۔ ورنہ کامیابی تو ابھی بہت دور ہے۔ شاید میری پوری زندگی صرف ہو جائے۔ لیکن میں کامیاب نہ ہو سکوں اور شاید ہو بھی جاؤں آپ سمجھتے تو

ہیں کہ یہ فی الحال ایک دیوانے کے خواب سے بڑھ کر نہیں ہے"

عمران نے جواب دیا۔

"تمہارے علاوہ اس منصوبے پر اور کون کون کام کر رہا ہے"

ڈاکٹر طارل نے پوچھا۔

"اور کون اس احمقانہ اور جنونیانہ منصوبے پر کام کر سکتا ہے۔ بھائی صاحب۔ میں نے اکیلے ہی اسے سوچا ہے اور اکیلا ہی اس پر کام کر رہا ہوں ——— اور کام بھی کیا کرنا ہے۔ ابھی تو بس سمجھئے کہ خیالی پلاؤ ہی ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"ایک منٹ" ——— ڈاکٹر طارل نے کہا۔ اور پھر ڈاکٹر ستیش کو دوسرے کمرے میں چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

ڈاکٹر ستیش سر ہلاتا ہوا اٹھا اور وہ دونوں ہی ملحقہ کمرے میں چلے گئے۔

"ہونہہ ——— تو یہ بات ہے۔ تم ایسا کمپیوٹر ایجاد کرنے کے درپے ہو جس سے تم پاکیشیا کے دفاع کو اپنے کنٹرول میں کر سکو۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ تم کس طرح ایسا کرتے ہو۔ ابھی تک میرا خیال تھا کہ تمہارے اس پراجیکٹ کا زیادہ سے زیادہ تعلق دوسرے ماسٹر کمپیوٹرز میں گڑبڑ کرنے تک محدود ہو گا ——— اور میں نے تو صرف رعب جمانے کے لئے یہ پلان بتا دیا" ——— عمران نے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ وہ میز پر بکھرے ہوئے کاغذات پر بھی نظریں دوڑائے جا رہا تھا۔ اور پھر اس نے چند کاغذ اٹھائے اور انہیں غور سے دیکھنا شروع کر دیا ——— اور اس کی

آنکھوں میں اب سرد مہری سی ابھر آئی تھی۔

کاغذات دیکھ کر اس کا خیال یقین میں بدل گیا۔ اس نے کاغذات وہیں رکھے اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ایک پیکٹ نکالا جو نیلے رنگ کے سیلوفین پیپر میں لپٹا ہوا تھا ——— اس نے جلدی سے کاغذ کی تہیں کھولیں۔ اور پھر اس میں موجود ایک چپٹا سا پستول نکال کر اس نے جیب میں رکھا اور کاغذ کو دوبارہ تہہ کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر طارل اور ڈاکٹر ستیش باہر آئے دونوں کے چہرے ستے ہوئے تھے۔

"مجھے افسوس ہے تاسین۔ میں ملک کی خاطر تمہاری قربانی دے رہا ہوں۔ مجھے خون کے رشتوں سے اپنے ملک کا مفاد عزیز ہے" ڈاکٹر طارل نے ستے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب بھائی صاحب" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔ لیکن اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب میں رینگ گیا تھا۔ جس میں وہ پستول موجود تھا۔

اسی لمحے عقبی بڑا دروازہ کھلا۔ اور شاگل دو مسلح فوجیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ دونوں فوجیوں کے ہاتھوں میں مخصوص ساخت کی مشین گنیں تھیں۔ شاگل کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔

"ڈاکٹر طارل۔ کیا واقعی آپ نے یہی حکم دیا ہے" شاگل نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"ہاں مسٹر شاگل۔ یہ حکم میں نے دیا ہے۔ یہ میرا چھوٹا بھائی ہے۔

اور مجھے بے حد عزیز ہے۔ لیکن یہ جس منصوبے پر کام کر رہا ہے کافرستان بھی اسی منصوبے پر چل رہا ہے۔ اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کافرستان کے اس پراجیکٹ کے مقابلے میں کام ہو۔ اس لئے آپ اسے لے جائیں اور گولی مار دیں۔ میں پرائم منسٹر صاحب سے بات کر لوں گا" ——— ڈاکٹر طارل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سپاٹ تھا۔

"ڈاکٹر طارل۔ آپ واقعی بے حد عظیم انسان ہیں ورنہ کوئی بھی شخص اس طرح نہیں کر سکتا" ——— شاگل نے کہا اور فوجیوں کو عمران کو پکڑ کر باہر لانے کا اشارہ کیا۔

"ٹھہرو ——— پہلے مجھے میرا قصور بتایا جائے۔ کیا عظمت کے لئے میں ہی قربانی کا بکرا رہ گیا ہوں بھائی صاحب آپ بتائیں آپ نے میرے قتل کا حکم کیوں دیا ہے" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"مرنے سے پہلے سن لو تاسین۔ ڈاکٹر ستیش اور میں زیرو اور زیرو منصوبے پر کام کر رہے ہیں۔ اور ہم نے تقریباً نوے فیصد کام مکمل کر لیا ہے ——— جس پوائنٹ پر ہم اٹکے ہوئے تھے وہ تم نے حل کر دیا ہے۔ کافرستان جب اس پراجیکٹ کا مالک بن جائے گا تو پھر کافرستان پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔ دنیا کی ہر طاقت کافرستان کے سامنے قدم بوس ہو جائے گی ——— اتنے بڑے مقصد کے سامنے اگر میں ایک بھائی کو قربان کر دیتا ہوں تو یہ گھاٹے کا سودا نہیں ہے" ——— ڈاکٹر طارل نے جواب دیا۔

"کیا یہ کاغذات اس زیرداور زیر دیپراجیکٹ سے متعلق ہیں"
عمران نے پوچھا۔
"ہاں ـــــ یہ ہماری اب تک کی محنت کا نتیجہ ہے"
ڈاکٹر طارل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"تو پھر بہتر یہ نہیں ہے کہ یہ منصوبہ پاکیشیا پہنچ جائے"
عمران نے یک لخت مسکراتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا۔
اور اس کی آواز سنتے ہی سب بُری طرح چونکے۔ لیکن شاگل تو
اس بُری طرح لڑکھڑایا کہ اُسے دیوار کا سہارا لینا پڑا۔ عمران نے
جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا تاکہ سب لوگ حیرت میں مبتلا ہو جائیں اور
اُسے پسٹول نکالنے اور فائر کرنے کا موقع مل جائے ـــــ چنانچہ
فقرہ مکمل ہوتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکالا اور
دوسرے لمحے دو دھماکوں کے ساتھ ہی دونوں فوجی چیختے ہوئے
دیوار سے ٹکرائے اور نیچے گر گئے۔
"خبردار شاگل۔ مجھے یقین ہے کہ تم کوئی غلط حرکت نہ کرو گے"
عمران نے چیخ کر دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔
"تت ـــ تت ـــــ تم عمران۔ تم تو زخمی ہو گئے تھے"
شاگل نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا جیسے اچانک اس کی بینائی
چلی گئی ہو۔
"ہاں میں عمران ہوں جسے تم اپنی حفاظت میں یہاں تک لے آئے
ہو۔ ڈاکٹر تاسین بے چارے کی تو ہڈیاں تک گل چکی ہوں گی"
عمران نے کہا۔

اُسی لمحے یک لخت ڈاکٹر ستیش نے پچھلے دروازے کی طرف
دوڑ لگائی وہ شاید ملحقہ کمرے میں گھسنا چاہتا تھا۔ عمران ایک لمحے
کے لئے اس کی طرف متوجہ ہوا تھا کہ شاگل بھوکے عقاب کی طرح
اڑتا ہوا اس سے آ کر ٹکرایا ـــــ اور عمران سمیت پچھلی دیوار سے ٹکرا گیا
ریوالور عمران کے ہاتھوں سے نکل گیا۔
اُسی لمحے ڈاکٹر طارل بجلی کی سی تیزی سے ایک فوجی کی مشین گن کی
طرف لپکا۔ لیکن عمران نے دیوار سے ٹکراتے ہی یک لخت کروٹ
بدلی ـــــ اور اس کے ساتھ ہی اس نے شاگل کو ڈاکٹر طارل پر اچھال
دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران اٹھ کر مزید کوئی اقدام کرتا دروازے
کی طرف بھاگتا ہوا ڈاکٹر ستیش یک لخت پلٹا اور اس نے بجلی سے
بھی زیادہ تیزی سے مشین گن اٹھا کر عمران پر فائر کھول دیا ـــــ عمران
یک لخت فضا میں اچھلا اور گولیوں کی بوچھاڑ اس کے قدموں کے
نیچے سے نکلتی چلی گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر ستیش کو مشین گن کا
زاویہ بدلنے کی مہلت ملتی ـــــ عمران نے فضا میں ہی اس پر
چھلانگ لگا دی۔ وہ ہوا میں تیزی سے رول ہوتا ہوا آگے بڑھا تھا۔
اس لئے مشین گن کی گولیوں سے بال بال بچا۔ اور ڈاکٹر ستیش سے ٹکرا کر
اُسے لیتا ہوا فرش پر گرا ہی تھا کہ شاگل کو اس دوران موقع مل گیا۔
اور اس نے عمران کا ریوالور جھپٹ کر اس پر فائر کھولا ـــــ دوسرے
لمحے کمرہ خوفناک چیخ سے گونج اٹھا۔ لیکن یہ چیخ عمران کی بجائے
ڈاکٹر ستیش کے حلق سے نکلی تھی۔ عمران نے فرش پر گرتے ہی
یک لخت الٹا کر ڈاکٹر ستیش کو اپنی پشت کی طرف اچھال دیا تھا اور

شاگل کی چلائی ہوئی گولی ڈاکٹر سٹیش کے پیٹ میں گھس گئی۔

عمران ڈاکٹر سٹیش کو اچھالتے ہی قلابازی کھا کر ڈاکٹر طارل سے آٹکرایا جو ڈاکٹر سٹیش کی چیخ سن کر اب ٹھٹھک کر رک گیا تھا۔ اور ساتھ ہی اس نے جھٹکے سے ڈاکٹر طارل کو اپنے سینے سے لگا کر ایک طرف کو جھکلا ۔۔۔ اس کا مقصد میز پر پڑے ہوئے وہ کاغذ اٹھانا تھے لیکن اس طرح ڈاکٹر طارل شاگل کی چلائی ہوئی گولی سے تو بچ نکلا۔ لیکن گولی ان کاغذات کے ڈھیر سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی کاغذات میں اس طرح آگ بھڑک اٹھی جیسے وہ پیٹرول کے بنے ہوئے ہوں ۔۔۔ اور عمران ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ کیونکہ کاغذوں کو اس طرح جلتے دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ ان کاغذات کو ٹالبوک کوٹڈ کیا گیا تھا تاکہ نہ ہی ان کی نقل اتاری جا سکے اور نہ ہی ان کا فوٹو کھینچا جا سکے۔ لیکن ٹالبوک مادہ آگ کو انتہائی تیزی سے پکڑتا تھا ۔۔۔ اس لئے گولی لگتے ہی وہ اس طرح بھک کر کے جلنے لگے تھے جیسے کاغذ واقعی پیٹرول کے بنے ہوئے ہوں۔

"یہ کیا کر دیا تم نے" ۔۔۔ ڈاکٹر طارل نے اس حالت میں بھی بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

اور شاگل جو ان کاغذات کو جلتے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ششدر رہ گیا تھا عمران سے مار کھا گیا۔ عمران ۔۔۔ ڈاکٹر طارل کو پکڑے ہوئے یک لخت اچھلا اور اس کی لات پوری قوت سے شاگل کے اس ہاتھ پر پڑی جس میں اس نے پستول پکڑا ہوا تھا۔ اور پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا ۔۔۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ

ڈاکٹر طارل بھی یک لخت جھکائی دے کر عمران کی گرفت سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ ڈاکٹر طارل بجلی کی سی تیزی سے ان کاغذات کی طرف لپکا وہ انہیں بچانے کی کوشش کرنے لگا ۔۔۔ اسے لڑائی وغیرہ سب بھول گئی تھی۔ لیکن شاگل نے ریوالور ہاتھ سے نکلتے ہی یک لخت قلابازی کھائی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اسے پکڑتا۔ وہ اچھل کر نہ صرف اس سے دو فٹ دور کھڑا ہوا بلکہ اس نے قلابازی کھا کر سیدھا ہوتے ہوئے ڈاکٹر سٹیش کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن بھی اٹھالی تھی ۔۔۔ اب عمران براہ راست اس کی مشین گن کی زد میں تھا۔

عمران نے ایک لمحے میں فیصلہ کیا اور جیسے ہی شاگل کے ہاتھ میں مشین گن آئی عمران یک لخت فضا میں اچھلا اور اس نے الٹی قلابازی کھاتے ہوئے اپنا رخ ڈاکٹر طارل کی طرف کر دیا تاکہ شاگل ڈاکٹر طارل کی وجہ سے اس پر فائر نہ کھول سکے ۔۔۔ لیکن شاگل نے اسے ہوا میں ہی ہلاک کرنا چاہا اور اس نے فائر کھول دیا۔ عمران قلابازی کھا کر سیدھا ڈاکٹر طارل کے عقب میں جا گرا۔ اور اسی لمحے ڈاکٹر طارل کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا ۔۔۔ شاگل اپنے ہاتھ کو بروقت نہ روک سکا اور مشین گن کی گولیوں کی بوچھاڑ نے ڈاکٹر طارل کے جسم میں شہد کی مکھیوں کا چھتہ بنا کر رکھ دیا۔ عمران نے فرش پر گرتے ہی یک لخت اپنا نچلا جسم ایک جھٹکے سے اوپر کو کیا اور اس کے پیر اس میز کے کنارے پر پھنس گئے جس پر ڈاکٹر طارل جھکا ہوا تھا ۔۔۔ اور جس پر کاغذات ابھی تک دھڑا دھڑ جل رہے

تھے۔ میز اڑتی ہوئی جلتے ہوئے کاغذات سمیت شاگل سے ٹکرائی اور شاگل چیخ مار کر نیچے گرا۔ اس نے دوبارہ میز کو عمران پر اچھالنے کی کوشش کی —— لیکن پٹرول کی طرح جلتے ہوئے کاغذ ٹھیک اس کے چہرے سے جا ٹکرائے اور شاگل اپنے چہرے کو آگ سے بچانے کے لئے بُری طرح ہاتھ پیر مارنے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن اس کے بالوں نے آگ پکڑ لی تھی —— شاگل بُری طرح اپنے سر کو فرش پر رگڑنے لگا۔ اسے میز ہٹانے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔

عمران نے اطمینان سے آگے بڑھ کر اپنا ریوالور اٹھایا اور پھر لات مار کر میز کو ایک طرف پھینک دیا۔ شاگل کے آدھے سے زیادہ بال جل چکے تھے اور اس کی پیشانی کی کھال بھی جل کر ادھڑ گئی تھی۔ لیکن وہ آگ بجھانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

" اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ شاگل" —— عمران نے ریوالور کا رخ شاگل کی طرف کرتے ہوئے غرا کر کہا۔

اور شاگل ہونٹ بھینچتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بُری طرح مسخ ہو چکا تھا۔ آنکھیں ابل کر باہر کو آ گئی تھیں۔ سر کے آدھے بال جل چکے تھے۔

" اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تم نے اپنے ملک کے نہ صرف دو عظیم سائنسدانوں کو قتل کیا ہے بلکہ اس پراجیکٹ کے کاغذات بھی تمہاری وجہ سے جلے ہیں —— اس لئے تمہاری حکومت نے لازماً تمہیں سزائے موت دینی ہے۔ تو اس سزائے موت پر

عمل درآمد میں اپنے ہاتھوں سے کیوں نہ کر دوں" —— عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

" تت —— تت —— تم یہاں سے زندہ نہ نکل سکو گے" شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میں تمہیں قتل کر کے تمہارے میک اپ میں نکل جاؤں گا میری فکر نہ کرو۔ اپنی آخری خواہش بتاؤ" —— عمران نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

" تم —— تمہاری یہ جرأت کہ شاگل کو ایسا کہو" —— شاگل نے یک لخت پاگلوں کے سے انداز میں کہا۔ اور بغیر کچھ سوچے سمجھے اس نے یک لخت عمران پر چھلانگ لگا دی۔ وہ ذہنی طور پر واقعی پاگل ہو چکا تھا —— لیکن دوسرے لمحے عمران کا زوردار مکہ کھا کر وہ چیختا ہوا اچھل کر دیوار سے ٹکرایا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ گولی شاگل کے کان کو چھوتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی اور شاگل بُری طرح چیخ پڑا —— اب پہلی بار اس کے چہرے پر موت کی دہشت پھیلنے لگی تھی۔

" یہ گولی تمہاری کھوپڑی میں بھی سوراخ کر سکتی تھی۔ سمجھے۔ بولو دکھاؤں مظاہرہ" —— عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

" مم —— مم —— مجھے مت مارو۔ میں تمہیں یہاں سے نکال دوں گا" —— شاگل نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔

" سنو —— میں شکست تسلیم کر لینے والوں پر گولی نہیں چلایا کرتا۔ اس لئے تمہیں آخری موقع دے رہا ہوں۔ اب تم مجھے

ہیلی کاپٹر پر بٹھا کر میری سرحد تک چھوڑ آؤ گے۔ اور جہاں تم نے راستے میں کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی وہیں ڈھیر کر دوں گا"۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مم ـــ مم ـــ میں تیار ہوں" ـــ شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو اٹھ کر آگے بڑھو۔ فوجی کی ٹوپی پہن لو۔ میں تمہارے پیچھے آ رہا ہوں۔ ریوالور میری جیب میں ہو گا۔ اور تم جانتے ہو کہ جیب میں ہونے کے باوجود گولی ٹھیک تمہارے دل میں گھسے گی"۔ عمران نے ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ اندر ہی تھا۔ اُسے واقعی یہاں شاگل کی ضرورت تھی۔ ورنہ اس کے لئے یہاں سے نکلنا بڑا مشکل ہو جاتا ـــ اس لئے وہ شاگل کو صرف ڈرانے کی حد تک ہی رہا۔

"شاگل ہونٹ بھینچے دروازے کی طرف بڑھا۔ عمران اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ دروازہ کھول کر وہ طویل راہداری میں آئے۔ اور پھر اس گیٹ پر پہنچ گئے جہاں فوجی اور شاگل کے مسلح آدمی موجود تھے۔

"سر ـ سر" ـــ ایک آدمی نے حیران ہو کر کہا۔ وہ شاید شاگل کے سر پر آدھی پیشانی تک آئی ہوئی فوجی کی ٹوپی دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔ سنو۔ دونوں فوجی اندر موجود ہیں۔ اور ڈاکٹر طارق اور ڈاکٹر ستیش کام میں مصروف ہیں۔ ہم نے دارالحکومت سے ایک ضروری کاغذ لینا ہے ـــ ہم ایک گھنٹے تک آ رہے

ہیں کوئی ڈسٹرب نہ کرے" ـــ شاگل نے اُسی طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے آگے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران مسکراتا ہوا اس کے ساتھ تھا۔ درمیانی راہداری سے گزرتے ہوئے کمپیوٹر نے بار بار ریڈ وارننگ دی۔ اور ہر بار فوجیوں نے گنیں سیدھی کر لیں۔

"میرے پاس ریوالور ہے۔ ڈونٹ وری" ـــ شاگل نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی پوری طرح تعاون کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ عمران کو اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کی موت تو بعد میں ہو گی۔ البتہ اس کی گولی پہلے شاگل کے دل میں اتر چکی ہو گی

"چلو۔ ہیلی کاپٹر چلاؤ" ـــ عمران نے ہیلی کاپٹر میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور شاگل نے پائلٹ سیٹ سنبھالی۔ اور ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔

"شوگران کی طرف لے چلو۔ میں نے تمہارے فوجیوں کے پہرے دیکھے ہیں وہ جلد ہی اصل حقیقت معلوم کر لیں گے" عمران نے ریوالور باہر نکالتے ہوئے کہا۔ اور شاگل نے ہیلی کاپٹر کا رخ شوگران کی سرحد کی طرف موڑ دیا۔

"تم مجھے اپنی حفاظت میں لے آئے تھے۔ اب اپنی حفاظت میں لے جا رہے ہو۔ کاش تم ان کاغذات پر گولی نہ چلاتے تو پاکیشیا کا کام بن جاتا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن شاگل نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اُسی طرح ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اور ہیلی کاپٹر خاصی بلندی پر اڑتا ہوا شوگران کی سرحد کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ نیچے اونچی نیچی پہاڑیاں تھیں۔

"ارے یہ کیا" ---- اچانک شاگل نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران نے یک لخت مڑ کر نیچے دیکھا۔ دوسرے لمحے عمران کے پہلو میں زوردار لات لگی اور عمران اچھل کر ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے یوں باہر فضا میں نکلا جیسے گولی بندوق سے نکلتی ہے۔

"ہا۔ ہا۔ ہا ---- آخر تم مار کھا گئے" ---- نیچے گرتے ہی عمران کے کانوں میں شاگل کا جذباتی انداز کا قہقہہ پڑا۔ اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ واقعی وہ ایک بالکل عام سے انداز میں مار کھا گیا تھا ---- اور اب اتنی بلندی سے نیچے پہاڑی چٹانوں میں گرنے سے اس کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ بچ سکتی تھی۔

عمران کسی بھاری پتھر کی طرح نیچے گرا جا رہا تھا۔ اور اس کے ذہن پر بار بار اندھیرے جھپٹا مار رہے تھے۔ لیکن عمران نے مسلسل اپنے ہوش و حواس قائم رکھنے کی کوشش جاری رکھی ---- پہاڑی چٹانیں انتہائی تیز رفتاری سے قریب آتی جا رہی تھیں اور عمران کو اپنی موت یقینی نظر آ رہی تھی۔ لیکن وہ آخری سانس تک جدوجہد کرنے کا قائل تھا ---- اس لئے اس نے حتی الوسع اپنے حواس قائم رکھنے کی کوشش کی تھی۔

جیسے جیسے عمران نیچے گرتا جا رہا تھا۔ اس کی رفتار بھی اُسی طرح تیز ہوتی جا رہی تھی۔ یک لخت عمران کو ذرا دور پانی کی جھلک محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اپنے جسم کو زور سے اُسی طرف جھٹکا دیا۔ او۔ اس کا جسم جھکولا کھا کر تیزی سے اس طرف کو بڑھا۔ لیکن رفتار

زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ اس پانی کی جھلک سے آگے بڑھ گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے یک لخت اپنے جسم کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے فضا میں ہی الٹی قلابازی کھائی۔ گو ایسا اس نے انتہائی مشکل سے کیا تھا ---- کیونکہ اتنی تیز رفتاری سے گرتے ہوئے اس طرح کی قلابازی کھانا تقریباً ناممکن تھا۔ لیکن عمران نے کوشش کی اور پھر اس کی کوشش کامیاب ہو گئی اور دوسرے لمحے وہ قوس کی طرح قلابازی کھا کر سر کے بل نیچے پانی کی ایک چھوٹی سی جھیل میں گر گیا ---- اس کا جسم الٹے انداز میں پانی کے اندر تیزی سے گرتا گیا۔ جھیل کی گہرائی کچھ زیادہ نہ تھی۔ اس لئے نیچے گرتے ہوئے عمران نے ایک بار پھر اپنے اوپر والے جسم پر پورا دباؤ ڈالا اور دوسرے لمحے وہ پشت کے بل جھیل کی نچلی سطح سے ایک زوردار دھماکے سے ٹکرایا ---- اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے پانی میں گرنے کے باوجود اس کی ہڈیاں بُری طرح ٹوٹ کر بکھر چکی ہوں۔ اس کا سانس رکنے لگا۔ لیکن اس طرح دھماکے سے گرنے کا ایک فائدہ بھی ہوا کہ پانی نے اس کے جسم کو اتنی ہی تیزی سے اوپر سطح کی طرف اچھالا ---- اور دوسرے لمحے اس کا سر اور آدھے سے زیادہ جسم پانی سے باہر آ گیا۔ عمران نے ایک لمبا سانس لیا۔ اور ایک بار پھر پانی کے اندر چلا گیا ---- لیکن اب وہ اپنے آپ کو کنٹرول میں کر چکا تھا اس لئے اطمینان سے واپس اوپر آیا اور پھر تیرتا ہوا جھیل کے کنارے پر پہنچ کر باہر آ گیا۔ اس کا جسم پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ اُسی

لمحے اُسے اوپر ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ تو وہ تیزی سے رینگتا ہوا ایک قریبی چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ اب وہ شاگل سے اس دھوکے کا بدلہ لینے کا پورا فیصلہ کر چکا تھا ____ ہیلی کاپٹر جھیل کے اوپر ایک لمحے کے لئے چکراتا رہا۔ اور عمران ہونٹ بھینچے خاموش پڑا رہا۔ وہ اس کے نیچے اترنے کے انتظار میں تھا۔ لیکن دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر سے جھیل کے پانی میں تیز فائرنگ کی جانے لگی۔ ہیلی کاپٹر اب جھیل کے اوپر معلق تھا ____ شاید ہیلی کاپٹر کے اندر کوئی مشین گن موجود تھی۔ کیونکہ گولیاں بارش کی طرح جھیل کے پانی پر پڑ رہی تھیں۔ اور اگر ایک لمحے پہلے عمران جھیل سے باہر نہ آ چکا ہوتا تب تو اس کی موت یقینی تھی۔

چند لمحے گولیاں برسانے کے بعد ہیلی کاپٹر یک لخت پلٹا اور پچھلی چٹانوں کی طرف بڑھ گیا۔ عمران آہستہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ شاگل اب ہیلی کاپٹر اتارے گا اور تصدیق کے لئے آئے گا ____ لیکن شاگل شاید کچھ ضرورت سے زیادہ ہی خوفزدہ یا محتاط تھا۔ عمران نے دیکھا کہ ہیلی کاپٹر تیزی سے دور بڑھا جا رہا تھا اور اب عمران سمجھ گیا کہ وہ فوج کو اس علاقے کو گھیرنے کا حکم دے گا۔ اس لئے وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا ____ شوگران کی سرحد یہاں سے کافی دور تھی۔ اس لئے عمران جانتا تھا کہ وہ پیدل یہاں سے شوگران کی سرحد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس نے جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا ____ اور جیب میں ابھی تک مخصوص سیلو فین میں لپٹا ہوا سامان موجود تھا۔ ریوالور تو ہیلی کاپٹر سے

گرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا لیکن باقی سامان جیب میں تھا۔ اس نے جلدی سے کاغذ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال کر وہ ایک بڑی چٹان کی اوٹ میں بیٹھ گیا ____ اس نے ڈبیا کے نیچے انگوٹھے سے ایک چھوٹا سا بٹن دبایا تو ڈبیا میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ____ پرنس کالنگ اوور" ____ عمران نے آواز بدل کر کہا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ کال کیچ ہو سکتی ہے۔

"یس سر ____ این اٹنڈنگ اوور" ____ چند لمحوں بعد ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو اوور" ____ عمران نے پوچھا۔

"سر ____ میں دارالحکومت میں ہوں اوور" ____ ناٹران نے جواب دیا۔

"ایسا کرو۔ شوگران ایئر بیس پر بڑے ٹرانسمیٹر سے کال کر کے کمانڈر چانگ شی کو کہو کہ وہ کافرستان کی سرحد میں ایک ہیلی کاپٹر مسلح جہازوں کی حفاظت میں بھیج دے ____ میرا یہ ٹرانسمیٹر سرحد پار کال نہیں کر سکتا۔ اور میں اس وقت شوگران کی سرحد کے قریب زخمی حالت میں موجود ہوں۔ اور شاگل فوج کو میرے پکڑنے کے لئے حرکت میں لے آ رہا ہے اوور" ____ عمران نے کہا۔

"اوہ سر ____ فیصل جان وہیں لاسر شہر میں موجود ہے۔ میں اُسے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو لے لے گا۔ آپ لوکیشن بتائیں اوور" ناٹران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کے پاس تیز رفتار ہیلی کاپٹر ہے اوور" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یس سر ـــــ ہنگامی حالات کے لئے میں نے اُسے وہاں رکھا تھا۔ وہ فوجی اڈے پر ہی ایک فوجی پائلٹ کے میک اپ میں ہے۔ آپ لوکیشن بتائیں اوور" ـــــ ناٹران نے تیز لہجے میں کہا۔

"پہاڑی ہے جس کی چوٹی اوپر سے دو حصوں میں تقسیم ہے اس کے پاس پانی کی جھیل ہے۔ میں اسی کے آس پاس ہوں اوور" عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا۔ فیصل جان ابھی وہاں پہنچ جائے گا۔ وہ آپ کو تین لگاتار فائر کر کے اپنی شناخت دے گا" ـــــ ناٹران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جلد بھیجو اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

اور پھر وہ وہیں چٹان کی اوٹ میں بیٹھ گیا۔ اس کی کمر میں شدید تکلیف تھی اور وہ واقعی تیز چلنے سے معذور ہو گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک دس کے قریب جنگی ہیلی کاپٹر فضا میں نمودار ہوئے اور عمران اچھل کر چٹان کی اوٹ میں ہو گیا ـــــ وہ تیزی سے پھیل کر اس علاقے پر گشت کرنے لگے اور عمران سمجھ گیا کہ فوجی جیپوں کے آنے تک وہ علاقے کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اور پھر ان ہیلی کاپٹروں سے کہیں کہیں تیز فائرنگ اور شیلنگ بھی کی جانے لگی ـــــ اب فیصل جان کا پہنچنا بے حد مشکل ہو گیا تھا۔ اور عمران سوچ رہا تھا کہ اس

بار واقعی وہ مشکل میں پھنس گیا ہے۔ کاش وہ تھوڑا سا محتاط رہ جاتا تو یہ مسئلہ پیش نہ آتا لیکن بعض اوقات انتہائی ہوشیار آدمی بھی عام سے حربے سے مار کھا جاتا ہے ـــــ اور آج اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا تھا۔ بڑی بڑی خطرناک ترین سچویشنز میں اس نے ہمیشہ اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھا تھا۔ لیکن یہاں وہ ایک عام سے حربے سے مار کھا گیا تھا ـــــ دراصل اُس نے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ شاگل اس حد تک چلا جائے گا

اچانک ان ہیلی کاپٹروں میں سے ایک نے چکر لگاتے ہوئے غوطہ کھایا۔ اور ساتھ ہی اس نے تین لگاتار فائر کئے۔ اور عمران چونک کر اٹھ کھڑا ہوا ـــــ اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر کو اٹھنے لگا۔ عمران جلدی سے دوبارہ چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ فیصل جان اب باقی ہیلی کاپٹروں کو چکر دے کر نیچے اترے گا ـــــ فیصل جان کی اس سکواڈرن میں موجودگی کا مطلب تھا کہ اس کی کال شاگل نے نہیں سنی۔ ورنہ ظاہر ہے وہ اس طرح جنگی ہیلی کاپٹروں کو نہ لے آتا۔ کیونکہ ناٹران نے بتایا تھا کہ فیصل جان اڈے پر پائلٹ کے روپ میں ہی موجود ہے ـــــ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر نے ایک بار پھر غوطہ لگایا اور پھر وہ تیزی سے چٹان کے پیچھے کی سائیڈ میں کافی نیچے تک آ گیا۔ اس وقت باقی ہیلی کاپٹر دور تھے۔ عمران تیزی سے چٹان کے پیچھے سے نکلا ـــــ اور پھر وہ نہ دوڑ سکنے کے باوجود بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اچھلا اور ہوائی جمپ لگا کر وہ ہیلی کاپٹر کے اوپر چڑھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔

"جلدی سے پچھلی سیٹ پر لیٹ جائیے سر" ـــــ فیصل جان کی آواز سنائی دی۔ اور عمران تیزی سے کھسک کر پچھلی سیٹ پر لیٹ گیا تاکہ دوسرے ہیلی کاپٹرز کو نظر نہ آ سکے۔ فیصل جان ہیلی کاپٹر کو دوبارہ بلندی پر لے گیا تھا

"سر۔ اب شوگران تو نہیں جا سکتے۔ واپس اڈے پر جانا ہو گا" فیصل جان نے کہا۔

"نہیں ـــــ اڈے پر میں پھنس جاؤں گا۔ پوری حکومت کی مشینری اس وقت تک حرکت میں آ چکی ہو گی۔ شاگل اپنی جان بچانے کے لئے پورے ملک کی سرحدوں پر میری گرفتاری کے لئے موت کے پہرے بٹھا دے گا ـــــ تم اپنی یونیفارم اتار کر پیچھے پھینکو اور لمبا چکر لگاؤ۔ تاکہ میں اس دوران اسے پہن لوں جلدی کرو" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور فیصل جان نے ہیلی کاپٹر کو سائیڈ پر کیا اور جلدی سے یونیفارم کی قمیض کے بٹن کھولنے لگا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ نمبر تھرٹی۔ تم ادھر کہاں جا رہے ہو اوور" اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ادھر میں نے حرکت دیکھی ہے اوور" ـــــ فیصل جان نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے یک لخت ہاتھ چھوڑ کر قمیض کو کالر سے پکڑ کر جلدی سے کھینچ کر اتار لیا اور پیچھے عمران کی طرف اچھال دیا۔

"گھما کر مشرق کی طرف لے جاؤ" ـــــ عمران نے کہا۔ اور فیصل جان نے ہیلی کاپٹر کو سنبھالا اور پھر اسے گھماتا ہوا مشرق

کی طرف لے جانے لگا۔

"اب ہٹ جاؤ" ـــــ عمران نے آگے بڑھ کر کہا۔ اور فیصل جان اچھل کر ایک سائیڈ پر ہٹا۔ ہیلی کاپٹر نے تیزی سے غوطہ کھایا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران نے سیٹ پر بیٹھ کر اسے سنبھال لیا۔ اب نیچے دوڑتی ہوئی فوجی جیپیں صاف نظر آنے لگی تھیں۔ اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز نکلی۔

"کمانڈر ایئر بیس کالنگ۔ نمبر تھرٹی میں اصل پائلٹ نہیں ہے۔ اصل پائلٹ کی لاش مل گئی ہے۔ اس ہیلی کاپٹر کو اڑا دو اوور" کوئی شخص حلق کے بل چیخ رہا تھا۔

"نمبر تھرٹی پہلے ہی اڑ رہا ہے جناب کمانڈر صاحب۔ اور یہ بھی سن لو کہ میرا نام علی عمران ہے وہی علی عمران جسے تمہارا سیکرٹ سروس کا چیف پاگلوں کی طرح تلاش کر رہا ہے اوور" ـــــ عمران نے ہاتھ بڑھا کر بٹن دباتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے غوطہ لگایا اور اپنی پشت پر آتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو یک لخت آگے کی طرف چھوڑ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے اوپر اٹھا اور اس نے فائر کھول دیا ـــــ ہیلی کاپٹر ایک دھماکے سے فضا میں ہٹ ہو گیا۔ اسی لمحے باقی آٹھ ہیلی کاپٹر بجلی کی سی تیزی سے اس پر جھپٹے۔ لیکن عمران تو کسی ماہر ترین جنگی پائلٹ کی طرح فضا میں ہی ہیلی کاپٹر کو قلابازیاں دیتا ہوا اس طرح یک لخت نیچے کی طرف آیا کہ دو ہیلی کاپٹر خود بخود فائرنگ ٹارگٹ میں آ گئے ـــــ اور اس کے ساتھ فضا میں دھماکے ہوئے اور دونوں ہیلی کاپٹر ہٹ

ہو گئے۔

"ویل ڈن سر" ——— فیصل جان کی تحسین آمیز آواز سنائی دی۔

"اب ان سب کو ختم کر کے ہی جاؤں گا۔ یہاں جنگی جہاز تو قریب موجود نہیں ہیں" ——— عمران نے تیزی سے سائیڈ کے بل غوطہ کھاتے ہوئے کہا۔ اور اس کا ہیلی کاپٹر ہٹ ہونے سے بال بال بچ گیا۔

اسی لمحے عمران نے فضا میں اٹھتے ہوئے قلابازی کھائی اور دو اور دھماکے ہوئے۔ عمران نے انتہائی جنگی مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو اور ہٹ کر دیئے تھے۔

فضا میں انتہائی خوف ناک جنگ جاری تھی۔ اب چار ہیلی کاپٹر بڑے محتاط انداز میں اسے گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ عمران نے ہونٹ بھینچے ——— اور پھر ہیلی کاپٹر کو سیدھا اڑانے لگا۔ تاکہ اس کے پیچھے آنے والا ہیلی کاپٹر رفتار تیز کر کے اسے ہٹ کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اور وہی ہوا۔ لیکن جیسے ہی ہیلی کاپٹر اس کی عین پشت پر آیا ——— اس بار عمران نے یک لخت ہیلی کاپٹر کو عمودی انداز میں اوپر اٹھا لیا۔ اور آگ کے شعلے اس کی دم کے بالکل نیچے سے نکلتے چلے گئے۔ عمران کے ہیلی کاپٹر نے قلابازی کھائی اور ایک ہیلی کاپٹر کے عقب میں آ کر فائر کھول دیا۔ پانچواں بھی ہیلی کاپٹر ہٹ ہو گیا تھا ——— لیکن اسی لمحے اس نے تیزی سے قلابازی کھا کر ایک ہیلی کاپٹر سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش

کی جو انتہائی مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یک لخت اس کے عقب میں آ گیا تھا۔ لیکن عمران کے بچاتے بچاتے ہی اس کے ہیلی کاپٹر کی دم ٹارگٹ میں آ گئی ——— اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور وہ بری طرح ڈولتا ہوا نیچے گرنے لگا۔ عمران کا ہیلی کاپٹر ہٹ ہو چکا تھا۔

"نیچے کود جائیے سر ——— ہیلی کاپٹر پھٹنے والا ہے" فیصل جان نے چیختے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ ابھی دو تین منٹ رہتے ہیں" ——— عمران نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر مشینری سے جیسے کشتی لڑنی شروع کر دی۔ وہ ایک لمبا غوطہ لگا کر نیچے جا رہا تھا۔ باقی ہیلی کاپٹر تیزی سے ہٹ گئے تھے ——— کیونکہ ان کے خیال کے مطابق ہیلی کاپٹر ہٹ ہو کر اب لازماً نیچے چٹانوں سے ٹکرائے گا۔ فیصل جان کے چہرے پر سخت بے چینی کے آثار تھے۔ لیکن عمران مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا مشینری سے مسلسل کشتی کرنے میں مصروف تھا ——— ہیلی کاپٹر یک لخت ایک جھٹکے سے اوپر آسمان کی طرف اٹھنے لگا۔ اور پھر ایک لمبی قوس بناتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اونچی نیچی پہاڑیاں اب بالکل قریب آتی جا رہی تھیں۔ لیکن ہیلی کاپٹر کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ یہ پہاڑیاں کسی تیز چلنے والی فلم کی طرح نظروں سے گزری چلی جا رہی تھیں ——— فیصل جان کو اب موت کا مکمل یقین ہو چکا تھا۔ لیکن عمران اسی طرح اطمینان سے بیٹھا تھا ہیلی کاپٹر کی بلندی لمحہ بہ لمحہ کم ہوتی جا رہی تھی۔

"ہوشیار — پیراٹروپنگ کے انداز میں چھلانگ لگانی ہے"
عمران نے یک لخت ہیلی کاپٹر کو لٹو کی طرح گھماتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کی رفتار کم ہوئی۔ اور عمران اور فیصل جان دونوں نے بیک وقت باہر چھلانگیں لگا دیں — اور ہیلی کاپٹر سامنے والی پہاڑی سے ٹکرا کر ایک زوردار دھماکے سے تباہ ہو گیا۔ ان دونوں کے جسم بجلی کی سی تیزی سے نیچے موجود وادی میں گرنے لگے — لیکن اُسی لمحے ان دونوں نے اپنے آپ کو سنبھال کر یک لخت قلابازیاں کھائیں اور پھر ان کے پیر جیسے ہی زمین سے ٹکرائے وہ اس طرح قلابازیاں کھاتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے گئے جیسے عالمی مقابلہ جمناسٹک میں دو ماہر اپنا اعلیٰ ترین مظاہرہ کر رہے ہوں — مسلسل چودہ پندرہ قلابازیاں کھانے کے بعد وہ بمشکل اپنے آپ کو کنٹرول میں کر کے کھڑے ہونے میں کامیاب ہو سکے۔

"یہ تو معجزہ ہی ہو گیا سر" — فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسے معجزوں سے ہی جانیں بچا کرتی ہیں۔ اگر بلندی زیادہ ہوتی تو ہمارے جسموں کے ٹکڑے قلابازیاں کھاتے پھر رہے ہوتے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے انہیں ایک جیپ کی آواز سنائی دی۔ اور وہ دونوں چونک کر ادھر دیکھنے لگے۔ یہ فوجی جیپ تھی۔

"وہ آ رہے ہیں سر" — فیصل جان نے تیز لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ بس ہاتھ اٹھا دو۔ یہ شوگران کی جیپ ہے۔ اس لئے تو میں جان بوجھ کر ہیلی کاپٹر میں بیٹھا رہا۔ کہ ہیلی کاپٹر گرے بھی سہی تو کم از کم شوگران کی سرحد میں گرے — تم نے جیپ پر شوگران کا مخصوص نشان نہیں دیکھا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فیصل جان کے چہرے پر گہرا اطمینان چھا گیا۔

جیپ ان کے قریب آ کر رکی اور اس میں مشین گنوں سے مسلح چار فوجی نکل کر تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔

"خبردار — ہینڈز اپ" — ایک فوجی نے چیخ کر کہا۔

"ارے بھائی ہم خبردار بھی ہیں اور ہینڈز اپ بھی۔ اب یہ اور بات ہے کہ اگر تم ہینڈز اپ کی بجائے فٹ اپ کہہ دیتے تب مشکل ہو جاتی" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"انہیں باندھ لو" — اُسی فوجی نے چیخ کر دوسرے سے کہا۔

"باندھنے کی ضرورت نہیں۔ پاکیشیا اور شوگران پہلے ہی دوستی میں بندھے ہوئے ہیں۔ کمانڈر جانگ شی سے بات کراؤ" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ آپ کی آواز تو میں نے پہلے سنی ہے۔ آپ کا تعلق پاکیشیا سے ہے لیکن آپ تو کافرستان کی طرف سے آئے ہیں" — فوجی نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس میں تو لطف ہے کہ دشمن کی طرف سے دوست بھیجے جائیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر خود ہی جیپ میں سوار ہو گیا — ظاہر ہے فیصل جان نے اس کی پیروی کرنی تھی۔

فوجیوں نے کوئی تعرض نہ کیا۔ اور دوسرے لمحے جیپ تیزی سے واپس مڑ کر دوڑنے لگی۔

"سر ۔۔۔ وہ پلان کا کیا ہوا۔ آپ تو لیبارٹری میں گئے تھے۔" فیصل جان نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"وہ پلان ہی زیرو اوور زیرو تھا۔ اس لئے وہ وہیں لیبارٹری میں ہی زیرو ہو گیا۔ بلیک زیرو تو پہلے ایکسٹو کے پاس موجود ہے۔ اس لئے میں اور زیرو کہاں اٹھاتا پھرتا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور فیصل جان صرف سر ہلا کر رہ گیا۔ ظاہر ہے اب عمران کی بلیک زیرو والی بات تو اس کی سمجھ میں نہ آسکتی تھی اس لئے وہ یہی سوچ کر رہ گیا کہ عمران شاید ان فوجیوں کی موجودگی میں کچھ بتانا نہیں چاہتا ۔۔۔ اور عمران یہ سوچ سوچ کر دل میں ہنس رہا تھا۔ کہ بے چارہ شاگل زندہ تو بچ گیا تھا لیکن اب حکومت کی طرف سے اس کا جو حشر ہو گا وہ واقعی قابل دید ہو گا۔ کیونکہ وہی اُسے ساتھ لے گیا تھا۔ اور وہی اُسے ساتھ بھی لے آیا تھا۔

ختم شد

مظہر کلیم ایم اے
ازمطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان